دیوانِ
حضرت
حسان بن ثابت
انصاری رضی اللہ عنہ
(مترجم)
تحقیق و ترجمہ
مولانا محمد اویس سرور دامت برکاتہم
مکتبہ رحمانیہ
اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون: 042-7224228-7221395

دیوانِ حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ

شاعرِ دربارِ رسالت، حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے مجموعۂ شاعری کا عام فہم ترجمہ اور جامع تشریح۔ زمانۂ جاہلیت اور دورِ اسلام کی شاعری کا حسین امتزاج جس کا مطالعہ علم و ادب کے دروازے کھولے گا

تحقیق و ترجمہ

مولانا محمد اویس سرور دامت برکاتہم

مکتبہ رحمانیہ

MAKTABA-E-REHMANIA

اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون: 042-7224228-7355743

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب: .... دیوان حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ

تحقیق وترجمہ: .... مولانا محمد اویس سرور مدظلہم

ناشر: .... مکتبہ رحمانیہ

مطبع: .... لٹل سٹار پرنٹرز لاہور

استدعا

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہ کرم مطلع فرمادیں۔ ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لیے ہم بے حد شکرگزار ہوں گے۔ (ادارہ)

لِسَانِیْ صَارِمٌ لَّا عَیْبَ فِیْہِ
وَبَحْرِیْ لَا تُکَدِّرُہُ الدِّلَاءُ

مرے اشعار کا رتبہ جہاں میں اعلیٰ ٹھہرا ہے
"نتیجۂ فکر" میرا سمندر سے بھی گہرا ہے

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے

عرض ناشر

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اسلامی شاعری میں جو مقام اور مرتبہ حاصل ہے، وہ بے مثال ہے۔ ان کی شان وعظمت کا مقابلہ کوئی شاعر نہیں کر سکتا۔ وہ حضرات صحابہ میں سے بھی اس اعتبار سے منفرد حیثیت کے مالک تھے کہ ان کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اے حسان! تو ان مشرکوں کو جواب دے، روح القدس تیری مدد کرے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وستائش اور غزوات کے بارے میں کہے ہوئے آپ کے اشعار شہرۂ آفاق حیثیت کے حامل ہیں۔

ایک مدت سے ہماری یہ دلی تمنا تھی کہ مداح رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلامِ مبارک اپنے ادارے کی جانب سے شائع کیا جائے۔ چنانچہ فاضل مکرم مولانا محمد اویس سرور حفظہ اللہ نے ہماری گذارش پر اس عظیم کام کا بیڑا اٹھایا اور اسے بڑی محنت سے پایہ تکمیل تک پہنچانے کا اعزاز حاصل کیا۔ انہوں نے صرف ترجمہ ہی نہیں کیا بلکہ سیدنا حسان رضی اللہ عنہ کے کلام کی شرح اور اس کے پس منظر سے بھی قارئین کو آگاہ کیا ہے۔

کتاب کی طباعت اور جلد بندی معیاری بنانے کی حتی الوسع کوشش کی گئی ہے، اس کے باوجود اگر کوئی فنی نقص سامنے آئے تو اس کی نشاندہی پر ادارہ شکر گزار ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کاوش کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرمائے اور میرے لئے، مولانا محمد اویس سرور حفظہ اللہ کے لئے، مکتبہ رحمانیہ کی پوری ٹیم اور جملہ معاونین کے لئے نجات اور قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حصول کا ذریعہ بنائے۔ آمین

مقبول الرحمن

۲۲ر جنوری ۲۰۰۹ء

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اشعار امت اسلامیہ کی ایک میراث، اس کی تاریخ اور اس کا ایک عظیم گنجینہ اور خزینہ ہیں، آپ کے اشعار قرونِ اولیٰ کے دور کی ایک مستند تاریخ کی حیثیت رکھتے ہیں، انہیں پڑھ کر اس دور اور معاشرے کی گہرائیوں کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ علاوہ ازیں محبت کی گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے نعتیہ اشعار اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح وثنا میں کہے ہوئے قصیدے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی شاعری کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔

''مکتبہ رحمانیہ'' کی انتظامیہ نے مجھ سے فرمائش کی کہ میں ''دیوان حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ'' کا ترجمہ اور تشریح لکھوں، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کام کو شروع کیا اور اپنی بساط کے مطابق اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کا اعزاز حاصل ہوا۔

''دیوان حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ'' کے ترجمہ وتشریح کا کام مندرجہ ذیل خصوصیات پر مشتمل ہے۔

1- ''دیوان حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ'' کے تمام اشعار پر اعراب لگا دیئے گئے ہیں۔

2- تمام قصائد کی بحروں کو عنوان کے ساتھ ذکر کر دیا ہے۔

3- ترجمہ کو عام فہم اور عمومی بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔

4- دیوان حسان رضی اللہ عنہ میں آنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دوسری شخصیات کا جامع تعارف کروانے کی سعی کی گئی ہے۔

5- ان واقعات کی تفصیل تاریخی کتب سے پیش کر دی گئی ہے جن کی طرف حضرت

حسان رضی اللہ عنہ نے اپنے اشعار میں اشارہ کیا ہے۔

6- ہر ممکن حد تک یہ کوشش کی گئی ہے کہ اشعار کا پس منظر بھی ذکر ہو جائے۔

7- جن اشعار کے ترجمہ میں ایک معنی سے زیادہ کا احتمال شارحین نے ذکر کیا ہے ان کے دونوں معنی ذکر کر دیئے گئے ہیں۔

8- جن الفاظ کے معنی میں ایک سے زیادہ احتمال تھے ان کے مزید معنی تشریح میں ذکر کر دیئے گئے ہیں۔

9- کتاب کے شروع میں شعر کی ادبی اہمیت اور اسلام میں اس کا حکم مستند حوالہ جات سے نقل کر کے پیش کر دیا گیا ہے۔

10- حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے تفصیلی حالات اور آپ کی شاعری کے اجزاء کو دیوان سے پہلے ذکر کر دیا ہے۔

11- جن کتابوں کی مدد سے اس شرح کو مدون کیا گیا ہے ان کی تفصیلی فہرست آخر میں دے دی ہے۔

ترجمہ وتشریح کے دوران دیوان حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے درج ذیل دو نسخے ہمارے سامنے رہے:

1- دیوان حسان بن ثابت الأنصاری، للدکتور عمر فاروق الطباع، شرکة دار الأرقم بن أبی الأرقم، بیروت، لبنان.

2- شرح دیوان حسان بن ثابت الأنصاری، لعبد الرحمن البرقوقی، بتحقیق الدکتور یوسف الشیخ محمد البقاعی، دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان. 1427ھ / 2006م

ان دونوں کتابوں کے حوالے دینے کا ہر جگہ التزام نہیں کیا گیا کیونکہ یہ دونوں کتابیں ہمارے لئے ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

دیوان حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے تفصیلی اور دقیق مطالعہ کے بعد بندہ کی رائے یہ ہے کہ دینی اور عصری جامعات میں دیوان حسان رضی اللہ عنہ کو بطور نصاب شامل کیا جائے، تاکہ

طلبہ امت مسلمہ کے اس عظیم شاعر کی لاجواب شاعری کو پڑھیں اور اسلامی ادب سے کما حقہ آشنا ہوسکیں۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی شاعری جاہلی اور اسلامی ادب کا حسین امتزاج ہے، اسے پڑھ کر یقیناوہ فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں جو خالصۃ جاہلی ادب کی کتابیں پڑھ کر حاصل نہیں ہوسکتے، اس پر مستزاد ان اشعار کی نورانیت اور وہ جذبہ ہے جس کے تحت یہ اشعار کہے گئے۔

دیوانِ حسان رضی اللہ عنہ کا یہ ترجمہ اور تشریح ایک طالب علمانہ کاوش ہے، جس میں بہر حال غلطی کا احتمال موجود ہے، دوران مطالعہ اگر کوئی غلطی یا کجی نظر آئے تو اسے ایک طالب علم کی لغزش قلم سمجھ کونظر انداز فرمایئے۔

اللہ تعالی اس عمل کواپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ نیز اسے راقم اور جملہ معاونین کے لئے نجات کا ذریعہ بنادے۔

چنا ہے میں نے ورق ورق سے حسین پھولوں کا اک مجسم
عروج ہوگا یہ میرے فن کا قبولیت کا ملے جو سنگم
ترے کرم سے قبول ہوں گے یہ حرف چنداں، عیاں ہے گرچہ
زباں بھی میری فصیح نہیں ہے، بیان وتحریر بھی بے ہنگم

محمد اویس سرور

9 جنوری 2009ء

شعر، ادب کا ایک گرانقدر باب

شعر کی تعریف:

اہل لغت نے شعر کی یہ تعریف کی ہے:

"الشعر هو الكلام الموزون المقفى المعبر عن الأخيلة البديعة و الصور المؤثرة البليغة"

"شعر اس ہم قافیہ اور موزون کلام کو کہتے ہیں جس میں خیالات بدیعہ اور بلیغ و موثر صورتوں کو بیان کیا جاتا ہے"(1)

ادبی صنعتوں میں شعر کو سب سے قدیم شمار کیا گیا ہے۔

شعر اور اہل عرب:

سامی قوموں میں اہل عرب کو شعر کہنے کے فطرتی ملکہ اور ان کے اشعار میں پائی جانے والی بلاغت کے بارے میں بلاشبہ کہا جا سکتا ہے کہ فن شعر میں یہ مقام کسی دوسری قوم کو حاصل نہ ہو سکا۔ اس کے بنیادی اسباب میں ان کی جامعیت لغت، صفاء فطرت، سادہ زندگی، قوت عصبیت، کمال حریت، ذہن کی گہرائی، نظر کی وسعت اور آسمان و صحراء کے درمیان پھیلی ہوئی بے انتہا کائنات کا شب روزہ مشاہدہ ہے۔

شعر پر ان کی قدرت کا یہ عالم تھا کہ جو چیز ان کے دل میں پیدا ہوتی اسے اشعار کے سانچے میں ڈھالنا ان کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔ اسی وجہ سے اشعار کو عربوں کے علوم وحکم کا دیوان قرار دیا گیا۔

(1) تاریخ الأدب العربی، ص 25

دلچسپ امر یہ ہے کہ عربوں کے ہاں شاعری کسی قوم کو عزت بخشنے اور ذلیل کرنے میں بنیادی حیثیت رکھتی تھی، تاریخ ایسے واقعات سے بھری ہوئی ہے کہ کسی قوم کی مدح میں کہے گئے اشعار نے اس کا سر فخر سے بلند کر دیا اور کسی اعلیٰ قبیلہ کی ہجو میں کسی اچھے شاعر کے کہے گئے اشعار نے اس کی عزت کو خاک میں ملا دیا۔ (1)

عربی شاعری کے مضامین:

واضح رہے کہ شعر کا مادہ خیال ہے اور خیال کی غذاء حس ہے، عربی شخص کو دیکھنے کے لئے سوائے خانہ بدوشوں کے چہروں کے کچھ نظر نہ آتا، سننے سنانے کے لئے اس کے پاس سوائے جنگی قصوں کے کچھ نہ تھا، عورت کے حسن و جمال کے علاوہ اسے دیکھنے کے لئے کوئی خوبصورت منظر میسر نہ تھا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے جس حیوان، پہاڑ، وادی، ہتھیار، عورت یہاں تک کھنڈرات کو دیکھا تو انہیں اشعار کے سانچے میں ڈھالنا شروع کر دیا۔ جنگ ہوئی تو ایک نیا موضوع ان کے ہاتھ آیا اس کے واقعات کے تذکرے میں دیوان بھر دیئے۔

موضوع کی قلت کی بنا پر ایسا ہوا کہ اشعار میں تکرار آیا، توارد خاطر ہوا اور اشعار کو چوری کیا گیا۔ نیز اسلوب کی وحدت اور افکار کی مشابہت بھی اسی قلت موضوع کا نتیجہ تھی۔

شعر کی اقسام:

بنیادی طور پر شعر کی تین اقسام بیان کی جاتی ہیں:

1- شعر غنائی یا وجدانی (Lyrique): ایسا شعر جس میں شاعر اپنی طبیعت، شعور اور دل کی بات کو اپنی عبارت پر لے آئے۔

2- شعر قصصی (Eptique): مختلف جنگی واقعات اور حکایات کو شعری سانچے میں ڈھال کر پیش کرنا۔

3- شعر تمثیلی (Dramatique) شاعر کسی واقعہ کو اس طرح موزون کرے کہ

---

(1) تاریخ الأدب العربی، ص: 26

مختلف کردارا سے ڈرامائی صورت میں پیش کر رہے ہوں۔

ان اقسام میں غنائی کو اصل اور بنیاد کا درجہ حاصل ہے۔(1)

جاہلی شاعری کی خصوصیات:

صحرائی زندگی، مشکل حالات، فکر کی حریت، سادہ طرز معاش اور مضبوطی عزم یہ سب وہ عوامل تھے جنہوں نے عرب شعراء کی زندگی میں ایک خاص رنگ بھر دیا۔اس کی روشنی میں ان کی شاعری میں حقائق کی سچی تصویر کشی، تمثیل طبیعت، اور مبالغہ کی ندرت نظر آتی ہے۔

دوستوں اور اہل قبیلہ کی مدح وثناء، دشمنوں کی ہجو، حماسہ، محبوبہ اور اس کے دیار کا ذکر، حیوانات کے اوصاف، ہتھیاروں کی قوت، مرنے والوں کے مرثیے اور جنگی کارناموں کا تذکرہ اہل عرب کی شاعری کے بنیادی عناصر طے کئے گئے ہیں۔

---

(1) تاریخ الأدب العربی،ص:26

شعر، اسلام کی نظر میں

آمد اسلام سے پہلے شعر گوئی کو عربوں میں جو اہم مقام حاصل تھا اس کا ایک خاکہ آپ کے سامنے آ گیا، اب ہمیں یہ جاننا ہے کہ اسلام نے اس فن ادب کی کیا حدود متعین کی ہیں اور اس فن سے وابستہ ہونے والوں کے لئے کیا آداب چھوڑے ہیں:

کون سی شاعری اسلام میں جائز ہے؟

قرآن وسنت اور علمائے اسلام کے احوال کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے اشعار جو غیر شرعی الفاظ اور کنایات پر مشتمل نہ ہو شریعت ان کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ بالخصوص ایسے اشعار جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ومدحت، اخلاقی وشرعی ہدایات اور اسلامی تعلیمات پر مشتمل ہوں، ان میں اسلام کی الفت کا بیان ہو، آخرت کے تذکرے ہوں تو ایسے اشعار کہنا باعث اجر اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں قرب کا ذریعہ ہے۔

ایسے ہی اشعار کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((ان من الشعر حكمة))(1)

''بعض اشعار حکمت والے ہوتے ہیں''

---

(1) صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما يجوز من الشعر والرجز والحداء وما يكره منه، رقم: 5679، سنن الترمذي، كتاب الأدب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء ان من الشعر حكمة، رقم: 2771، سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ماجاء في الشعر، رقم: 4357، سنن ابن ماجه، كتاب الأدب، باب الشعر، رقم: 3745

اسلام میں کیسی شاعری جائز نہیں؟

جن روایات میں شعر وشاعری کی مذمت آئی ہے ان سے مقصود یہ ہے کہ شعر میں اتنا مصروف اور منہمک ہو جائے کہ ذکر اللہ، عبادت اور قرآن سے غافل ہو جائے۔ نیز یہ کہ وہ اشعار فحش گوئی، زبان درازی اور غیر شرعی اقوال پر مبنی ہوں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں اس بات کو مستقل عنوان کے تحت ذکر کیا ہے اور اس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت لائے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لأن یمتلیء جوف رجل قیحا یریه خیر من أن یمتلیء شعرا))(1)

''کوئی آدمی اپنا پیٹ پیپ سے بھر لے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنا سینہ اشعار سے بھرے''

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدک اس کے معنی یہ ہیں کہ شعر جب ذکر اللہ، قرآن اور علم پر غالب آجائے لیکن اگر شعر مغلوب ہے تو پھر برا نہیں۔

اسی طرح وہ اشعار جو فحش مضامین یا لوگوں پر طعن وتشنیع یا دوسرے خلاف شرع مضامین پر مشتمل ہوں وہ باجماع امت حرام اور ناجائز ہیں اور یہ حکم شعر کے ساتھ مخصوص نہیں جو نثر کلام ایسا ہو اس کا بھی یہی حکم ہے۔(2)

شعراء صحابہ رضی اللہ عنہم کا واقعہ:

قرآن مجید میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

---

(1) صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب مایکره أن یکون الغالب علی الانسان الشعر حتی...... الخ، رقم: 5689، صحیح مسلم، کتاب الشعر، باب، رقم 4191، سنن الترمذی، کتاب الأدب، باب ماجاء لأن یمتلیء جوف أحدکم قیحا الخ، رقم: 2778، سنن ابن ماجه، کتاب الأدب، ماکره من الشعر، رقم: 3749

(2) معارف القرآن(6/555)

﴿وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُوْنَ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ وَأَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۝ إِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَانْتَصَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ﴾ (1)

''شاعروں کی باتوں پر تو وہی چلتے ہیں جو بے راہ ہیں، تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں سر مارتے پھرتے ہیں، اور یہ کہ وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے، مگر وہ لوگ جو یقین لائے اور اچھے کام کئے اور اللہ کو بہت یاد کیا اور بدلہ لیا بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہوا اور اب معلوم کرلیں گے ظلم کرنے والے کہ کس کروٹ الٹتے ہیں''

جب سورۃ الشعراء کی یہ آیات نازل ہوئیں تو حضرت عبد اللہ بن رواحۃ، حضرت حسان بن ثابت اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہم جو شعراء صحابہ میں مشہور ہیں روتے ہوئے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ''یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی ہیں اور ہم بھی شعر کہتے ہیں''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ان آیات کے آخری حصے کو پڑھو''

مقصد یہ تھا کہ تمہارے اشعار بے ہودہ اور غلط مقصد کے لئے نہیں ہوتے اس لئے تم اس استثناء میں داخل ہو جو آخر آیت میں مذکور ہے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ ابتدائی آیات میں مشرکین شعراء مراد ہیں کیونکہ گمراہ لوگ سرکش شیطان اور نافرمان جن ان ہی کے اشعار کی اتباع کیا کرتے تھے اور روایت کرتے تھے۔(2)

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم اور شاعری:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم شرعی اور اخلاقی تعلیمات پر مشتمل اشعار کو پسند فرمایا کرتے تھے اور

---

(1) الشعراء:227-224

(2) معارف القرآن(554/6)

ایسے اشعار کہنے والوں کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے:

1- عمر بن الشرید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اُمیہ بن أبی الصلت کے سو قافیہ تک اشعار سنے تھے۔(1)

2- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''عربوں کا سب سے بہترین شعر لبید کا یہ مصرع ہے:

ألا كل شيء ما خلا الله باطلٗ

''یادرکھو! اللہ کے علاوہ ہر چیز باطل اور بے بنیاد ہے''(2)

3- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ کو اشعار سناتے اور زمانہ جاہلیت کی باتیں کیا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہتے لیکن کبھی کبھار تبسم بھی فرمایا کرتے تھے۔(3)

4- ایک مرتبہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھے اشعار سنا رہے تھے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا تو فرمایا ''ارے حسان! یہ کیا، تم مسجد میں بیٹھ کر اشعار پڑھ رہے ہو؟''

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

((كنت أنشد فيه من هو خير منك))

''میں اسی مسجد میں اس ذات کو اشعار سنایا کرتا تھا جو تم سے بہتر تھے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم''(4)

---

(1) صحیح مسلم، کتاب الشعر، باب، رقم: 4185، سنن ابن ماجه، کتاب الأدب، رقم: 3748، مسند أحمد، رقم: 18638

(2) صحیح مسلم، کتاب الشعر، باب، رقم: 4186

(3) مسند أحمد، حدیث جابر بن سمرة، رقم: 20102

(4) مسند أحمد، حدیث حسان بن ثابت، رقم: 20927

5- نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ملاحظہ فرمائیے:

((ان من الشعر حکمة))(1)

''بعض اشعار حکمت والے ہوتے ہیں''

مشاہیر اہل اسلام اور شاعری:

ذیل میں کچھ اقوال و آثار پیش کیے جارہے ہیں جن کے مطالعے سے اسلام میں مثبت اور بامعنی شاعری کی حوصلہ افزائی اور مشاہیر اہل اسلام کا طرز بخوبی معلوم ہوگا:

1- مطرف روایت کرتے ہیں کہ میں نے کوفہ سے بصرہ تک حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کیا اور ہر منزل پر وہ شعر سناتے تھے۔

2- طبری رحمۃ اللہ علیہ نے کبار صحابہ اور کبار تابعین کے متعلق کہا ہے کہ وہ شعر کہتے تھے، سنتے تھے اور سناتے تھے۔

3- امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا شعر کہا کرتی تھیں۔

4- ابو یعلی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ شعر ایک کلام ہے اگر اس کا مضمون اچھا اور مفید ہے تو شعر اچھا ہے اور مضمون برا یا گناہ کا ہے تو شعر برا ہے۔

5- مدینہ منورہ کے فقہاء عشرہ میں سے ایک عبید اللہ بن عتبہ بن مسعود مشہور اور قادر کلام شاعر تھے۔

6- قاضی زبیر بن بکار کے اشعار ایک مستقل کتاب میں جمع ہیں۔

7- امام قرطبی نے لکھا ہے ''اچھے مضامین پر مشتمل اشعار کو اہل علم اور اہل عقل میں سے کوئی برا نہیں کہہ سکتا، کیونکہ اکابر صحابہ جو دین کے مقتدا ہیں ان میں کوئی بھی

---

(1) صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب ما یجوز من الشعر والرجز والحداء وما یکرہ منہ، رقم: 5679، سنن الترمذی، کتاب الأدب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ما جاء ان من الشعر حکمة، رقم: 2771، سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب ماجاء فی الشعر، رقم: 4357، سنن ابن ماجه، کتاب الأدب، باب الشعر، رقم: 3745

ایسا نہیں جس نے خود شعر نہ کہے ہوں یا دوسرے کے اشعار نہ پڑھے یا سنے ہوں اور پسند کیا ہو"(1)

شعر، حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی نظر میں:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے شعر کو انسان کا "نتیجہ فکر" قرار دیا ہے، ایک مقام پر اشعار کی حقیقت واہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وانما الشِّعْرُ لُبُّ المرْءِ يَعْرِضُهُ　　علی المجالس ان کَیساً وان حُمُقا

"شعر آدمی کا نتیجہ فکر ہے جسے وہ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے، سمجھ دار ہوتو اس کی دانش مندی عیاں ہوتی ہے اور اگر بے وقوف ہوتو اس کی نادانی کا پتہ چلتا ہے"

وَانّ أشْعَرَ بَيْتٍ أنْتَ قائِلُهُ　　بَيْتٌ يُقالُ اذا أنشدتَهُ صَدَقا

"تیرا بہترین شعر وہ ہے کہ جب تو اسے کہے تو اس کے بارے میں سب کی رائے یہی ہو کہ تو نے سچ کہا"(2)

(1) مذکورہ اقوال کے لئے دیکھئے معارف القرآن از مفتی محمد شفیع صاحب(6/554-555)

(2) دیوان حسان بن ثابت، ص:154

شاعر دربار رسالت

حضرت حسان بن ثابت

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کچھ قمریوں کو یاد ہے کچھ بلبلوں کو حفظ
عالم میں ٹکڑے ٹکڑے میری داستاں کے ہیں

مختصر احوال زندگی:

حضرت حسان بن ثابت بن منذر خزرجی اور انصاری صحابی ہیں۔آپ کا نسب نامہ یہ ہے:

''حسان بن ثابت بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار''

آپ کا تعلق انصار مدینہ کے ایک قبیلہ ''بنو نجار'' سے تھا۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالولید، ابوعبدالرحمٰن اور ابوالحسام ہے۔

آپ کی والدہ کا نام ''غریقہ بنت خالد'' ہے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے جد امجد ''نجار'' کا نام ''تیم اللات'' تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ''تیم اللہ'' کا نام عطا کیا، کیونکہ انصار کا نسب نامہ ان کی طرف منسوب تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو پسند نہ فرماتے تھے کہ ان حضرات کے نسب میں ''لات'' نامی بت کا نام آئے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں شراب پیا کرتے تھے لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد اسے مکمل طور پر چھوڑ دیا۔

ایک دن حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کے کچھ نوجوانوں کو شراب پینے سے منع کیا، انہوں نے کہا "اے ابو الولید! شراب کے جام چڑھانا ہم نے آپ سے ہی سیکھا ہے، ہم تو اسے چھوڑتے ہیں لیکن آپ کا یہ شعر ہمیں چھوڑنے نہیں دیتا:

وَنَشْرَبُهَا فَتَتْرُكُنَا مُلُوكًا   وَأُسْدًا مَا يُنَهْنِهُنَا اللِّقَاءُ

"جب ہم اس کے جام چڑھاتے ہیں تو یہ ہمیں بادشاہ بنا دیتی ہے اور ہمیں شیروں کا حوصلہ عطا کرتی ہے پھر ہم دشمن کا مقابلہ کرنے سے پہلو بچانا روا نہیں سمجھتے"

یہ سن کر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"یہ اشعار میں نے جاہلیت کے دور میں کہے تھے، جب سے اسلام قبول کیا میں نے شراب کی طرف ہاتھ بھی نہیں بڑھایا" (1)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کا نام "سیرین" تھا جو کہ حضرت ماریہ قبطیہ کی بہن تھیں، ان سے آپ کے بیٹے عبد الرحمٰن پیدا ہوئے۔(2)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ایک اہلیہ کا نام "عمرہ" یا "عمیرہ" تھا، جو کہ صامت بن خالد بن عطیہ کی بیٹی تھیں۔ ان کا تعلق انصار کے ایک قبیلہ اوس سے تھا۔(3)

عمر کے آخری حصے میں آپ کی بینائی زائل ہو گئی تھی، بیت المال سے گزر اوقات کے لئے خرچ لیا کرتے تھے، آپ کا انتقال 54 ہجری میں ہوا۔(4)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی شاعری:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا شمار "مخضر مین" شعراء میں ہوتا ہے، آپ نے طویل عمر پائی، چنانچہ ابو الفرج اصفہانی فرماتے ہیں:

"حضرت حسان نے ایک سو بیس سال عمر پائی، ساٹھ سال جاہلیت

---

(1) شرح دیوان حسان بن ثابت لعبد الرحمن البرقوقي، ص 39-38

(2) أسد الغابة (2/6)

(3) دیوان حسان بن ثابت، ص:104

(4) تاريخ الأدب العربي، ص:112

کے اور ساٹھ سال اسلام کے"

اس طویل عمر اور اسلام و کفر کا زمانہ دیکھنے کے بسبب ان کی نگاہ دور رس اور تجربہ بہت گہرا تھا جس کا تاثر ان کی شاعری میں جا بجا ملتا ہے۔

زمانہ جاہلیت میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے قبیلہ بنونجار اور بلاط کی نمائندگی اور دفاع کیا کرتے تھے، ان کی قوم کے لوگ ان کے اشعار کو رغبت سے یاد کرتے اور انہیں اہم مقام دیا کرتے تھے، اہل عرب میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار کے پھیلاؤ اور رغبت نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو اس مقام پر پہنچا دیا کہ بنومنذر اور آل جفنہ کے غسانی بادشاہوں تک آپ کو رسائی حاصل ہوئی اور آپ کو ان کے درباروں میں اشعار کہنے اور عطیات حاصل کرنے کا موقع ایک طویل عرصہ تک حاصل رہا۔ حیرہ کے بادشاہ ابو قابوس جسے نعمان ثالث کہا جاتا ہے، سے آپ کا تعلق اور ملاقاتیں آپ کے اشعار اور تاریخی روایات سے ثابت ہیں۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ، شاعر رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

یہ بات ایک بہت بڑی حقیقت ہے کہ اہل عرب جنگ وحرب کے ساتھ ساتھ شعر و بیان کے بھی شہ سوار تھے، جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو انہوں نے اپنی شاعری، زبان، خطابت اور طاقت کے گھوڑے اسلام دشمنی کی طرف موڑ دیئے، عبداللہ بن زبعریٰ، ابوسفیان بن حارث، ضرار بن خطاب اور عمرو بن عاص ان نام ور شعراء میں سے تھے جنہوں نے اپنی شاعری کے ذریعہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچائی، جب ان لوگوں کی حرکتیں ناقابل برداشت حد تک پہنچ گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو لوگ اپنے ہتھیاروں سے اللہ کے رسول کی مدد کرتے ہیں انہیں زبانوں کے ذریعے مدد کرنے سے کس چیز نے روک رکھا ہے؟"

یہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سن کر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! اس کام کے لئے میں حاضر ہوں"

اس کے بعد انہوں نے اپنی زبان کے کنارے پر ہاتھ رکھا پھر کہا:

''اس اعزاز کے بدلے اگر مجھے بصریٰ اور صنعاء کے درمیان کی زمین بھی دے دی جائے تو میں قبول نہ کروں گا''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا:

''تم قریش کی ہجو کیسے کرو گے حالانکہ میں بھی ان ہی میں سے ایک فرد ہوں''

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

''یا رسول اللہ! میں آپ کو ان میں سے ایسے نکال لوں گا جس طرح آٹے سے بال کو نکالا جاتا ہے''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو نصیحت کی کہ ابو بکر صدیق کے پاس جاؤ وہ انساب کے بڑے عالم ہیں۔ چنانچہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے اور ان سے علم الانساب کے متعلق معلومات لیا کرتے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ انہیں بتاتے کہ فلاں مرد اور فلاں عورت کی ہجو کرنی ہے اور فلاں مرد اور فلاں عورت کے تذکرے سے زبان کو روک لینا ہے۔

اسی کا نتیجہ تھا کہ جب مشرکین حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار سنتے تو برملا کہا کرتے تھے:

''ابن ابی قحافہ (یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ) کی مدد کے بغیر یہ اشعار نہیں کہے جا سکتے'' (1)

گویا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو مشرکین کے احوال وانساب کے عیوب بتایا کرتے حضرت حسان رضی اللہ عنہ ان عیوب کو شاعری کا لباس پہنا کر مشرکین کی ہجو بیان کرتے۔

مشرکین کے گستاخانہ حملوں کا جواب دینے کے لئے سب سے پہلے حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے قدم اٹھایا، ان کے علاوہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی شان رسالت میں اشعار کہتے اور مشرکین کو ان کی باتوں کا جواب دیا کرتے

(1) صحیح الترمذی، کتاب الأدب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ما جاء فی انشاد الشعر، رقم: 2773

تھے۔(1)

شان رسالت میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے کہے گئے مایہ ناز اشعار بھی ملاحظہ فرمایئے:

وَأَحْسَنُ مِنْكَ لم تَرَ قَطُّ عَيْنِي   وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ   كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی دیکھا نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کسی ماں نے جنا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر عیب سے بری پیدا کیا گیا، گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق آپ کی مرضی اور چاہت کے عین مطابق کی گئی ہے''

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی شاعری کا بہت بڑا حصہ اہل اسلام کی اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑی گئی لڑائیوں کے تذکرے پر مشتمل ہے، صاحب الروائع نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو((مؤسس الشعر التاریخی ولا سیما-الاسلامی)) یعنی شعر تاریخی بالخصوص شعر اسلامی کا مؤسس اور بانی قرار دیا ہے اور اس کی وجہ یہ لکھی ہے:

''انہوں نے مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان رونما ہونے والے بہت سے معرکوں کے نام ذکر کئے ہیں اور اس میں شرکت کرنے والے صحابہ اور مقابلے میں آنے والے مشرکین کے نام دے دیئے ہیں، اس طرح وہ ایک تاریخ داں شاعر ثابت ہوئے جنہوں نے شعر کو تاریخ سے ملایا اور دین وسیاست کو جمع کیا ہے''(2)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے فضائل:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا شمار جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے، آپ کی دینی وعملی خدمات تاریخ اسلام کا اہم باب ہیں، آپ کے بہت سے فضائل کتب تاریخ میں

(1) شرح دیوان حسان بن ثابت لعبد الرحمن البرقوقی، ص: 26

(2) دیوان حسان بن ثابت للدکتور عمر فاروق الطباع، ص: 9

درج ہیں جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

1- ایک مرتبہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا:

''میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا'' اے حسان! مشرکین کو جواب دو، اے اللہ روح القدس کے ذریعے حسان کی مدد فرما'' تو کیا اس وقت تم موجود تھے؟''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''ہاں! مجھے اس کا علم ہے''(1)

2- حضرت براء بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ میں دعا دی:

((اهجهم أو هاجهم وجبريل معك))

''مشرکین کو ان کی ہجو کا جواب دو، جبرئیل تمہارے ساتھ ہیں''(2)

3- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی اجازت مانگی کہ وہ مشرکین کی ہجو بیان کریں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم مجھے کیسے ان سے خارج کرو گے کیونکہ میرا تعلق بھی ان کے خاندان سے ہے''

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''لأسلنك منهم تسل الشعرة من العجين''

''میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش میں سے ایسی عمدگی اور خوبصورتی سے

---

(1) صحيح البخارى، كتاب الصلاة، باب الشعر فى المسجد، رقم: 434، صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، رقم: 4539، سنن النسائى، كتاب المساجد، رقم: 709

(2) صحيح البخارى، كتاب بدء الخلق، باب ذكر الملائكة، رقم: 2974، صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، رقم: 4541، مسند أحمد، رقم: 17795

نکالوں گا جیسے آٹے سے بال نکالا جاتا ہے"(1)

4- ایک مرتبہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھے اشعار سنا رہے تھے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا تو فرمایا "ارے حسان! یہ کیا، تم مسجد میں بیٹھ کر اشعار پڑھ رہے ہو؟"

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

((كنت أنشد فيه من هو خير منك))

"میں اسی مسجد میں اس ذات کو اشعار سنایا کرتا تھا جو تم سے بہتر تھے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"(2)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ، اہل ادب کی نظر میں:

ابوعبیدہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی شاعرانہ زندگی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"كان شاعر الأنصار في الجاهلية، وشاعر النبي صلى الله عليه وسلم في النبوة، وشاعر اليمن كلها في الاسلام"

"حضرت حسان بن ثابت زمانہ جاہلیت میں انصار کے شاعر تھے، دور نبوت میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر تھے اور زمانہ اسلام میں پورے یمن کے شاعر تھے"

ابوعبیدہ یہ بھی کہتے تھے:

"أجمعت العرب على أن حسان أشعر أهل المدر"

"اہل عرب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خانہ بدوشوں میں سب سے اعلیٰ درجہ کے شاعر حضرت حسان بن ثابت ہیں"

ابوعبیدہ کا یہ قول بھی نقل کیا گیا ہے:

"اتفقت العرب على أن أشعر أهل المدر أهل يثرب

---

(1) صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب من أحب أن لا يسب نسبه، رقم: 3267

(2) مسند احمد، حديث حسان بن ثابت، رقم: 20927

وعلى أن أشعر أهل يثرب حسان بن ثابت"

''اہل عرب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خانہ بدوشوں میں بہترین شعراء یثرب کے ہیں اور یثرب کے بہترین شاعر حضرت حسان بن ثابت ہیں''

اصمعی نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو ''فحل من فحول الشعراء'' (بڑے شاعروں کا سردار) قرار دیا ہے لیکن اصمعی حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی زمانہ اسلام کی شاعری سے زیادہ متاثر نہیں۔

ابن سلام حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہتے ہیں:

''كثير الشعر، جيده''

''حضرت حسان بن ثابت اچھے اور عمدہ اشعار کہنے والے شاعر تھے''(1)

اس بات میں اہل ادب کا اختلاف ہے کہ مدح کا بہترین شاعر کون ہے، حطیہ کے خیال میں مدح کے بہترین شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں، جب کہ بعض اہل ادب ابوطحمان اور بعض نابغہ کے اشعار کو بہتر بتاتے ہیں۔(2)

عبدالملک بن مروان جو کہ زبان اور اہل زبان کا حاکم تھا، جب اس نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا یہ شعر سنا:

يغشون حتى ما تهر كلابهم

لا يسئلون عن السواد المقبل

''ان کے پاس اس کثرت سے مہمان آتے ہیں کہ ان کے کتے اب نئے آنے والے پر نہیں بھونکتے کیونکہ وہ نئے نئے لوگوں کے عادی ہو چکے ہیں اور ان کی سخاوت کا یہ عالم ہے اب وہ کسی نئے آنے والے مہمان کے بارے میں ہی نہیں پوچھتے کہ یہ کون ہے اور

(1) مذکورہ اقوال کے لئے دیکھئے: دیوانُ حَسّانِ بن ثَابِتٍ، ص: 8

(2) كتاب العمدة (104/2)

کہاں سے آیا ہے جو بھی آتا ہے یہ اسے نوازتے ہیں"

تو اس کا فیصلہ یہ تھا:

"ان أمدح بيت قالته العرب بيت حسان هذا"

"اہل عرب نے مدح میں جتنے اشعار بھی کہے ہیں ان میں سب سے بہتر حضرت حسان کا یہ شعر ہے"(1)

(1) الاستیعاب(1/130)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی شاعری کے اجزاء

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی شاعری کا سرسری مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی شاعری درج ذیل اجزاء پر مشتمل ہے:

1- مدحت رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا سب سے اعلیٰ اور بنیادی موضوع جس کی وجہ سے آپ کو شہرت ملی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت گوئی اور آپ کی مدح وثناء میں کی گئی شاعری ہے۔
اس سلسلہ میں حضرت حسان صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں:

1- وَجِبْرِيلٌ رَسُولُ اللّٰهِ فِينَا ۔۔۔ وَرُوْحُ الْقُدْسِ لَيْسَ لَهُ كِفَاءُ
2- وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ أَرْسَلْتُ عَبْدًا ۔۔۔ يَقُولُ الْحَقَّ إِنْ نَفَعَ الْبَلَاءُ
3- شَهِدْتُ بِهِ فَقُومُوا صَدِّقُوهُ ۔۔۔ فَقُلْتُمْ لَا نَقُومُ وَلَا نَشَاءُ

''ہمارے درمیان اللہ کے قاصد حضرت جبرئیل علیہ السلام موجود ہیں، وہ روح القدس ہیں، ان کی کوئی نظیر نہیں ،اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے اگر آزمائش میں پڑنا نفع دے تو وہ حق بات کہتے میں آزمائش کی پرواہ نہیں کرتے۔ میں ان پر ایمان لے آیا اور ان کی رسالت کی تصدیق کی، تم سے بھی کہا گیا کہ تم بھی اٹھو اور ان کی تصدیق کرو لیکن تم نے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا اور کہنے لگے نہ ہم اس کام کا ارادہ کرتے ہیں اور نہ ہم کرنا چاہتے ہیں''(1)

(1) دیوان حسان بن ثابت، للدکتور عمر فاروق الطباع، ص: 12

3- شَهِدْتُ بِهٖ فَقُوْمُوْا صَدِّقُوْهُ فَقُلْتُمْ لَا نَقُوْمُ وَلَانَشَاءُ

"ہمارے درمیان اللہ کے قاصد حضرت جبرئیل علیہ السلام موجود ہیں، وہ روح القدس ہیں، ان کی کوئی نظیر نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے اگر آزمائش میں پڑنا نفع دے تو وہ حق بات کہتے میں آزمائش کی پرواہ نہیں کرتے۔ میں ان پر ایمان لے آیا اور ان کی رسالت کی تصدیق کی، تم سے بھی کہا گیا کہ تم بھی اٹھو اور ان کی تصدیق کرو لیکن تم نے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا اور کہنے لگے نہ ہم اس کام کا ارادہ کرتے ہیں اور نہ ہم کرنا چاہتے ہیں" (1)

2- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں کہے گئے اشعار:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی شان میں اور آپ کی یاد میں بہت سے اشعار کہے، آپ کا یہ موضوع بھی انتہائی لاجواب ہے، فرماتے ہیں:

1- كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِي فَعَمِي عَلَيْكَ النَّاظِرُ

2- مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ، فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ

"اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر! آپ میری آنکھ کے لئے پتلی کا درجہ رکھتے تھے، آپ کے پردہ فرمانے سے میری آنکھیں اندھی ہوگئی ہیں۔ آپ کے وصال کے ہمیں بھی دنیا سے رخصت ہوجانا چاہئے کیونکہ آپ کے بعد اب زندگی بے کار ہے" (1)

3- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح وثناء:

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے بہت سے اشعار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف پر مشتمل ہیں، فرماتے ہیں:

---

(1) دیوان حسان بن ثابت، للدکتور عمر فاروق الطباع، ص 88

1- اللّٰهُ أكرَمَنا بنصرِ نبيّه وَبنا أقامَ دَعائمَ الاسْلامِ
2- وَبنا أعزَّ نبِيَّهُ وَكِتابَهُ وَأعزَّنَا بالضّرْبِ والاقْدامِ
3- فی كُلّ مُعْتَرَكٍ تُطِيرُ سُيوفُنا فيه الجماجمَ عن فِرَاخِ الهامِ
4- يَنْتابُنا جِبْريلُ فی أبْياتِنا بفَرَائِضِ الاسلامِ والأحكامِ
5- يتْلو علينا النورَ فيها مُحْكماً قِسْماً لَعمرُكَ لَيْسَ كالأقْسامِ
6- فَنكونُ أوّلَ مُستحِلِّ حَلالِهِ وَمُحَرِّمٍ للّهِ كُلَّ حَرَامِ
7- نحْنُ الخِيارُ منَ البرِيّةِ كُلّها وَنظامُها وَزِمامُ كلّ زِمَامِ
8- الحائضُو غَمَراتِ كلّ مَنِيّةٍ وَالضّامِنونَ حَوَادِثَ الأيّامِ
9- وَالمُبرِمونَ قوَى الأمورِ بعزْمِهمْ والنّاقِضُونَ مَرَائِرَ الأقْوَامِ

''اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ اعزاز بخشا کہ اس نے اپنے نبی کی نصرت کا کام ہم سے لے لیا اور اللہ نے اپنے فضل سے ہمیں توفیق عطا فرمائی کہ اسلام کے ستون ہمارے ذریعے بلند ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذریعے اپنے نبی اور ان کی کتاب کو زمانے میں معزز بنایا اور ہمیں ہماری ثابت قدمی اور جرأت کی بنا پر عزت بخشی۔ ہر جنگ میں ہماری تلواریں اڑتی ہوئی جاتی ہیں اور دشمن کی کھوپڑیوں کو مار گراتی ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمیں اسلام کے احکام اور فرائض سکھاتے ہیں اور ہمارے لئے قرآن مجید کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں، یہ قرآن عام کلاموں کی طرح نہیں بلکہ اس کی شان بہت بلند ہے۔ ہم ہی وہ پہلے لوگ ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کی تصدیق کی اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حلال جانا اور اس کی حرام کردہ چیزوں کو حرام، ہم ساری مخلوق میں سب سے بہتر اور بہادر لوگ ہیں۔ ہم ایسی جگہوں میں کود پڑتے ہیں جہاں موت نے

(1) دیوان حسان بن ثابت، للدكتور عمر فاروق الطباع، ص 208

اپنی بانہیں پھیلا رکھی ہوں اور زمانے کے حوادثات کا مقابلہ کرنے کی
ہم میں بھرپور سکت موجود ہے۔ ہم عزم وارادہ کی طاقت رکھتے ہیں
اور ظلم کی مضبوط رسیوں کو توڑنا جانتے ہیں"(1)

4- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یاد میں کہے گئے رقت آمیز اشعار:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مرثیے بھی کہے اور اس فن میں بھی اپنے جوہر آشکارا فرمائے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یاد میں کہے ہوئے یہ اشعار کتنے خوبصورت ہیں

1- وَفَجَعَنَا فَيْرُوزُ لَا دَرَّ دَرُّهُ بِأَبْيَضَ يَتْلُو الْمُحْكَمَاتِ مُنِيبِ
2- رَؤُوفٍ عَلَى الأَدْنَى غَلِيظٍ عَلَى العِدَا أَخِي ثِقَةٍ فِي النَّائِبَاتِ نَجِيبِ
3- مَتَى مَا يَقُلْ لَا يَكْذِبِ القَوْلَ فِعْلُهُ سَرِيعٍ إِلَى الخَيْرَاتِ غَيْرِ قَطُوبِ

"فیروز نامی غلام برباد ہو جائے اس نے ایک ایسی ہستی کی شہادت سے ہمیں غمگین کر دیا جو ظاہری و باطنی عیوب سے پاک، قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں رجوع کرنے والے تھے، کمزوروں کے لئے نرم اور دشمنوں کے مقابلے میں سخت تھے، مشکل وقت میں ایک بااعتماد ساتھی اور اعلیٰ خاندان والے تھے۔ جو بات کرتے اسے پورا بھی کرتے اور نیک کام میں جلدی کرنے والے تھے، آپ کبھی کسی معاملہ میں ترش روئی سے کام نہ لیتے تھے"(1)

5- اہل اسلام کے جنگی معرکوں کا ایمان افروز تذکرہ:

حضرت حسان رضی اللہ عنہ صرف ایک شاعر نہ تھے بلکہ اہل ادب نے آپ کو ایک تاریخ دان بھی شمار کیا ہے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لڑی گئی جنگوں کی بیش قدر تفصیلات ہمیں

(1) دیوان حسان بن ثابت، للدکتور عمر فاروق الطباع، ص 24

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار سے بھی معلوم ہوتی ہیں۔

غزوہ خندق کے بارے میں کہے ہوئے یہ اشعار ملاحظہ فرمایئے:

1- حتّی اذا وَرَدُوا المَدینةَ وَارْتَجَوْا قَتْلَ النبیّ وَمَغْنَمَ الأسْلابِ

2- وَغَدَوْا عَلَیْنا قَادِرِینَ بأیْدِهِمْ رُدّوا بِغَیْظِهِمِ عَلَی الأعْقابِ

3- بِهُبوبِ مُعصِفَةٍ تُفَرّقُ جَمْعَهُمْ وَجُنُودِ رَبّكَ سَیّدِ الأرْبابِ

4- وَكَفَی الالهُ المُؤمِنِینَ قِتَالَهُمْ وَأثَابَهُمْ فی الأجْرِ خَیْرَ ثَوَابِ

5- مِنْ بعدِ مَا قَنَطوا فَفَرّجَ عَنهُمُ تَنْزِیلُ نَصّ مَلِیكِنَا الوَهّابِ

”جب یہ لشکر کفار مدینہ آیا تو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے اور مال غنیمت کو لوٹنے کا ارادہ رکھتا تھا، باوجود اس کے کہ یہ اپنی پوری قوت کو جمع کر کے ہم پر چڑھ دوڑا تھا لیکن تیز آندھیوں اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے لشکروں نے ان کی جمعیت کو پارہ پارہ کر دیا اور انہیں الٹے پاؤں بھاگنے پر مجبور کر دیا، اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو اپنی مدد سے کفایت بھی عطا فرمائی اور ان کے نامہ اعمال میں ثواب وجزاء کو بھی لکھ دیا، حالانکہ کچھ لوگ ناامید ہوئے جاتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی یاس کو آس سے بدل ڈالا اور یہی بات قرآن بھی ہمیں بتاتا ہے“(1)

6- اسلام اور اہل اسلام کا دفاع:

اسلام اور اہل اسلام کا دفاع حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی شاعری ایک خاص موضوع تھا، چنانچہ فرماتے ہیں:

1- وَغِبْنَا فلَمْ نَشْهَدْ بِبَطْحاء مكّةٍ رِجَالَ بَنی كَعْبٍ تُحَزّ رِقَابُها

2- بأیْدی رِجالٍ لَمْ یَسُلّوا سُیُوفَهُمْ بِحَقّ وقَتْلی لَمْ تُجَنّ ثِیابُها

(1) دیوان حسان بن ثابت، للدکتور عمر فاروق الطباع، ص 15

(2) دیوان حسان بن ثابت، للدکتور عمر فاروق الطباع، ص 25

3- فيا ليتَ شِعرِی هلْ تنالَنّ نُصْرَتی سُهَيلَ بنَ عَمْرٍو وَخزُها وَعِقابُهَا

''ہمیں افسوس ہے کہ ہم مکہ کی وادی میں بنوکعب کے ان لوگوں کی مدد نہ کر سکے جن کی گردنیں کاٹی جارہی تھیں، اور ہم ان ہلاک شدگان کی مدد بھی نہ سکے جن کا دفاع کرنے والا کوئی نہ تھا اور ان کے خون سے اپنی تلواروں کو رنگین کرنے والوں کا یہ ایک ظالمانہ اقدام تھا، کاش میری مدد، میرے نیزے کی مار اور اس کا انجام سہیل بن عمرو تک پہنچ جاتا''(2)

7-بنونجار کی شان وشوکت اور سخاوت پر افتخار:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی شاعری کا ایک بہت بڑا حصہ اپنے قبیلے بنونجار کی مدح اور ان کی شان وشوکت سے بھرے اشعار پر مشتمل ہے۔ ان میں سے بہت سے اشعار زمانہ جاہلیت کے ہیں کہ لیکن قبول اسلام کے بعد بھی آپ اپنی قوم کی تعریف میں اشعار کہا کرتے تھے۔

قافیۃ الباء سے لئے گئے درج ذیل اشعار بھی ملاحظہ فرمایئے:

1- فَضَحِكتُ ثمّ رَفَعتُ مُتّصِلاً صَوتی أوَانَ المَنطِقِ الشَّغْبِ

2- جَدّی أبُو لَيلی وَوَالِدُهُ عَمْرٌو وأخْوَالی بَنُو كَعبِ

3- وَأنَا مِنَ القَوْمِ الّذِينَ اذَا أزَمَ الشّتاءُ مُحالِفِ الجَدْبِ

4- أعْطَى ذَوُو الأمَوال مُعسِرَهُم وَالضّارِبِينَ بمَوْطِنِ الرُّعْبِ

''اس کی یہ بات سن کر پہلے تو میں مسکرایا اور پھر فوراً ہی میں نے آواز کو اس طرح اونچا کیا جیسے اپنی عظمت کے اظہار کے لئے آواز کو بلند کیا جاتا ہے، پھر میں نے اس کو بتایا کہ میرے دادا کا نام ابولیلیٰ ہے اور ان کے والد کا نام عمرو ہے، میرے ماموؤں کا تعلق بنوکعب بن خزرج سے ہے۔ یہ تھے ان کے نام اب ان کی صفات کے بارے میں سنو،

(1) دیوان حسان بن ثابت، للدکتور عمر فاروق الطباع، ص:23

میرا تعلق ایک ایسی قوم سے ہے کہ جب سردی شدت اختیار کر جائے اور قحط سالی عام ہو جائے تو ہمارے مالدار لوگ غریبوں اور ناداروں کی مدد کرتے ہیں اور جب جنگ کا موقع آ جائے تو ہمارے بہادر جوان دشمن کے دل کا نشانہ بناتے ہیں''(1)

8- مشرکین کی ہجو:

جن مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بنو نجار کی شان میں نازیبا کلمات کہے، حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے انہیں ترکی بہ ترکی جواب دیئے اور ان کے اشعار کا ایک معتد بہ حصہ مشرکین کی ہجو پر مشتمل ہے، ان میں بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ قبیلہ مزینہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

1- مُزَيْنَةُ لا يُرَى فيها خَطِيبٌ وَلا فَلْجٌ يُطافُ بِهِ خَصِيبُ

2- وَلَا مَن يَمْلأُ الشِّيزَى وَيَحمي اذا ما الكَلْبُ أَحْجَرَهُ الضَّرِيبُ

3- رِجالٌ تَهْلِكُ الحَسَناتُ فِيهِمْ يرَوْنَ التَّيْسَ كالفَرَسِ النجيبِ

''قبیلہ مزینہ میں کوئی خطیب نہیں اور نہ ہی ان کے پاس کوئی ایسا بہادر ہے جو میدان جنگ میں ان کے کام آ سکے، ان کے پاس کوئی ایسا سخی بھی نہیں جو مہمانوں کے برتن بھر سکے اور کوئی ایسا فیاض نہیں جو قحط سالی میں قوم کی مدد کر سکے، وہ ایسے لوگ ہیں کہ نیکیاں ان میں ضائع ہو جاتی ہیں وہ بکری کے بچے کو اعلیٰ نسل کے گھوڑے کی طرح سمجھتے ہیں یعنی وہ معمولی اور قیمتی چیزوں میں فرق کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے''(1)

9- آل جفنہ اور غسانی بادشاہوں کی صفات:

قبول اسلام سے پہلے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ غسانی بادشاہوں کی مدح میں

---

(1) دیوان حسان بن ثابت، للدکتور عمر فاروق الطباع، ص:35

قصیدے کہتے اور ان سے عطایا وصول کرتے تھے۔

''حارث جفنی''، جس کا اصل نام ''حارث بن ابی شمر غسانی'' تھا، یہ ایک غسانی بادشاہ تھا۔اس کے بارے میں کہا ہوا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ مرثیہ ایک شاہکار ہے:

1- انی حَلَفْتُ یَمِیناً غیرَ کاذِبَةٍ لَوْ کانَ للحارِثِ الجَفْنیّ أصْحَابُ

2- مِن جِذمِ غَسّانَ مُستَرْخٍ حمائلُهُمْ لا یُغْبَقونَ من المِعزَی اذا آبُوا

3- وَلَا یُذَادُونَ مُحْمَرّاً عُیُونُهُمْ اذَا تُحُضّرَ عِندَ الماجِدِ البَابُ

4- کانُوا اذا حضَرُوا شِیبَ العُقَارُ لهمْ وَطِیفَ فِیهِمْ بأکْوَاسٍ وَأکْوَابِ

''میں نے ایک قسم کھائی جس میں جھوٹ کا کوئی شائبہ نہیں ہے کہ اگر حارث جفنی کو غسان سے تعلق رکھنے والے ساتھی مل جاتے، جن کی صفات یہ ہیں کہ وہ امن کے حالات میں لوگوں کو تنگ نہیں کرتے بلکہ اپنی تلواروں کو نیام میں رکھتے ہیں، جب وہ واپس آتے ہیں تو کمزور اور گرے پڑے لوگوں کی طرح بکریوں کا دودھ نہیں پیتے بلکہ شراب کے جام چڑھاتے ہیں، ان کی دریا دلی کی بنا پر جب لوگ ان کے دروازے پر اپنی حاجات لے کر آتے ہیں تو آپ کو ان کے چہرے پر غصہ کی رمق بھی نظر نہ آئے گی بلکہ وہ ان آنے والوں کا خندہ پیشانی سے استقبال کرتے ہیں۔ جب وہ کہیں مہمان بن کر جاتے ہیں تو ان کے لئے خالص شراب کا انتظام کیا جاتا ہے اور پھر جام وسرود کا خوب دور چلتا ہے''(1)

10- تلوارں، نیزوں، گھوڑوں، اونٹنیوں اور شراب کا ذکر:

اہل عرب کے دستور کے مطابق ہتھیار، حیوانات اور شراب کی صفات کا تذکرہ آپ

(1) دیوان حسان بن ثابت، للدکتور عمر فاروق الطباع، ص 22

(2) دیوان حسان بن ثابت، للدکتور عمر فاروق الطباع ص 12

کے کلام میں بھی جا بجا ملتا ہے، شراب کے بارے میں کہتے ہیں:

1- إِذَا مَا الأَشْرِبَاتُ ذُكِرْنَ يَوْمًا فَهُنَّ لِطَيِّبِ الرَّاحِ الْفِدَاءُ

2- نُوَلِّيهَا الْمَلَامَةَ إِنْ أَلَمْنَا إِذَا مَا كَانَ مَغْثٌ أَوْ لَحَاءُ

3- وَنَشْرَبُهَا فَتَتْرُكُنَا مُلُوكًا وَأُسْدًا مَا يُنَهْنِهُنَا اللِّقَاءُ

"اگر کبھی پینے کی چیزوں کا ذکر چھڑ جائے تو ساری دنیا کے تمام مشروبات کو شراب پر قربان اور فدا ہو جانا چاہئے۔ جب جنگ یا سب وشتم کے میدان میں ہم سے کوئی قابل اعتراض بات صادر ہو تو اس کا ذمہ دار ہم شراب ہی کو ٹھہراتے ہیں۔ جب ہم اس کے جام چڑھاتے ہیں تو یہ ہمیں بادشاہ بنا دیتی ہے اور ہمیں شیروں کا حوصلہ عطا کرتی ہے پھر ہم دشمن کا مقابلہ کرنے سے پہلو بچانا روا نہیں سمجھتے" (2)

11- محبوبہ کا ذکر:

زمانہ جاہلیت کے اشعار میں محبوبہ کی صفات اور اس سے تعلق کے احوال بھی ملتے ہیں، ایک مقام پر فرماتے ہیں:

1- مَا بَالُ عَيْنِكَ يا حسّانُ لَمْ تنَمِ ما انْ تُغمِّضُ الاّ مؤتَمَ القَسَمِ

2- لم أحسبِ الشمسَ تَبدو بالعِشاءِ فَقدْ لاقيْتَ شمساً تُجَلّي لَيْلَةَ الظُّلَمِ

3- فَرْعُ النساءِ وَفرْعُ القوْمِ وَالدُها أهْلُ الجلالةِ وَالايفاءِ بالذُمَمِ

4- لقدْ حلَفْتَ ولم تحلِفُ على كَذِبٍ يا ابْنَ الفُرَيعةِ ما كُلِّفتَ من أَمَمِ

"اے حسان! تیری آنکھوں کو کیا ہوا کہ وہ صرف اتنی دیر سوتی ہیں جتنی دیر میں قسم کھانے والا قسم کو توڑتا ہے۔ پہلے تو میں یہی خیال کرتا تھا کہ سورج رات کو نہیں نکل سکتا لیکن میں نے رات کی تاریکی میں سورج کو نکلے ہوئے دیکھا ہے یعنی اپنی محبوبہ کو رات میں دیکھا

---

(1) دیوان حسان بن ثابت، للدکتور عمر فاروق الطباع، ص 206

ہے۔ وہ تمام عورتوں میں سب سے اعلیٰ ہے اور اس کا باپ قبیلے کا سردار ہے، وہ عزت والے اور وعدہ پورا کرنے والے لوگ ہیں۔ اے ابن فریعہ! تو نے قسم کھائی ہے کہ تو اپنے مقصد سے پیچھے نہیں ہٹے گا اور یہ ایک حقیقت ہے کہ تو نے کبھی جھوٹی قسم نہیں کھائی'' (1)

12-دیار ومقامات کا ذکر:

عرب شعراء کا ایک خاص انداز ہے کہ وہ بسا اوقات مقصود کو شروع کرنے سے پہلے اپنے محبوب کے دیار ومقامات، ان کی ویرانی اور کھنڈرات کا ذکر کرتے ہیں، یہ انداز بیان حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے کلام میں بھی بکثرت پایا جاتا ہے۔ دیوان حسان کے پہلے قصیدہ کے ابتدائی اشعار ملاحظہ فرمائیے:

1- عَفَتْ ذَاتُ الْأَصَابِعِ فَالْجِوَاءُ اِلٰی عَذْرَاءَ مَنْزِلُهَا خَلَاءُ

2- دِیَارٌ مِّنْ بَنِی الْحَسْحَاسِ قَفْرٌ تُعَفِّیْهَا الرَّوَامِسُ وَالسَّمَاءُ

3- وَكَانَتْ لَایَزَالُ بِهَا أَنِیْسٌ خِلَالَ مُرُوْجِهَا نَعَمٌ وَشَاءُ

''ذات الاصابع مقام کے نشانات مٹ چکے ہیں، اور مقام جواء سے مقام عذراء تک کا علاقہ ویران پڑا ہے، بنوحسحاس کے مکان بھی اجڑے پڑے ہیں، ہوائیں اور بارشیں ان کے نشانات کو مٹانے کے درپے ہیں، اب ان مکانات کا یہ حال ہے جبکہ ان پر ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے کہ یہاں ہر وقت کوئی نہ کوئی محبت کرنے والا اور دل جوئی کرنے والا شخص ہوا کرتا تھا اور اس علاقے کی چراگاہوں میں اونٹ اور بکریاں چرتے رہتے تھے'' (1)

13-اخلاقی اور حکمت بھری شاعری:

ایک تجربہ کار شاعر، ایک سن رسیدہ بزرگ اور سب سے بڑھ کر ایک مقدس صحابی ہونے کی حیثیت سے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ایک موضوع وعظ ونصیحت اور اعلیٰ

(1) دیوان حسان بن ثابت، للدکتور عمر فاروق الطباع، ص 11

اخلاقی عادات کی ترغیب بھی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

1- أعْرِضْ عن العَوْرَاءِ انْ أُسْمِعْتَهَا وَاقْعُدْ كأنّكَ غافِلٌ لا تَسمَعُ

''اگر آپ کے سامنے کوئی غلط یا نامناسب بات کی جائے تو آپ اس سے ایسے ناآشنا ہو کر بیٹھیں کہ آپ نے گویا اس بات کو سنا ہی نہیں''

2- وَدَعِ السّؤالَ عن الأمورِ وبَحثِهَا فَلَرُبّ حافِرِ حُفرَةٍ هُوَ يُصْرَعُ

''چیزوں کے بارے میں فضول سوالات سے پرہیز کریں اور یاد رکھیں کہ بعض اوقات گڑھا کھودنے والا خود اسی میں جا گرتا ہے''

3- والْزَمْ مُجالَسَةَ الكِرامِ وفِعْلَهُمْ واذا اتّبَعْتَ فأبْصِرَنْ مَنْ تَتبَعُ

''سمجھدار اور معزز لوگوں کی ہم نشینی کو اختیار کریں اور ان کے افعال کی اتباع کریں، جب کسی کی پیروی کرنے لگیں تو اس بات پر اچھی طرح غور و فکر کر لیں کہ آپ کس کی اتباع کر رہے ہیں''

4- لا تَتْبَعَنّ غَوَايَةً لِصَبَابَةٍ انّ الغَوَايَةَ كلَّ شَرٍّ تَجْمَعُ

''عشق و محبت سے پیدا ہونے والی گمراہی کی پیروی مت کریں یہ گمراہی ہر شر کو جمع کر دیتی ہے''

5- وَالقَوْمُ انْ نَزِرُوا فزِدْ فی نَزْرِهِمْ لا تقعُدَنّ خِلالَهُمْ تَتَسَمّعُ

''جب لوگ تیرے عطا کرنے کے باوجود آپ سے زیادہ مانگیں تو آپ انہیں اور زیادہ عطا کریں، نیز شہرت حاصل کرنے کے لئے ان کے درمیان مت بیٹھیں''

6- والشُّرْبَ لا تُدمِنْ وخُذْ معرُوفَهُ تُصْبِحْ صَحيحَ الرّأسِ لا تَتَصَدّعُ

''حرام چیز یعنی شراب کے پینے سے پرہیز کریں اور پینے کے لئے حلال چیزوں کا انتخاب کیجئے اس سے آپ کی دماغ درست رہے گا اور بدحواسی کا شکار نہ ہوگا''

---

(1) دیوان حسان بن ثابت، للدکتور عمر فاروق الطباع، ص 138

4- سِوَى خِلٍّ لَهُ حَسَبٌ وَدِينٌ فذاكَ لِمَا يقولُ هو الفَعُولُ

''خوشحالی اور عیش کے زمانے میں تو دوستی کا اظہار کرنے والے بہت ہوتے ہیں لیکن جب مصیبت اور پریشانی آتی ہے تو ان دعویداروں میں سے کوئی نظر نہیں آتا۔ بہت سے لوگوں کے اظہار محبت سے دھوکہ نہ کھا جانا جب تیرے اوپر کوئی مشکل آئے گی تو کوئی دوست تیرے قریب بھی نہ آئے گا۔ ہر ساتھی یہی کہتا ہے کہ میں تیرا وفادار ہوں لیکن جو وہ کہتا ہے وہ کر کے نہیں دکھاتا، البتہ اگر کوئی شخص اعلیٰ اخلاق کا حامل، اچھے خاندان والا اور دین دار ہو تو وہ جو کہتا ہے وہ کر کے بھی دکھاتا ہے۔''(1)

دیوان حسان بن ثابت، للدکتور عمر فاروق الطباع، ص: 178

قافیة "الألف"

کہاں تم اور کہاں شانِ رسالت میرے آقا کی

[من الوافر]

آقائے دوعالم سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف میں درج ذیل اشعار حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ سے پہلے کہے تھے۔ دراصل ابوسفیان (1) نے

(1) ان کا پورا نام "ابوسفیان بن الحارث بن عبد المطلب بن ہاشم" ہے۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد اور رضاعی بھائی ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں شاعری کے بل بوتے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچاتے اور نامناسب باتیں کیا کرتے تھے۔ جب اسلام قبول کرلیا تو بہترین مسلمان ثابت ہوئے، ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ آپ نے فتح مکہ کے دن مسلمانوں کے مکہ میں داخل ہونے سے پہلے اسلام قبول کرلیا تھا۔ جب انہوں نے اسلام قبول کرلیا تو حضرت علی نے ان سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کی طرف سے آپ کے پاس جایئے اور ان سے وہی بات کہیے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کی تھی تَاللّٰهِ لَقَدْ آثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَإِن كُنَّا لَخَاطِئِينَ (یوسف:91) یعنی "اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم پر فوقیت عطا فرمادی ہے اور بلاشبہ ہم غلطی پر تھے" انہوں نے ایسا ہی کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ (یوسف:92) یعنی "آج تم سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا اللہ تمہیں معاف کرے وہ بہترین رحم کرنے والا ہے" ابوسفیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت زیادہ مشابہ تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے محبت کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ آپ میرے لئے حمزہ کا بدل ہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ جب ان کے انتقال کا وقت آیا تو فرمایا "میرے مرنے کے بعد مجھ پر مت رونا کیونکہ میں نے جب سے اسلام قبول کیا ہے مجھ سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا"

قبول اسلام سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نامناسب باتیں کی تھیں، حضرت حسان رضی اللہ عنہ ان کا جواب دینا چاہتے ہیں۔

1- عَفَتْ ذَاتُ الْأَصَابِعِ فَالْجِوَاءُ   اِلٰی عَذْرَاءَ مَنْزِلُهَا خَلَاءُ

''ذات الاصابع مقام کے نشانات مٹ چکے ہیں، اور مقام جواء سے مقام عذراء تک کا علاقہ ویران پڑا ہے''

تشریح

ذات الاصابع، جواء اور عذراء، دمشق کے نزدیک تین مقامات کا نام ہے۔ عذراء وہی جگہ ہے جہاں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حجر بن عدی کو قتل کیا تھا۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ان تین مقامات کا ذکر بطور خاص اپنے اشعار میں اس بنا پر کیا کہ یہاں بنو جفنہ سے تعلق رکھنے والے غسانی بادشاہوں کے گھر ہوا کرتے تھے، یہ بادشاہ زمانہ جاہلیت میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو ان کی مدحیہ شاعری کی بنا پر انعام واکرام سے نوازتے اور ان کی حوصلہ افزائی کیا کرتے تھے۔

2- دِیَارٌ مِّنْ بَنِی الْحَسْحَاسِ قَفْرٌ   تُعَفِّیْهَا الرَّوَامِسُ وَالسَّمَاءُ

''بنو حسحاس کے مکان بھی اجڑے پڑے ہیں، ہوائیں اور بارشیں ان کے نشانات کو مٹانے کے درپے ہیں''

تشریح

بنو حسحاس سے مراد ''حسحاس بن مالک بن عدی بن نجار'' کی اولاد ہے۔ یہ عربوں کا ایک قبیلہ ہے۔

ایک خیال یہ بھی ہے کہ ''حسحاس'' چونکہ عربی زبان میں انتہائی سخی شخص کو کہا جاتا ہے اس لئے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی مراد یہاں وہی غسانی بادشاہ ہیں جن کا تذکرہ انہوں نے پہلے شعر میں کیا ہے۔

3- وَكَانَتْ لَا یَزَالُ بِهَا أَنِیْسٌ   خِلَالَ مُرُوْجِهَا نَعَمٌ وَشَاءُ

''اب ان مکانات کا یہ حال ہے جبکہ ان پر ایک وقت ایسا بھی
گزرا ہے کہ یہاں ہر وقت کوئی نہ کوئی محبت کرنے والا اور دل
جوئی کرنے والا شخص ہوا کرتا تھا اور اس علاقے کی چراگاہوں
میں اونٹ اور بکریاں چرتے رہتے تھے''

4- فَدَعْ هٰذَا وَلٰكِنْ مَّنْ لِطَيْفٍ يُؤَرِّقُنِيْ اِذَا ذَهَبَ الْعِشَاءُ
5- لِشَعْثَاءَ الَّتِيْ قَدْ تَيَّمَتْهُ فَلَيْسَ لِقَلْبِهٖ مِنْهَا شِفَاءُ
6- كَاَنَّ سَبِيْئَةً مِّنْ بَيْتِ رَاْسٍ يَكُوْنُ مِزَاجُهَا عَسَلٌ وَّمَاءُ
7- عَلٰى اَنْيَابِهَا اَوْ طَعْمَ غَضٍّ مِنَ التُّفَّاحِ هَصَّرَهُ الْجِنَاءُ

''دیار ومکانات کے اس ذکر کو چھوڑو! لیکن میں نیند میں آنے
والے اس خیال کا کیا کروں جو رات کو میری نیند کو اڑا کے رکھ دیتا
ہے، یہ خیال شعثاء کی یاد میں آتا ہے جس کی جدائی میں میرے دل
کو قرار نہیں ہے۔اس کا لعاب (اردن کے ایک مقام) بیت راس
کی شراب کی طرح ہے جس میں شہد اور پانی کی آمیزش کی گئی ہے یا
اس سیب کی طرح ہے جسے پھل چننے والے نے پکنے کا بھرپور موقع
دیا ہے''

تشریح

ان اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک موضوع سے دوسرے موضوع کی طرف انتقال فرمایا ہے ادب کی اصطلاح میں اس طرز کلام کو ''اقتضاب'' کہا جاتا ہے۔ پہلے غسانی بادشاہوں کے دیار کا تذکرہ تھا اب شعثاء نامی خاتون کا تذکرہ چھیڑ دیا۔

شعثاء کون تھی؟ اس بارے میں مورخین کے تین قول ہیں:

1- شعثاء، سلام بن مشکم یہودی کی بیٹی کا نام ہے۔ جو کہ زمانہ جاہلیت میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی محبوبہ تھی۔

2- شعثاء، حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی کا نام ہے۔ ان سے حضرت حسان کی

اولاد بھی ہوئی، انہیں ''ام فراس'' کہا جاتا تھا۔

3- نوادر ابن الاعرابی میں لکھا ہے کہ شعثاء، قبیلہ خزاعہ سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون کا نام ہے۔

8- اِذَا مَا الْأَشْرِبَاتُ ذُكِرْنَ يَوْمًا فَهُنَّ لِطَيِّبِ الرَّاحِ الْفِدَاءُ

9- نُوَلِّيهَا الْمَلَامَةَ اِنْ أَلَمْنَا اِذَا مَا كَانَ مَغْثٌ أَوْ لَحَاءُ

10- وَنَشْرَبُهَا فَتَتْرُكُنَا مُلُوكًا وَأُسْدًا مَا يُنَهْنِهُنَا اللِّقَاءُ

''اگر کبھی پینے کی چیزوں کا ذکر چھڑ جائے تو ساری دنیا کے تمام مشروبات کو شراب پر قربان اور فدا ہو جانا چاہئے۔ جب جنگ یا سب وشتم کے میدان میں ہم سے کوئی قابل اعتراض بات صادر ہو تو اس کا ذمہ دار ہم شراب ہی کو ٹھہراتے ہیں۔ جب ہم اس کے جام چڑھاتے ہیں تو یہ ہمیں بادشاہ بنا دیتی ہے اور ہمیں شیروں کا حوصلہ عطا کرتی ہے پھر ہم دشمن کا مقابلہ کرنے سے پہلو بچانا روا نہیں سمجھتے''

تشریح

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں شراب پیا کرتے تھے لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد اسے مکمل طور پر چھوڑ دیا۔

مؤرخین کا خیال ہے کہ زمانہ جاہلیت میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے کہے ہوئے آخری اشعار یہی ہیں۔

مصعب زبیری کہتے ہیں کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اس قصیدہ کو زمانہ جاہلیت میں شروع کیا تھا اور اسلام قبول کرنے کے بعد اسے مکمل کیا۔ قبول اسلام کے بعد انہوں نے سب سے پہلے یہ شعر کہا:

عَدِمْنَا خَيْلَنَا اِنْ لَّمْ تَرَوْهَا تُثِيرُ النَّقْعَ مَوْعِدُهَا كَدَاءُ

''ہمارے گھوڑے باقی نہ رہیں اگر تم انہیں مقام کداء کی طرف

بڑھتے ہوئے غبار اڑاتے نہ دیکھو"

کہا جاتا ہے کہ ایک دن حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کے کچھ نوجوانوں کو شراب پینے سے منع کیا، انہوں نے کہا "اے ابوالولید! یہ تو ہم نے آپ ہی سے سیکھا ہے، ہم تو اسے چھوڑنا چاہتے ہیں لیکن آپ کا یہ شعر ہمیں چھوڑنے نہیں دیتا:

وَنَشْرَبُهَا فَتَتْرُكُنَا مُلُوْكًا وَأُسْدًا مَا يُنَهْنِهُنَا اللِّقَاءُ

"جب ہم اس کے جام چڑھاتے ہیں تو یہ ہمیں بادشاہ بنا دیتی ہے اور ہمیں شیروں کا حوصلہ عطا کرتی ہے پھر ہم دشمن کا مقابلہ کرنے سے پہلو بچانا روا نہیں سمجھتے"

یہ سن کر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا "یہ کچھ اشعار میں نے جاہلیت کے دور میں کہے تھے، جب سے اسلام قبول کیا میں نے شراب کی طرف ہاتھ بھی نہیں بڑھایا"

11- عَدِمْنَا خَيْلَنَا إِنْ لَّمْ تَرَوْهَا تُثِيْرُ النَّقْعَ مَوْعِدُهَا كَدَاءُ

12- يُبَارِيْنَ الْأَعِنَّةَ مُصْعِدَاتٍ عَلٰى أَكْتَافِهَا الْأَسَلُ الظِّمَاءُ

13- تَظَلُّ جِيَادُنَا مُتَمَطِّرَاتٍ تُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَاءُ

"ہمارے گھوڑے باقی نہ رہیں اگر تم انہیں مقام کداء کی طرف بڑھتے ہوئے غبار اڑاتے نہ دیکھو۔ ہمارے گھوڑے وادی کے اوپر والے حصہ کی طرف چڑھتے ہوئے ایسی تیزی دکھاتے ہیں کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ لگام سے مقابلہ کر رہے ہیں، نیز گھڑ سواروں کے پاس خون کے پیاسے نیزے بھی اٹھائے ہوئے ہیں۔ ہمارے عمدہ گھوڑے انتہائی تیز رفتار ہیں، دشمنوں کی عورتیں ان کے چہروں پر اپنے دوپٹے مارتی ہیں تاکہ یہ واپس چلے جائیں"

تشریح

کداء، مکہ کے قبرستان کے نزدیک ایک گھاٹی کا نام ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر حضرت حسان رضی اللہ عنہ اسی گھاٹی سے قریش کو للکارتے ہوئے داخل ہوئے تھے۔

ان تینوں اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑوں کی صفات بیان کررہے ہیں۔

اہل ادب کا خیال ہے کہ یہ آخری شعر جس میں گھوڑوں کے چہروں پر عورتوں کے دوپٹے مارنے کا ذکر ہے، حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو الہام کیا گیا تھا کیونکہ بعد میں یہ بات اسی طرح واقع ہوئی جس طرح انہوں نے بیان کی تھی۔ روایات میں آتا ہے کہ فتح مکہ کے دن عورتیں گھوڑوں کے چہروں پر اپنے دوپٹے مار رہی تھیں تاکہ یہ واپس چلے جائیں۔

14- فَاِمَّا تُعْرِضُوْا عَنَّا اعْتَمَرْنَا وَكَانَ الْفَتْحُ وَانْكَشَفَ الْغِطَاءُ

15- وَاِلَّا فَاصْبِرُوْا لِجِلَادِ يَوْمٍ يُعِزُّ اللّٰهُ فِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ

"اے دشمنو! اگر تم ہمارے مقابلہ میں نہ آئے تو ہم عمرہ کرلیں گے، فتح حاصل ہوجائے گی اور پردہ ہٹ جائے گا اور اگر تم نے ہم سے مقابلہ کیا اور جنگ لڑی تو پھر سخت لڑائی کے دن کے لئے تیار رہنا، پھر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا عزت عطا فرمائے گا"

تشریح

ان اشعار کو بھی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے الہامی اشعار میں شمار کیا گیا ہے، ان میں وہ فتح مکہ کی پیشین گوئی کررہے ہیں اور عمرہ کرنے کا تذکرہ بھی، غور کیجئے کہ فتح مکہ رمضان المبارک کے مہینے میں ہوا تھا، ظاہر ہے کہ یہ عمرہ کا وقت تھا اس میں حج نہ ہوسکتا تھا۔

نیز ان اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کفار کو خطاب کیا ہے اور فرمایا کہ "اگر تم ہمارے مقابلہ میں آئے بغیر ہماری طاقت کو تسلیم کرو تو مکہ میں داخل ہوجائیں گے، فتح ہمارا مقدر بنے گی اور جن باتوں کا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے وہ وقوع پذیر ہوجائیں گے، لیکن اگر تم نے ہمارے مقابلہ میں آنے کی کوشش کی تو یاد رکھنا کہ تمہیں سخت لڑائی کا سامنا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت عطا فرمائیں گے"

تاریخ شاہد ہے کہ مشرکین مکہ نے پہلی صورت کو قبول کیا اور مسلمان بغیر لڑائی کے

مکہ میں داخل ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں عمرہ ادا کیا۔

"یُعِزُّ اللّٰهُ فِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ" (اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا عزت دے گا)

یہ ایک انداز تعبیر ہے جسے ادب کی اصطلاح میں "کلام منصف" کہا جاتا ہے۔ اس میں متکلم خود کو مخاطب کے برابر لا کھڑا کرتا ہے جس کی وجہ سے سامع اس بات پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اس کی بات کو سنے اور قبول کرلے۔ اللہ رب العزت کا یہ فرمان بھی اس قبیل سے ہے:

﴿وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ (1)

"ہم یا تم (دونوں میں سے ایک) ہدایت پر یا کھلی گمراہی پر ہے"

یہ بات تو بالکل ظاہر ہے کہ متکلم ہدایت پر ہے اور مخاطبین گمراہی پر، لیکن معاملہ کو مبہم رکھا گیا تا کہ یہ بات پوری طرح سامع کے ذہن میں بیٹھ جائے اور وہ مقابلہ پر آنے کے بجائے حقیقت کو تسلیم کر لے۔

16- وَجِبْرِيْلٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْنَا وَرُوْحُ الْقُدْسِ لَيْسَ لَهٗ كِفَاءُ

"ہمارے درمیان اللہ کے قاصد حضرت جبرئیل علیہ السلام موجود ہیں،
وہ روح القدس ہیں، ان کو کوئی نظیر نہیں"

تشریح

حضرت جبرئیل علیہ السلام کو روح القدس اس لئے کہا جاتا ہے کہ قدس کا معنی ہے "طہارت" اور حضرت جبرئیل کو طہارت سے پیدا کیا گیا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے:

((أن روح القدس نفث فی روعی))

"روح القدس نے میرے دل میں بات ڈالی"

اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ﴾ (2)

---

(1) سبأ 24

(2) البقرة 87

''اور ہم نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو روح القدس کے ذریعہ تقویت دی''

17- وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ أَرْسَلْتُ عَبْدًا يَقُوْلُ الْحَقَّ اِنْ نَفَعَ الْبَلَاءُ

18- شَهِدْتُّ بِهٖ فَقُوْمُوْا صَدِّقُوْهُ فَقُلْتُمْ لَا نَقُوْمُ وَلَا نَشَاءُ

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بندے محمد ﷺ کو بھیجا ہے اگر آزمائش میں پڑنا نفع دے تو وہ حق بات کہتے میں آزمائش کی پرواہ نہیں کرتے۔ میں ان پر ایمان لے آیا اور ان کی رسالت کی تصدیق کی، تم سے بھی کہا گیا کہ تم بھی اٹھو اور ان کی تصدیق کرو لیکن تم نے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا اور کہنے لگے نہ ہم اس کام کا ارادہ کرتے ہیں اور نہ ہم کرنا چاہتے ہیں''

19- وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ سَيَّرْتُ جُنْدًا هُمُ الْأَنْصَارُ عُرْضَتُهَا اللِّقَاءُ

20- لَنَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مِّنْ مَعَدٍّ سِبَابٌ أَوْ قِتَالٌ أَوْ هِجَاءُ

21- فَنُحْكِمُ بِالْقَوَافِي مَنْ هَجَانَا وَنَضْرِبُ حِيْنَ تَخْتَلِطُ الدِّمَاءُ

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ایک لشکر تیار کیا ہے جو انصار پر مشتمل ہے، اس لشکر کے پیش نظر صرف ایک ہی مقصد ہے اور وہ ہے دشمن کا سامنا کرنا۔ ہمارا ہر روز قبیلہ معد والوں سے سب و شتم، ہجو اور لڑائی میں مقابلہ ہوتا ہے۔ جو شخص ہماری ہجو کرتا ہے ہم اشعار کے ذریعہ ہی اس کا جواب دیتے ہیں اور جو ہمارے خلاف میدان جنگ میں اترتا ہے تو ہم تلواروں کی ضربیں بھی خوب دکھاتے ہیں''

تشریح

''معد'' سے مراد قریش ہیں کیونکہ یہ عدنان کی اولاد میں سے ہیں۔

22- ألا أبْلغْ أبا سفيانَ عنى فأنت مُجَوَّفٌ نَخِبٌ هواء

23- بأن سيوفنا تَرَكَتْك عبدًا وَعَبْدُ الدّارِ سَادَتُها الاماءُ

''میری طرف سے ابو سفیان کو یہ پیغام پہنچا دو کہ تو بزدل اور ڈرپوک شخص ہے، اسے یہ پیغام بھی پہنچا دو کہ ہماری تلواروں نے تجھے غلام بنا دیا ہے اور قبیلہ عبدالدار کی سرداری باندیوں کے ہاتھ میں دے دی ہے''

تشریح

''عبدالدار'' قریش کی ایک شاخ کا نام ہے، میدان جنگ میں جھنڈا انہی کا آدمی اٹھاتا تھا۔ حاجیوں کو پانی پلانا، پہرہ دینا اور دوسری ضروریات کا انتظام ان کے پاس ہوتا تھا۔

غزوۂ احد کے موقع پر ابوسفیان نے انہیں برانگیختہ کرنے کے لئے ان سے کہا تھا کہ غزوہ بدر میں جو کچھ ہمارے ساتھ ہوا وہ تم دیکھ چکے ہو، اب جھنڈا ہمیں دے دو پھر دیکھو ہم کیا کرتے ہیں۔ ابوسفیان کی یہ بات سن کر عبدالدار والوں کو بہت غصہ آیا اور انہوں نے جھنڈے کی حفاظت کی خاطر تن من نچھاور کرنے کا عزم کرلیا اور ابوسفیان چاہتے بھی یہی تھے۔

چنانچہ سب سے پہلے مشرکین کی طرف سے طلحہ بن ابی طلحہ نے جھنڈا تھاما، اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا، پھر اس کے بھائی عثمان بن ابی طلحہ نے جھنڈا پکڑا، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا، پھر سعید بن ابی طلحہ نے جھنڈا اٹھایا، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اسے جہنم واصل کر دیا۔ پھر مسافع بن طلحہ بن ابی طلحہ نے جھنڈا سنبھالنے کی ذمہ داری لی، عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا، پھر ابوالجلاس بن طلحہ سے جھنڈا اٹھایا اسے بھی عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جہنم واصل کر دیا۔ پھر کلاب بن طلحہ نے جھنڈا تھاما اسے بھی حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا۔ پھر حارث بن طلحہ نے جھنڈا اٹھایا، اسے انصار کے حلیف قزمان نے مار ڈالا، پھر قاسط بن شریح بن عثمان نے جھنڈا تھاما اسے بھی قتل کر دیا گیا، پھر ان کے ایک حبشی غلام جس کا نام صواب تھا اس نے جھنڈا اٹھایا، جھنڈا اس کے ہاتھ میں تھا کہ اسے بھی قتل کر دیا گیا۔ پھر بنو حارث کی حارثیہ نامی عورت نے اس

جھنڈے کو اٹھا لیا تو سارے مشرکین اس جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔

شاید حضرت حسان رضی اللہ عنہ مذکورہ اشعار میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔

24- هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فأجَبْتُ عَنْهُ وَعِنْدَ اللّٰهِ فی ذاكِ الجَزَاءُ

تو نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نامناسب کلمات کہے ہیں اور میں اس کا جواب دیا ہے، اس جواب کے بدلہ میں اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے"

تشریح

روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ شعر کہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

((جزاء ك على الله الجنة يا حسان!))

"اے حسان! اللہ کے یہاں تیرا بدلہ جنت ہی ہے"

25- أتَهْجُوهُ وَلَسْتَ لَهُ بِكُفْءٍ فَشَرُّكُمَا لِخَيْرِكُمَا الفِداءُ

26- هَجَوْتَ مُبارَكاً بَرّاً حَنِيفاً أمِينَ اللّٰهِ شِيمَتُهُ الوَفاءُ

27- فَمَنْ يَهْجُو رَسُولَ اللّٰهِ مِنكُمْ وَيَمْدَحُه وَيَنْصُرُهُ سَوَاءُ

"تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازیبا کلمات کہتا ہے حالانکہ ان کے سامنے تیری حیثیت کیا ہے، تم سے بدتر کو تم میں سے بہتر پر قربان ہو جانا چاہئے، تو ایک ایسی ذات کو شان میں گستاخی کرتا ہے جو پاکیزہ، نیکی کے خوگر اور اللہ تعالیٰ کے امین ہیں اور وفاداری ان کے اخلاق کا حصہ ہے۔ تم میں جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی بیان کرے، یا ان کی تعریف کرے یا ان کی مدد کرے سب برابر ہیں"

تشریح

یعنی تمہارے نازیبا کلمات انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتے اور تمہاری مدح ونصرت ان

کی عزت میں اضافہ نہیں کرسکتی کیونکہ تم اتنے معمولی اور بے حیثیت لوگ ہو کہ تمہاری باتوں کی پرواہ کس کو ہے؟

محبت ہے میرے رب کی محبت میرے آقا کی
اطاعت ہے میرے رب کی اطاعت میرے آقا کی
محمد کے تقدس پر زبانیں مت نکالو تم
کہاں تم اور کہاں شان رسالت میرے آقا کی
مدح میں ان کی کیا لکھوں، ثناء ان کی کروں کیسے؟
عیاں ہے ذرّے ذرّے سے صداقت میرے آقا کی
صبا بن کے جو چلتی ہے، ابر بن کے برستی ہے
زمانے بھر کے لوگوں پہ عنایت میرے آقا کی
اسی میں عزت دنیا، اسی میں رفعت عقبیٰ
بلندی کا ذریعہ ہے، ہدایت میرے آقا کی
کہاں تہذیب نصرانی، کہاں دین یہودیت
سبھی دینوں پہ بھاری ہے، شریعت میرے آقا کی

28- فَإِنَّ أبی وَوَالِدَهٗ وَعِرْضی لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنكُمْ وِقَاءٌ

''میرے باپ دادا اور میری عزت ناموس، ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہیں''

تشریح

روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے یہ شعر کہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

((وقاك اللّٰهُ یا حسان حر النار))

''اے حسان! اللہ تعالیٰ تمہیں جہنم کی گرمی سے محفوظ رکھے''

29- فَامَّا تَثْقَفَنَّ بَنُو لُؤَیٍ جُذَیْمَةَ اِنَّ قَتْلَهُمْ شِفَاءٌ

30- أُولٰئِكَ مَعْشَرٌ نَصَرُوا عَلَيْنَا فَفِي أَظْفَارِنَا مِنْهُمْ دِمَاءٌ

31- وَحِلْفُ الحَارِثِ بْنِ أَبِي ضِرَارٍ وَحِلْفُ قُرَيْظَةٍ مِنَّا بَرَاءٌ

"اگر بنو لوی والے قبیلہ جذیمہ والوں پر قابو پالیں اور انہیں قتل کردیں تو ان کے قتل کرنے میں دلوں کی شفا ہے۔ یہ جذیمہ والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہمارے خلاف ہمارے دشمنوں کی مدد کی تھی، پھر ہم شیروں کی طرح ان پر جھپٹے اور ابھی تک ہمارے ناخنوں میں ان کا خون موجود ہے۔ حارث بن ابی ضرار اور قریظہ کے عہد سے ہم بری ہیں"

تشریح

حارث بن ابی ضرار، ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام ہے۔

ابن اسحٰق علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ بنت حارث سے عقد فرمایا تھا، جس کا قصہ یہ ہوا کہ وہ بنو مصطلق کی قیدی خواتین میں مسلمانوں کے پاس آئی تھیں، اور حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں تھیں۔ لیکن انہوں نے حضور کو ہدیہ میں دے دی تھیں۔

ان کے والد حارث اپنی بیٹی کا فدیہ ادا کرنے کے لئے چلے، جب وہ مقام عقیق پہنچے تو انہوں نے اپنے اونٹوں کی طرف ایک نظر ڈالی انہیں دو اونٹ بڑے عمدہ معلوم ہوئے اور انہیں عقیق کی ایک وادی میں چھپا دیا۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا:

"اے محمد! تم نے میری بیٹی کو قیدی بنایا ہے یہ اس کا فدیہ ہے"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ دو اونٹ کہاں ہیں جو تو نے عقیق کی فلاں وادی میں چھپائے ہیں"

یہ سن کر حارث بن ابی ضرار نے کہا "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، خدا کی قسم! آپ کو اس پر اللہ تعالیٰ ہی نے مطلع کیا ہے"

پس حارث نے اسلام قبول کرتے ہی ان کے دو بیٹوں اور ان کی قوم [illegible]

نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

- بنو قریظہ نے اولاً مسلمانوں کے ساتھ جنگ نہ لڑنے اور ان کی حمایت کرنے عہد کیا تھا لیکن بعد میں دشمنوں کے ساتھ مل گئے اور مسلمانوں کے ساتھ بدعہدی کی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے قتال کرنے، ان کے لوگوں کو قیدی بنانے اور ان کے اموال کو قبضہ میں کرنے کی اجازت دے دی تھی۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے گذشتہ شعر میں اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

32- لِسَانِی صَارِمٌ لا عَیْبَ فِیهِ وَبَحْرِی لا تُکَدِّرُهُ الدِّلاءُ

''میری زبان ایک تیز دھار تلوار کی طرح ہے جس میں کوئی عیب نہیں، اور میرے سمندر کو ڈول گدلا نہیں کر سکتے''

مرے اشعار کا رتبہ جہاں میں اعلیٰ ٹھہرا ہے
''نتیجہ فکر'' میرا سمندر سے بھی گہرا ہے

تشریح

اس شعر میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنی زبان کو تیز دھار تلوار سے تشبیہ دے رہے ہیں، جو دشمنوں کی زبانوں کو کاٹ کر رکھ دیتی ہے، یعنی انہیں لاجواب کر دیتی ہے۔

اسی طرح وہ اپنے اشعار کو ایک گہرے، وسیع اور صاف پانی والے سمندر سے تشبیہ دے رہے ہیں جسے ڈول کا ڈالنا گدلا نہیں کرتا۔ یعنی ان کی زبان سے ایسے اشعار جاری ہوتے ہیں جسے تنقید کرنے والوں کی عیب بینی اور دشمنوں کا عناد نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

دربار رسالت کی کیسی وہ گھڑی ہوگی
حسان کے ہونٹوں پہ جب نعت نبی ہوگی
بوبکر وعمر ہوں گے عثمان وعلی ہوں گے
حسنین کے نانا کی کیا بزم سجی ہوگی

نگاہوں نے نہ دیکھا ہے نہ ہرگز دیکھ پائیں گی

[من الوافر]

شانِ رسالت میں حضرت حسان بن ثابت ﷺ کے شہرہ آفاق اشعار

1- وَأَحْسَنُ مِنْكَ لم تَرَ قَطُّ عَيْنِي   وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

2- خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ   كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

"آپ ﷺ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی دیکھا نہیں اور آپ ﷺ سے زیادہ خوبصورت کسی ماں نے جنا نہیں، آپ ﷺ کو ہر عیب سے بری پیدا کیا گیا، گویا آپ ﷺ کی تخلیق آپ کی مرضی اور چاہت کے عین مطابق کی گئی ہے"

تشریح

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"كان رسول الله ﷺ أزهر اللون كان عرقه اللؤلؤ اذا مشى تكفأ ولا مسست ديباجا ولا حريرا ألين من كف رسول الله ﷺ ولا شممت رائحة مسك ولا عنبر أطيب رائحة من رسول الله صلى الله عليه وسلم"

"رسول اللہ ﷺ کا رنگ مبارک سفید روشن تھا اور آپ کے چہرہ اقدس پر پسینہ کی بوندیں یوں معلوم ہوتی تھیں جیسے موتی جڑ دیئے گئے ہوں، جب آپ چلتے تو عاجزی اور تیز رفتاری سے قدم مبارک اٹھاتے۔ میں نے کسی قسم کا کوئی ریشم ایسا نہیں چھوا جو آپ ﷺ کی

ہتھیلی مبارک سے زیادہ نرم ہو اور میں نے دنیا میں ایسی کوئی خوشبو نہیں سونگھی جو آپ ﷺ کی خوشبو سے زیادہ عمدہ اور اثر انگیز ہو''(1)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''حتی یقول ناعته لم أر قبله ولا بعده''

''آپ ﷺ کی تعریف کرنے والے کہہ دیا کرتے تھے کہ حسن وجمال کا ایسا نمونہ نہ ہم نے پہلے کبھی دیکھا ہے اور نہ بعد میں کبھی دیکھ سکتے ہیں''(2)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ما رأیت أحدا أحسن فی حلة حمراء من النبی صلی اللہ علیه وسلم''

''میں نے دھاری دار سرخ جوڑے میں حضور ﷺ سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا''(3)

حضرت براء رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں:

''کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم أحسن الناس وجها واحسنه أخلاقا''

''حضور ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت چہرے والے اور سب سے اچھے اخلاق والے تھے''(4)

---

(1) مسند أحمد، باقی مسند الأنصار، رقم الحدیث: 12902

(2) سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم، باب ماجاء فی صفة النبی ﷺ، رقم الحدیث: 3571، مسند أحمد، مسند العشرة المبشرین بالجنة، رقم الحدیث: 706

(3) صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب الجعد، رقم الحدیث: 5450

(4) صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی صفة النبی صلی اللہ علیه وسلم وأنه کان أحسن الناس وجها، رقم الحدیث: 4310

ایک شاعر نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مندرجہ بالا اشعار کو اردو کے قالب میں کچھ یوں ڈھالا ہے:

نگاہوں نے نہ دیکھا ہے نہ ہرگز دیکھ پائیں گی
حسیں ایسا زمانے میں کہاں سے مائیں لائیں گی
خدا نے کردیا انمول آقا تیری خلقت کو
کہ جلوہ دیکھ کر حوریں حسن کو بھول جائیں گی

کسی نے یوں بھی کہا ہے:

تجھ سا حسین آنکھ نے دیکھا نہیں کبھی
تجھ سا جمیل ماؤں نے اب تک نہیں جنا
ہر عیب سے بری تجھے پیدا کیا گیا
تو چاہتا تھا جس طرح ویسے ہی بنا

ایک اور شاعر کہتا ہے:

جہاں میں تجھ سا چہرہ ہے نہ ہے خندہ جبیں کوئی
ابھی تک جن سکی نہ عورتیں تجھ سا حسیں کوئی
نہیں رکھی ہے قدرت نے میرے آقا کی تجھ میں
جو چاہا آپ نے مولا وہ رکھا ہے سبھی تجھ میں

قافیۃ "الباء"

"غزوۂ خندق"

نگاہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ٹھنڈک ملی ہے

[من الکامل]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مندرجہ ذیل اشعار میں غزوہ خندق کی عظیم الشان فتح، اس میں دشمنوں کی قوت وغرور، اللہ کی مدد ونصرت کے نزول اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسرت کی منظر کشی کی ہے:۔

1- هَلْ رَسْمُ دَارِسَةِ الْمَقَامِ يَبَابِ ... مُتَكَلِّمٌ لِمُسَائِلٍ بِجَوَابِ

2- وَلَقَدْ رَأَيْتُ بِهَا الْحُلُولَ يَزِينُهُمْ ... بِيضُ الْوُجُوهِ ثَوَاقِبُ الْأَحْسَابِ

3- فَدَعِ الدِّيَارَ وَذِكْرَ كُلِّ خَرِيدَةٍ ... بَيْضَاءَ آنِسَةِ الْحَدِيثِ كَعَابِ

"کیا دارسۃ المقام نامی جگہ کے نشانات ویران پڑے ہیں اور سوال پوچھنے والے کو جواب دے رہے ہیں؟ میں نے خود دیکھا کہ یہاں روشن چہروں والے اور اعلیٰ خاندانوں والے لوگ آیا کرتے تھے اور [illegible]

کے تذکرہ کو چھوڑو، اور کسی ایسی کنواری لڑکی کا ذکر بھی نہ کرو جس کا رنگ گورا، جس کی باتیں دل جوئی کرنے والی اور جس میں نسوانی حسن کی بہتات ہو"

چھین لے مجھ سے نظارے جلوۂ خوش رو دوست
میں کوئی محفل نہ دیکھوں اب تری محفل کے بعد

تشریح

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے اس قصیدہ کو بھی مقامات و دیار کے تذکرے سے شروع کیا جیسا کہ عرب شعراء کا ایک خاص انداز رہا ہے۔ لیکن فوراً ہی صنعت اقتضاب کے ذریعہ اصل مقصودی موضوع کی طرف انتقال کر لیا۔

آخری شعر میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے لڑکی کے لئے "خريدة" کا لفظ استعمال فرمایا، اصل کے اعتبار سے "خريدة" ایسے موتی کو کہا جاتا ہے جسے چھیدا نہ گیا ہو، لیکن جب یہ لفظ عورت کے لئے استعمال کیا جائے تو اس معنی میں مختلف اقوال ہیں:

1- بعض اہل لغت کے نزدیک اس سے مراد ایسی کنواری لڑکی ہو گی جسے کسی نے چھوا تک نہ ہو۔

2- بعض کے نزدیک خریدہ ایسی لڑکی کو کہتے ہیں جو محبت کرنے والی، کم گو، ہلکی آواز والی، شرمیلی، باپردہ اور کنواری ہو۔

4- واشْكُ الْهُمومَ الى الالهِ وَمَا تَرَى مِنْ مَعْشَرٍ مُتَألِّبِينَ غِضَابِ

5- أمُّوا بِغَزْوِهِمِ الرَّسُولَ وألّبوا أهْلَ القُرَى وَبَوَادِيَ الأعْرَابِ

6- جَيْشُ عُيَيْنَةَ وَابنُ حَرْبٍ فِيهِمِ مُتَخَمِّطِينَ بِحَلْبَةِ الأحْزَابِ

"اے مخاطب! تم تمام غموں اور اس لشکر کی شکایت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے کرو جو مختلف علاقوں سے آ کر ایک جگہ جمع ہو گیا اور غصہ میں بے تاب ہوا جاتا تھا۔ انہوں نے جمع ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کا ارادہ کیا اور ارد گرد کی تمام بستیوں اور دیہاتوں سے

بدوؤں کو بھی جمع کر لیا تھا۔ یہ عیینہ کا لشکر تھا اور سفیان بن حرب بھی
اسی میں شامل تھا، غصہ کی وجہ سے ان کا یہ حال ہو رہا تھا کہ ان کے
منہ سے جھاگ نکلتی ہوئی محسوس ہوتی تھی، یہ لشکر مختلف جماعتوں سے
مل کر بنا تھا''

تشریح

ان اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ غزوہ خندق میں مسلمانوں کے مقابلہ میں آنے والے لشکر کفر کا کچھ تعارف کرا رہے ہیں۔ جس لشکر کا انہوں نے ذکر کیا یہ تین بڑی جماعتوں پر مشتمل تھا:

1- قریش

2- بنو غطفان

3- قریظہ

یہ سب لوگ مل کر آقا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانثار ساتھیوں کے خلاف برسرپیکار ہوئے تھے، اور اللہ کی مدد کی بدولت مسلمانوں نے انہیں ناکوں چنے چبانے پر مجبور کر دیا تھا۔

7- حَتّٰی اِذَا وَرَدُوا الْمَدِیْنَةَ وَارْتَجَوْا — قَتْلَ النَّبِیِّ وَمَغْنَمَ الْأَسْلَابِ

8- وَغَدَوْا عَلَیْنَا قَادِرِیْنَ بِأَیْدِهِمْ — رُدُّوْا بِغَیْظِهِمْ عَلَی الْأَعْقَابِ

9- بِهُبُوْبِ مُعْصِفَةٍ تُفَرِّقُ جَمْعَهُمْ — وَجُنُوْدِ رَبِّكَ سَیِّدِ الْأَرْبَابِ

10- وَكَفَی الْاِلٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ قِتَالَهُمْ — وَأَثَابَهُمْ فِی الْأَجْرِ خَیْرَ ثَوَابِ

11- مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا فَفَرَّجَ عَنْهُمْ — تَنْزِیْلُ نَصِّ مَلِیْكِنَا الْوَهَّابِ

''جب یہ لشکر کفار مدینہ آیا تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے اور مال غنیمت کو لوٹنے کا ارادہ رکھتا تھا، باوجود اس کے کہ یہ اپنی پوری قوت کو جمع کر کے ہم پر چڑھ دوڑا تھا لیکن تیز آندھیوں اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے لشکروں نے ان کی جمعیت کو پارہ پارہ کر دیا اور انہیں الٹے پاؤں بھاگنے پر مجبور کر دیا، اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اپنی مدد سے کفایت

بھی عطا فرمائی اور ان کے نامہ اعمال میں ثواب وجزاء کو بھی لکھ دیا،
حالانکہ کچھ لوگ ناامید ہوئے جاتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی
یاس کو آس سے بدل ڈالا اور یہی بات قرآن بھی ہمیں بتاتا ہے"

تشریح

غزوہ خندق میں تیز ہواؤں کے جھکڑ اور فرشتوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی مدد مسلمانوں کے لئے اتری تھی۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا﴾ (1)

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی تھی، جب تمہارے اوپر مختلف لشکر چڑھ دوڑے تو ہم نے ان پر ہوا اور ایسے لشکر بھیج دیئے جو تمہیں دکھائی نہ دیتے تھے، اور اللہ تعالیٰ ہر اس عمل کو دیکھتا ہے جو تم کرتے ہو"

علامہ زمخشری فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تاریک رات میں کفار کے لشکر کی طرف ٹھنڈی اور تیز ہوا کو بھیجا جس نے ان کے ہوش اڑا دیئے اور ان کے چہروں پر مٹی ڈال دی۔ پھر فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کفار کے خیموں کی کیلوں کو اکھیڑ دیا اور ان کی طنابیں اکھڑ گئیں۔ آگ بجھ گئی اور ہانڈیاں الٹی ہوگئیں۔ گھوڑے بے قابو ہوکر ہنہنانے لگے اور کفار کے دلوں میں شدید ڈر اور خوف بیٹھ گیا۔ اس منظر کو دیکھ کر طلیحہ بن خویلد اسدی کہنے لگا "بھاگو! بھاگو! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جادو چل گیا ہے"

پس اللہ تعالیٰ نے دشمن کے دانت کھٹے کردیئے اور وہ الٹے پاؤں بھاگ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی مدد فرمائی اور اللہ اپنے بندوں کے لئے کافی ہوگیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنو قریظہ کی طرف تشریف لے

---

(1) الاحزاب: 9

گئے اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنی سواری پر سوار ہو کر قبیلہ بنی غنم کی گلی میں سے گزرے تھے جس سے اس گلی میں غبار اڑا تھا وہ غبار اب بھی گویا کہ مجھے نظر آ رہا ہے۔ (1)

حضرت حمید بن ہلال رحمۃ اللہ علیہ نے بنو قریظہ کے غزوے کے بارے میں پوری حدیث بیان کی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے (غزوۂ خندق سے فارغ ہو کر) ہتھیار رکھ دیئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پاس باہر تشریف لائے۔ حضرت جبرئیل اپنے گھوڑے کے سینے پر سہارا لے کر کھڑے ہوئے تھے اور ان کی پلکوں پر خوب غبار پڑا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نیچے تشریف لائے تو حضرت جبرئیل نے عرض کیا ہم نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں رکھے، بنو قریظہ کی طرف تشریف لے چلیں (ان سے جنگ کرنی ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ساتھی تھکے ہوئے ہیں آپ انہیں چند دن کی مہلت دے دیں تو اچھا ہے۔ حضرت جبرئیل نے عرض کیا نہیں آپ ابھی وہاں تشریف لے چلیں میں اپنے اس گھوڑے کو ان کے قلعوں میں گھسا دوں گا اور ان کے سارے قلعے گرا کر زمین کے برابر کر دوں گا، چنانچہ حضرت جبرئیل اور ان کے ساتھ جتنے فرشتے تھے یہ سب وہاں سے پشت پھیر کر چلے تو انصار کے قبیلہ بنی غنم کی گلیوں میں غبار اڑنے لگا۔ (2)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں غزوۂ خندق مدینہ میں ہوا تھا، حضرت ابو سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ (اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے وہ) قریش کو اور اپنے پیچھے چلنے والے تمام قبائلِ عرب کو لے کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے تھے ان قبائل میں کنانہ، عیینہ بن حصن، عطفان، طلیحہ، بنو اسد، ابو الاعور اور بنو سلیم شامل تھے۔ اس وقت قریظہ کے یہودیوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان پہلے سے معاہدہ تھا جسے انہوں نے توڑ دیا اور مشرکوں کی مدد کی، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

﴿وَأَنزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُم مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِن

(1) الطبقات لابن سعد (3/76)

(2) الطبقات لابن سعد (2 77)

صَيَاصِيهِمْ﴾ (1)

''اور جن اہل کتاب نے ان کی مدد کی تھی ان کو ان کے قلعوں سے نیچے اُتار دیا''

اس غزوہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام ہوا کو ساتھ لے کر آئے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل کو دیکھا تو تین دفعہ فرمایا ''غور سے سنو! تمہیں خوشخبری ہو!'' پھر اللہ نے ان پر ایسی ہوا بھیجی جس نے ان کے خیمے پھاڑ دیئے اور ان کی دیگیں اُلٹ دیں اور ان کے کجاوے مٹی میں دبا دیئے اور خیموں کے باندھنے کے کھونٹے توڑ دیئے اور وہ لوگ ایسے گھبرا کر بھاگے کہ کوئی مڑ کر دوسرے کو نہیں دیکھتا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا﴾ (2)

''اے ایمان والو! اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی، جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے پھر ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی اور ایسی فوج بھیجی جو تم کو دکھائی نہ دیتی تھی''

کفار کے بھاگنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس آ گئے۔ (3)

مذکورہ اشعار کے ایک مصرع میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''وكفى الالٰه المؤمنينَ قتالهم''

''اللہ تعالیٰ مومنین کی جانب سے لڑائی کرنے کے لئے کافی ہوگیا''

آپ کا یہ مضمون قرآن مجید کی اس آیت سے ماخوذ ہے:

﴿وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ﴾ (4)

''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے لئے کافی ہوگیا''

---

(1) الأحزاب:26

(2) الأحزاب:9

(3) طبقات ابن سعد(71/2)

(4) الاحزاب:25

12- وَأقَرَّ عَيْنَ مُحَمَّدٍ وَصِحابِهِ وَأَذَلَّ كلَّ مُكَذِّبٍ مُرتابِ
13- مُسْتَشْعِرٍ لِلْكُفْرِ دونَ ثِيابِهِ والكُفْرُ لَيْسَ بِطاهِرِ الأثْوَابِ
14- عَلِقَ الشّقَاءُ بِقَلْبِهِ فَأرَانَهُ في الكُفْرِ آخِرَ هذِهِ الأحْقابِ

''اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی آنکھوں کو ٹھنڈا کر دیا اور ہر ایسے جھوٹے اور شک میں مبتلا شخص کو ذلیل کر دیا جس نے کفر کو اپنا شعار بنا رکھا ہے، حالانکہ کفر سوائے ناپاکی اور نجاست کے کچھ نہیں، بدبختی اور شقاوت اس جھوٹے کے دل میں گھر کر چکی ہے اور وہ کفر کی گہرائی میں گرا پڑا ہے''

تشریح

ان اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کافر کی کچھ صفات کا ذکر کیا ہے، اس سلسلہ میں وہ فرماتے ہیں کہ ''کافر نے کفر کو اپنا شعار بنا رکھا ہے'' شعار اس لباس کو کہا جاتا ہے جسے انسان اپنے ظاہری کپڑوں کے نیچے استعمال کرے، جیسے بنیان وغیرہ۔ معنی اس شعر کا یہ ہے کہ کافر کفر کو اپنے لئے بہت عزیز رکھتے ہیں، حالانکہ کفر تو ایک ناپاک چیز ہے، اسے عزیز رکھنا انتہائی حماقت اور پرلے درجے کی بے وقوفی ہے۔

ان اشعار میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے غزوہ خندق میں فتح پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسرت کا تذکرہ بھی فرمایا ہے، گویا کہ فرماتے ہیں:

نگاہِ محمد کو ٹھنڈک ملی ہے
کہ جاہِ عدو خاک میں جب ملی ہے

غزوۂ بدر

''ہم ہی خدا کے شیر ہیں بے خوف رہ کے لڑتے ہیں''

[من الوافر]

مندرجہ ذیل اشعار میں شاعر رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر کے حالات وواقعات کو بیان کیا ہے۔

غزوہ بدر کبریٰ ہجرت کے دوسرے سال رمضان المبارک کے مہینے میں پیش آیا، اس غزوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین سو تیرہ مجاہدین تھے، جن میں سے دوسو چالیس کے لگ بھگ انصار اور باقی مہاجرین تھے۔ ان نہتے مجاہدین کے پاس دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے۔ اس قلیل لشکر کے خروج کا مقصد شام سے واپس آنے والے ایک قافلۂ قریش کو روکنا تھا۔ جب ابوسفیان کو مسلمانوں کے اس ارادے کا علم ہوا تو اس نے ایک آدمی کو اجرت دے کر بھیجا کہ وہ قریش تک یہ خبر پہنچا دے۔ جب قریش کو یہ خبر پہنچی تو وہ فوراً اپنے سامان اور ساتھیوں کی حفاظت کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ ان کے پاس سو گھوڑے اور سات سو اونٹ تھے۔

اس اثناء میں ابوسفیان مقررہ راستے کو چھوڑ کر ساحلی راستے سے ہوتا ہوا ان کے پاس پہنچ گیا اور قریش کو اپنی آمد کے مژدے کے ساتھ یہ بھی کہا کہ اب واپس چلیں جائیں، ہمارا قافلہ محفوظ ہو گیا ہے۔

لیکن ابوجہل کا اصرار اس بات پر تھا کہ ہم بدر جائیں گے اور تین دن وہاں قیام کریں گے، اونٹ ذبح کریں گے، کھانے کھائیں گے اور شراب کا دور چلائیں گے تاکہ عرب والوں پر ہماری دھاک بیٹھ جائے۔

ابوجہل کی اس رائے پر عمل کیا گیا اور قریش کا لشکر بدر کی وادی میں پہنچ گیا۔ اس مقام پر مسلمانوں کے لشکر سے ان کا آمنا سامنا ہو گیا۔

میدان جنگ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک ٹیلے کے پاس چھپر نما حجرہ بنایا گیا تھا، جس میں آپ اپنے جانثار ساتھیوں کو ہدایات جاری فرماتے اور اللہ کے حضور دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھتے تھے۔

لڑائی میں شدت آنے کے بعد تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ مشرکین شکست کھا کر بھاگنے لگے اور مسلمان ان کا پیچھا کر کے ان کو قیدی بنانے اور مال غنیمت حاصل کرتے نظر آرہے تھے۔

اس غزوہ میں ستر کافر قتل ہوئے اور اتنے ہی قیدی بنائے گے، نیز چودہ مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے مقتول کافروں کو ''قلیب بدر'' نامی کنویں میں ڈالنے کا حکم دے دیا تھا، پھر آپ کنویں کے دہانے کھڑے ہوئے اور مشرکین کو ان کے ناموں اور ان کے آباء واجداد کے ناموں سے پکار کر فرمایا:

''کیا تمہارا دل چاہتا ہے کہ تم بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر لیتے؟ جس چیز کا ہمارے رب نے ہم سے وعدہ فرمایا تھا ہم نے اس کو سچ پایا، کیا جس چیز کا تمہارے رب نے تم سے وعدہ کیا تھا تم نے اس کو حق پایا؟''

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ! کیا آپ ان جسموں سے گفتگو فرمارہے ہیں جن میں روح نہیں ہے؟''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے! جو کچھ میں نے ان سے کہا ہے انہوں نے تم سے زیادہ عمدگی کے ساتھ سنا ہے''

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے مندرجہ ذیل اشعار میں انہی واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے:

1- عَرَفْتُ دِيَارَ زَيْنَبَ بِالْكَثِيبِ كَخَطِّ الْوَحْيِ فِى الورقِ الْقَشِيبِ

2- تَعَاوَرُهَا الرِّيَاحُ وَكُلُّ جَوْنٍ مِنَ الْوَسْمِيِّ مُنْهَمِرٍ سَكُوبِ

3- فأمسٰی رَسْمُها خَلقاً وأمْسَتْ يَبَاباً بَعْدَ سَاكِنِها الحَبيبِ

''میں نے ریت کے ٹیلوں میں زینب کے گھر کو پہچان لیا وہ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے باریک اور نئی کھال پر لکھی ہوئی تحریر ہو، اس پر ہواؤں کا آنا جانا لگا رہتا ہے اور موسم بہار کا سیاہ بادل اس پر خوب برستا ہے، پس ان مکانات میں رہنے والے محبوب کے کوچ کر جانے کے بعد یہ مکانات ویران ہوگئے اور ان کے نشانات بوسیدہ ہوگئے''

تشریح

ایک مرتبہ پھر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے اس قصیدہ کو بھی محبوب لوگوں کے مقامات و دیار کے تذکرے سے شروع کیا جیسا کہ عرب شعراء کا ایک خاص انداز رہا ہے۔ لیکن فوراً ہی ''صنعت اقتضاب'' کے ذریعہ اصل مقصودی موضوع کی طرف انتقال کرلیا۔

پہلے شعر میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مکانات کے نشانوں کو کاغذ یا کھال پر لکھی ہوئی چیز سے تشبیہ دی ہے، یہ انداز تشبیہ اہل عرب کے درمیان رائج رہا ہے۔

4- فَدَعْ عَنكَ التذكّرَ كلَّ يومٍ وَرُدَّ حَزَازَةَ الصّدْرِ الكَئيبِ

5- وَخَبِّرْ بالّذی لاعَيْبَ فيهِ بِصِدْقٍ غيرِ اخبارِ الكَذوبِ

6- بمَا صَنَعَ المَليكُ غَدَاةَ بَدْرٍ لَنَا فی المُشرِكينَ مِنَ النّصِيبِ

7- غَدَاةَ كَأنّ جَمْعَهُمُ حِرَاءٌ بَدَتْ أرْكَانُهُ جِنحَ الغُرُوبِ

8- فَوَافَيْنَاهُمُ مِنّا بِجَمْعٍ كَأُسْدِ الغابِ مُرْدانٍ وَشِيبِ

''پس تو ہر روز اس کا تذکرہ کرنا اور اسے یاد کرنے کا معمول چھوڑ دے اور غمگین دل کی حرارت کو لوٹا دے، اور سچائی کے ساتھ اس بات کی خبر دے کہ جس میں کوئی عیب نہیں اور نہ ہی اس میں جھوٹ کی آمیزش ہے، لوگوں کو بتا کہ اللہ تعالیٰ نے بدر کی صبح مشرکین کو

ہمارے سامنے کیسے پچھاڑ کر رکھ دیا تھا، بدر کی صبح دشمنوں کا لشکر حراء
پہاڑ کی مانند معلوم ہورہا تھا اور وہ لوگ حد نگاہ تک پھیلے ہوئے تھے،
ہم سب نے مل کر جنگل کے شیروں کی طرح ان کا مقابلہ کیا ہم میں
جوان بھی تھے اور بوڑھے بھی''

تشریح

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ غزوہ بدر کے واقعات کی عکاسی فرمارہے ہیں، انہوں نے آخری شعر میں لشکر اسلام کی دو صفات بیان کی ہیں، ایک یہ کہ مسلمانوں کا لشکر جوان اور بوڑھے، ہر دو طرح کے مجاہدین پر مشتمل تھا دوسری یہ کہ ان سربکف مجاہدین نے شیروں کی طرح دشمن کا مقابلہ کیا تھا۔

ہم ہی خدا کے شیر ہیں بے خوف رہ کے لڑتے ہیں
نام و غنم کی چاہ نہیں حق کی بنا پہ لڑتے ہیں
دنیا کی ہر اک شے سے غافل دل ہمارا ہوگیا
اللہ کی نعمت اور رضا پر رکھ کے نظریں لڑتے ہیں
نیزوں کی اب حاجت نہیں تیروں کی باتیں چھوڑ دو
رب فلک کی نصرتوں کے سائے میں ہم لڑتے ہیں

9- أَمَامَ مُحَمَّدٍ قَدْ آزَرُوهُ عَلَى الأَعْدَاءِ فِى لَفْحِ الحُرُوبِ
10- بِأَيدِيهِمْ صَوَارِمُ مُرْهَفَاتٌ وَكُلُّ مُجَرَّبٍ خاظى الكُعوبِ
11- بَنُو الاوْسِ الغَطَارِفُ آزَرَتْهَا بَنُو النَّجَّارِ فِى الدِّين الصَّلِيبِ
12- فَغَادَرْنا أَبَا جَهْلٍ صَرِيعاً وَعُتْبَةَ قَدْ تَرَكْنَا بالجَبُوبِ
13- وَشَيْبَةَ قَدْ تَرَكْنَا فِى رِجالٍ ذَوِى حَسَبٍ اذا نُسِبوا نسيبِ

''مسلمان مجاہدین نے جنگ کے شعلوں میں حضرت محمد ﷺ کے
آگے آگے دشمن کے خلاف خود کو ثابت قدم رکھا۔ ان کے ہاتھوں میں
تیز دھار تلواریں اور آزمائے ہوئے سخت گرہ دار نیزے تھے۔ بنو اوس

جو کہ سردار تھے اور بنونجار نے مضبوط دین میں ان کی مدد کی تھی۔ اس جنگ میں ہم نے ابوجہل کو پچھاڑا ہوا چھوڑا اور عتبہ کو پتھریلی زمین پر مار گرایا، اور شیبہ کو ہم نے ایسے لوگوں میں چھوڑا کہ اگر کوئی نسب بیان کرنے والا بیان کرے تو وہ اعلیٰ نسب والے لوگ تھے"

تشریح

غزوہ بدر میں ستر مشرکین قتل ہوئے تھے اور اتنی ہی تعداد قید ہونے والوں کی بھی تھی۔

قتل ہونے والے میں مندرجہ ذیل نام شامل ہیں:

عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالبختری بن ہشام، حضرت ابوعبیدہ کے والد جراح، امیہ بن خلف اور اس کا بیٹا، حنظلہ بن ابی سفیان، ابوجہل بن ہشام، نوفل بن خویلد، عبیدہ بن ابی احیحہ، عاص بن ابی احیحہ، سعید بن عاص وغیرہ۔

قیدی بنائے جانے والے کفار میں قابل ذکر نام درج ذیل ہیں:

عقبہ بن اُبی معیط، نضر بن حارث

اس تفصیل کو ملاحظہ کرنے کے بعد حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اس شعر پر دھیان دیجئے جس میں انہوں نے کہا ہے:

"اگر کوئی نسب بیان کرنے والا بیان کرے تو وہ اعلیٰ نسب والے لوگ تھے"

یقیناً تاریخ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اس شعر کی تصدیق کرتی ہے۔

14- يُنَادِيهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ لَمَّا قَذَفْنَاهُمْ كَبَاكِبَ فِى القَلِيبِ

15- أَلَمْ تَجِدُوا حديثى كانَ حَقّاً وَأَمْرُ اللّٰهِ يَأْخُذُ بالقُلوبِ

16- فَمَا نَطَقوا ولَو نَطَقوا لَقالوا صَدَقْتَ وكُنتَ ذا رَأيٍ مُصِيبِ

"جب ہم نے مشرکین کو لاشوں کو جتھوں کی صورت میں بدر کے کنویں میں ڈال دیا تو حضور ﷺ ان سے مخاطب ہوئے اور فرمایا

''کیا تم نے میری بات کو سچا پایا ہے، اور اللہ تعالیٰ کا حکم تو دلوں کو جالیتا ہے'' ان مشرکین نے کوئی جواب نہ دیا، اگر وہ بولتے تو کہتے ''آپ نے سچ کہا تھا اور آپ ہی صحیح رائے والے ہیں''

﴿میرے محبوب کی فرقت میرے دل کو ستاتی ہے﴾

[من الطویل]

1- تَطاوَلَ لَیلِی بالخَمّانِ فَلَمْ تَکُنْ تَهُمُّ هَوَادی نَجْمِهِ أن تَصَوَّبا

2- أَبِیْتُ أُرَاعِیهَا کَأَنِّی مُوَکَّلٌ بها لا أُرِیدُ النّومَ حَتّی تَغَیَّبَا

3- اِذَا غارَ منها کوکَبٌ بعْدَ کوکَبٍ تُرَاقِبُ عَیْنی آخِرَ اللّیْلِ کَوْکَبا

4- غَوَائِرُ تَتْرَی من نُجومٍ تَخَالُهَا مَعَ الصّبْحِ تَتْلوها زَوَاحِفَ لُغَّبا

''مقام خمان میں میری رات بہت ہی لمبی ہوگئی، اس رات میں طلوع ہوئے ستارے ڈوبنے کا نام ہی نہ لیتے تھے۔ میں نے وہ پوری رات ستارے گنتے ہوئے گزاری گویا کہ میں ان ستاروں کا نگہبان بنا دیا گیا ہوں کہ میں نے اس وقت تک نہیں سونا ہے جب تک سب ستارے غروب نہ ہو جائیں۔ اگر ایک ستارہ غروب ہوتا تھا تو اس کی جگہ دوسرا ستارہ آن موجود ہوتا تھا اور یہ کھیل پوری رات چلتا رہا۔ صبح کے وقت یہ پے در پے غروب ہونے والے ستارے یوں محسوس ہوتے تھے جیسے تھکاوٹ سے دوچار، آرام کے متلاشی اونٹ ہوں''

تشریح

زمانہ جاہلیت کے شعراء کی طرح حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس قصیدہ کو بھی

کسی مقام کے ذکر اور اس میں بیتے ہوئے لمحات کی یاد سے شروع کیا ہے۔

مذکورہ اشعار میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے رات کی طوالت کو بیان کرنے کے لئے مختلف تعبیرات اور استعارات استعمال فرمائے ہیں جنہیں اہل ادب نے بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے، خاص کر ایک ستارے کے غروب ہونے پر اس کی جگہ دوسرے ستارے کے وجود اور صبح کے ستاروں کو لمبے سفر سے واپس آنے والے اونٹوں سے تشبیہ دینا بہت ہی عمدہ معلوم ہوتا ہے۔

5- أَخَافُ مُفَاجَاةَ الفِرَاقِ بِبَغْتَةٍ وَصَرْفَ النّوَى مِن أن تُشتّ وتشْعَبَا

6- وَأَيْقَنتُ لمّا قوّضَ الحيُّ خَيمَهُمْ بِرَوْعاتِ بَيْنٍ يَترُكُ الرّاسَ أشْيَبَا

''میں اچانک نازل ہوجانے والی جدائی سے ڈرتا ہوں اور مجھے حوادثات زمانہ کا خوف ہے کہ کہیں وہ مجھے میرے محبوب سے دور نہ کردیں۔ پھر جب قبیلے کے لوگوں نے اپنے اپنے خیموں کو اکھیڑنا شروع کیا تو مجھے یقین ہوگیا کہ اب جدائی کے صدمے آنے لگے ہیں جو سر کے بالوں کو سفید کردیں گے''

میرے محبوب کی فرقت میرے دل کو ستاتی ہے
میری چاہت مجھے ہر سو وہی صورت دکھاتی ہے

7- وَأَسْمَعَكَ الدّاعی الفَصِیحُ بفُرْقَةٍ وقدْ جَنَحَتْ شمسُ النّهارِ لِتغرُبا

8- وَبَیّنَ فی صَوْتِ الغُرَابِ اغتِرابُهُمْ عَشِیّةَ أوْفَی غُصْنَ بانٍ فَطَرّبَا

9- وَفی الطّیرِ بالعَلیاءِ اذ عَرَضَتْ لَنَا وَمَا الطّیرُ الاّ أن تَمُرَّ وَتَنعَبَا

''جب سورج نے غروب ہونے کی تیاری کی تو ایک فصیح پکارنے تجھے جدائی کی خبر سنادی۔ (اس فصیح پکار یعنی) کوے کی آواز میں ان کے کوچ کرنے کی خبر آشکار ہوئی جس شام کوا ''بان'' نامی درخت کی ٹہنی پر چڑھ کر آواز کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ بولنے لگا۔ اسی طرح آسمان سے ہمارے سامنے آنے والے پرندے نے بھی ان

کے وصال کی خبر دی تھی، جبکہ پرندہ تو صرف گزرا ہے اور اس نے
آواز نکالی ہے"

تشریح

ان اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے عربوں کے نظریہ کی مانند بدشگونی اور بدفالی کا ذکر کیا ہے۔

عربوں کا خیال تھا کہ شام کو بولنے والا کوا اور وہ پرندہ جو بائیں طرف سے اڑ کر دائیں جانب آئے وہ منحوس ہوتا ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں نے شام کے وقت کوے کی آواز کو سنا اور پھر اس پرندے کو دیکھا جو بائیں طرف سے اڑ کر دائیں طرف آیا تھا تو مجھے اسی وقت اندازہ ہو گیا تھا کہ اب کوئی برا وقت آنے والا ہے اور کوئی وقت اس سے برا نہیں ہو سکتا جب میرا محبوب مجھ سے جدا ہو رہا ہو۔

شارحین کا کہنا یہ ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے مذکورہ اشعار میں "الداعی الفصیح" سے مراد "کوا" ہے۔ جو عربوں کے خیال کے مطابق مستقبل کے حالات کی خبر دینے پر مامور ہے۔

10- وكِدتُ غداةَ البَينِ يَغلِبُنی الهوَی　أُعَالِجُ نَفْسی أنْ أقومَ فأرْكبَا

11- وَكَيفَ وَلا يَنْسَی التَّصابیَ بَعْدَمَا　تجاوَزَ رَأسَ الأرْبَعينَ وَجَرّبَا

12- وقدْ بانَ ما يأتی من الأمرِ واكْتَسَتْ　مَفارِقُهُ لَوْناً مِنَ الشَّيْبِ مُغرِبَا

"جدائی کی صبح میری حالت غیر ہو رہی تھی اور میں آپ سے باہر
ہونے لگا تھا، میں خواہشات کا غلام بن کر بھٹکنے ہی لگا تھا کہ میں
نے اپنے نفس کا علاج اس طرح کیا کہ میں بھی سوار ہو گیا۔ اور
حقیقت تو یہ ہے کہ وہ شخص راہ سے کیسے بھٹک سکتا ہے جس کی عمر
چالیس سال سے تجاوز کر چکی ہو، وہ زمانے کا وسیع تجربہ رکھتا ہو،
تمام معاملات کے انجام پر اس کی نظر ہو اور اس کی مانگ

میں سفیدی اتر چکی ہو یعنی اس کے بال بھی سفید ہو چکے ہوں''

13- أَتَجْمَعُ شَوْقاً ان تَراحتْ بِهَا النّوَى وَصَدّا اذا ما أُسْقِبَتْ وَتَجَنُّبَا

14- إذَا انْبَتَّ أَسْبَابَ الْهَوٰى وَتَصَدَّعَتْ عَصَا الْبَيْنِ لَمْ تَسْطِعْ لِشَعْثَاءَ مَطْلَبَا

15- و كَيْفَ تَصَدّى المرْءِ ذى اللبِّ لِلصِّبَا وَلَيْسَ بِمَعْذُورٍ اذا ماتَطَرَّبَا

''جب محبوبہ تم سے دور چلی جاتی ہے تو تم اس کی یاد میں بے چین ہو رہے ہوتے ہو اور جب وہ قریب آتی ہے تو تم اس سے اجتناب واعراض برتنے لگتے ہو، نا جانے ان دو متضاد صورتوں کو کیسے جمع کرتے ہو؟ جب اسباب عشق ناپید ہو جائیں اور جدائی کا دور ختم ہو جائے تو شعثاء تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ تمہیں نہ ملے گا (یعنی اس کی تڑپ اور چاہت تو اسی وقت ہوتی ہے جب وہ دور ہوتی ہے اگر وہ قریب آجائے تو چاہت کی گرمی بھی ماند پڑ جاتی ہے) ایک سمجھ دار آدمی نادانی میں کیسے پڑ سکتا ہے حالانکہ جان بوجھ کر لہو ولعب میں پڑنے والے کو معذور نہیں کہا جا سکتا''

16- أُطِيلُ اجتناباً عنهُمُ غيرَ بِغضَةٍ وَلكِنّ بُقْيَا رَهْبَةٍ وَتَصَحُّبا

''واضح رہے کہ میرا ان سے اعراض کرنا کسی نفرت کی وجہ سے نہیں بلکہ میں تو محبت کی گرمی کو باقی رکھنے اور محبت سے فائدہ اٹھانے کے لئے ایسا کرتا ہوں''

تشریح

محبوب سے دوری اختیار کر کے محبت کی کسک کو محسوس کرنا شعراء کے نزدیک محبت کا ایک خاص معیار رہا ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے:

دعوی وفا کا اور تمنائے قربِ دوست
یہ عشق ہے اگر تو ہوس کس کا نام ہے

17- ألا لا أرَى جاراً يُعَلِّلُ نَفْسَهُ مُطاعاً ولا جاراً لِشعثاءَ مُعْتَبا

"میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو اپنے آپ میں غافل ہو اور
اس کی اطاعت بھی کی جائے اور میں نے ایسا بھی کوئی شخص نہیں دیکھا
جسے شعثاء کے بارے میں ملامت وخفگی کے بعد خوش کر دیا گیا ہو"

تشریح

آخری شعر میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ نہ میری اطاعت کی جاتی ہے اور نہ ہی شعثاء کے بارے میں میری خوشی اور رضا کی پرواہ کی جاتی ہے۔

آہ عثمان......!

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے کچھ اشعار

[من البسيط]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قریش کی مشہور شاخ بنو امیہ سے تھے۔

پانچویں پشت پر آپ کا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے، بنوامیہ کا خاندان زمانہ جاہلیت سے نہایت معزز چلا آتا تھا۔قریش کے خاندانوں میں بنی ہاشم کے سوا کوئی ان کا مقابل نہ تھا۔

قریش کا مشہور عہدہ عقاب یعنی فوجی نشان کی علمداری اسی میں تھی۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مورث اعلیٰ امیہ بن عبد شمس قریش کے بڑے دبدبہ وشکوہ کے رئیس تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہجرت نبوی کے سنتالیس سال قبل پیدا ہوئے۔بچپن کے حالات پردہ خفا میں ہیں۔

معاش کا ذریعہ تجارت تھا اور اس میں اپنی دیانت راست بازی سے اتنی ترقی حاصل کرلی تھی کہ قریش کے دولت مند ترین لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ اپنی ثروت کی وجہ سے غنی کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قبولیت اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں اپنی خالہ اروی بنت عبدالمطلب کے پاس ان کے بیمار پرسی کے لیے گیا، ابھی میں ان کے پاس ہی موجود تھا کہ حضور ﷺ تشریف لے آئے، ان دنوں حضور ﷺ کی نبوت کا تذکرہ تھوڑا بہت ہو چکا تھا، میں آپ کو غور سے دیکھنے لگا، آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا ''اے عثمان! کیا بات ہے؟'' (مجھے غور سے دیکھ رہے ہو)

میں نے عرض کیا ''میں اس بات پر حیران ہوں کہ آپ کا ہمارے ہاں بڑا مرتبہ ہے اور پھر آپ کے بارے میں ایسی باتیں کہی جا رہی ہیں''

اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا: ''لا الہ الا اللہ'' (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) اللہ گواہ ہے کہ میں یہ سن کر کانپ گیا تھا، پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

﴿وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ
وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ﴾(1)

''اور تمہارا رزق اور جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے آسمان میں ہے
تو آسمانوں اور زمین کے مالک کی قسم یہ (اسی طرح) قابل یقین
ہے جس طرح تم بات کرتے ہو''

پھر حضور ﷺ کھڑے ہوئے اور باہر تشریف لے گئے میں بھی آپ کے پیچھے چل دیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔(2)

قبول اسلام کے بعد حضور ﷺ نے اپنی منجھلی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان کے ساتھ کر دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خاندان یعنی بنو امیہ اسلام اور مسلمانوں کا سخت دشمن تھا۔ ان کا غصہ غریب مسلمانوں پر ٹوٹتا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چچا ''حکم'' اسلام کے بڑے دشمنوں میں سے تھے۔ انہوں

(1) الذاریات: 22-23

(2) حیاۃ الصحابہ (1/85) بحوالہ الاستیعاب (4/225)

نے نے اسلام کے ''جرم'' میں بھتیجے کو باندھ کر مارا۔ تمام اعزہ نے منہ موڑ لیا۔ کچھ دن تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کی زیادتیاں برداشت کرتے رہے۔ پھر اذن ہجرت کے بعد اپنی اہلیہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو لے کر حبشہ چلے گئے اور ہجرت اولیٰ میں اولیت کا شرف حاصل کیا۔

چند سال کے بعد قریش کے اسلام قبول کرنے کی غلط خبر پا کر مکہ واپس آئے۔ ان کے باقی ساتھی تو پھر حبشہ لوٹ گئے مگر یہ مکہ میں مقیم ہو گئے۔ پھر چند دنوں کے بعد ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۲۴ ہجری میں مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ آپ کو اطمینان و سکون کے ساتھ حکومت کرنے کا موقع صرف پانچ سال ملا لیکن اس قلیل مدت میں آپ نے امت اسلامیہ کے لئے بڑی گراں قدر خدمات سرانجام دیں اور بہت سے ممالک زیرنگیں ہوئے، نظام خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کے زمانہ میں اتنا مکمل ہو چکا تھا کہ اس میں کسی ترمیم واضافہ کی بہت کم گنجائش تھی تاہم جو گوشے تشنہ رہ گئے تھے، ان کی تکمیل ہوئی اور رفاہ عام کے بہت سے کام سرانجام پائے۔ (1)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی شہادت کا پورا یقین تھا اور آپ صبر واستقامت کے ساتھ ہر وقت اس کے منتظر تھے۔ اس لئے باغیوں کی سرگرمی دیکھ کر آپ نے شہادت کی تیاری شروع کر دی۔ جمعہ کے دن روزہ رکھا۔ ایک پائجامہ جسے آپ نے کبھی نہ پہنا تھا زیب تن کیا۔ (2)

بیس غلام آزاد کئے اور کلام اللہ کو کھول کر اس کی تلاوت میں مصروف ہو گئے۔ اس وقت تک قصر خلافت کے پھاٹک پر حضرت حسین، عبداللہ بن زبیر، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم اور بہت سے صاحبزادے باغیوں کو روکے ہوئے تھے۔ کچھ معمولی سا کشت وخون بھی ہوا۔

جب انہیں اندر داخل ہونے کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو انہوں نے پھاٹک میں آگ لگا دی اور کچھ لوگ قصر خلافت کے متصل دوسرے مکانوں کے ذریعہ سے اوپر چڑھ

(1) تاریخ اسلام (263/1)

(2) مسند احمد (67/1)

کر اندر داخل ہو گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تلاوت میں مصروف تھے۔ باغی ہمت نہ پا کر لوٹ آئے۔

اس کے بعد محمد بن ابی بکر جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بڑے دشمنوں میں سے تھے، بڑھ کر ریش مبارک پکڑ لی اور گستاخانہ کلمات زبان پر لائے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا، بھتیجے اس کو چھوڑ دو! تمہارے والد کبھی ایسا نہ کرتے تھے، اگر وہ دیکھتے تو ان کو تمہارا یہ فعل کبھی پسند نہ آتا، ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ یہ کلمات سن کر مایوس ہو کر لوٹ آئے۔ (1)

اس کے بعد ایک غافقی بڑھ کر حملہ آور ہوا اور کلام مجید کو پاؤں سے ٹھکرایا۔ (2)

ایک دوسرے شخص کنانہ بن بشر نے اس زور سے پیشانی پر لوہے کی لاٹھ ماری کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تیورا کے پہلو کے بل گر پڑے۔ زبان مبارک سے بسم اللہ توکلت علی اللہ نکلا اور خون کا فوارہ کلام اللہ کے اوراق پر جاری ہو گیا۔

اس کے بعد ہی عمرو بن الحمق نے سینہ پر چڑھ کر مسلسل کئی وار کئے۔ آپ کی زوجہ محترمہ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا سے دیکھا نہ گیا۔ وہ بے تابانہ بچانے کے لئے دوڑیں، ان کی تین انگلیاں ہتھیلی سے اڑ گئیں اور سودان بن حمران نے لپک کر شہید کر دیا۔

شہادت کے وقت آپ یہ تلاوت فرما رہے تھے:

﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ (3)

''اور ان کے مقابلے میں تمہیں خدا کافی ہے اور وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے''

یہ حادثہ جمعہ کے دن 18 ذی الحجہ 35 ہجری کو پیش آیا۔ مدینہ پر باغیوں کا قبضہ تھا۔ بدامنی کی وجہ سے کسی کو گھر سے نکلنے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ دو دن تک لاش مبارک بے گوروکفن پڑی رہی، دوسرے دن ہفتہ کی شام کو چند آدمیوں نے جان پر کھیل کر

(1) تاریخ الطبری، ص: 3021

(2) طبقات ابن سعد (3/51-52)

(3) البقرة: 137

تجہیز و تکفین کی۔ شہادت کی طہارت غسل سے بے نیاز تھی، چنانچہ انہی خون آلودہ کپڑوں میں چار آدمیوں نے جنازہ اٹھایا۔ با ختلاف روایت حضرت زبیر بن عوام یا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ پڑھائی اور کابل سے مراکش تک کے فرماں روا کو سترہ آدمیوں کی مختصر جماعت نے خفیہ طریقے سے جنت البقیع سے متصل حش کوکب میں سپرد خاک کیا اور باغیوں کے خوف سے قبر کا نشان چھپا دیا۔

شہادت کے وقت 82 سال عمر شریف تھی، مدت خلافت چند دن کم بارہ سال تھی۔

☆☆☆

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی وفات سے متعلق ہیں:

1- ان تُمْسِ دارُ ابنِ أرْوَى منه خالیةً بابٌ صَرِیعٌ وبَابٌ مُخرَقٌ خَرِبُ

2- فَقَدْ یُصادِفُ بَاغی الخیرِ حاجَتَهُ فِیها ویَأوی الیها الذِّکرُ وَالحَسَبُ

"اگر اروٰی کے بیٹے (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کا گھر ان سے خالی ہوگیا، ایک دروازہ زمین پر اوندھا پڑا ہے اور دوسرے دروازہ میں سوراخ ہوگیا ہے اور وہ ویران ہے تو کیا ہوا! خیر کے متلاشی (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) نے اس مکان میں اپنی حاجت کو پورا کرلیا ہے۔ نیز اب بھی شرافت وعزت اور حسب ونسب کا ٹھکانہ یہی مکان ہے"

تشریح

اروٰی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس العبشمیہ سیدنا عثمان کی والدہ ہیں۔ اروٰی کی والدہ بیضاء بنت عبد المطلب سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ حضرت اروٰی نے اپنی بیٹی حضرت ام کلثوم کے بعد اسلام قبول کیا اور ہجرت کرکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پر بیعت کی تھی، پھر وفات تک مدینہ منورہ میں رہائش پذیر رہیں اور نوے سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگرچہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا گھر ان سے خالی ہوگیا ہے لیکن اس کے باوجود یہ گھر جود وکرم اور سخاوت کا معدن ہے اور شرافت ونسب کا مرجع اور ٹھکانہ ہے۔

بعض نسخوں میں ''ان تمس دار ابن أروى منه خالية '' کی جگہ ''ان تمس دار بنی عثمان خالية'' کے الفاظ ہیں۔

3- يا أيّها النّاسُ أبْدُوا ذاتَ أنفسِكُمْ لا يَستوِى الصّدقُ عندَ اللّٰهِ و الكذِبُ

4- الاّ تُنِيبُوا لأمْرِ اللّٰهِ تَعترِفوا بِغَارَ ةٍ عُصَبٍ مِنْ خلفِها عُصَبُ

5- فيهِمْ حبيبٌ شِهابُ الحربِ يقْدُمُهُمْ مُستلِئماً قَدْ بَدا فى وَجهِهِ الغَضَبُ

''اے لوگو! اپنے دل کی بات کو صراحت کے ساتھ آشکارا کردو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچ اور جھوٹ برابر نہیں ہوسکتے۔ اے لوگو! اگر تم ہدایت اور اللہ کے امر کی طرف رجوع نہیں کرتے تو تمہیں ایسے حملے کا سامنا کرنا پڑے گا جس میں ایک لشکر کے پیچھے دوسرا لشکر آرہا ہوگا۔ اس لشکر کی قیادت حبیب بن مسلمہ کے پاس ہے جو جنگ کا روشن ستارہ ہے، وہ ہتھیاروں سے پوری طرح لیس ہے اور اس کے چہرہ سے غصہ عیاں ہورہا ہے''

تشریح

حبیب بن مسلمہ فہری، فاتح ارمینیہ ہیں، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک لشکر کی قیادت دے کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے بھیجا تھا، جب یہ وادی قریٰ میں پہنچے تو انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پہنچ گئی تھی، پس یہ وہیں سے واپس لوٹ آئے۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے شانہ بشانہ جنگ صفین اور دوسری لڑائیوں میں شریک رہے، پھر انہیں ارمینیہ کا گورنر بنادیا گیا اور 42ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی یاد میں

[من الرمل]

طوفان سے، کبھی برق سے، ڈرتے ہی رہیں گے
جینے کی تمنا میں تو مرتے ہی رہیں گے
مانا کہ وفا جرم ہے اس دور ہوس میں
ہم اہل وفا جرم یہ کرتے ہی رہیں گے

1- مَا نَقِمْتُمْ مِن ثِيَابٍ خِلْفَةٍ   وَعَبِيدٍ وَامَاءٍ وَذَهَبْ

''تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے زیادہ کپڑوں، غلاموں، باندیوں اور سونے کی وجہ سے ناپسند نہیں کیا''

تشریح

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے باغیوں کا ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ یہ کیسے خلیفہ ہیں کہ ان پاس سیم وزر اور مال ودولت کی فراوانی ہے۔ حالانکہ پہلے خلفاء تو ایسے نہ تھے۔ انہوں نے مخالفت کا ایک سبب یہ بھی بنایا تھا۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اس اعتراض کی نفی فرما رہے ہیں کہ یہ اعتراض تو تم نے محض اپنا موقف مضبوط کرنے کے لئے گھڑا ہے وگرنہ تم تو دوسرے مقاصد مذمومہ کے حصول کے لئے خلیفہ ثالث رضی اللہ عنہ کی بغاوت پر اترے ہوئے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلافت سے پہلے بھی ایک مالدار اور ذی ثروت شخص تھے، اس مال کا حصول انہیں خلافت کی بنا پر نہ ہوا تھا جیسا کہ باغیوں کا خیال تھا۔

2- قُلْتُمْ بَدِّلْ فَقَدْ بَدَّلَكُمْ   سَنَةً حَرّى وحَرْباً كَاللّهَبْ

''تم نے ان سے کہا ''بدل دو'' پس انہوں نے تمہارے لئے

خوشحالی اور قحط سالی اور امن کو شعلوں جیسی جنگ سے بدل دیا''

تشریح

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا یہ شعر انتہائی توجہ طلب ہے اس میں انہیں علم بدیع کی ایک صنعت ''مشاکلہ'' کو استعمال کیا ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے قول ''بَدِّلْ''تم تبدیل کردو کا معنی ہے کہ باغی لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے خلیفہ کی تبدیلی کا مطالبہ کیا کرتے تھے۔

اور ''فَقَدْ بَدَّلَکُمْ'' انہوں نے تبدیل کردیا کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی میں تو تمہارے اس مطالبہ کو پورا کرنے پر تیار نہ ہوئے لیکن جب تم نے انہیں شہید کردیا تو ہلاکت خیز قحط اور شعلے برساتی لڑائیوں نے تمہیں گھیر لیا ہے۔

3- فَفَرِيقٌ هَالِكٌ مِنْ عَجَفٍ وَفَرِيقٌ كَانَ أَوْدَى فَذَهَبْ

''تم میں سے ایک گروہ قحط کی وجہ سے ہلاک ہوا اور ایک گروہ جنگوں کے ذریعہ نشانہ اجل بن گیا''

تشریح

اس شعر میں سابقہ شعر کے مضمون کو صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

ان دونوں اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمانوں میں جنم لینے والی خانہ جنگیوں اور ہلاکت خیز قحط کی طرف اشارہ کیا ہے۔

4- اذْ قَتَلْتُمْ مَاجِداً ذَامِرّةٍ وَاضِحَ السُّنَّةِ مَعْرُوفَ النَّسَبْ

''تم نے ایک ایسے شخص کو شہید کیا ہے جو شرافت اور بزرگی کا پیکر، سمجھدار، خوبصورت چہرے اور معروف نسب کا حامل تھا''

غزوہ احد

[من الطویل]

احد مدینہ کے ایک مشرقی پہاڑ کا نام ہے، اسی کے قریب غزوہ احد واقع ہوا تھا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ جب قریش کو بدر کے میدان میں سخت ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا، تو مشرکین کے سردار ابوسفیان کے پاس جمع ہوئے اور سب نے مل کر اس بات کا فیصلہ کیا کہ مسلمانوں سے غزوہ بدر کی شکست کا بدلہ لینا ہے۔ چنانچہ ابوسفیان کی تحریض پر مشرکین کے مختلف قبائل کا ایک لشکر جرار جمع ہوگیا اور مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے نکل کھڑا ہوا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی تو اپنے جاں نثار ساتھیوں کے لے کر نکلے اور مشرکین سے احد کے قریب مڈبھیڑ ہوئی، ابتداء میں مسلمانوں نے اپنے دلیرانہ حملوں سے مشرکین کی کمر توڑ دی لیکن بعض مسلمانوں کی ایک غلطی کی بنا پر فتح شکست میں تبدیل ہونے لگی، لیکن اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے خصوصی مدد کو نازل فرمایا اور بالآخر مسلمان اس غزوہ میں بھی کامیاب ہوئے۔ البتہ بہت سے مسلمان اس غزوہ میں شہادت کے رتبہ پر فائز ہوگئے تھے۔

1- اذَا عَضَلٌ سِيقَتْ اِلَيْنَا كَأنَّهُمْ ... جِدايَةُ شِرْكٍ مُعْلَماتُ الحواجِبِ

2- أقَمْنا لكُمْ طَعْناً مُبِيراً مُنَكِّلاً ... وَحُزْناكُمْ بالضَّرْبِ من كلِّ جانِبِ

3- وَلَوْلا لِواءُ الحارِثيّةِ أصْبَحُوا ... يُباعونَ في الأسواقِ بَيْعَ الجَلائِبِ

''جب بنو عضل والے ہانک کر ہماری طرف لائے گئے تو وہ یوں محسوس ہورہے تھے جیسے مقام ''شرک'' کی ہرنیوں کا ریوڑ ہو جس کی ابروؤں پر نشان لگائے گئے ہیں۔ ہم نے تمہارے لئے ایسے نیزے تیار کئے جو ہلاکت خیز اور عبرت ناک ضرب لگانے والے تھے، ہم نے ہر جانب سے ضربیں لگا کر تمہارے لشکر کو تہس نہس کردیا تھا۔ اگر حارثیہ خاتون کا جھنڈا نہ ہوتا تو مشرکین بازاروں میں غلاموں اور باندیوں کی طرح بیچ دیئے جاتے''

تشریح

حارثیہ خاتون سے مراد عمرہ بنت علقمہ ہے جس کا تعلق قبیلہ بنی حارث سے تھا۔ یہ اپنے خاوند کے ساتھ مشرکین کی طرف سے جنگ لڑنے نکلی تھی، غزوہ احد میں جب مشرکین کے قائد ایک ایک کر کے قتل ہوتے رہے اور جھنڈا اٹھانے والا کوئی نہ رہا تو اس خاتون نے جھنڈا اٹھا لیا تھا اور سب لوگ اس کی قیادت میں جمع ہو کر مسلمانوں پر دوبارہ حملہ آور ہوئے تھے۔ (حارثیہ کا واقعہ تفصیل کے ساتھ گزر چکا ہے)

4- يَمُصّونَ أرْصَافَ السّهامِ كأنّهُمْ　　اذَا هَبَطُوا سَهْلاً وِبارٌ شَوَازِبُ

"وادی سے اترتے ہوئے جب وہ اپنے ٹوٹے تیروں کو چوس رہے تھے تو کمزور اور لاغر وبر معلوم ہوتے تھے"

تشریح

"وبر" ایک عربی جانور کا نام ہے جو نیولے اور خرگوش سے ملتا جلتا ہے۔ لبنان میں کثرت کے ساتھ پایا جاتا ہے۔

حضرت حسان بن ثابت نے مشرکین کو "وبر" کے ساتھ تشبیہ تحقیر بیان کرنے کے لئے دی ہے۔

"ارصاف السهام" تیر کے پھل کو داخل کرنے کی جگہ بندھی ہوئی تانتوں کو کہتے ہیں۔

5- نَفَجّيءُ عَنّا النّاسَ حتّى كأنّما　　يُلفّحُهُمْ جَمْرٌ من النّارِ ثاقِبُ

"ہم لوگوں کو تیزی کے ساتھ اپنے سے دور کر رہے تھے اور وہ اس طرح بے قرار ہو رہے تھے جیسے آگ کا دہکتا ہوا انگارا ان کے چہروں کو جلا رہا ہو"

اصحاب رجیع کی یاد میں

[من الكامل]

حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے مجھے اکیلے کو جاسوس بنا کر قریش کی طرف بھیجا۔ میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی (اس) لکڑی کے پاس گیا (جس پر حضرت

خُبیب رضی اللہ عنہ کو سولی پر چڑھایا گیا تھا اور ان کا جسم ابھی تک اس پر لٹک رہا تھا) اور مجھے جاسوسوں کا بھی ڈر تھا کہ کہیں ان کو پتہ نہ لگ جائے، چنانچہ لکڑی پر چڑھ کر میں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو کھولا جس سے وہ زمین پر گر گئے پھر میں (چھپنے کے لئے) تھوڑی دور ایک طرف کو چلا گیا پھر میں نے آ کر دیکھا تو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ مجھے کہیں نظر نہ آئے اور ایسے لگا کہ جیسے زمین انہیں نگل گئی ہو اور اس وقت تک ان کا کوئی نشان نظر نہیں آیا۔(1)

بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مقداد اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی کی لکڑی سے نیچے اُتارنے کے لئے بھیجا۔ وہ دونوں تنعیم پہنچے (جہاں مکہ سے باہر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی دی گئی تھی) تو انہیں وہاں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے اردگرد چالیس آدمی نشہ میں بدمست ملے۔ ان دونوں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو لکڑی سے اتارا پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کی نعش کو اپنے گھوڑے پر رکھ لیا۔ ان کا جسم بالکل تر و تازہ تھا اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی، پھر مشرکوں کو ان حضرات کا پتہ چل گیا انہوں نے ان حضرات کا پیچھا کیا جب مشرک ان کے پاس پہنچ گئے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے (مجبور ہو کر) حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی نعش کو نیچے پھینک دیا جسے فوراً زمین نے نگل لیا۔ اسی وجہ سے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا نام "بلیع الارض" رکھا گیا (یعنی وہ آدمی جسے زمین نے نگل لیا تھا)۔(2)

1- صَلَّى الالهُ عَلى الّذينَ تَتَابَعُوا يَوْمَ الرَّجِيعِ فَأُكْرِموا وَأُثِيبوا
2- رَأسُ الكَتِيبَةِ مَرْثَدٌ وأميرُهُمْ وَابْنُ البُكَيرِ أمامَهُمْ وَخُبَيْبُ
3- وابْنٌ لِطارِق وابْنُ دَثْنَةَ منهم وَافَاهُ ثَمّ حِمامُهُ المَكتُوبُ
4- مَنَعَ المَقَادَةَ أنْ يَنالوا ظَهْرَهُ حَتّى يُجَالِدَ انّهُ لَنَجِيبُ
5- وَالعَاصِمُ المقتُولُ عِنْدَ رَجِيعِهِمْ كَسَبَ المَعالى انّهُ لكَسُوبُ

"اللہ تعالیٰ ہمارے ان ساتھیوں پر رحمت نازل فرمائے جو رجیع کے

(1) مسند أحمد، حياة الصحابة(3/651)

(2) الاصابة(1/419)

دن کام آ گئے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کا اکرام کیا گیا اور انہیں اجر وثواب سے نواز دیا گیا۔ مسلمانوں کی اس جماعت کے قائد اور سپہ سالار مرثد بن ابی مرثد غنوی تھے، خالد بن بکیر لیثی اور خبیب بن عدی انصاری ان کے آگے چلنے والوں میں سے تھے۔ عبداللہ بن طارق اوسی اور زید بن دثنہ خزرجی بھی اس جماعت کا حصہ تھے جنہیں ان کی طے شدہ موت نے آلیا۔ عبداللہ بن طارق نے دشمن کے سامنے سر تسلیم خم کرنے سے انکار کیا اور اپنے تلوار کو کام میں لے آئے وہ اونچے خاندان کے آدمی تھے۔ عاصم بن ثابت افلح بھی مقام رجیع میں شہید کئے گئے انہوں نے بلند درجات حاصل کر لئے یقیناً وہ بلندیوں کو چھونے کے شائق رہا کرتے تھے"

منہ چھپا کے جئے ہم نہ سر جھکا کے جیئے
ستم گروں کی نظر سے نظر ملا کے جیئے
اب ایک رات اگر ہم کم جیئے تو کم ہی سہی
یہی بہت ہے کہ ہم مشعلیں جلا کے جیئے

تشریح

عاصم بن ثابت افلح کو "حمی الدبر" کہا جاتا ہے یعنی وہ شخص جسے شہد کی مکھیوں یا بھڑوں نے دشمن سے بچایا۔

ان کا واقعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کچھ اس طرح بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا میں کسی مشرک کے عہد میں آنا نہیں چاہتا (آخر شہید ہو گئے) اُنہوں نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ یہ کسی مشرک کو ہاتھ نہیں لگائیں گے اور نہ کوئی مشرک انہیں ہاتھ لگا سکے گا۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر کے دن قریش کے ایک بڑے سردار کو قتل کیا تھا، اس لئے قریش نے ایک جماعت بھیجی جواُن کے جسم کا کچھ حصہ کاٹ کر لائے، تو اللہ تعالیٰ نے شہد

کی مکھیوں کا یا بھڑوں کا ایک خول بھیج دیا جس نے ان کے بدن کو چاروں طرف سے گھیر کر انہیں کافروں سے بچالیا، اسی وجہ سے انہیں " حَمِيُّ الدَّبَر "کہا جاتا تھا (یعنی وہ آدمی جسے شہد کی مکھیوں یا بھڑوں نے دُشمن سے بچایا)(1)

حارث جفنی کی یاد میں

[من البسيط]

''حارث جفنی'' کا اصل نام ''حارث بن اَبی شمر غسانی'' ہے، یہ ایک غسانی بادشاہ تھا۔ یہ بات پہلے بھی گزر چکی ہے کہ قبول اسلام سے پہلے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ غسانی بادشاہوں کی مدح میں قصیدے کہتے اوران سے عطایا وصول کرتے تھے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ مرثیہ بھی اسی سلسلہ کا ایک شاہکار ہے:

1- انی حَلَفْتُ یَمِیناً غیرَ کاذِبَةٍ لَوْ کانَ للحارِثِ الجَفْنِیّ أصْحَابُ

2- مِن جِذمِ غَسّانَ مُسْتَرْخٍ حمائلُهُمْ لا یُغْبَقونَ من المِعزَی اذا آبُوا

3- وَلَا یُذَادُونَ مُحْمَرّاً عُیُونُهُمْ اذَا تُحُضّرَ عِندَ الماجِدِ البَابُ

4- کانُوا اذا حضَرُوا شِیبَ العُقَارُ لهمْ وَطِیفَ فِیهِمْ بأکْوَاسٍ وَأکْوَابِ

''میں نے ایک قسم کھائی جس میں جھوٹ کا کوئی شائبہ نہیں ہے کہ
اگر حارث جفنی کو غسان سے تعلق رکھنے والے ساتھی مل جاتے،
جن کی صفات یہ ہیں کہ وہ امن کے حالات میں لوگوں کو تنگ نہیں
کرتے بلکہ اپنی تلواروں کو نیام میں رکھتے ہیں، جب وہ واپس
آتے ہیں تو کمزور اور گرے پڑے لوگوں کی طرح بکریوں کا دودھ
نہیں پیتے بلکہ شراب کے جام چڑھاتے ہیں، ان کی دریا دلی کی بنا

(1) بخاری و مسلم، الاصابة(245/2)

پر جب لوگ ان کے دروازے پر اپنی حاجات لے کر آتے ہیں تو آپ کو ان کے چہرے پر غصہ کی رمق بھی نظر نہ آئے گی بلکہ وہ ان آنے والوں کا خندہ پیشانی سے استقبال کرتے ہیں۔ جب وہ کہیں مہمان بن کر جاتے ہیں تو ان کے لئے خالص شراب کا انتظام کیا جاتا ہے اور پھر جام وسرود کا خوب دور چلتا ہے"

5- اذاً لآبُوا جمیعاً أوْ کانَ لَھُمْ أسْرَی منَ القَوْمِ أوْ قَتلی وأسلابُ

6- لجالَدوا حَیثُ کانَ الموْتُ أدرَکَھُمْ حَتی یئوبوا لَھُمْ أسْرَی وأسْبابُ

''اگر حارث جفنی کو ایسے ساتھی مل جاتے تو جب وہ واپس آتے تو ان کے پاس دشمنوں کے قیدی، ان کے مقتولین کی لاشیں اور بہت سا سازوسامان ہوتا۔ یہ لوگ وہاں جا کے لڑتے جہاں مارے جانے کے امکانات بہت زیادہ ہوتے لیکن یہ موت کے ان نقشوں میں سے قیدی اور سامان لا کے دکھاتے''

تشریح

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اگر حارث جفنی کے پاس ایسے ساتھ ہوتے جن کی صفات میں نے ابھی بیان کی ہیں تو وہ اس جنگ سے مکمل سلامتی کے ساتھ واپس لوٹتے، ان کا ایک آدمی بھی قتل یا قید نہ ہوتا، بلکہ یہ دشمن کے قیدیوں، ان کی لاشوں اور سازوسامان کو لے واپس آتے۔

7- لکِنّہُ انّما لاقَیَ بمَاْشَبَۃٍ لیسَ لھمْ عنْدَ صدق الموت أحْسابُ

''لیکن حارث کو بدقسمتی سے ایسے ساتھی ملے کہ جب موت سامنے آجائے تو وہ اپنے اچھی خاندانی روایات کا مظاہرہ کرنے سے قاصر رہتے ہیں''

تشریح

اس شعر میں حضرت حسان نے حارث رضی اللہ عنہ بن ابی شمر غسانی کی شکست کا سبب اس

کے ساتھیوں کو قرار دیا ہے۔ گویا کہ حارث جیسے بہادر شخص کو شکست دینا آسان نہیں لیکن جب وفادار ساتھی ہی میسر نہ ہوں تو بہادر بھی کیا کرسکتا ہے؟

میرا تعارف

[من الکامل]

ایک مرتبہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کچھ عورتوں کے پاس سے گزرے، ان عورتوں میں عمرہ بنت صامت بن خالد بھی تھی، حضرت حسان نے انہیں پیغام نکاح بھیجا تھا لیکن عمرہ نے اس رشتہ کو قبول نہ کیا تھا۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر عمرہ نے ایک عورت سے کہا ''جب یہ آدمی تمہارے پاس سے گزرے تو اسے کہنا تم کون ہو؟ اس سے یہ بھی کہنا کہ اپنے ماموؤں کا تعارف کراؤ کہ وہ کس خاندان کے ہیں؟''

جونہی حضرت حسان اس عورت کے پاس سے گزرے اس نے یہ دونوں سوال کیے، حضرت حسان نے اسے اپنا مکمل نسب نامہ بیان کردیا اور تعارف کرادیا۔ جب حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے غور سے دیکھا تو انہیں وہی خاتون نظر آئی جسے انہوں نے نکاح کا پیغام بھجوایا تھا۔ انہیں اس کے فعل پر بہت تعجب ہوا اور وہ سمجھ گئے کہ یہ حرکت عمرہ کی ہے۔

واضح رہے کہ اسی عمرہ نامی خاتون سے حضرت حسان کا نکاح ہوگیا تھا۔

بہرحال مذکورہ واقعہ پر حضرت حسان نے یہ اشعار کہے:

1- قَالَتْ لَهُ يَوْماً تُخَاطِبُهُ نُفُجُ الحَقِيبَةِ غَادَةُ الصُّلْبِ
2- أمّا الوَسَامَةُ وَالمُرُوءَ ةُ أوْ رَأيُ الرّجالِ فقدْ بدا -حَسْبي
3- فَوَدِدْتُ أنّكَ لَوْ تُخَبّرُنَا مَنْ وَالِداكَ وَمَنْصِبُ الشَّعْبِ

''ایک دن پتلی کمر اور خوبصورت جسم والی محبوبہ نے اسے کہا

"تمہاری سیرت، مردانگی اور دانش مندی مجھ پر عیاں ہو چکی ہے، جو میرے لئے کافی ہے لیکن میں چاہتی ہوں کہ تم مجھے یہ بھی بتادو کہ تمہارے آباء واجداد کا تعلق کس خاندان سے ہے اور تمہارا قبیلہ کون سا ہے؟"

4- فَضَحِكتُ ثمّ رَفَعتُ مُتّصِلاً صَوْتی أوَانَ المَنطِقِ الشَّغْبِ

5- جَدّی أبُو لَيْلی وَوَالِدُهُ عَمْرٌو وأخْوَالی بَنُو كَعبِ

6- وَأنَا مِنَ القَوْمِ الَّذِينَ اذَا أزَمَ الشّتاءُ مُحالِفِ الجَدْبِ

7- أعْطی ذَوُو الأمْوال مُعسِرَهُم وَالضّارِبِينَ بمَوْطِنِ الرُّعْبِ

"اس کی یہ بات سن کر پہلے تو میں مسکرایا اور پھر فوراً ہی میں نے آواز کو اس طرح اونچا کیا جیسے اپنی عظمت کے اظہار کے لئے آواز کو بلند کیا جاتا ہے، پھر میں نے اس کو بتایا کہ میرے دادا کا نام ابو لیلیٰ ہے اور ان کے والد کا نام عمرو ہے، میرے ماموؤں کا تعلق بنو کعب بن خزرج سے ہے۔ یہ تھے ان کے نام اب ان کی صفات کے بارے میں سنو، میرا تعلق ایک ایسی قوم سے ہے کہ جب سردی شدت اختیار کر جائے اور قحط سالی عام ہو جائے تو ہمارے مالدار لوگ غریبوں اور ناداروں کی مدد کرتے ہیں اور جب جنگ کا موقع آجائے تو ہمارے بہادر جوان دشمن کے دل کا نشانہ بناتے ہیں"

تشریح

حضرت حسان کے دادا ابو لیلیٰ کا نام "تیم اللہ" تھا اور "نجار" لقب سے مشہور تھے۔ آپ کے ننھیال کا تعلق بنو کعب بن خزرج بن ساعدہ سے تھا۔

بچھڑے محبوب کی یاد میں

[من المدید]

1- قَد تَعَفّی بَعْدَنا عَاذِبُ مَا بِهِ بَادٍ وَلاقَارِبُ

2- غَيّرَتهُ الرّيحُ تَسفی بِهِ وَهَزِيمٌ رَعْدُهُ وَاصِبُ

''ہمارے بعد مقام ''عاذب'' کے نشانات مٹ چکے ہیں، اب وہاں نہ کوئی دیہاتی ہے اور نہ ہی کوئی پانی کو تلاش کرنے والا، اب تو یہ حال ہے کہ ہوا اور گرج وچمک کے ساتھ برسنے والے بادل ان کھنڈرات کو مٹانے کے درپے ہورہے ہیں''

تشریح

عرب شعراء کے طرز کلام کی طرح حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے بھی اس قصیدہ کو پرانے مکانات اور غیر آباد کھنڈرات سے شروع کیا ہے، اور اس مقام پر اپنے محبوب کے ساتھ بیتے ایام کی یادوں کو تازہ کرنے کے لئے اس قصیدہ کو مدون فرمایا ہے۔

3- ولقَدْ كَانَتْ تكُونُ بِهِ طَفْلَةٌ ممكُورةٌ كاعِبُ

4- وَكَلَتْ قَلبی بِذِكرَتِهَا فالهَوى لی فادحٌ غَالِبُ

5- لَيسَ لی منها مُؤاسٍ وَلا بُدّ ممّا يَجلُبُ الجَالِبُ

6- وكأنّی حينَ أذكُرُها مِنْ حُمَيّا قَهوَةٍ شَارِبُ

''اس مقام پر ایک نوجوان، نرم ونازک اور نسوانی حسن سے بھرپور ایک لڑکی ہوا کرتی تھی، جس کی یاد میرے دل ہر وقت بسی رہتی تھی اور اس کا عشق میری شخصیت پر چھا گیا تھا۔ اس کی یاد کے غم کا میرے پاس کوئی علاج نہ تھا، اس کا غم میرا مقدر تھا اور تقدیر کے

فیصلوں کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا، جب بھی میں اسے یاد کرتا ہوں تو
میری یہ حالت ہو جاتی ہے جیسے میں نے انتہائی تیز قسم کی شراب پی
رکھی ہے"

تشریح

یعنی اس کی یاد نے مجھے ایسا دیوانہ بنا رکھا تھا کہ میری عقل کسی شرابی کی طرح کام نہ کرتی تھی اور میں ہر وقت عشق کے نشہ کی حالت میں رہتا تھا۔

"**لیس منها مؤاس**" کا ایک معنی تو وہ ہے جو ترجمہ میں بیان کیا گیا کہ اس غم کا کوئی علاج نہ تھا۔ بعض شارحین نے ایک معنی اور بھی بیان کیا ہے وہ یہ کہ مجھے اس دردِ عشق کا کوئی صلہ نہ ملتا تھا یعنی جس کے عشق میں، میں پاگل ہو جاتا تھا اسے میری کوئی پرواہ نہ تھی۔

-7 أَكَعَهْدِي هَضْبُ ذِي نَفَرٍ　　فَلِوَى الأَعْرَافِ فالضَّارِبُ

-8 فَلِوَى الخُرْبَةِ اذْ أَهْلُنَا　　كُلُّ مُمْسًى سامِرٌ لاعِبُ

"کیا ذونفر نامی جگہ کا ٹیلہ اور لوی الاعراف، ضارب اور لوی الخربہ نامی مقامات میرے اور محبوب کے تعلق کی طرح باقی نہیں رہیں گے؟ کیونکہ ایک وقت وہ تھا جب ہمارے دوست احباب ہر شام یہاں قصہ گوئی اور کھیل مستی کی باتیں کیا کرتے تھے لیکن اب یہ محفلیں اجڑ چکی ہیں"

تشریح

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان مقامات پر قائم ہونے والی مجلسیں باقی نہ رہیں اور یہاں کبھی جمع ہونے والے احباب بچھڑ گئے، اب تو محض ان کی یاد باقی رہی ہے۔ تو کیا یہ جگہیں بھی اسی طرح فنا ہو جائیں گی یا ہمیشہ باقی رہیں گی؟

-9 فَابْكِ ما شِئْتَ على ما انْقَضَى　　كُلُّ وَصْلٍ مُنْقَضٍ ذَاهِبُ

-10 لَوْ يَرُدُّ الدَّمْعُ شَيْئاً لَقَدْ　　رَدَّ شَيْئاً دَمْعُكَ السَّاكِبُ

"تم گزرے ہوئے زمانے پر جتنا چاہو رولو، اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا کیونکہ ہر وصال نے فرقت میں تبدیل ہونا ہے۔ اگر آنسوؤں کا بہانا کوئی فائدہ پہنچاتا تو جتنے آنسو اب تک تمہارے بہہ چکے تمہیں بہت کچھ حاصل ہو چکا ہوتا"

تشریح

حضرت حسان رضی اللہ عنہ اپنے محبوب سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر آہ و بکاء اور گریہ زاری کسی محبوب کو ملا سکتی تو جتنے اشک میں نے تجھ پر بہائے ہیں تو مجھے کب کا مل چکا ہوتا لیکن بات یہ ہے کہ ان آنسوؤں سے کبھی محبوب نہیں ملا کرتے۔

کعب بن مالک نے بھی یہی بات کی ہے:

بکت عینی وحق لها بکاها — وما یغنی البکاء ولا العویل

"میری آنکھ ایسا روئی کہ اس نے رونے کا حق ادا کر دیا لیکن یہ آنسو اور گریہ زاری میرے کسی کام نہ آئی"

-11 لم تکُنْ سُعْدَی لِتُنصِفَنی — قَلَّمَا یُنْصِفُنی الصَّاحِبُ

-12 کَأَخٍ لی لا اُعَاتِبُهُ — وَبِمَا یَسْتَکْثِرُ العَاتِبُ

-13 حَدّثَ الشَّاهِدُ مِنْ قَوْلِهِ — بِالّذی یُخْفِی لَنَا الغَائِبُ

-14 وَبَدَتْ مِنْهُ مُزَمّلَةٌ — حِلْمُهُ فی غَیّهَا ذاهِبُ

"سعدیٰ نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا، میرے ساتھ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ میرے دوست نے میرے معاملہ میں انصاف سے کام لیا ہو۔ جیسے میرا بھائی کہ میں اسے عتاب نہیں کرتا کیونکہ بعض عتاب ایسے ہوتے ہیں جن سے لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا خواہ وہ کتنا زیادہ ہی کیوں نہ کیا جائے۔ میرے دوست کے دل میں جو بات تھی اور وہ اسے چھپا کر رکھتا تھا وہ اس کے قول سے ظاہر ہو چکی ہے۔ اس سے ایک ایسی چھپی ہوئی بات ظاہر ہوئی جس بات کی

گمراہی میں میرے دوست کی عقل بھی ماری گئی ہے“

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ان اشعار کے بعد زکی کیفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ایک غزل ملاحظہ فرمایئے:

رہ رہ کے تیرا درد چمکتا ہی رہے گا
یہ شعلہ بے تاب لپکتا ہی رہے گا

کیا بادۂ گلفام کا ارمان ہمیشہ
آنکھوں سے لہو بن کے ٹپکتا ہی رہے گا

دیوانے گزر جائیں گے ہر منزل غم سے
حیرت سے زمانہ انہیں تکتا ہی رہے گا

آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

گردش میں ہیں جب تک تری مخمور نگاہیں
ساغر کی طرح دل بھی چھلکتا ہی رہے گا

اس آئینہ خانے میں سبھی عکس ہیں تیرے
اس آئینہ خانے میں تو یکتا ہی رہے گا

ہم لاکھ غم دہر کے پردوں میں چھپا لیں
ہر غم سے غم عشق چھلکتا ہی رہے گا

کیا ختم نہ ہوگا کبھی ہنگامۂ ہستی
ٹھہرے گا کبھی دل کہ دھڑکتا ہی رہے گا

کیفی رہ الفت میں قدم سوچ کے رکھنا
ایک بار جو بھٹکا تو بھٹکتا ہی رہے گا

وہ سنگ گراں جو حائل ہیں رستے سے ہٹا کر دم لیں گے

[من الوافر]

1- اِذًا واللّٰہِ نَرْمِیھُمْ بِحَرْبٍ تُشِیبُ الطِّفلَ مِنْ قَبْلِ المَشِیبِ

''اگر انہوں نے ہم سے جنگ کی تو خدا کی قسم! ہم ان کا وہ حال کریں گے کہ ان کے جوان بڑھاپا آنے سے پہلے ہی بوڑھے ہو جائیں گے''

تشریح

اس شعر میں حضرت حسان بن ثابت نے اسلام کے دشمنوں کو خبردار کیا ہے کہ تمہیں ہماری قوت کا اندازہ نہیں کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کی مدد کو ساتھ لے کر لڑتے ہیں، اگر تمہیں پھر بھی شوق ہے تو ہمارے مقابلے کے لئے آجاؤ تمہیں ہمارے دعویٰ کی سچائی کا علم ہو جائے گا۔

وہ سنگ گراں جو حائل ہیں رستے سے ہٹا کر دم لیں گے
ہم راہ وفا کے رہرو ہیں منزل ہی پہ جا کر دم لیں گے
یہ بات عیاں ہے دنیا پر ہم پھول بھی ہیں تلوار بھی ہیں
یا بزم جہاں مہکائیں گے یا خوں میں نہا کر دم لیں گے
ہم ایک خدا کے قائل ہیں پندار کا ہر بت توڑیں گے
ہم حق کا نشاں ہیں دنیا میں باطل کو مٹا کر دم لیں گے
ہر سمت مچلتی کرنوں نے افسون شب غم توڑ دیا
اب جاگ اٹھے ہیں دیوانے دنیا کو جگا کر دم لیں گے
جو سینۂ دشمن چاک کرے باطل کو مٹا کر خاک کرے
یہ روز کا قصہ پاک کرے وہ ضرب لگا کر دم لیں گے(1)

---

(1) کیفیات،ص:284

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یاد میں

[من الطویل]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ صفات کی جامعیت اور مزاج اسلامی کی شناسائی کے حوالہ سے صحابہ کرام میں ایک ممتاز حیثیت کے حامل صحابی رسول ہیں.. جو صفات کمالیہ اور محاسن جلیلہ آپ کو ودیعت کیے گئے بہت کم کسی کے حصہ میں آئے.. آپ کا انداز حکمرانی ہو یا فہم قرآنی، وسعت علمی ہو یا رسوخ عملی، میدان کارزار ہو یا انصاف کی کچہری.. ہر شعبہ میں آپ کی ممتاز حیثیت اور مسلمہ شان کسی تعارف کی محتاج نہیں..

عادل ومنصف ایسے کہ فاروق آپ کا لقب قرار پایا......

عالم ایسے کہ اس امت کے محدّث (جس کی زبان پر فرشتے بات کرتے ہیں) ہونے کے اعزاز سے بہرہ ور ہوئے......

فاتح ایسے کہ رستم جیسا حکمران آپ کا نام سن کر کانپتا اور لرزتا نظر آتا ہے......

حکمران ایسے کہ بڑے بڑے بادشاہ آپ کے شکست خوردہ نظر آتے ہیں......

صاحب بصیرت ونظر ایسے کہ ان کی رائے کو اللہ نے قرآن بنا کر اتارا......

سخی ایسے کہ غزوہ تبوک میں اپنا آدھا مال راہ خدا میں نچھاور کر دیا......

غرض زندگی کے ہر شعبہ میں آپ کی سیر واقوال، اعمال وافعال مشعل راہ اور نشان منزل کی حیثیت رکھتے ہیں..

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ علم وفضل کے ایک بحر ذخار تھے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''حضرت عمر کا علم اتنا زیادہ تھا کہ اس کے سامنے تمام لوگوں کا علم اتنا کم لگتا جیسے وہ کسی سوراخ میں چھپا کر رکھا ہوا ہو'' (1)

---

(2) طبقات ابن سعد(153/4)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اگر حضرت عمر کے علم کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور تمام زمین والوں کے علم کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو حضرت عمر کے علم والا پلڑا جھک جائے گا''(1)

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس نے عمر سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے عمر سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، عرفات کی شام کو اللہ تعالی نے مسلمانوں پر عام طور سے فخر کیا لیکن عمر پر خاص طور سے فخر کیا، اللہ تعالی نے جو نبی بھی بھیجا اس کی امت میں ایک ''محدّث'' ضرور پیدا کیا، میری امت میں اگر کوئی ''محدّث'' ہوگا تو وہ عمر ہوں گے''

آپ سے پوچھا گیا ''یارسول اللہ! محدّث کون ہوتا ہے؟'' آپ نے فرمایا ''جس کی زبان پر فرشتے بات کرتے ہیں''(2)

اسلام سے پہلے عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا، چنانچہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو قبیلہ قریش میں صرف سترہ آدمی ایسے تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے.. حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی زمانہ میں لکھنا اور پڑھنا سیکھ لیا تھا.. حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرامین، خطوط، توقیعات اور خطبے اب تک کتابوں میں محفوظ ہیں، ان سے ان کی قوت تحریر، برجستگی کلام اور زور تحریر کا اندازہ ہوسکتا ہے، بیعت خلافت کے بعد جو خطبہ دیا اس کے چند فقرے یہ ہیں:

((أللهم انی غليظ فليني، أللهم انی ضعيف فقوني ألا وان العرب جمل آنف وقد أعطيت خطامه الا وانی حامله علی المحجة))

''اے اللہ! میں سخت ہوں تو مجھ کو نرم کر، میں کمزور ہوں مجھ کو قوت

---

(1) طبقات ابن سعد(152/3)

(2) حياة الصحابة(591/3)

دے، ہاں عرب والے سرکش اونٹ ہیں جن کی مہار میرے ہاتھ
میں دی گئی ہے لیکن میں ان کو رستہ پر چلا کر چھوڑوں گا''

قوت تحریر کا اندازہ اس خط سے ہوسکتا ہے جو حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کے نام لکھا گیا تھا..اس کے چند فقرے یہ ہیں:

((أما بعد فان القوة فی العمل ان لاتوخروا عمل الیوم
لغد فانکم اذا فعلتم ذلك قد ارکت علیکم أعمالکم
فلم تدروا أیها تاخذون فاضعتم))

''اما بعد! عمل کی مضبوطی یہ ہے کہ آج کا کام کل پر نہ اٹھا رکھو، ایسا
کروگے تو تمہارے بہت سے کام جمع ہوجائیں گے، پھر پریشان
ہوجاؤ گے کہ کس کو کریں اور کس کو چھوڑ دیں اس طرح کچھ بھی نہ
ہوسکے گا''

شاعری کا خاص ذوق تھا اور شعرائے عرب کے کلام پر تنقیدی نگاہ رکھتے تھے، مشاہیر میں سے زہیر کے کلام کو سب سے زیادہ پسند کرتے تھے..کبھی کبھی خود بھی شعر کہتے تھے لیکن اس کی طرف زیادہ توجہ نہ تھی..

فصاحت وبلاغت کا یہ عالم تھا کہ ان کے بہت سے مقولے ضرب المثل بن گئے جو آج بھی عرب ادب کی جان ہیں..علم الانساب میں بھی ید طولی رکھتے تھے..یہ علم کئی پشتوں سے ان کے خاندان میں چلا آیا تھا ان کے والد خطاب بھی مشہور نساب تھے..جاحظ نے لکھا ہے:

''جب وہ انساب کے متعلق کچھ بیان کرتے تو اپنے والد کا حوالہ دیا
کرتے تھے''(1)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خاندان زمانہ جاہلیت میں بھی دوسرے قبیلوں پر فائق اور ایک ممتاز حیثیت کا حامل تھا..قریش کے نظام میں سفارت اور فصل مقدمات کا عہدہ آپ ہی کے خاندان کے پاس تھا..حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام سے قبل عرب کے مرغوب فنون میں سپہ گری اور خطابت سے بڑی دلچسپی رکھتے تھے..معمولی نوشت وخواند سے بھی واقف تھے..

() کتاب البیان والتبیین (117/1)

معاش کا ذریعہ تجارت تھا.. اس سلسلہ میں دور دراز کے سفر کر چکے تھے.. ان سفروں نے بہت پختہ کار اور معاملہ فہم بنا دیا تھا.. اس لئے سفارت کا خاندانی عہدہ ان کے حوالہ ہوا اور قبائل میں جب کوئی پیچیدہ مسئلہ پیش آجاتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی سفیر بن کر جاتے تھے اور اپنی فہم و تدبر سے اس کو حل کرتے تھے..

ظہور اسلام کے وقت دوسرے قریشیوں کی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اسلام اور مسلمانوں کے سخت دشمن تھے.. اسلام ان کی نگاہ میں سب سے بڑا جرم تھا، جس کا مجرم ہر سزا کا مستحق تھا، جو شخص نیا مسلمان ہوتا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے دشمن ہو جاتے تھے اور اس کو ہر طرح کی اذیت پہنچانے میں دریغ نہ کرتے تھے.. لیکن بڑے عالی دماغ اور شکوہ و دبدبہ کے مالک تھے.. اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اسلام کی بڑی آرزو تھی اور آپ ان کے اسلام کی دعا فرمایا کرتے تھے.. (1)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں ثمر آور ہوئیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جس ہستی کی مخالفت میں تلوار بے نیام بن کر نکلے تھے اسی کی غلامی میں داخل ہو گئے.. حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ کچھ یوں ہے:

حضرت سعید رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا سے ہوا تھا۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے اور یہ دونوں ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا سبب بنے۔ اس واقعہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

ایک دن حضرت عمر فاروق گردن میں تلوار لٹکائے ہوئے گھر سے باہر نکلے، راستہ میں انہیں بنو زہرہ کے ایک شخص نعیم بن عبداللہ ملے۔ انہوں نے کہا ''اے عمر! کہاں کا ارادہ ہے؟''

''میرا ارادہ کہ (نعوذ باللہ من ذلک) میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دوں''

''اگر تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دو گے تو بنو ہاشم اور بنو زہرہ سے کیسے بچو گے؟''

''میرا خیال یہ ہے کہ تو بھی بے دین ہو چکا ہے اور جس دین پر پہلے تھا اس کو چھوڑ چکا ہے''

(1) تاریخ اسلام (1/59)

''میں تمہیں اس سے بھی زیادہ عجیب بات نہ بتاؤ؟''

''وہ کیا؟''

''تمہاری بہن فاطمہ اور بہنوئی سعید بن زید دونوں بے دین ہو چکے ہیں اور جس دین پر تم ہو اس دین کو چھوڑ چکے ہیں!!''

یہ سن کر حضرت عمر غصہ میں بھر گئے اور اپنی بہن کے گھر چل دیئے، جب وہ ان کے گھر پہنچے تو وہاں مہاجرین میں سے حضرت خباب رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے جب حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آہٹ سنی تو وہ گھر کے اندر چھپ گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گھر میں داخل ہوتے ہی کہا:

''یہ پست آواز کیسی تھی جو میں نے تمہارے پاس سے سنی؟''

وہ لوگ سورۂ طٰہٰ پڑھ رہے تھے، ان دونوں نے کہا:

''ہم آپس میں باتیں کر رہے تھے، اور کچھ نہیں تھا!!!''

''شاید تم دونوں بھی اس نبی کی طرف مائل ہو گئے ہو'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔

''اے عمر! اگر تمہارے دین کے علاوہ کسی اور دین میں حق ہو تو بھی تمہارا کیا خیال ہے؟'' حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے استفسار فرمایا یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ پڑے اور انہیں بری طرح مارنا شروع کر دیا۔ ان کی بہن انہیں اپنے خاوند سے ہٹانے کے لئے آئیں تو اپنی بہن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس زور سے مارا کہ ان کے چہرے سے خون نکل آیا، ان کی بہن کو بھی غصہ آ گیا، انہوں نے کہا:

''اے عمر! اگر حق تمہارے دین کے علاوہ کسی اور دین میں ہو تو پھر؟''

اور انہوں نے بلند آواز سے کلمہ شہادت **اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا رسول اللہ** پڑھا۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مایوس ہو گئے تو کہا مجھے بھی یہ کتاب دو جو تمہارے پاس ہے تا کہ میں اسے پڑھوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ پڑھنا جانتے تھے، ان کی بہن نے کہا ''تم ناپاک ہو اور اس کتاب کو صرف پاک آدمی ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں، اس لیے جا کر غسل کر دیا

وضو ''پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کتاب کو لے کر سورۂ طٰہٰ سے پڑھنا شروع کیا:

﴿طٰهٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّىْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّىْۤ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِىَ يٰمُوْسٰى اِنِّىْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى اِنَّنِىْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِىْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ﴾ (1)

''طٰہٰ (اے محمدؐ) ہم نے تم پر قرآن اس لیے نازل نہیں کیا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ بلکہ اس شخص کو نصیحت دینے کے لیے (نازل کیا ہے) جو خوف خدا رکھتا ہے یہ اس ذات کا اتارا ہوا ہے جس نے زمین اور اونچے اونچے آسمان بنائے۔ (یعنی خدائے) رحمٰن جس نے عرش پر قرار پکڑا۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے بیچ میں ہے اور جو کچھ (زمین کی) مٹی کے نیچے ہے سب اس کا ہے اور اگر تم پکار کر بات کہو تو وہ تو چھپے بھید اور نہایت پوشیدہ بات کو جانتا ہے (وہ) معبود (برحق) ہے (کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اس کے (سب) نام اچھے ہیں اور کیا تمہیں موسیٰ (کے حال) کی خبر ملی ہے جب انہوں نے آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں سے کہا تم (یہاں) ٹھہرو میں نے آگ

(1) سورۃ طٰہٰ 1-14

دیکھی ہے (میں وہاں جاتا ہوں) شاید اس میں سے میں تمہارے
پاس انگاری لاؤں یا آگ (کے مقام) کا راستہ معلوم کرو، جب
وہاں پہنچے تو آواز آئی کہ موسیٰ! میں تو تمہارا پروردگار ہوں تو تم اپنی
جوتیاں اتار دو تم (یہاں) پاک میدان (یعنی) طویٰ میں ہو اور
میں نے تم کو انتخاب کرلیا ہے تو جو حکم دیا جائے اسے سنو بیشک میں
ہی خدا ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری عبادت کیا کرو
اور میری یاد کے لیے نماز پڑھا کرو''

یہاں پہنچ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ''مجھے بتاؤ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟'' جب حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات سنی تو وہ گھر کے اندر سے باہر آئے اور کہا ''اے عمر! تمہیں بشارت ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعرات کی رات میں یہ دعا مانگی تھی کہ:

''اے اللہ! اسلام کو عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام (ابوجہل) کے
(مسلمان ہونے کے) ذریعہ سے عزت عطا فرما''

مجھے امید ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا تمہارے حق میں قبول ہوئی ہے''

اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس گھر میں تھے جو صفا پہاڑ کے دامن میں تھا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہاں سے چل کر اس گھر (دار ارقم) میں پہنچے، اس وقت گھر کے دروازہ پر حضرت حمزہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ جب حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ ان کے ساتھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے سے خوف محسوس کر رہے ہیں تو انہوں نے کہا ''ہاں یہ عمر ہے! اگر اللہ نے ان کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا ہے تو یہ مسلمان ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرلیں گے اور اگر اللہ کا اس کے علاوہ کسی اور بات کا ارادہ ہے تو ان کو قتل کرنا ہمارے لئے آسان بات ہے''

اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی تھی، چنانچہ (وحی کے نازل ہونے کے بعد) حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لائے اور ان کے گریبان اور تلوار کے پر تلے کو پکڑ کر فرمایا:

''کیا تم باز آنے والے نہیں ہو؟''

پھر فرمایا ''اے عمر! کیا تم اسی کا انتظار کر رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم پر وہی ذلت اور سزا نازل کردے جو اس نے ولید بن مغیرہ پر نازل کی ہے''

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی:

''اے اللہ! یہ عمر بن خطاب ہے، اے اللہ! عمر بن خطاب کے ذریعہ دین کو عزت عطا فرما''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں'' مسلمان ہونے کے بعد انہوں نے کہا ''یا رسول اللہ! آپ باہر (مسجد حرام کو نماز پڑھنے کے لیے) تشریف لے چلیں'' (1)

ہجرت کے بعد بدر اور احد وغیرہ تمام بڑے بڑے معرکوں میں شریک رہے، جنگ بدر میں اپنے اعزہ کو اپنے ہاتھوں قتل کیا. غزوہ تبوک میں آدھا مال اللہ کی راہ میں دے دیا..

غرض قبول اسلام کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح انہوں نے بھی اپنی جان اور اپنا مال اسلام پر نثار کر دیا اور ان کی جرأت اور شجاعت اور جانثاری سے اسلام کو بڑی تقویت پہنچی.. ایثار وقربانی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد ان ہی کا درجہ تھا.. ان کی جاں نثاری وفداکاری اور خدمات اسلامی کی بنا پر ان کو بارگاہ نبوی میں جو تقرب واختصاص حاصل تھا وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور صحابی کو حاصل نہ تھا.. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد آپ مسلمانوں کے خلیفہ بنائے گئے، آپ کا دور خلافت، اسلامی تاریخ کا سنہری دور کہلاتا ہے.. اس دور میں اسلامی سلطنت کو جو قوت اور وسعت حاصل ہوئی اس کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی.. حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انداز خلافت آج بھی نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم اہل علم ودانش کے نزدیک ایک قابل تقلید انداز ہے (2)

(1) طبقات ابن سعد (191/3) البداية و النهاية (81/3)، حياة الصحابة (385/1)

(2) تفصیلی حالات کے لئے دیکھئے: سیر الصحابہ جلد اول حالات حضرت عمر رضی اللہ عنہ، الفاروق از علامہ شبلی نعمانی، اسد الغابۃ تذکرۃ عمر بن خطاب

۲۳ ہجری میں حضرت مغیرہ بن شعبہ کے ایک مجوسی غلام ابولؤلؤ فیروز نے اپنی ذاتی خلش کی بنا فجر کی نماز میں خنجر مارا جو شہادت کا باعث بنا، یکم محرم الحرام ۲۴ ہجری کو ہفتہ کے دن اس دنیا کو خیر باد کیا۔۔ وصیت کے مطابق حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں سپرد خاک ہوئے، انتقال کے وقت عمر ۶۳ سال اور مدت خلافت ساڑھے دس سال تھی۔۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دردناک شہادت اور آپ کی کچھ صفات کے بیان پر مشتمل ہیں:

1- وَفَجَّعَنَا فَيْرُوزُ لا دَرَّ دَرُّهُ ۔۔۔ بأَبْيَضَ يَتْلُو الْمُحْكَماتِ مُنِيبِ

2- رَؤوفٍ عَلَى الأدنَى غليظ على العِدا ۔۔۔ أخي ثِقَةٍ فِي النّائِباتِ نَجِيبِ

3- مَتى ما يَقُلْ لا يَكذِبِ القَوْلَ فِعلُهُ ۔۔۔ سَرِيعٍ الى الخَيْرَاتِ غَيْرِ قَطُوبِ

''فیروز نامی غلام برباد ہو جائے اس نے ایک ایسی ہستی کی شہادت سے ہمیں غمگین کر دیا جو ظاہری و باطنی عیوب سے پاک، قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں رجوع کرنے والے تھے، کمزوروں کے لئے نرم اور دشمنوں کے مقابلے میں سخت تھے، مشکل وقت میں ایک بااعتماد ساتھی اور اعلیٰ خاندان والے تھے۔ جو بات کرتے اسے پورا بھی کرتے اور نیک کام میں جلدی کرنے والے تھے، آپ کبھی کسی معاملہ میں ترش روئی سے کام نہ لیتے تھے''

بنوخزاعہ سے اظہار ہمدردی

[من الطویل]

اسلام کی آمد سے پہلے بنوبکر اور بنوخزاعہ کے درمیان جنگ اور خون ریزی کا سلسلہ جاری رہتا تھا، اسلام نے انہیں اس عمل سے روکا اور ان کی باہمی منافرت کو کم کر دیا۔ جب صلح حدیبیہ ہوئی اور اس میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ جو قبیلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد اور ذمہ داری میں داخل ہونا چاہے اس کو اجازت ہوگی اور جو قریش کے عہد میں رہنا چاہے وہ بھی رہ سکتا ہے۔ پس اس موقع پر بنوبکر قریش کی ذمہ داری میں داخل ہوئے اور بنوخزاعہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کو قبول کیا۔

کچھ عرصہ بعد بنوبکر کی ایک شاخ بنوالدیل کے کچھ آدمیوں نے بنوخزاعہ کے لوگوں کو دھوکہ سے قتل کر دیا اور قریش نے بھی خفیہ طور پر ان کی مدد کی۔ مشرکین کی اس حرکت کے پیش نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے معاہدہ کو ختم کرنے کا اعلان فرما دیا اور یہی اعلان فتح مکہ کا باعث بھی ہوا۔

درج ذیل اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ قریش کی غداری اور بنوخزاعہ پر ڈھائے جانے والے ظلم کا ذکر کر رہے ہیں:

1- وَعَنَانَا فَلَمْ نَشْهَدْ بِبَطْحاءِ مَكَّةٍ رِجَالَ بَنِي كَعْبٍ تُحَزُّ رِقَابُهَا

2- بِأَيْدِي رِجَالٍ لَمْ يَسُلُّوا سُيُوفَهُمْ بِحَقٍّ وَقَتْلَى لَمْ تُجَنَّ ثِيَابُهَا

''ہمیں افسوس ہے کہ ہم مکہ کی وادی میں بنوکعب کے ان لوگوں کی مدد نہ کر سکے جن کی گردنیں کاٹی جارہی تھیں، اور ہم ان ہلاک شدگان کی مدد بھی نہ سکے جن کا دفاع کرنے والا کوئی نہ تھا اور ان کے خون سے اپنی تلواروں کو رنگین کرنے والوں کا یہ ایک ظالمانہ

اقدام تھا''

تشریح

''لم تجن ثیابھا'' کا لفظی معنی ہے ''ان کے جسموں کا ڈھانپا نہیں گیا تھا'' لیکن اس کا معنی یہ ہے کہ ان کا دفاع اور ان کی مدد و نصرت نہیں کی گئی تھی۔

3- فیا لیتَ شِعرِی ھلْ تنالَنّ نُصرَتی سُھَیلَ بنَ عَمرٍو وَخزُھا وَعِقابُھَا

''کاش میری مدد، میرے نیزے کی مار اور اس کا انجام سہیل بن عمرو تک پہنچ جاتا''

تشریح

سہیل بن عمرو بن عبد شمس قرشی عامری رؤسائے قریش میں سے تھے، اس لیے دوسرے رؤساء کی طرح اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے سخت دشمن تھے، لیکن قدرت کی کرشمہ سازی دیکھئے کہ اسی دشمن اسلام کے گھر میں عبداللہ بن سہیل اور ابو جندل بن سہیل جیسے اسلام کے شیدائی پیدا ہوئے، یہ دونوں دعوت اسلام کے آغاز ہی میں مشرف باسلام ہوئے، اور اسلام کے جرم میں باپ کے ہاتھوں طرح طرح کی سختیاں جھیلتے رہے، عبداللہ موقع پا کر حبشہ ہجرت کر گئے تھے، لیکن وہاں سے واپسی کے بعد پھر ظالم باپ کے پنجہ میں اسیر ہو گئے اور جنگ بدر کے موقع پر رہائی پائی، دوسرے بھائی ابو جندل، حدیبیہ کے زمانہ تک مشق ستم رہے۔

سہیل اسلام کے ان دشمنوں میں تھے جو دوسروں کا اسلام گوارا نہ کر سکتے تھے، پھر گھر میں یہ بدعت کس طرح دیکھ سکتے تھے، چنانچہ اشاعت اسلام نے انہیں اسلام کا اور زیادہ دشمن بنا دیا، اور وہ اس کی بیخ کنی میں ہر امکانی کوشش کرنے لگے، عام مجمعوں میں اسلام کے خلاف تقریریں کر کے اور رسول اکرم ﷺ کے خلاف زہر اگلتے تھے۔(1)

اسلام کی ہر مخالفت میں سہیل پیش پیش رہتے تھے، چنانچہ غزوہ بدر میں بھی آگے آگے تھے، لیکن جب شکست ہوئی تو مالک بن دخشم نے گرفتار کر لیا، لیکن پھر فدیہ دیکر

---

(1) المستدرک للحاکم (282/2)

آزاد ہو گئے۔

صلح حدیبیہ میں قریش کی طرف سے معاہدہ لکھانے کی ذمہ داری ان ہی کے سپرد ہوئی تھی، چنانچہ معاہدہ کی کتابت کے وقت جب آنحضرت ﷺ نے اسلامی طرز تحریر کے مطابق بسم اللہ لکھنا چاہا تو سہیل نے اعتراض کیا کہ ہم اسے نہیں جانتے ہمارے دستور کے مطابق **باسمك اللهم** لکھو۔

مسلمانوں نے کہا ہم یہ نہیں لکھ سکتے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کا کہنا مان لیا اور معاہدہ کا مضمون شروع ہوا، جب "**هذا ماقاضى عليه محمد رسول الله**" لکھا گیا تو سہیل نے اعتراض کیا کہ اگر ہم محمد کو رسول مانتے تو یہ جھگڑا ہی کیوں ہوتا اور ان کو خانہ کعبہ سے روکنے اور ان سے لڑنے کی نوبت کیوں آتی، محمد رسول اللہ کے بجائے محمد بن عبداللہ لکھو۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا "گو تم مجھے جھٹلا رہے ہو لیکن میں خدا کا رسول ہوں" پھر حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ رسول اللہ مٹا کر میرا نام لکھ دو، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں اپنے ہاتھ سے نہیں مٹا سکتا، اس عذر پر آپ نے خود اپنے دست مبارک سے مٹا کر "محمد بن عبداللہ" لکھ دیا۔

اس مرحلہ کے بعد پھر کتابت شروع ہوئی کہ قریش مسلمانوں سے خانہ کعبہ کے طواف میں تعرض نہ کریں گے اور مسلمان اطمینان کے ساتھ طواف کریں گے سہیل نے پھر اعتراض کیا کہ یہ معاہدہ اس سال کے لیے نہیں ہے ورنہ عرب کہیں گے کہ ہم کو ہماری مرضی کے خلاف مجبور کیا گیا، البتہ آئندہ سال طواف کی اجازت ہے، آنحضرت ﷺ نے یہ بھی مان لیا۔

سہیل نے ایک یہ شرط پیش کی کہ قریش کا کوئی شخص خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو، اگر مسلمانوں کے پاس بھاگ جائے گا تو مسلمانوں کو اسے واپس کرنا پڑے گا، مسلمانوں نے کہا ہم یہ شرط ہرگز نہیں مان سکتے کہ ایک مسلمان مشرک کے حوالہ کر دیا جائے ابھی یہ دفعہ زیر بحث تھی کہ سہیل کے لڑکے ابوجندل جو سہیل کے ہاتھوں گرفتار تھے کسی طرح بھاگ کر آ گئے، ان کے پیروں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں، انہیں دیکھ کر سہیل نے کہا:

''محمد شرط پوری کرنے کا یہ پہلا موقع ہے''
آپ نے فرمایا ''مگر ابھی یہ دفعہ تسلیم نہیں ہوئی ہے''
سہیل نے کہا ''اگر تم جندل کو حوالہ نہ کرو گے تو ہم کسی شرط پر صلح نہ کریں گے''
آنحضرت ﷺ نے بہت اصرار کیا، مگر سہیل کسی طرح نہ مانے، صحابہ نے ابوجندل کو حوالہ کرنے کی بہت مخالفت کی، لیکن درحقیقت یہ صلح آئندہ کامیابیوں کا دیباچہ تھی اس لیے رسول اللہ ﷺ نے سہیل کی شرط مان لی اور ابوجندل اسی طرح نہ چاہتے ہوئے بھی واپس کر دیئے گئے اور عہد نامہ مکمل ہو گیا۔

۸ھ میں جب آنحضرت ﷺ نے مکہ پر چڑھائی کی تو کسی خونریزی کی نوبت نہیں آئی لیکن چند متعصب قریشیوں نے خالد بن ولید کی مزاحمت کی، ان مزاحمت کرنے والوں میں سہیل بھی تھے، اس مزاحمت میں کچھ آدمی مارے گئے اور مکہ فتح ہو گیا۔

فتح مکہ کے بعد صنادید قریش کی قوتیں پارہ پارہ ہو گئیں اور ان کے لیے دامن رحمت کے علاوہ کوئی جائے پناہ باقی نہ رہی اس وقت وہی سہیل جنہوں نے دو سال پیشتر حدیبیہ میں من مانی اور فاتحانہ شرائط پر صلح کی تھی، بے بس اور لاچار ہو کر گھر کے اندر دروازے بند کر کے چھپ رہے، اپنے لڑکے ابوجندل کے پاس جن پر اسلام کے جرم میں طرح طرح کی سختیاں کی تھیں پیام کہلا بھیجا کہ ''مارے جانے سے پہلے میری جان بخشی کراؤ''

ابوجندل لاکھ مشق ستم رہ چکے تھے پھر بھی بیٹے تھے اور اسلام نے اس مقدس رشتے کی اہمیت اور زیادہ کر دی تھی، اس لیے بلا تامل اسی حکم کی تعمیل کے لیے سرخم کر دیا اور خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا ''یارسول اللہ! والد کو امان مرحمت فرمایئے''

ان کی سفارش پر رحمت عالم نے سہیل کی تمام خطاؤں سے درگزر فرمایا اور ارشاد ہوا کہ وہ خدا کی امان میں مامون ہیں، بلاخوف وخطر گھر سے نکلیں، آپ ﷺ نے گردو پیش کے لوگوں کو ہدایت فرمائی کہ جو شخص سہیل سے ملے خبردار وہ ان کی طرف نہ لپکے، میری عمر کی قسم سہیل صاحب عقل وشرف ہیں، ان جیسا شخص اسلام سے ناواقف نہیں رہ سکتا، بیٹے نے جا کر باپ کو رسول اللہ ﷺ کا ارشاد سنایا شان کرم دیکھ کر سہیل کی زبان سے بے

اختیار یہ کلمات نکل گئے کہ ''واللہ وہ بچپن میں بھی نیک تھے اور بڑی عمر میں بھی نیک ہیں''(1)

بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عفو و کرم نے یہ معجزہ دکھایا کہ سہیل حنین کی واپسی کے وقت آپ کے ساتھ ہوگئے اور مقام جعرانہ پہنچ کر خلعت اسلام سے سرفراز ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہ رحمت حنین کے مال غنیمت میں سے سو اونٹ عطا فرمائے، گو فتح مکہ کے بعد کے مسلمانوں کا شمار مولفۃ القلوب میں ہے، لیکن سہیل اس زمرہ میں اس حیثیت سے ممتاز ہیں کہ اسلام کے بعد ان سے کوئی بات اسلام کے خلاف ظہور پذیر نہیں ہوئی حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

''کان محمود الاسلام من حین اسلم''

''اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام کے حوالہ سے ہمیشہ قابل تعریف رہے''

غزوہ بدر کے دن انہیں قید کیا گیا تھا، یہ چونکہ قریش کے بہت بڑے خطیب شمار ہوتے تھے اس لئے جب یہ قیدی بنا کر لائے گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کے اگلے دانت توڑ دوں تاکہ یہ آپ کے خلاف زبان نہ کھول سکے'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا ایسا نہ کرو، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی زبان کو اسلام کی حمایت میں استعمال کرادے''

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب ارتداد کا فتنہ اٹھا تو بہت سے مولفۃ القلوب ڈگمگا گئے، لیکن سہیل کے ایمان میں ذرہ برابر بھی تذبذب نہ ہوا اور انہوں نے قبائل مکہ کو اسلام پر قائم رکھنے کی بڑی کوشش کی، چنانچہ جب انہوں نے قبائل مکہ میں اسلام سے برگشتگی کے آثار دیکھے تو تمام قبیلہ والوں کو جمع کر کے تقریر کی:

''برادران اسلام اگر تم لوگ محمد کی پرستش کرتے تھے تو وہ دوسرے عالم کو سدھار گئے اور اگر محمد کے خدا کی پرستش کرتے تھے تو وہ حی و

() المستدرک للحاکم (281/3)

قیوم اور موت کی گرفت سے پاک ہے برادران قریش! تم سب
سے اخیر میں اسلام لائے ہو، اس لیے سب سے پہلے اس کو
چھوڑنے والے نہ بنو۔ محمد ﷺ کی موت سے اسلام کو کوئی صدمہ
نہیں پہنچ سکتا، بلکہ وہ اور زیادہ قوی ہوگا، مجھ کو یقین کامل ہے کہ
اسلام آفتاب و ماہتاب کی طرح ساری دنیا میں پھیلے گا اور سارے
عالم کو منور کرلے گا، یاد رکھو جس شخص نے دائرہ اسلام سے باہر قدم
رکھنے کا ارادہ کیا اس کی گردن اڑا دوں گا"

حضرت سہیل کی اس موثر دلپذیر اور پر جوش تقریر نے مذبذبین کے دلوں کو پھر اسلام پر راسخ کر دیا، اور مرکز اسلام (مکہ) فتنہ ارتداد کی وبا سے بچ گیا، اس طرح آنحضرت ﷺ کی اس پیشنگوئی کی تصدیق ہوگئی کہ ممکن ہے حضرت سہیل سے کبھی پسندیدہ فعل کا ظہور ہو۔

فتنہ ارتداد کے فرو کرنے میں ان کے پورے گھرانے نے بلیغ کوشش کی چنانچہ یمامہ کی مشہور جنگ میں حضرت سہیل کے بڑے صاحبزادے عبداللہ شہید ہوئے، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حج کے لیے تشریف لے گئے تو سہیل کے پاس تعزیت کے لیے ان کے گھر گئے، انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ شہید اپنے ستر اہل خاندان کی شفاعت کرے گا، مجھ کو امید ہے کہ میری سب سے پہلے شفاعت کی جائے گی۔(1)

4- وَصَفْوَانَ عَوْداً حُزَّ مِنْ شُفْرِ اسْتِهِ فَهَذَا أَوَانُ الْحَرْبِ شُدَّ عِصَابُهَا

"اور کاش میری نصرت صفوان تک بھی پہنچ جاتی جو اس بوڑھے
اونٹ کی مانند ہے جس کی سرین کے سوراخ کو کشادہ کیا گیا ہو، پس
یہ تو جنگ کا وقت تھا جس میں جنگ کو خوب بھڑکایا گیا تھا"

تشریح

صفوان بن امیہ بن خلف قرشی عامری جمحی کا شمار بھی قریش کے سرداروں میں ہوتا تھا۔

(1) تفصیل کے لئے دیکھئے، سیر الصحابة (7/ 92-85)

قریش کے دوسرے معززین کی طرح صفوان کا باپ امیہ بھی اسلام کا سخت مخالف تھا، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی کی غلامی میں تھے، جن کو وہ اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے بڑی عبرت انگیز سزائیں دیتا تھا، بدر میں اس کا سارا کنبہ مسلمانوں کے استیصال کے ارادہ سے نکلا، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیہ کی حفاظت کا ذمہ لیا تھا، لیکن میدان جنگ میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر اس پر پڑ گئی یہ چلائے کہ دشمن اسلام امیہ کو لینا ان کی آواز پر مسلمان چاروں طرف سے امیہ پر ٹوٹ پڑے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچانے کے لئے امیہ کے اوپر لیٹ گئے، لیکن بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فریاد کے سامنے ان کی کسی نے نہ سنی اور تیروں سے چھید چھید کر امیہ کا کام تمام کر دیا، اس کی مدافعت میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی زخمی ہوئے، بدر میں مشرکین کی شکست اور باپ کے قتل نے صفوان کو بہت زیادہ مشتعل کر دیا۔

ایک دن یہ اور عمیر بن وہب بیٹھے ہوئے بدر کے واقعات کا تذکرہ کر رہے تھے، صفوان نے کہا ''مقتولین بدر کے بعد زندگی کا مزہ جاتا رہا''

عمیر نے جواب دیا ''سچ کہتے ہو کہا کہیں قرض کا بار نہ ہوتا، اور بال بچوں کے مستقبل کی فکر نہ ہوتی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے یہ قصہ ختم کر دیتا''

صفوان باپ کے خون کے انتقام کے لیے بیتاب تھے، بولے ''یہ کون سی بڑی بات ہے، میں ابھی تمہارا قرض چکائے دیتا ہوں، رہا اہل و عیال کا معاملہ تو ان کے متعلق بھی یقین دلاتا ہوں کہ تمہارے بعد اپنے بال بچوں کی طرح ان کی کفالت اور خبر گیری کروں گا''

چنانچہ عمیر کو آمادہ کر کے انہیں ایک زہر میں بجھی ہوئی تلوار دیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ قتل کرنے کے لیے مدینہ بھیجا، مگر مدینہ پہنچنے کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو یہ راز فاش ہوگیا اور عمیر مسلمان ہو گئے، اس سازش کی ناکامی کے بعد صفوان نے جن جن کے اعزہ بدر میں مارے گئے تھے، انہیں ساتھ لیکر ابوسفیان کو بدلہ لینے پر آمادہ کیا، اس کا نتیجہ احد کی صورت میں ظاہر ہوا، ابوسفیان مسلمانوں کی عارضی شکست کے بعد ناواپس ہو رہا تھا، مگر پھر یہ خیال کر کے کہ اس وقت مسلمان کمزور ہیں، ان سے پورا بدلہ

لینا چاہا، لیکن صفوان نے کہا کہ اس مرتبہ ہم کامیاب ہو گئے ہیں ممکن ہے آئندہ خلاف نتیجہ نکلے، اس لیے لوٹنا مناسب نہیں ہے، ان کے سمجھانے پر ابوسفیان لوٹ آیا۔(1)

۳ھ میں بعض نومسلم قبائل کی درخواست پر آنحضرت ﷺ نے ان کی تعلیم کے لیے قاری صحابہ کی ایک جماعت بھیجی تھی، راستہ میں بنی لحیان نے ان پر حملہ کر دیا، اس حملہ میں چند صحابہ شہید ہوئے اور چند زندہ گرفتار کیے گئے، گرفتار ہونے والوں میں ایک صحابی زید بن دستہ تھے، انہیں بیچنے کے لیے مکہ لایا گیا، صفوان نے خرید کر اپنے باپ کے بدلہ میں قتل کیا۔

اس کے بعد صفوان کو اسلام سے پہلی سی پرخاش باقی نہ رہی، بلکہ اندرونی طور پر وہ متاثر ہونے لگے، چنانچہ ۷ھ میں جب غزوہ خیبر پیش آیا تو دوسرے آلات حرب تو مسلمانوں کو مہیا ہو گئے لیکن زرہیں نہ تھیں آنحضرت ﷺ نے صفوان سے مانگ بھیجیں، انہوں نے کہا عاریۃً یا غصباً فرمایا عاریۃً، چنانچہ صفوان نے چند زرہیں عاریۃً دے دیں۔ یہ پہلا موقع تھا کہ ان جیسے دشمن اسلام کی جانب سے اسلام کی امداد کا کوئی کام ہوا، ان زرہوں میں سے غزوہ خیبر میں چند ضائع ہو گئیں۔ آنحضرت ﷺ نے تاوان دینا چاہا، لیکن صفوان نے قبول نہ کیا اور کہا یارسول اللہ آج اسلام کی جانب میرا میلان ہو رہا ہے، لیکن قومی عصبیت نے اس میلان کو دبا دیا اور فتح مکہ میں مسلمانوں سے مزاحم ہوئے۔(2)

فتح مکہ کے بعد جب روسائے قریش کا شیرازہ بکھر گیا اور ان کے لیے کوئی جائے پناہ باقی نہ رہی، تو ان میں سے اکثر آنحضرت ﷺ کے لطف و کرم اور عفو و درگذر کو دیکھ کر مشرف باسلام ہو گئے، اور بعضوں نے اپنی گذشتہ کرتوتوں کے خوف اور بعضوں نے تعصب کیوجہ سے راہ فرار اختیار کی، صفوان نے بھی جدہ کا راستہ لیا، ان کے عزیز اور قدیم رفیق عمیر بن وہب نے جو بدر کے بعد ہی مشرف باسلام ہو گئے تھے، آنحضرت ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ سردار قوم صفوان بن امیہ آپ کے خوف سے بھاگ گئے ہیں، آپ نے فرمایا وہ مامون ہیں، عمیر نے کہا یارسول اللہ جان بخشی کی کوئی نشانی مرحمت ہو،

---

(1) سيرة ابن هشام (711/2)

(2) سيرة ابن هشام (338/2)

آپ نے چادر مبارک دی، کہ وہ اسے دکھا کر صفوان کو اسلام کی دعوت دیں اور انہیں آنحضرت ﷺ کے پاس بلا لائیں اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو فبہا ورنہ انہیں غور کرنے کے لیے دو مہینہ کی مہلت دی جائے، عمیر چادر مبارک لیکر صفوان کی تلاش میں نکلے اور انہیں دکھا کر مدینہ واپس لے آئے، وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور مجمع عام میں بلند آواز سے آپ سے پوچھا محمد عمیر بن وہب نے مجھ سے تمہاری چادر دکھا کر کہا ہے کہ تم نے مجھ کو بتایا ہے اور مجھے اختیار دیا ہے کہ اگر میں پسند کروں تو اسلام قبول کرلوں، ورنہ دو مہینہ کی مہلت ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا ابو وہب سواری سے اترو، انہوں نے کہا جب تک صاف نہ بتاؤ گے نہ اتروں گا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا دو کے بجائے تم کو چار مہینہ کی مہلت ہے۔(1)

اس عفو و درگذر اور نرمی و ملاطفت کے بعد گو صفوان اپنے مذہب پر قائم رہے، لیکن اسلام کے ساتھ کوئی پرخاش باقی نہیں رہی، چنانچہ اس کے بعد ہی جنگ حنین اور طائف ہوئی، اس میں بھی انہوں نے اسلحہ سے مسلمانوں کی مدد کی اور خود بھی دونوں لڑائیوں میں شریک ہوئے، آنحضرت ﷺ نے حنین کے مال غنیمت میں سے سو اونٹ انہیں مرحمت فرمائے، یہ لطف و مرحمت دیکھ کر صفوان نے کہا ایسی فیاضی نبی ہی کرسکتا ہے۔ ان کی بیوی ان سے پہلے مشرف باسلام ہو چکی تھی، لیکن آنحضرت ﷺ نے دونوں میں تفریق نہیں کی۔(2)

حسرت ویاس سے پہلے تھا یہ مسکن میرا
کبھی کعبہ بھی رہا ہے کبھی بتخانہ دل

آنحضرت ﷺ کے اس طرز عمل سے متاثر ہو کر غزوہ طائف کے۔ چند دنوں بعد مشرف اسلام ہوگئے اس وقت رسول اللہ ﷺ نے ازسر نو نکاح کی تجدید نہیں فرمائی۔(3)

---

(1) موطا امام مالک، ص 117

(2) موطا امام مالک، ص 117

(3) سیر الصحابۃ (100/7)

5- فَلا تـأمَنَنّـا يا ابنَ أُمّ مُجالِدٍ اذا لَقِيتْ حَرْبٌ وأعْصَل نَابُهَا

6- وَلَوْ شَهِدَ البَطحاءَ مِنّا عِصابَةٌ لَهانَ عَلَينـا يَوْمَ ذَاكَ ضِرابُهَا

''اے ام مجالد کے بیٹے! جب جنگ کا میدان گرم ہو جائے اور لڑائی اپنی تیزی دکھانے لگے تو ہم سے مامون ہو کے نہ بیٹھ جا، اگر بطحاء کے میدان میں ہماری کوئی جماعت موجود ہوتی اور اس دن ہمارے لئے تم پر تلوار کے وار کرنا بہت معمولی کام ہوتا''

تشریح

ابن ام مجالد سے مراد ''عکرمہ بن ابی جہل'' ہیں، زمانہ جاہلیت یہ اور ان کا باپ ابوجہل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت دشمن تھے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل کی بیوی ام حکیم بنت الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہا مسلمان ہوگئیں۔ پھر حضرت ام حکیم نے کہا ''یارسول اللہ! عکرمہ آپ سے ڈر کر یمن بھاگ گئے ہیں انہیں ڈر تھا کہ آپ انہیں قتل کر دیں گے، آپ ان کو امن دے دیں''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''انہیں امن ہے''

اپنے ساتھ اپنا رومی غلام لے کر وہ عکرمہ کی تلاش میں نکلیں۔ اس غلام نے حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا کو پھسلانا چاہا۔ وہ اسے امید دلاتی رہیں یہاں تک کہ قبیلہ عک میں پہنچ گئیں تو انہوں نے اس قبیلہ والوں سے اس غلام کے خلاف مدد طلب کی۔ انہوں نے اس غلام کو رسیوں میں جکڑ دیا۔

حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا عکرمہ کے پاس جب پہنچیں تو وہ تہامہ کے ایک ساحل پر پہنچ کر کشتی پر سوار ہو چکے تھے اور کشتی بان ان سے کہہ رہا تھا کہ کلمہ اخلاص پڑھ لو۔ عکرمہ نے پوچھا میں کیا کہوں؟ اس نے کہا لا الہ الا اللہ کہو۔ عکرمہ نے کہا میں تو صرف اسی کلمہ سے ہی بھاگ رہا ہوں۔ اتنے میں حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا وہاں پہنچ گئیں اور (کپڑے ہلا کر) ان کی طرف اشارہ کرنے لگیں۔ یا ان پر اصرار کرنے لگیں اور وہ ان سے کہہ رہی تھیں اے

میرے چچا زاد بھائی! میں تمہارے پاس ایسی ذات کے پاس سے آ رہی ہوں جو لوگوں میں سب سے زیادہ جوڑ لینے والے اور سب سے زیادہ نیکی کرنے والے اور سب سے زیادہ بہترین انسان ہیں اپنے آپ کو ہلاک مت کرو چنانچہ عکرمہ یہ سن کر رک گئے اور وہ ان کے پاس پہنچ گئیں اور ان سے کہا ''میں تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امن لے چکی ہوں''

انہوں نے کہا ''واقعی تم لے چکی ہو؟''

انہوں نے کہا ''ہاں میں نے ان سے بات کی تھی انہوں نے تمہیں امن دے دیا ہے''

وہ ان کے ساتھ واپس چل پڑے حضرت ام حکیم نے عکرمہ کو اپنے رومی غلام کی ساری بات بتائی۔ انہوں نے (غصہ میں آ کر) اس غلام کو قتل کر دیا اور وہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور جب یہ مکہ کے قریب پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ عکرمہ بن ابی جہل تمہارے پاس مومن اور مہاجر بن کر آ رہے ہیں۔ آئندہ اس کے باپ کو برا بھلا نہ کہنا کیونکہ مرے ہوئے کو برا کہنے سے اس کے زندہ رشتہ داروں کو تکلیف ہوتی ہے اور وہ اس مردہ تک پہنچتا نہیں۔

راستہ میں عکرمہ نے اپنی بیوی سے صحبت کرنی چاہی لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور یہ کہا تم کافر ہو اور میں مسلمان ہوں۔ عکرمہ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ جس کام نے تم کو میری بات ماننے سے روکا ہے وہ بہت بڑا کام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عکرمہ کو دیکھتے ہی لپکے اور جلدی کی وجہ سے آپ کے جسم اطہر پر چادر تک نہیں تھی کیونکہ آپ ان کے آنے سے بہت خوش تھے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے رہے اور ان کے ساتھ ان کی بیوی نقاب پہنے ہوئے تھیں۔

انہوں نے کہا ''اے محمد! میری اس بیوی نے مجھے بتایا ہے کہ آپ نے مجھے امن دے دیا ہے''

آپ نے فرمایا ''یہ سچ کہتی ہے تمہیں امن ہے''

عکرمہ نے کہا ''اے محمد! آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں''

آپ نے فرمایا ''میں تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں اور تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور فلاں فلاں کام کرو''

آپ نے اسلام کے چند اعمال گنوائے تو عکرمہ نے کہا اللہ کی قسم! آپ تو اس دعوت کے کام کو شروع کرنے سے پہلے ہی ہم میں سے زیادہ سچے اور سب سے زیادہ نیکوکار تھے۔

پھر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا:

(أَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ)

آپ ان کے اسلام لانے سے بہت خوش ہوئے۔ پھر انہوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ مجھے پڑھنے کے لئے کوئی بہترین چیز بتائیں۔ آپ نے فرمایا:

اَشْهَدُاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھا کرو۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا'' کچھ اور بتادیں''

آپ نے فرمایا'' یہ کہو کہ میں اللہ تعالیٰ کو اور تمام حاضرین کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں مسلمان، مجاہد اور مہاجر ہوں''

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (خوش ہوکر) کہا تم مجھ سے آج جو بھی ایسی چیز مانگو گے جو میں دے سکتا ہوں وہ میں تمہیں ضرور دے دوں گا۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے لئے دعا کریں کہ میں نے آپ کی جتنی دشمنی کی ہے یا آپ کے خلاف جتنے سفر کئے ہیں اور آپ کے خلاف جتنی جنگیں کی ہیں یا آپ کو آپ کے سامنے یا آپ کے پس پشت جو برا بھلا کہا ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو معاف کر دے''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے یہ دعا فرمائی:

''اے اللہ انہوں نے مجھ سے جتنی دشمنی کی ہے اور آپ کے نور کو بجھانے کے لئے جتنے سفر کئے ہیں ان سب کو معاف فرما دے انہوں

نے میرے سامنے یا میرے پس پشت جتنی میری آبروریزی کی ہے وہ سب معاف فرمادے"

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ! اب میں خوش ہوگیا ہوں۔ اللہ کی قسم! یارسول اللہ! اب تک میں اللہ کے راستے سے روکنے کے لئے جتنا مال خرچ کرچکا ہوں اب آئندہ اللہ کے راستہ میں اس سے دوگنا (انشاء اللہ) خرچ کروں گا اور اب تک اللہ کے راستے سے روکنے کے لئے جتنی جنگ کرچکا ہوں اب اللہ کے راستہ میں اس سے دوگنی جنگ کروں گا۔ چنانچہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ پورے زور وشور سے جہاد میں شریک ہوتے رہے یہاں تک کہ (اللہ کے راستہ میں) شہید ہوگئے۔ حضور ﷺ نے (تجدید نکاح کے بغیر) پہلے نکاح کی بنیاد پر حضرت ام حکیم کو ان کے نکاح میں باقی رکھا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے یہ نقل کیا ہے کہ غزوہ حنین کے دن (جب شروع میں مسلمانوں کو شکست ہوئی تو) سہیل بن عمرو نے کہا محمد (ﷺ) اور ان کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو قبیلہ ثقیف اور قبیلہ ہوازن کا پہلے سے اندازہ نہ تھا تو ان کو حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ بات نہیں بلکہ فتح اور شکست تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ محمد (ﷺ) کے اختیار میں کچھ نہیں ہے اگر آج ان کو شکست ہوگئی ہے تو کل کو ان کے حق میں اچھا نتیجہ نکل آئے گا۔ سہیل نے کہا ارے کچھ دن پہلے تک تو تم ان کے بڑے مخالف تھے۔ (اب ان کے بڑے حامی ہوگئے ہو) حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابویزید! اللہ کی قسم ہم لوگ بالکل غلط راستہ پر محنت کرتے رہے۔ ہماری عقل بھی کوئی عقل تھی کہ ہم ایسے پتھروں کی عبادت کرتے رہے جو نہ نفع دے سکتے تھے نہ نقصان۔

حضرت عبداللہ بن زبیر کی حدیث میں ایک مضمون یہ ہے کہ جب عکرمہ رضی اللہ عنہ جب حضور ﷺ کے دروازے پر پہنچے تو حضور ﷺ بہت خوش ہوئے اور ان کے آنے کی ای خوشی کی وجہ سے آپ کھڑے ہوکر فوراً ان کی طرف لپکے اور حضرت عروہ بن زبیر کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت عکرمہ بن ابی جہل فرماتے ہیں کہ جب میں حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو میں نے کہا اے محمد (ﷺ) (میری) اس (بیوی) نے مجھے بتایا ہے

کہ آپ نے مجھے امن دے دیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں تمہیں امن ہے۔ میں نے کہا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور آپ لوگوں میں سب سے زیادہ نیک اور سب سے زیادہ سچے اور سب سے زیادہ وعدہ کو پورا کرنے والے ہیں۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں یہ سب کچھ کہہ تو رہا تھا لیکن شرم کے مارے میں نے اپنا سر جھکایا ہوا تھا۔ پھر میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمادیں کہ میں نے آپ کی آج تک جتنی دشمنی کی ہے اور شرک کو غالب کرنے کی کوشش اور محنت کرنے میں، میں نے جتنے سفر کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو معاف فرمادے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ! اس عکرمہ نے آج تک جتنی میری دشمنی کی ہے اور آپ کے راستے سے روکنے کے لئے جتنے سفر کئے ہیں ان سب کو معاف فرمادیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ جو کچھ جانتے ہیں اس میں سے بہترین بات مجھے بتائیں تاکہ میں بھی اسے جان لوں (اور اس پر عمل کروں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

اور اللہ کے راستے میں جہاد کرو پھر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! میں اللہ کے راستے سے روکنے کے لئے جتنا مال خرچ کر چکا ہوں اب اس سے دگنا مال اللہ کے راستہ میں خرچ کروں گا اور اب تک اللہ کے راستے سے روکنے کے لئے جتنی جنگ کر چکا ہوں۔ اب اللہ کے راستہ میں اس سے دگنی جنگ کروں گا۔ چنانچہ حضرت عکرمہ پورے زور وشور سے جہاد میں شریک ہوتے رہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں غزوہ اجنادین میں شہید ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع والے سال ان کو ہوازن سے صدقات وصول کرنے بھیجا تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اس وقت عکرمہ تبالہ (یمن) میں تھے۔(1)

(1) حیاۃ الصحابۃ (1/240-236) مجمع الزوائد (6/174)، مستدرک الحاکم (3/241)

حارث بن ہشام کا تذکرہ

[من الکامل]

حارث بن ہشام بن مغیرہ قرشی مخزومی، ابوجہل بن ہشام کے بھائی تھے۔ غزوہ بدر میں اپنے بھائی ابوجہل کے ساتھ کافروں کی طرف سے شریک ہوئے اور مسلمانوں کا غلبہ دیکھ کر میدان جنگ سے فرار ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن حارث بن ہشام اور عبداللہ بن ابی ربیعہ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ ان دونوں نے ان سے پناہ مانگی اور یوں کہا کہ ہم تمہاری پناہ میں آنا چاہتے ہیں۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے ان دونوں کو پناہ دے دی پھر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وہاں آئے۔ ان کی نظر ان دونوں پر پڑی۔ وہ اپنی تلوار نکال کر ان پر حملہ کرنے کے لئے جھپٹ پڑے تو حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا (ان دونوں کو بچانے کے لئے) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لپٹ گئیں اور کہنے لگیں ''تمام لوگوں میں سے تم ہی میرے ساتھ ایسا کرنے لگے ہو۔ اگر تم نے مارنا ہی ہے تو پہلے مجھے مارو''

حضرت علی رضی اللہ عنہ (رک گئے اور) ان کو یہ کہہ کر چلے گئے کہ ''تم مشرکوں کو پناہ دیتی ہو''

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر عرض کیا ''یا رسول اللہ! میرے ماں جائے بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میرے ساتھ ایسا معاملہ کیا ہے کہ میرا جینا مشکل ہو گیا تھا، میں نے اپنے دو مشرک دیوروں کو پناہ دی تھی، وہ تو قتل کرنے کے لئے ان پر جھپٹ پڑے''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا جس کو تم نے پناہ دی اسے ہم

نے بھی پناہ دے دی جسے تم امن دیا اسے ہم نے بھی امن دے دیا"

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے واپس آ کر ان دونوں کو ساری بات بتائی۔ وہ دونوں اپنے گھروں کو چلے گئے۔ لوگوں نے آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ حارث بن ہشام اور عبداللہ بن ابی ربیعہ تو زعفران والی چادریں پہنے ہوئے اپنی مجلس میں اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تم لوگ ان کا کچھ نہیں کر سکتے ہو کیونکہ ہم ان کو امن دے چکے ہیں۔

حضرت حارث بن ہشام فرماتے ہیں کہ میں بہت دیر سوچتا رہا کہ حضور نے مجھے مشرکین کی ہر لڑائی میں دیکھا ہے اب میں ان کی خدمت میں جاؤں گا تو ان کی نگاہ مجھ پر پڑے گی تو اس سے مجھے بہت شرم آئے گی لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ آپ بہت نیک اور نہایت رحم دل ہیں۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں حاضری کے لئے چل پڑا۔ جب میں آپ کے پاس پہنچا تو آپ مسجد حرام میں داخل ہو رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر آپ بہت خندہ پیشانی سے پیش آئے اور رک گئے۔ میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا اور کلمہ شہادت پڑھ لیا۔

آپ نے فرمایا "تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے تم کو ہدایت دی۔ تمہارے جیسے آدمی کو اسلام سے ناواقف نہیں رہنا چاہئے"

حضرت حارث نے کہا "میں بھی یہی سمجھتا ہوں کہ اسلام جیسے دین سے ناواقف نہیں رہنا چاہئے" (1)

ہے عیاں فتنۂ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

درج ذیل اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر سے فرار پر حارث بن ہشام کی مذمت کی ہے۔ دوران جنگ ان کے فرار کو سخت بزدلی قرار دیا ہے:

1- يا حَارِ قَدْ عَوَّلْتَ غَيْرَ مُعَوَّلِ   عِنْدَ الهِيَاجِ وَسَاعَةِ الأَحْسَابِ

---

(1) المستدرك للحاكم (277/3)

''اے حارث! تو ایسے وقت میں فرار ہوا جبکہ فرار ہونا تیرے شایانِ شان نہیں ہے، تو سخت لڑائی اور حسب ونسب کی پہچان کے وقت میدانِ جنگ سے بھاگا ہے''

2- اذْ تَمْتَطِی سُرُحَ الیَدَیْنِ نَجِیبَةً مَرَطَی الجِراءِ خفیفَةَ الأقْرَابِ

''تو اس وقت بھاگا جب تیز رفتار، خوبصورت، مضبوط وتوانا اور اعلیٰ نسل کے گھوڑے اپنے جوہر دکھا رہے تھے''

3- وَالقَوْمُ خَلْفَكَ قَدْ تَرَكْتَ قِتالَهُم تَرْجو النّجاءَ فلیسَ حینَ ذَهَابِ

''لوگ تمہارے پیچھے تھے اور تم ان سے لڑے بغیر بھاگ رہے تھے، تم اپنی جان بچانا چاہتے تھے حالانکہ یہ جان بچانے کا وقت نہ تھا''

4- هَلاّ عَطَفْتَ علی ابنِ اُمِّكَ اذ ثَوَی قَعْصَ الأسِنّةِ ضَائعَ الأسْلابِ

5- جَهْماً لَعَمْرُكَ لَوْ دُهِیتَ بِمِثْلِها لأتَاكَ أجْثَمُ شابِكُ الأنْیابِ

''کیا تجھے اپنے بھائی (ابوجہل) پر رحم نہ آیا جب وہ اس حال میں ہلاک ہوا کہ وہ تلوار کا وار کھانے کے بعد اپنی جگہ کھڑے کھڑے ہلاک ہوا اور اس کی موت اس کسمپرسی کے عالم میں واقع ہوئی کہ اس کا سامان بھی ضائع ہوگیا، نیز یہ کہ وہ انتہائی ذلت کی موت مرا ہے۔ اگر وہ تیری جگہ تو ہوتا تو تجھ پر بھی ایک ایسا بہادر حملہ کرتا جو دشمن کو [illegible] جانے والے اور شیر جیسے دانتوں والا ہے''

تشریح

تاریخی روایات میں آتا ہے کہ ابوجہل پر سب سے پہلے معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے حملہ کرکے اس کا پاؤں کاٹ ڈالا، پھر عکرمہ نے معاذ رضی اللہ عنہ پر حملہ کرکے ان کا بازو کاٹ دیا، پھر معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نے بھی ابوجہل پر حملہ کرکے اس پر ایسا وار کیا کہ وہ ادھ

مواہو کر گر گیا، اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کا سر کاٹ دیا۔

شاید حضرت حسان رضی اللہ عنہ انہی واقعات کی طرف اشارہ کررہے ہیں۔

6- عَجِلَ المَلِيكُ لهُ فأهلَكَ جمعَهُ بِشَنَارِ مُخْزِيَةٍ وسُوءِ عَذَابِ

''اللہ تعالیٰ نے ابوجہل کو ہلاک کردیا اور اسے توبہ کا موقع نہ دیا۔
اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھیوں کو بھی ذلت اور برے عذاب
والی موت سے دوچار کردیا''

7- لَوْكُنْتَ ضَنْءَ كرِيمَةٍ أبْلَيْتُهَا حُسْنى وَلِكِنْ ضَنْءَ بنتِ عُقَابِ

''اے حارث! اگر تو کسی اچھے خاندان سے تعلق رکھتا تو اس کے
ساتھ ایسا سلوک نہ کرتا لیکن تیرا تعلق تو ''عقاب'' نامی غلام کی بیٹی
سے ہے''

تشریح

حارث بن ہشام کی والدہ کا نام اَسماء تھا، وہ مخربہ بن جندل کی بیٹی تھی۔

بنو تغلب کا ایک غلام تھا جس کا نام ''عقاب'' تھا، اس کی کچھ بیٹیاں تھیں جن میں سے ایک فرافضہ بن احوص کلبی کے پاس باندی بن کر آئی، اس لڑکی کے ہاں بنی تغلب کے ایک مرد سے بچی پیدا ہوئی جس سے اسماء کے والد مخربہ بن جندل نے شادی کی تھی۔

اسی بنا پر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، حارث کو عقاب نامی غلام کی بیٹی کی طرف منسوب کررہے ہیں۔

ولید بن مغیرہ کے بارے میں

[من الطويل]

إِذَا نُسِبَتْ يَوْمًا قُرَيْشٌ نَفَتْكُمْ ... وَإِنْ تَنْتَسِبْ شُجْعٌ فَأَنْتَ نَسِيبُهَا

وَإِنَّ الَّتِي أَلْقَتْكَ مِنْ تَحْتِ رِجْلِهَا ... وَلِيدٌ لَمِهجَانُ الْغِذَاءِ خَبُوبُهَا

وَأُمُّكَ مِنْ قِسْرٍ، حُبَاشَةُ أُمِّهَا ... لَسَمْرَاءِ فَهْمٍ، آسِنُ الْبَوْلِ طِيبُهَا

"جب قریش کے نسب نامے بیان کئے جائیں گے تو وہ تجھے اپنے سے خارج کر دیں گے اور جب بنو شجع کا نسب بیان کیا جائے تو تیرا تعلق انہی سے ہوگا۔ تیری ماں جس نے تجھے اپنے ٹانگوں کے درمیان سے نیچے پھینکا تھا اسے بری اور معیوب غذا دی جاتی تھی، تیری ماں ایک باندی اور بے وقوف عورت ہے جو بدبودار پیشاب کو خوشبو کے طور پر استعمال کرتی ہے"

کعبہ کی ہرنوں کے چور

[من البسيط]

زمانہ جاہلیت کی تاریخ میں لکھا ہے کہ "مقیس بن عبد قیس بن قیس" کے گھر میں مکہ کے اوباش نوجوانوں کا ڈیرہ تھا۔ یہاں یہ لوگ شراب کے جام چلاتے اور لہو ولعب میں مشغول رہا کرتے تھے۔ یہاں مجلس جمانے والوں میں ابولہب بن عبد المطلب، حکم بن ابی العاص، حارث بن عامر، فاکہ بن مغیرہ اور ملیح بن حارث وغیرہ شامل تھے۔

ایک مرتبہ ان لوگوں کو خبر ہوئی کہ شام سے ایک قافلہ شراب لے کر آرہا ہے اور مقام ابطح میں ٹھہرا ہوا ہے، ان کے دل میں اس شراب کو خریدنے کی خواہش پیدا ہوئی تو ابولہب نے کہا ''تمہارا ناس ہو، کیا تمہارے پاس شراب خریدنے کے پیسے ہیں؟'' انہوں نے کہا ''ہمارے پلے تو کچھ بھی نہیں'' ابولہب نے کہا ''خانہ کعبہ میں پڑی ہوئی سونے کی ہرنیں چوری کرلو، وہ میرے باپ کی ہیں اور انہیں بئر زمزم کی کھدائی کے دوران ملی تھی''

پس ان اوباش نوجوانوں نے خانہ کعبہ کے وہ ہرن چوری کر لئے اور شراب خرید لی۔ مشرکین مکہ کو ان مقدس ہرنوں کے چوری ہونے کا بہت ملال تھا اور وہ چور کی تلاش میں لگ گئے۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ سرگرم عبداللہ بن جدعان تھا۔ بالآخر عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اطلاع پر چوروں کا علم ہوگیا۔

درج ذیل اشعار میں اسی واقعہ کی بنا پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حارث بن عامر کی مذمت کی ہے:

1- يا حَارِ قَدْ كُنْتَ لَوْلا مارُمِيتَ بِهِ ... لِلّٰهِ دَرُّكَ فِي عِزٍّ وفِي حَسَبِ

''اے حارث! اگر تو وہ عار و شرمندگی والا کام نہ کرتا تو تیری عزت اور تیرے نسب کے کیا کہنے تھے''

2- جَلَّلْتَ قَوْمَكَ مَخْزَاةً ومَنقصَةً ... ما ان يُجَلِّلُهُ حَيٌّ مِنَ العَرَبِ

3- يا سالِبَ البيْتِ ذِي الأرْكانِ حِليتَهُ ... أدِّ الغَزَالَ فَلَن يَخْفى لمُسْتَلِبِ

''تو نے اپنے قوم کو ذلت و رسوائی کا وہ لباس پہنایا جو عرب کے کسی آدمی نے اپنے قبیلہ کو نہیں پہنایا۔ اے خانہ کعبہ کے زیور کو چرانے والے! [illegible] واپس کر دے، یہ ہرن چرانے والے کے لئے ہرگز پوشیدہ نہیں [illegible] ان کی حقیقت آشکارا ہو کر رہے گی''

4- سائِلْ بَنِي [illegible] لمَعشرِهِ ... أيْنَ الغَزَالُ عليهِ الدُّرُّ مِنْ ذَهَبِ

5- بِئسَ البَنُونَ [illegible] شيخهُم ... تَبًّا لِذَلِكَ مِنْ شيخٍ ومِنْ عَقِبِ

''اپنے [illegible] والے حارث کے [illegible]

ہرن کہاں ہیں جن پر سونے کو موتی چڑھائے گئے تھے۔ یہ بیٹے
برے ہیں اور ان کا باپ تو بدترین ہے۔ یہ بوڑھا بھی ہلاک ہو اور
اس کے بیٹے بھی برباد ہو جائیں"

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ [illegible]

[من البسیط]

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ، رجیع کے دن قید کر لیے گئے تھے۔ ان کے ساتھ قید ہونے والے زید بن دثنہ تھے۔ مشرکین نے ان دونوں [illegible] لا کر بیچ دیا تھا۔ جنگ بدر میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث بن عامر کو قتل [illegible] اس کے بیٹوں نے اپنے باپ کا انتقام لینے کے لئے انہیں خرید لیا، انہوں نے [illegible] حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو قیدی بنائے رکھا پھر انہیں انتہائی دردناک طریقے سے شہید [illegible]

شہادت کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ [illegible] جسم کی حفاظت فرمائی اور زمین نے اسے نگل لیا۔ اس طرح ان کا جسم مشرکین کے ہاتھوں سے محفوظ رہا۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت مقداد اور حضرت زبیر رضی [illegible] حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی کی لکڑی سے نیچے اتارنے کے لئے بھیجا۔ وہ دونوں [illegible] مکہ سے باہر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی دی گئی تھی) تو انہیں وہاں [illegible] رضی اللہ عنہ کے ارد گرد چالیس آدمی نشے [illegible] ان دونوں نے [illegible] لکڑی سے اتارا [illegible] حضرت زبیر رضی اللہ عنہ [illegible] اپنے گھوڑے [illegible] وتازہ تھا اس میں کوئی تبدیلی نہیں [illegible] مشرکوں کو ان [illegible] انہوں نے ان حضرات کا پیچھا کیا جب مشرک ان کے پاس پہنچ [illegible] نے (مجبور ہو کر) حضرت خبیب رضی اللہ عنہ [illegible] نیچے پھینک دیا [illegible] نگل لیا۔ اسی وجہ سے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا نام "بلیع الارض" رکھا گیا [illegible] زمین نے نگل

لیا تھا)۔(1)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار اپنے اس انصاری بھائی کی یاد میں کہے ہیں:

1- يا عَينِ جودى بِدمعٍ منكِ منسكِبِ وابكى خُبَيْباً مَعَ الغادينَ لم يَؤُبِ

2- صَقْراً تَوَسَّطَ فى الأنْصَارِ مَنْصِبُهُ حُلوَ السجيّةِ مَحْضاً غيرَ مُؤتَشِبِ

3- قَد هاجَ عَيْنى على عِلاّتِ عَبرَتِها إذْ قِيلَ نُصّ على جِذعٍ من الخشَبِ

''اے آنکھ! اشکبار ہو جا اور خبیب رضی اللہ عنہ کی یاد میں رو، وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ گئے تھے لیکن واپس نہیں آئے۔ انصار کے ایک اعلیٰ خاندان سے ان کا تعلق تھا، سنجیدہ طبیعت والے اور محفوظ نسب والے تھے۔ جب سے ہمیں پتہ چلا ہے کہ انہیں سولی پر چڑھایا گیا ہے اور انہیں لکڑی کے تنے پر پھانسی دی گئی ہے تو رو رو کر میری آنکھیں سوج گئی ہیں''

4- يَا أيّها الرّاكِبُ الغَادى لِطِيّتِهِ أبْلغْ لَدَيْكَ وَعيداً ليسَ بِالكَذِبِ

5- بَنى فُكَيهَةَ إنّ الحرْبَ قد لَقِحتْ مَحْلوبُها الصّابُ اذ تُمرى لمُحتلِبِ

6- فِيها أُسودُ بَنى النّجّارِ يَقْدُمُهُمْ شُهْبُ الأسِنّةِ فى مُعصَوْصِبٍ لَجِبِ

''اے تیز رفتار سوار! ہمارے طرف سے بنوفکیہہ کو ایک ایسا پیغام دے دے جس میں جھوٹ کی آمیزش نہیں ہے، ان کو بتا دے کہ اب ایک ایسی لڑائی کا بازار گرم ہونے والا ہے جس کا دودھ تیزی سے اس کے تھنوں سے بہہ رہا ہوگا۔ اس لڑائی میں ہماری قیادت بنونجار کے شیر کریں گے جو ایک ٹھاٹھیں مارتے لشکر میں چمکدار نیزوں کی طرح ہیں''

---

(2) الاصابة(419/1)

قبیلہ مذحج کی مذمت

[من المتقارب]

مذحج بن یحابر بن مالک بن زید بن کھلان بن سبأ ایک یمنی آدمی تھا اس کی اولاد کو "بنو مذحج" کہا جاتا ہے۔ یہ اشعار انہی لوگوں کی مذمت میں ہیں۔

1- بَنَی اللّؤمُ بَیتاً عَلَی مَذْحِجٍ　　فَکَانَ عَلی مَذْحِجٍ تُرُبُا

2- وَلَوْ جَمَعْتَ ما حَوَتْ مَذْحِجٌ　　مِنَ المَجْدِ ما أثقَلَ الأرْنَبَا

"ذلت نے قبیلہ مذحج پر اپنا گھر بنا لیا ہے اب تو ذلت مکمل طور پر انہی کے ہاں رہائش پذیر ہوگئی ہے، اگر مذحج والوں کی ساری عزت وشرافت کو جمع کیا جائے تو وہ ایک خرگوش سے زیادہ وزنی نہ ہوگی"

صفوان بن امیہ کی مذمت میں

[من الکامل]

1- مَنْ مُبلِغٌ صَفوَانَ اَنّ عَجُوزَهٗ　　اَمَةٌ لِجَارِهٖ مَعْمَرِ بنِ حَبِیبِ

"کون ہے جو صفوان کو بتادے کہ اس کی بوڑھی ماں، صفوان کے پڑوسی معمر بن حبیب کی باندی ہے"

تشریح

معمر بن حبیب سے مراد "معمر بن حارث بن معمر بن حبیب قرشی جمحی" ہیں۔ ان کی والدہ قتیلہ بنت مظعون، عثمان بن مظعون کی بہن تھیں۔ معمر بن حارث نے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں تشریف لانے سے پہلے اسلام قبول کیا اور تمام جنگوں میں شریک ہوئے۔ آپ کا انتقال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ہوا۔

2- أَمَةٌ يُقَالُ مِنَ الْبَرَاجِمِ أَصْلُهَا نَسَبٌ مِنَ الأَنْسَابِ غَيرُ قَرِيبِ

''وہ ایک ایسی باندی ہے جو براجمہ کے خاندان سے بتائی جاتی ہے، یہ ایک ایسا نسب نہیں جسے قابل تعریف کہا جا سکے''

تشریح

''براجم'' بنوتمیم کی ایک شاخ ہے۔ اس شاخ کو اہل عرب کے نزدیک اعلیٰ خاندانوں میں شمار نہیں کیا جاتا تھا۔

3- سائلْ بِحَنْبَلَ ان أَرَدتَ بيانَها ماذا أَرَادَ بِخَرْبِهَا المَثْقُوبِ

''اگر تو اس بڑھیا کی حقیقت جاننا چاہتا ہے تو حنبل (جو کہ صفوان بن امیہ کی ماں کا پہلا خاوند تھا) سے پوچھ لے کہ اس نے بڑھیا کے چھیدے ہوئے کان سے کیا مراد لیا تھا''

4- لَوْ لا السِّفارُ وبُعْدُ خَرْقٍ مَهْمَةٍ لَتَركْتُهَا تَحْبو على العُرْقوبِ

''اگر طویل سفر اور ویران جنگل کو عبور کرنے کی دشواری نہ ہوتی تو میں اسے ایڑیوں پر گھسٹتا ہوا چھوڑ آتا''

تشریح

''عرقوب'' ایڑی کے اوپر کے پٹھے کو کہا جاتا ہے۔

قبیلہ ہذیل کی مذمت میں کچھ اشعار

[من الوافر]

''ہذیل'' یہ وہی قبیلہ ہے جس نے رجیع کے مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے صحابہ سے غداری کر کے دھوکہ دہی سے انہیں شہید کیا تھا، اس قبیلے کے بارے میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

1- فَلاَ وَاللّٰهِ مَا تَدْرِی هُذَیْلٌ أَمَحْضٌ مَاءُ زَمْزَمَ أَمْ مَشُوبُ

2- وَمَا لَهُمْ ان اعْتَمَرُوا وَحَجّوا بَیْنَ الحَجَرَیْنِ والمَسعی نَصِیبُ

''خدا کی قسم! ہذیل والے اتنے بدھو ہیں کہ انہیں یہ اندازہ بھی نہیں ہوتا کہ یہ خالص آب زمزم ہے یا ملاوٹ شدہ، اگر وہ حج یا عمرہ کرتے ہیں تو انہیں دونوں پتھروں اور سعی کی جگہ میں کوئی حصہ نہیں ملتا''

تشریح

دو پتھروں سے مراد حجرا سود اور مقام ابراہیم کا پتھر ہیں۔

ہذیل کے حج یا عمرہ سے مراد اسلامی حج و عمرہ نہیں بلکہ زمانہ جاہلیت میں مشرکین کے درمیان رائج حج و عمرہ ہے۔

3- وَلٰكِنَّ الرَّجِیعَ لَهُمْ مَحَلٌّ بِهِ اللّؤمُ المُبَیَّنُ والعُیوبُ

4- هُمُ غَرُّوا بِذِمَّتِهِمْ خُبَیْباً فَبِئْسَ العَهْدُ عَهدُهم الكَذوبُ

5- تَحُوزُهُمْ وَتَدْفَعُهُمْ علی فَقَدْ عَاشوا ولَیسَ لَهُمْ قُلوبُ

''ان کے لئے مناسب ترین جگہ ان کا رجیع نامی کنواں ہے جہاں پر ذلت اور خرابیوں نے ان کے لئے ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔ یہ وہی بدعہد لوگ ہیں جنہوں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو بدعہدی کر کے شہید

کیا تھا، ان کا وعدہ جھوٹا اور بدترین وعدہ تھا، تم انہیں میرے خلاف
جمع کرنے اور ابھارنے کی کیا کوشش کرتے ہو جبکہ ان کا حال تو یہ
ہے کہ ان کے سینوں میں دل ہی نہیں''

تشریح

سینوں میں دل نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ انتہائی بزدل اور ڈرپوک لوگ ہیں۔ یہ جملہ ان کی بے وقوفی سے بھی کنایہ ہوسکتا ہے۔

آخری شعر بعض نسخوں میں موجود نہیں۔

قبیلہ مزینہ کی مذمت

[من الوافر]

1- مُزَيْنَةُ لا يُرَى فيها خَطِيبٌ وَلا فَلْجٌ يُطافُ بِهِ خَصِيبُ

''قبیلہ مزینہ میں کوئی خطیب نہیں اور نہ ہی ان کے پاس کوئی ایسا
بہادر ہے جو میدان جنگ میں ان کے کام آسکے''

تشریح

''ولا فلج يطاف به خصيب'' کا ایک معنی تو وہ ہے جو ترجمہ میں بیان کیا گیا، بعض شارحین کے خیال میں اس کا معنی ہے ''ان کے پاس کوئی ایسا سرسبز وشاداب علاقہ نہیں جس کا چکر لگایا جاسکے''

2- وَلَا مَن يَملأُ الشِّيزَى ويَحمي اذا ما الكَلْبُ أَحْجَرَهُ الضَّرِيبُ

3- رِجالٌ تَهلِكُ الحَسَناتُ فِيهِمْ يرَوْنَ التَّيْسَ كالفَرَسِ النجيبِ

''ان کے پاس کوئی ایسا سخی بھی نہیں جو مہمانوں کے برتن بھر سکے
اور کوئی ایسا فیاض نہیں جو قحط سالی میں قوم کی مدد کرسکے، وہ ایسے

لوگ ہیں کہ نیکیاں ان میں ضائع ہو جاتی ہیں وہ بکری کے بچے کو
اعلیٰ نسل کے گھوڑے کی طرح سمجھتے ہیں یعنی وہ معمولی اور قیمتی
چیزوں میں فرق کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے''

کچھ ولید بن مغیرہ کے بارے میں

[من الوافر]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ، ولید بن مغیرہ کو مخاطب بناتے ہوئے فرما رہے ہیں:

1- مَتى تُنسَبْ قُرَيْشٌ أوْ تُحَصَّلْ فَمَا لَكَ فى أرُومَتِها نِصَابُ
2- نَفَتْكَ بَنُو هُصَيْصٍ عَنْ أبِيها لِشجْعٍ حَيْثُ تُسْتَرَقُ العِيَابُ

''جب قریش کے نسب نامے بیان کیے جائیں تو قریش کے اصلی
خاندانوں میں تیرا ذکر نہ آئے گا، بنو ہصیص نے بھی تجھے اپنے
خاندان سے نکال دیا اور ان کا کہنا ہے کہ تو قبیلہ شجع سے ہے جہاں
کپڑوں کے تھیلے چوری ہوتے ہیں''

3- وَأنْتَ ابنَ المُغيرَةِ عَبْدُ شَوْلٍ قَدَ انْدَبَ حَبْلَ عاتِقكَ الوِطَابُ
4- واذا عُدّ الأطَايِبُ مِنْ قُرَيْشٍ تَلاقَتْ دونَ نِسْبَتِكُمْ كِلابُ
5- وَعِمْرَانَ ابنَ مَخْزُومٍ فَدَعْهَا هُنَاكَ السِّرُّ والحَسَبُ اللُّبَابُ

''اے مغیرہ کے بیٹے! تو محض اونٹ چرانے والا ایک چرواہا ہے اور
تیری گردن اور مونڈوں کے درمیان کا پٹھا دودھ کا مشکیزہ اٹھانے
کی وجہ سے زخمی ہو چکا ہے۔ جب قریش کے اعلیٰ لوگوں کا ذکر کیا
جائے تو تمہاری برابری کتوں کے ساتھ ہوگی۔ عمران بن مخزوم کے
ذکر کو چھوڑو کیونکہ ان کے پاس خیر و بھلائی اور اعلیٰ نسب موجود ہے''

بنو ہذیل کا تذکرہ

[من الکامل]

سَأَلَتْ هُذَيْلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاحِشَةً ضَلَّتْ هُذَيْلٌ بِمَا جَآءَتْ وَلَمْ تُصِبِ

"ہذیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بے حیائی کا سوال کیا ہے،
ہذیل اپنے اس عمل میں گمراہ ہوئے اور انہوں نے ہدایت کا کام نہیں کیا"

تشریح

روایات میں آتا ہے کہ قبیلہ ہذیل والوں نے اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہ شرط لگائی کہ انہیں زنا کی اجازت دے دی جائے۔ لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس شرط کو نامنظور کر دیا تھا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اسی بارے میں یہ شعر کہا تھا۔

حارث بن ہشام کی مذمت میں

[من الکامل]

درج ذیل اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حارث بن ہشام کی مذمت بیان کی ہے، حارث بن ہشام جو کہ ابوجہل کے بھائی ہیں ان کا تفصیلی تعارف اور اسلام لانے کا واقعہ گزر چکا ہے:

1- يَا حَارِ ان كُنْتَ امرأً مُتَوَسِّعاً فَافْدِ الأُولَى يُنْصِفْنَ آلَ جِنَابِ
2- أَخَوَاتُ أُمِّكَ قَدْ عَلِمْتَ مكانَهَا وَالحَقُّ يَفْهَمُهُ ذَوُ الأَلْبَابِ
3- انّ الفَرَافِصَةَ بْنَ الأَحْوَصِ عِندَهُ شَجَنٌ لأمّكَ مِنْ بَنَاتِ عُقَابِ

''اے حارث! اگر تو کوئی صاحب ظرف آدمی ہے تو ان عورتوں پر
فدا ہو جا جنہوں نے جناب بن عبداللہ کلبی کی خدمت کی ہے۔ تو
اپنی ماں کی بہنوں کے مقام کو جانتا ہے اور حق کو تو عقل مند لوگ ہی
سمجھتے ہیں۔ فرافصہ بن اخوص کے پاس عقاب کی بیٹیوں میں سے
تیری ماں کا ایک غم ہے''

تشریح

یہ بات پہلے بھی گزر چکی ہے کہ حارث بن ہشام کی والدہ کا نام اُسماء تھا، وہ مخربہ بن جندل کی بیٹی تھی۔

بنو تغلب کا ایک غلام تھا جس کا نام ''عقاب'' تھا، اس کی کچھ بیٹیاں تھیں جن میں سے ایک فرافصہ بن احوص کلبی کے پاس باندی بن کر آئی، اس لڑکی کے ہاں بنی تغلب کے ایک مرد سے بچی پیدا ہوئی جس سے اسماء کے والد مخربہ بن جندل نے شادی کی تھی۔

اسی بنا پر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، حارث کو عقاب نامی غلام کی بیٹی کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔

4- أَجْمَعْتُ أَنَّكَ أَنْتَ أَلأَمُ مَنْ مَشَى ۔ فِی فُحْشِ مُومِسَةٍ وَزوكِ غُرَابِ

''مجھے اس بات کا پورا یقین ہے کہ تو اس شخص سے زیادہ ذلیل ہے
جو کسی کھلے عام بدکاری کرنے والی عورت چکر میں آجائے اور تکبر
کی وجہ سے کوے والی چال چلے''

تشریح

کوے کی چال چلنے سے مراد یہ ہے کہ شانوں اور کولہوں کو ہلا کر پاؤں کو کشادہ کر کے چلنا۔ عربوں کے نزدیک یہ ایک نہایت معیوب چال شمار ہوتی تھی۔

5- وَكَذَاكَ وَرَّثَكَ الأَوَائِلُ أَنَّهُمْ ۔ ذَهَبُوا وَصِرْتَ بِخِزْيَةٍ وَعَذَابِ

6- فَوَرِثْتَ وَالِدَاكَ الخِيَانَةَ والخَنَا ۔ وَاللُّؤْمَ عِنْدَ تَقَايُسِ الأَحْسَابِ

7- وَأبَانَ لُؤْمُكَ أنّ أُمّكَ لَمْ تَكُنْ الاّ لِشَرّ مقَارِفِ الأعْرَابِ

''تیرے بڑوں نے تجھے انہی چیزوں کا وارث بنایا ہے وہ تو چلے گئے لیکن تجھے رسوائی اور عذاب میں ڈال گئے، تیرا آباء نے تیرے لئے تین چیزیں چھوڑی ہیں، خیانت، کمینگی اور ذلت۔ تیری حیثیت تو تیری ماں سے ظاہر ہوچکی ہے کیونکہ وہ ایک ایسے شخص کے حصہ میں آئی ہے جو مخلوط النسل دیہاتیوں میں ایک گھٹیا مقام کا حامل ہے''

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

تمسخر کرنے والے کو جواب

[من المتقارب]

آخر عمر میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بینائی ختم ہوگئی تھی، اس حالت میں ایک مرتبہ آپ قبیلہ مزینہ کے ایک آدمی کے پاس سے گزرے تو اس نے آپ کا مذاق اڑایا، حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اس کی نقد اصلاح کا فیصلہ کیا اور فرمایا:

1- أبُوكَ أبُوكَ وأنْتَ ابْنُهُ ... فَبِئْسَ الْبُنَيّ وبِئْسَ الأبُ

2- وَأُمُّكَ سَوْدَاءُ نَوْبِية ... كَأنّ أنَامِلَهَا الحُنْظُبُ

3- يَبِيتُ أبُوكَ بَهَا مُعْرِساً ... كمَا سَاوَرَ الهِوّةَ الثّعْلَبُ

4- فمَا مِنكَ أعجَبُ يا ابنَ استِها ... وَلكِنّني مِنْ أُولَى أعْجَبُ

5- اذَا سَمِعُوا الغِى آدُوا لَهُ ... تَيُوسٌ تَنِبُّ اذَا تَضْرِبُ

6- تَرَى التّيُسَ عِنْدهُمُ كالجَوَادِ ... بَلِ التّيسُ وَسْطَهُمُ أنجَبُ

7- فَلا تَدْعُهُمْ لِقِرَاعِ الكُماةِ ... وَنَادِ الى سَوْأةٍ يَرْكَبُوا

''تیرا باپ تیرا باپ ہے اور تو اس کا بیٹا ہے باپ بھی بدترین اور بیٹا بھی بدترین، تیری ماں مصر کے ایک خاندان سے تعلق رکھنے والی سیاہ فام عورت ہے اور اس کی انگلیوں کے پورے گبریلا (بھونرا) نامی کیڑے کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔ شب زفاف میں تیرے باپ نے تیری ماں کے ساتھ اس طرح ہم بستری کی جس طرح لومڑی گہرے کھڈ میں چھلانگ لگاتی ہے۔ اے باندی کے بیٹے! یہ عمل تیری جانب سے کوئی قابل تعجب نہیں البتہ اگر کسی اعلیٰ خاندان کا آدمی یہ کام کرتا تو بہت تعجب ہوتا۔ تم لوگ جب کسی فضول اور گمراہی کی بات کو سنتے ہو تو اس کے اردگرد جمع ہو جاتے ہو اور جب جنگ چھڑ جائے تو بکری کے بچے کی طرح شور مچاتے ہو۔ تمہارے نزدیک بکری کا بچہ اور عمدہ گھوڑا برابر ہیں بلکہ تم تو بکری کے بچے کو ایک انتہائی اعلیٰ نسل کے گھوڑے سے زیادہ بہتر سمجھتے ہو۔ تو اپنے قوم کو کسی شہ سوار سے لڑائی کے وقت مت پکارو، ہاں البتہ اگر کوئی شر وفساد اور برائی والی بات ہو تو ان کو بلا لے کیونکہ وہ اسی قابل ہیں''

تلخ نوائی مری اس چمن میں گوارا کر
زہر بھی کبھی کرتا ہے کار تریاقی

﴿بنو عبدالدار'' کا ذکر﴾

[من الوافر]

''عبدالدار'' قریش کی ایک شاخ کا نام ہے، میدان جنگ میں جھنڈا انہی کا آدمی اٹھاتا تھا۔ حاجیوں کو پانی پلانا، پہرہ دینا اور دوسری ضروریات کا انتظام بھی ان کے پاس ہوتا تھا۔
غزوۂ احد کے موقع پر ابوسفیان نے انہیں برانگیختہ کرنے کے لئے ان سے کہا تھا کہ

غزوہ بدر میں جو کچھ ہمارے ساتھ ہوا وہ تم دیکھ چکے ہو، اب جھنڈا ہمیں دے دو پھر دیکھو ہم کیا کرتے ہیں۔ ابوسفیان کی یہ بات سن کر عبدالدار والوں کو بہت غصہ آیا اور انہوں نے جھنڈے کی حفاظت کی خاطر تن من نچھاور کرنے کا عزم کرلیا اور ابوسفیان چاہتے بھی یہی تھے۔

چنانچہ سب سے پہلے مشرکین کی طرف سے طلحہ بن ابی طلحہ نے جھنڈا تھاما، اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کردیا، پھر اس کے بھائی عثمان بن ابی طلحہ نے جھنڈا پکڑا، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کردیا، پھر سعید بن ابی طلحہ نے جھنڈا اٹھایا، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اسے جہنم واصل کردیا۔ پھر مسافع بن طلحہ بن ابی طلحہ نے جھنڈا سنبھالنے کی ذمہ داری لی، عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کردیا، پھر ابوالجلاس بن طلحہ سے جھنڈا اٹھایا اسے بھی عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جہنم واصل کردیا۔ پھر کلاب بن طلحہ نے جھنڈا تھاما اسے بھی حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے قتل کردیا۔ پھر حارث بن طلحہ نے جھنڈا اٹھایا، اسے انصار کے حلیف قزمان نے مار ڈالا، پھر قاسط بن شریح بن عثمان نے جھنڈا تھاما اسے بھی قتل کردیا گیا، پھر ان کے ایک حبشی غلام جس کا نام "صواب" تھا اس نے جھنڈا اٹھایا، جھنڈا اس کے ہاتھ میں تھا کہ اسے بھی قتل کردیا گیا۔ پھر ان کی ایک عورت نے اس جھنڈے کو اٹھالیا تو سارے مشرکین اس جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئے۔

درج ذیل اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مذکورہ واقعہ کی بنا پر عبد الدار والوں کی ہجو اور مذمت بیان کی ہے:

1- فَخَرْتُمْ بِاللِّوَاءِ وشَرُّ فَخْرٍ ۔۔۔ لِوَاءٌ حِينَ رُدَّ الى صُوَابِ

2- جعَلْتُمْ فَخْرَكُمْ فِيهِ لِعَبْدٍ ۔۔۔ مِنَ الأمِ مَنْ يَطَا عَفَرَ التّرابِ

3- حَسِبْتُمْ فخر كم فيه لعبد ۔۔۔ وَذٰلِكَ لَيْسَ مِنْ أمرِ الصَّوَابِ

4- بأنّ لقاءَ نا اذحانَ يومٌ ۔۔۔ بمكّةَ بَيْعُكُم حُمْرَ العِيابِ

"تم نے صواب نامی غلام کو اپنے قبیلہ کا جھنڈا دے کر فخر کیا، تمہارا یہ فخر بدترین فخر ہے۔ تمہارا خیال یہ ہے کہ جب مکہ میں ہمارے

درمیان جنگ ہو گی تو یہ اس طرح آسان ہوگا جیسے تمہارے لئے سرخ تھیلوں کی خرید وفروخت ہے، یہ محض تمہارا خیال ہے اور بے وقوف آدمی تو دن میں خواب ہی دیکھتا ہے"

تشریح

آخری دو شعروں میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بنو عبدالدار کے لوگوں کو دھمکی دی ہے کہ احد کے بعد پھر کبھی جب ہمارا آمنا سامنا ہوگا تو اس میں سارے بدلے چکانے کے لئے ہم بالکل تیار ہیں۔ اگر تمہارا خیال یہ ہے کہ یہ مقابلہ کوئی آسان اور روزمرہ کی چیز کی طرح ہوگا تو یہ تمہاری بھول ہے اور بے وقوف لوگ اکثر اس طرح کی بھول کا شکار رہتے ہیں۔

جب اپنا قافلہ عزم و یقین سے نکلے گا
جہاں سے چاہیں گے رستہ وہیں سے نکلے گا

«بنو عوف بن عوف" کا ذکر»

[من المتقارب]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار بنو عوف بن عوف کی مذمت میں ہیں:

-1 سَائِلْ قُرَيْشاً واَحْلافَهَا مَتَى كانَ عَوْفٌ لَهَا يُنْسَبُ
-2 أفِيمَا مَضَى نَسَبٌ ثَابِتٌ فَيُعْلَمُ أمْ دِعْوَةٌ تُكْذَبُ
-3 فَإِنَّ قُرَيْشاً سَتَنْفِيكُمْ الى نَسَبٍ غيرُهُ أثْقَبُ
-4 الى جِذْمِ قَيْنٍ لِئِيمِ العُرُو قِ عُرْقُوبُ وَالِدِهِ أصْهَبُ
-5 الى تَغْلِبِ إنَّهُمْ شَرُّ جِيلٍ فليسَ لكُمْ غيرَهُمْ مَذْهَبُ

6- وَقَدْ كَانَ عَهْدِي بِهَا لَمْ تَنَلْ سَنِيّاً وَلَا شَرَفاً تَغْلِبُ

''اے مخاطب! قریش اور ان کے حلیف قبیلوں سے پوچھ کہ "عوف" کا نسب نامہ کیا ہے۔ جو نسب وہ بیان کرتے ہیں وہ ثابت شدہ ہے یا محض ایک جھوٹا دعویٰ ہے۔ کیونکہ قریش تو عن قریب انہیں اپنے سے خارج کر دیں گے اور ان کی نسبت کسی ایسے خاندان کی طرف کریں جو ان کے زیادہ مناسب ہے۔ وہ ان کی نسبت کسی گھٹیا اور غلاموں کے خاندان کی طرف کریں گے جن کا والد غیر عربی ہوگا۔ یا پھر ان کی نسبت "تغلب" کی طرف کریں جو کہ بدترین خاندان ہے، ان کے لئے اس کے علاوہ اور کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے تو ان کے خاندان میں کوئی بلند مرتبہ اور عزت والا شخص پیدا ہی نہیں ہوا جو دوسروں پر غالب آسکے''

ابوسفیان کے جواب میں

[من الطویل]

ابوسفیان بن حرب نے غزوۂ احد کے بارے میں کچھ اشعار کہے جن میں حضرت حنظلہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما کی شہادت کا ذکر کیا اور مسلمانوں کے بارے میں نازیبا کلمات ادا کیے، ان کے جواب میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار کہے۔

1- ذَكَرْتَ الْقُرُومَ الصِّيدَ مِنْ آلِ هَاشِمٍ وَلَسْتَ لِزُورٍ قُلْتَهُ بِمُصِيبِ

2- أَتَعْجَبُ أَنْ أَقْصَدْتَ حَمْزَةَ مِنْهُمُ نَجِيباً وَقَدْ سَمَّيْتَهُ بِنَجِيبِ

''تو نے آل ہاشم کے برگزیدہ اور سردار لوگوں کا تذکرہ کیا ہے اور

جو جھوٹی بات تو نے کی ہے اس میں تجھے راہ صواب نہیں ملی۔ تو اس بات پر خوش ہو رہا ہے کہ تو نے آل ہاشم میں سے حمزہ بن عبد المطلب جیسے جلیل القدر شخص کو قتل کر دیا، تو نے خود ہی انہیں معزز اور محترم قرار دے دیا ہے''

تشریح

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ ''تو نے خود ہی انہیں معزز اور محترم قرار دے دیا ہے'' ابو سفیان کے اس شعر کی طرف تلمیح ہے:

وَسَلَّى الَّذی قَدْ کَانَ فِی النفسِ أننی قَتَلْتُ مِنَ النَّجّارِ کُلَّ نَجِیبِ

اس شعر میں ابو سفیان نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ''نجیب'' کا لفظ استعمال کیا ہے، جس کا معنی ہے ''معزز اور محترم''

3- أَلَمْ یَقْتُلُوا عَمْراً وعُتْبَۃَ وَابْنَہُ وَشَیْبَۃَ وَالحَجّاجَ وَابْنَ حَبِیبِ

''اگر تم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو کوئی بڑی بات نہیں ہمارے مجاہدین نے بھی تو تمہارے سرداروں مثلاً عمرو، عتبہ، عتبہ کے بیٹے، شیبہ، حجاج اور ابن حبیب کو قتل کیا ہے''

امیہ بن خلف جمحی کی مذمت میں کچھ اشعار

[من الکامل]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، امیہ بن خلف جمحی کی مذمت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

1- لَعَمْرُکَ ما أَوْصَی بِکرَہُ بوَصِیَّۃٍ أوصَی بِھَا یَعقُوبُ

2- أوْصَاھُمْ لمّا تَوَلّی مُدبراً بخطِیئَۃٍ عندَ الالٰہِ وَحُوبُ

3- أبِی إنْ حاوَلْتُمْ أن تَسرِقُوا فخُذوا مَعاوِلَ کلُّھا مَثقُوبُ

4- وأتُوا بيُوتَ النّاسِ مِن أدبارِهَا حتى تَصِيرَ وكلُّهنّ مَجوبُ

''یقیناً امیہ نے اپنے بڑے بیٹے کو کوئی ایسی وصیت نہیں کی جو وصیت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو کی تھی۔ امیہ نے اپنے بیٹوں کو ایسی وصیت کی ہے جو ایک گناہ ہے اور خدا کے نزدیک اس کا مرتبہ انتہائی شرمناک ہے۔ اس نے کہا ''اے میرے بیٹوں! جب تم کسی گھر میں چوری کرنے لگو تو اپنے ساتھ ماہر اور پھرتیلے لڑکے لے کر جاؤ، گھر کے پیچھے سے داخل ہونا اور پورے گھر کا چکر لگائے بغیر واپس نہ آنا''

خالد بن اسید سے خطاب کرتے ہوئے......

[من الطويل]

اسید کی مذمت میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مندرجہ ذیل اشعار بھی ملاحظہ فرمایئے جو ''قافیۃ الباء'' کے آخری اشعار ہیں:

1- ألا أبلِغَا عنّي أُسَيداً رِسَالَةً فَخالُكَ عَبدٌ بالشّرابِ مُجَرَّبُ

2- لَعَمرُكَ ما أوفَى أسيدٌ لجارِهِ وَلا خَالِدٌ وابنُ المُفاضَةِ زَينَبُ

3- وعَتّابُ عَبدٌ غيرُ مُوفٍ بذِمّةٍ كذوبُ شؤونِ الرّاسِ قِردٌ مؤدَّبُ

''میری طرف سے اسید کو یہ پیغام پہنچادو کہ تیرا ماموں ایک ایسا غلام ہے جسے شراب پر آزمایا گیا ہے۔ اسید، خالد اور غیر شادی شدہ عورت زینب کے بیٹے نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا۔ عتاب بھی وعدہ پورا کرنے والا ثابت نہیں ہوا، وہ جھوٹا اور خردماغ ہے اور ایک ایسا بندر ہے جسے ادب سکھایا گیا ہے''

قافیة ''التاء''

جس کو دل سے مرا بننا ہو وہ اب بن جائے

[من الرجز]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ایک شعر جس میں انہوں نے کسی خاتون کا ذکر کیا ہے۔ غالباً یہ شعر زمانہ جاہلیت سے تعلق رکھتا ہے:

۱- لمّا رأتني أُمُّ عَمْرٍو صَدَفَتْ   قَدْ بَلَغَتْ بي ذُرْأةٌ فألحَفَتْ

''جب ام عمرو نے مجھے دیکھا تو مجھ سے اعراض کیا اور جب میرے بالوں میں سفیدی اتر آئی تو وہ اصرار کرنے لگی''

پھر مری گرد کو بھی پا نہ سکیں گے جلوے
جس کو دل سے مرا بننا ہو وہ اب بن جائے

دنیا نے مجھے کھو کے بہت ہاتھ ملے ہیں

[من الطویل]

2- مَنْ لِلْقَوَافِی بعدَ حَسّانَ وابنِهِ وَمَنْ للمَثانی بعدَ زَیْدِ بنِ ثابِتِ

''حسان اور اس کے بیٹے (عبدالرحمٰن) کے بعد شعر کون کہا کرے گا؟ اور زید بن ثابت کے بعد قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری کون لے گا''

تشریح

''المثانی'' سے مراد قرآن مجید ہے۔

ان اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے قبیلہ ''بنو النجار'' پہ فخر فرما رہے ہیں کہ مسلمانوں کی طرف سے اشعار کہنے میں سرفہرست حضرت حسان رضی اللہ عنہ خود اور ان کے بیٹے عبدالرحمٰن ہیں اور قرآن مجید کی حفاظت و کتابت میں پہلا درجہ حضرت زید بن ثابت کا ہے اور ان سب کا تعلق ''بنوالنجار'' نامی قبیلے سے ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضرت زید بن ثابت کی عمر گیارہ سال تھی۔ غزوہ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نوعمر ہونے وجہ سے واپس کر دیا تھا جس کی وجہ سے بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ پھر احد اور تمام اسلامی غزوات میں شریک رہے۔ ہجرت سے پانچ برس پہلے چھ سال کی عمر میں یتیم بھی ہو گئے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کے بعد مدینہ منورہ پہنچے تو جیسے اور لوگ حاضر خدمت ہو رہے تھے اور حصول برکت کے لئے بچوں کو بھی ساتھ لا رہے تھے، زید رضی اللہ عنہ بھی خدمت میں حاضر کیے گئے۔

آپ کا شمار کاتبین وحی میں ہوتا ہے۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ان جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہیں، جو اپنے زمانے میں بڑے عالم اور بڑے مفتی شمار ہوتے تھے، بالخصوص علم میراث میں ماہر تسلیم کئے جاتے تھے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب پیش کیا گیا تو عرض کیا گیا کہ یہ قبیلہ نجار کا ایک لڑکا ہے، آپ کی تشریف آوری سے قبل ہی اس نے دس سورتیں قرآن پاک کی حفظ کر لیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امتحان کے طور پر مجھے پڑھنے کو ارشاد فرمایا۔ میں نے سورہ ق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا پڑھنا پسند آیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خطوط یہود کے پاس بھیجنا ہوتے تھے وہ یہود ہی لکھا کرتے تھے، ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہود کی جو خط وکتابت ہوتی ہے اس پر مجھے اطمینان نہیں کہ گڑبڑ نہ کر دیتے ہوں، تم یہود کی زبان سیکھ لو۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "پندرہ دن میں مجھے عبرانی زبان پر عبور حاصل ہو گیا تھا اس کے بعد جو تحریر یہود کے پاس سے آتی وہ میں ہی پڑھتا"

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے بعض لوگوں کو سریانی میں خطوط لکھنا پڑتے ہیں، اس لئے مجھ کو سریانی زبان سیکھنے کے لئے ارشاد فرمایا، میں نے سترہ دن میں سریانی زبان سیکھ لی تھی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جمع وتدوین قرآن کی ذمہ داری آپ ہی کے سپرد کر رکھی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ حج پر جاتے ہوئے اور ایک مرتبہ شام روانگی پر مدینہ میں آپ کو اپنا نائب مقرر کیا تھا اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی حج پر جاتے ہوئے مدینہ منورہ میں آپ کو اپنا نائب بنایا تھا۔

آپ کا انتقال 56 سال کی عمر میں ہوا اور مروان نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

قافیة "الجیم"

مجاہدان تیغ زن

[من الکامل]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار غزوۂ بدر میں اہل اسلام کے لشکر کی تعریف میں ہیں:

۱- نَجّى حَكِيمًا يَوْمَ بَدْرٍ رَكْضُهُ   كَنَجَاءِ مُهْرٍ مِنْ بَنَاتِ الأَعْوَجِ

"بدر کے دن حکیم بن حزام کی تیزی نے اسے بچالیا، اس دن اس نے ایسی تیزی دکھائی جیسی تیزی "اعوج" نامی گھوڑے کی نسل کا بچھرا دکھاتا ہے"

تشریح

"اعوج" ایک گھوڑے کا نام ہے، جو اہل عرب کے نزدیک ایک انتہائی تیز رفتار، مضبوط اور بہادر گھوڑا شمار ہوتا تھا۔ اہل لغت کا کہنا ہے کہ عرب میں اس سے زیادہ مشہور اور بڑی نسل والا کوئی گھوڑا نہیں ہوا۔

حکیم بن حزام قرشی اسلمی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہیں۔ زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام میں قریش کے سرکردہ لوگوں میں سے تھے۔ عام الفیل سے تیرہ سال پہلے پیدا

ہوئے اور فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں آپ کا انتقال ہوا۔

2- أَلْقَى السِّلاحَ وفَرَّ عَنْهَا مُهْمَلاً ... كالهِبْزِرِيِّ يَزِلُّ فَوْقَ المِنْسَجِ

3- لَمَّا رَأى بَدْراً تَسِيلُ جِلاهُهَا ... بِكَتائِبٍ مِلأَوْسِ أَوْ مِلْخَزْرَجِ

4- صُبْرٍ يُسَاقُونَ الكُمَاةَ حُتوفَهَا ... يمشُونَ مَهْيَعَةَ الطَّرِيقَ المَنْهَجِ

''حکیم بن حزام نے ہتھیار ڈال دیئے اور بے دست و پا ہو کر بھاگ گیا، جیسے فارسی شہ سوار ہو جو گھوڑے کی پیٹھ سے نیچے گر جائے۔ اس نے بدر کے دونوں کناروں سے اوس اور خزرج کے صبر آشنا لشکروں کو اترتے ہوئے دیکھا جو چھپ کر نہیں بلکہ واضح اور عیاں راستہ سے چل کر آ رہے تھے اور کافروں کی موت انہیں ہانک کر وہاں لا رہی تھی''

تشریح

''ملأوس'' اصل میں ''من الأوس'' اور ''ملخزرج'' اصل میں ''من الخزرج'' تھا، حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے قبیلے کی لغت میں ایسا ادغام کرنا جائز ہے۔

5- كَمْ فِيهِمِ مِنْ مَاجِدٍ ذى سَوْرَةٍ ... بَطَلٍ بمَكْرَهَةِ المَكَانِ المُحْرِجِ

6- وَمُسَوَّدٍ يُعْطى الجَزِيلَ بِكَفِّهِ ... حَمَّالِ أَثْقالِ الدِّياتِ مُتَوَّجِ

7- أو كُلِّ أَرْوَعَ ماجِدٍ ذى مِرَّةٍ ... أَوْ كلِّ مُسْتَرخى النِّجادِ مُدَجَّجِ

''اس لشکر میں ایسے لوگوں کی کثرت ہے جو معزز، بزرگی کی علامات والے، بہادر اور جنگ کے مشکل حالات کا سامنے کرنے والے ہیں۔ اس میں ایسے سخی اور سردار بھی ہیں جو اپنے ہاتھ سے عطایا کا دریا بہاتے ہیں، لوگوں کی دیات کا بوجھ برداشت کرتے ہیں اور ان کے سر پر سرداری کا تاج سجا ہے۔ اس لشکر میں بہادر، خوبصورت، فضیلت والے، سرداری کے حامل اور بڑے دل والے

لوگ بھی موجود ہیں"

8- ونجا ابنُ حمْرَاءِ العِجانِ حُوَيْرِثٌ يَغْلى الدّماغُ بِهِ كَغَلْيِ الزِّبْرِجِ

"وہ عجمی آدمی حویرث بچ نکلا ہے جس کا دماغ سونے کے پانی کی طرح کھولتا ہے"

﴿ایک خوبصورت شعر﴾

[من المتقارب]

1- طَوِيلُ النِّجَادِ رَفِيعُ العِمادِ مُصَاصُ النّجارِ مِنَ الخَزْرَجِ

"وہ دراز قد، شرافت کے گھرانے سے تعلق رکھنے والا، اعلیٰ خاندان کا سپوت قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتا ہے"

قافیۃ "الحاء"

﴿حارث کے بیٹوں نوفل اور ربیعہ کے بارے میں﴾

[من الکامل]

ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب کا شمار بھی اسلام کے بڑے سخت دشمنوں میں ہوتا تھا۔ ان کا انتقال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں 23ھ کو ہوا۔

☆☆☆☆

دعوت اسلام کے زمانہ میں آنحضرت ﷺ کے عزیز قریب بھی آپ کے دشمن ہو گئے، لیکن نوفل کے خون میں ہمیشہ یکساں برادرانہ محبت قائم رہی، چنانچہ حالت شرک میں بھی آپ سے مقابلہ کرنا پسند نہ کرتے تھے، بدر میں جب طوعاً و کرہاً مشرکین کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلہ کو نکلے، اس وقت یہ پرخلوص اشعار وردزبان تھے:

حرام حرب احمد اننی

اری احمد امنی قریباً او صرہ

"مجھ پر احمد سے جنگ کرنا حرام ہے وہ میرے قریبی عزیز ہیں"

بدر میں جب مشرکین کو شکست ہوئی تو دوسرے قیدیوں کے ساتھ یہ بھی گرفتار ہوئے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا نوفل فدیہ دے کر رہا ہو جاؤ، عرض کی یارسول اللہ!

میرے پاس فدیہ کے لائق کوئی چیز نہیں فرمایا جدہ والے نیزے فدیہ میں دے دو، اس کے جواب میں انہوں نے آپ کی رسالت کا اعتراف کیا اور ہزار نیزے فدیہ میں پیش کیے اور کچھ اشعار میں اپنے خیالات کا اظہار کیا (جن کا ترجمہ درج ذیل ہے):

"دور ہو، دور ہو، میں تمہاری جماعت میں نہیں ہوں، میں قریش کے بڑے بوڑھوں کے دین سے بیزار ہوں۔ میں نے شہادت دی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں اور خدا کی جانب سے وہ ہدایت اور بصیرت لائے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقوی کی طرف بلاتے اور رسول اللہ شاعر نہیں ہیں۔ میں اسی پر زندہ رہوں گا اور اسی پر میں قبر میں موت کی حالت میں سوؤں گا اور پھر اسی پر قیامت کے دن اٹھوں گا" (1)

اسلام کے بعد پھر مکہ واپس چلے گئے غزوہ خندق یا فتح مکہ کے زمانہ میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ کے قصد سے روانہ ہوئے۔ ابواء پہنچ کر ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب نے لوٹنے کا ارادہ کیا، نوفل رضی اللہ عنہ نے کہا، اس شرک کدہ میں کہاں جاتے ہو، جہاں کے آدمی رسول اللہ سے لڑتے اور ان کی تکذیب کرتے ہیں، اب خدا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت دی ہے، اور ان کے ساتھی بھی زیادہ ہو گئے ہیں ہمارے ساتھ چلے چلو، چنانچہ یہ قافلہ ہجرت کر کے مدینہ پہنچا۔

حضرت نوفل اور حضرت عباس کے قدیم تعلقات تھے، اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں میں مواخات کرا دی اور قیام کے لیے دو مکان مرحمت فرمائے، ایک مکان رحبۃ القضاء میں مسجد نبوی کے متصل تھا اور دوسرا بازار میں ثنیۃ الوداع کے راستہ پر واقع تھا۔ (2)

1- أَبْلِغْ رَبِيعَةَ وَابْنَ أُمِّهِ نَوْفَلاً   أَنِّي مُصِيبُ العَظْمِ إِن لم أُصْفَحِ

"میری طرف سے ربیعہ اور اس کے بھائی نوفل کو یہ پیغام پہنچا دو
کہ اگر میں تلوار چوڑائی کی طرف سے نہ ماروں تو میرا وار ہڈی تک

(1) طبقات ابن سعد (30/4)

(2) أسد الغابة (46/5)

پہنچ جاتا ہے''

تشریح

''ان لم أصفح'' کا ایک معنی تو یہ ہے جو ترجمہ میں ذکر کیا گیا، اس مقام پر اس کا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے ''اگر میں معاف نہ کروں''

2- وکأنّنی رِئْبَالُ غَابٍ ضَیْغَمٌ یَقْرُو الأمَاعِزَ بالفِجاجِ الأفْیَحِ
3- غَرِثَتْ خَلِیلَتُهُ وَأرْمَلَ لیلةً فکأنّهُ غَضْبَانُ مَا لَمْ یَجْرَحِ
4- فَتَخَالُهُ حَسّانَ اذْ حَرّبْتَهُ فَدعِ الفَضَاءَ الی مَضِیقِكَ وافسَحِ

''میں جنگل کے اس بہادر شیر کی طرح ہوں جو دو پہاڑوں کے درمیانی راستہ میں ریوڑ کا پیچھا کرتا ہے۔ میں اس شیر کی طرح ہوں جس کی بیوی بھوکی ہو اور اس نے بھی بھوک کی حالت میں رات گزاری ہو اور وہ اس وقت تک غصہ میں ہے جب تک اپنا شکار حاصل نہ کرلے۔ جب تو اس سے جنگ کرے گا تو اسے ''حسان'' سمجھے گا، پس تو اپنے کھلی جگہ کو چھوڑ کر تنگ جگہ میں آجا اور کشادہ ہوجا''

تشریح

چوتھے شعر میں ''حسان'' کا لفظ ذو معنی ہے، اس سے مراد حضرت حسان خود بھی ہوسکتے ہیں اور حسان تیز دھار والی تلوار کو بھی کہتے ہیں۔

5- انّ الخِیانَةَ والمَغَالَةَ والخَنا وَاللّؤمَ أصْبَحَ ثاوِیًا بالأبْطَحِ
6- قَوْمٌ اذا نَطَقَ الخَنَا نَادِیهمُ تُبِعَ الخَنَا وَأُضِیعَ أمْرُ المُصْلِحِ
7- وَاشتَقّ عِنْدَ الحِجْرِ کلُّ مُزَلّجٍ الاّ یَصِحْ عِنْدَ المَقالَةِ یَنْبَحِ

''خیانت، چغل خور، فحش گوئی اور ذلت نے مقام ابطح میں ڈیرے ڈال لئے ہیں، یہاں بسنے والی قوم ایسے لوگوں پر مشتمل ہے کہ

جب ان کی مجلس میں کوئی بدگوئی ہوتی ہے تو اسے کان لگا کر سنتے
ہیں اور اصلاح و بھلائی سوچنے والے کی باتوں پر کان نہیں
دھرتے۔ ان کا پرعزم شخص خانہ کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر اپنی
بات سے پھر جاتا ہے، اگر بات اس کے قابو میں نہ رہے تو بھونکنا
شروع کر دیتا ہے"۔

ابو زیہر کی یاد میں

[من الکامل]

ابوایہر بن انیس بن خیسق کا تعلق قبیلہ ازد سے تھا۔ اس کی والدہ کا تعلق قبیلہ دوس سے تھا۔ ابوازیہر کی ابوسفیان سے دوستی اور حلیفانہ تعلقات تھے۔ یہ دونوں عربوں کے اہم بزرگ شمار کیے جاتے تھے، اہل عرب مسائل کے حل اور اختلافات کی دوری کے لئے انہی کے پاس حاضر ہوتے تھے۔

ولید بن مغیرہ کے بیٹوں نے کسی رنجش کی بنا پر ابوازیہر کو قتل کر دیا تھا، اب چونکہ ابو ازیہر کا قبیلہ ابوسفیان کے قبیلہ کا حلیف تھا۔ اس لئے عربی روایات کے مطابق ابوسفیان اور اس کے قبیلے پر ابوازیہر کے قتل کا بدلہ لینا لازم تھا۔ اس صورت حال کے پیش نظر مشرکین کے درمیان پھوٹ پڑ گئی اور جنگ کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا۔

اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حضرت حسان نے ابوازیہر کے قبیلہ دوس کو برانگیختہ کرنے کے لئے یہ اشعار کہے تاکہ مشرکین کا شیرازہ بکھیرا جا سکے:

1- یا دَوْسُ انّ أبَا أُزَیْھِرَ أصْبَحَتْ أصْداؤہُ رَھْنَ المُضَیَّعِ فَاقْدحی
2- حَرْبًا یَشِیبُ لَھَا الوَلِیدُ وانّمَا یَأتی الدّنِیّةَ کُلُّ عَبْدٍ نخْنَحِ

"اے دوس! ابوازیہر کا جسم مقام "مضیع" میں دفن ہو گیا ہے۔ پس
تو ایک ایسی جنگ کی آگ بھڑکا جس کے لئے ولید بن مغیرہ بوڑھا

ہوا ہے۔ یقیناً ذلت والا کام ایک ذلیل اور کمینہ غلام ہی کیا کرتا ہے"

3- فَابْكِي أَخَاكِ بِكُلِّ أَسْمَرَ ذَابِلٍ وَبِكُلِّ أبيضَ كالعقيقَةِ مُصْفَحِ
4- وَبِكُلِّ صَافِيَةِ الأديمِ كأَنَّهَا فَتْخَاءُ كاسِرَةٌ تَدُفُّ وتَطْمَحُ
5- وَطِمِرَّةٍ مَرْطَى الجرَاءِ كأنّها سِيدٌ بمُقفِرَةٍ وَسَهْبٍ أفْيَحِ

"اب تم اپنے بھائی کو یاد کرو اور روؤ جب بھی کسی مضبوط نیزے کو دیکھو، جب کسی چمکدار اور تیز دھار والی تلوار کو دیکھو، جب کسی اعلیٰ نسل کے گھوڑے کو دیکھو جو چلتے ہوئے ایسا عقاب معلوم ہوتا ہے جو زمین کے قریب پروں کو پھیلا کر اڑ رہا ہو، اسی طرح تم اسے یاد کرو جب کسی تیز رفتار گھوڑے کو دیکھو جو کسی جنگل کا خونخوار بھیڑیا لگ رہا ہو"

6- انْ تَقْتُلُوا مِائَةً بِهِ فَدَنِيَّةٌ بأبی أُزَيْهِرَ مِنْ رِجالِ الأبْطَحِ

"اگر تم ابو ایہر کے بدلے مقام ابطح کے سو آدمیوں کو بھی قتل کر دو تو بھی اس کی تلافی نہیں ہو سکتی بلکہ یہ تو ایک کمینی حرکت ہو گی"

فتح بدر کے بعد مشرکین سے خطاب

[من الکامل]

1- خَابَتْ بَنو أَسَدٍ وآبَ عَزِيزُهُمْ يَوْمَ القَلِيبِ بِسَوْأةٍ وَفُضُوحِ
2- مِنهمْ أبو العاصی تجدّلَ مُقعَصًا عن ظَهْرِ صَادِقَةِ النَّجاءِ سَبُوحِ

"غزوہ بدر کے دن بنو اسد رسوا ہوئے اور ان کے معزز لوگوں کو ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ ان لوگوں میں ابو العاصی بھی تھا جو ایک تیز رفتار اور اعلیٰ نسل کے گھوڑے سے نیچے گرا منہ کے بل

پڑا تھا“

تشریح

ابو العاصی سے مراد ”ابن قیس بن عدی بن سعید بن سہم“ ہے، اسے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔

3- وَالمرْءَ زَمْعَةَ قد تركْنَ ونَحْرُهُ يَدْمَى بعَانِدٍ مُعْبَطٍ مَسْفُوحِ

4- وَنجَا ابْنُ قَيْسٍ فى بقِيّةِ قَوْمِهِ قَدْ غُرّ مَارِنُ أنفِهِ بِقُبُوحِ

”زمعہ کو اس حال میں وہاں چھوڑا گیا کہ اس کی گردن سے تازہ خون بہہ رہا تھا۔ ابن قیس اپنی قوم کے لوگوں میں زندہ بچ گیا جبکہ اس کی ناک کٹ کر خاک آلود ہو چکی تھی“

تشریح

زمعہ سے مراد ”زمعہ بن اسود“ ہے جو قریش کے سرداروں میں سے تھا اور غزوہ بدر میں مارا گیا۔

قافية "الدال"

﴿نفس نفس میں رحمتیں قدم قدم پہ برکتیں﴾

[من الطويل]

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں حضرت حسان بن ثابت کے کچھ اشعار، جن میں حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نرالا رنگ جھلکتا ہے اور یہ رنگ پڑھنے والے کو مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت سے شناسا کر دیتا ہے:

1- أغَرُّ عَلَيْهِ لِلنُّبُوَّةِ خَاتَمٌ مِنَ اللّٰهِ مَشْهُوْدٌ يَلوحُ وَيُشْهَدُ

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مہر نبوت چمک رہی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے سچا اور آخری نبی ہونے کی گواہی ہے"

تشریح

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان "خاتم النبوۃ"، یعنی مہر نبوت تھی۔ اس مہر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی علامات نبوت میں سے قرار دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس علامت کا ذکر قدیم مذہبی کتابوں میں ملتا ہے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو بھی زمانہ عیسائیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس علامت سے آگاہ کیا گیا تھا۔

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد "جی" نامی ایک قصبہ کے باشندے اور وہاں کے

زمین دار تھے۔ ان کا مذہب مجوسیت تھا، چنانچہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ آتش پرستی میں شب و روز مشغول رہے، لیکن دل میں چونکہ تلاش حق کی جستجو تھی اس لئے بہت جلد مجوسیت سے بے زار ہو گئے اور عیسائیت اختیار کر لی۔ اس جرم پر گھر سے نکال دیئے گئے اور ایک تاجر کے ساتھ شام پہنچے اور یہاں رہ کر عیسائیت کی تعلیم حاصل کی۔ شام سے نکلے تو موصل اور پھر نصیبین پہنچے۔ یہاں کے پادری سے روحانی تسکین حاصل کرتے رہے اور اس کے انتقال کے بعد عموریہ وارد ہوئے۔ جب عموریہ کے پادری کے انتقال کا وقت آیا تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی قسمت کا ستارہ جاگ اٹھا اور اس پادری نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو مستقبل کی راہنمائی ان الفاظ میں دی:

"اب اس نبی کے ظہور کا زمانہ قریب ہے جو ریگستان عرب سے اٹھ کر دین ابراہیم کو زندہ کرے گا اور کھجوروں والی زمین کی طرف ہجرت کرے گا، اس کی علامات یہ ہیں کہ وہ ہدیہ قبول کرے گا اور صدقہ اپنے لئے حرام سمجھے گا، اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی اگر اس سے مل سکو تو ضرور ملنا"

جب حضرت سلمان رضی اللہ عنہ مدینہ پہنچے تو آپ نے حضور پاک ﷺ میں ان تینوں علامات کا مشاہدہ کیا اور پورے تیقن اور اطمینان کے ساتھ اسلام قبول کر لیا۔(1)

2- وَضَمَّ الالٰهُ اسْمَ النَّبِيِّ الى اسْمِهِ اذا قَالَ المُؤَذِّنُ فى الخَمْسِ أَشْهَدُ

"اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کا نام گرامی اپنے مبارکِ نام کے ساتھ ملایا، جسے مؤذن دن میں پانچ مرتبہ بیان کرتا ہے"

تشریح

اس شعر سے مراد یہ ہے کہ جب مؤذن اذان میں "أشهد ان لااله الا الله" کہتا ہے تو اس کے ساتھ "أشهد أن محمدارسول الله" بھی کہتا ہے۔

3- وَشَقَّ لَهُ مِنِ اسْمِهِ لِيُجِلَّهُ فَذو العرْشِ مَحْمودٌ وهذا مُحَمَّدُ

(1) سیر الصحابہ (3/89)

''اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت میں اضافہ کرنے کے لئے اپنے نام
سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مشتق کیا ہے، پس عرش کا مالک ''محمود'' ہے
اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''محمد'' ہیں''

4- نَبِیٌّ أتَانَا بَعْدَ یَأسٍ وَفَتْرَةٍ مِنَ الرُّسْلِ وَالأوْثَانُ فِی الأرْضِ تُعْبَدُ

''جب انسانیت، ہدایت سے ناامید ہو چکی تھی، رسولوں کی آمد کا
وقفہ طویل ہو گیا تھا اور روئے زمین پر بتوں کی پوجا کی جاتی تھی تو
ان احوال میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا''

5- فَأمْسَى سِرَاجًا مُسْتَنِیرًا وَهَادِیًا یَلُوحُ كَمَا لاحَ الصَّقِیلُ الْمُهَنَّدُ

6- وَأنْذَرَنَا نَارًا وَبَشَّرَ جَنَّةً وَعَلَّمَنَا الاسْلامَ فَاللّٰهَ نَحْمَدُ

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم روشن چراغ اور ہدایت کا رستہ دکھانے والے بن کر
تشریف لائے اور آپ کی ہدایت یوں چمکتی ہے جیسے نئی اور تیز دھار
تلوار، آپ نے ہمیں جہنم کی آگ سے ڈرایا، جنت کی خوشخبری سنائی
اور ہمیں اسلام سکھایا، پس ہم اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف کرتے ہیں کہ
اس نے ہمیں یہ نعمت عطا فرمائی''

تشریح

مذکورہ اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے سورۃ الاحزاب کی اس آیت کے مضمون پر روشنی ڈالی ہے:

﴿یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِداً وَمُبَشِّراً وَنَذِیْراً وَدَاعِیاً إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجاً مُنِیْراً﴾ (1)

''(اے نبی) ہم نے آپ کو گواہ، خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا، اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے''

وہ شاخ گل پہ زمزموں کی دھن تراشتے رہے
نشیمنوں پہ بجلیوں کا کارواں گزر گیا

(1) الأحزاب 46

جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک
وہی وہی سحر ہوئی جہاں جہاں گزر گیا
نفس نفس میں رحمتیں قدم قدم پہ برکتیں
جدھر جدھر سے وہ شفیع عاصیاں گزر گیا

7- وَأَنْتَ الهَ الخَلْقِ رَبّى وَخالِقى بِذَلِكَ ما عَمَّرْتُ فى النّاسِ أشهَدُ
8- تعَالَيْتَ رَبَّ النّاسِ عن قَوْلِ مَن دَعا سِوَاكَ الهاً أنْتَ أعْلَى وَأمْجَدُ
9- لكَ الخَلقُ والنَّعماءُ والأمْرُ كلُّهُ فايّاكَ نَسْتَهدى وايّاكَ نَعْبُدُ

''اے ساری مخلوق کے الٰہ! تو ہی میرا رب اور میرا خالق ہے، جب تک میں زندہ رہا لوگوں میں اسی بات کا اعلان کرتا رہوں گا۔ اے سب لوگوں کے پروردگار! تو ان تمام مشرکین کی باتوں سے مبرا اور منزہ ہے جو تیرے علاوہ کسی اور کو بھی معبود بناتے ہیں تیری شان اس سے بلند ہے اور تو بہت عزت والا ہے۔ ساری مخلوق بھی تیری اور ساری نعمتیں بھی تیری جانب سے ہیں۔ ہر چیز کا اختیار تیرے پاس ہے پس ہم تجھ ہی سے ہدایت مانگتے ہیں اور تیری ہی عبادت کرتے ہیں''

زکی کیفی رحمۃ اللہ علیہ کی عشق و جذب میں ڈوبی یہ نعت بھی ملاحظہ فرمایئے:

اے شہِ ہاشمی لقب قدرت رب کے شاہکار
آپ کے در کے ہیں گدا میر و وزیر و تاجدار
آپ کے ذکر و فکر سے روح کو مل گیا قرار
مظہر شان کبریا! آپ پہ جان و دل نثار
آپ نہ تھے تو دہر میں چھائی تھی ہر طرف خزاں
آپ جو آئے، آ گئی پھر سے جہان میں بہار
آپ کا طرز گفتگو موج ہے سلسبیل کی!
طرز خرام آپ کا جیسے نسیم مشکبار!
پھول سے بھی لطیف تر خار ترے دیار کے
ذرے ذرے زمین کے ماہ و نجوم در کنار
آپ شفیع عاصیاں آپ پناہ بے کساں
مرہم قلب ناتواں، خستہ دلوں کے غمگسار
آپ کے دم قدم سے ہے رونق بزم رنگ و بو
غنچے میں آپ کی ادا، پھول میں آپ کا نکھار

آپ کی مدح کر سکے، تاب کہاں زبان کو — آپ ہیں مرکز وجود، آپ ہیں بحر بے کنار
کیفِ خستہ حال پر اے شہ بحر وکرم!
آپ کا امتی تو ہے گرچہ ہے وہ گناہ گار

غزوہ بدر کی ایک تصویر

[من البسیط]

غزوہ بدر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جان نثار ساتھیوں کے جذبوں کا کیا عالم تھا حضرت حسان رضی اللہ عنہ درج ذیل اشعار میں اسی کی ترجمانی کررہے ہیں:

1- مُسْتَشْعِرِی حَلَقَ الماذِیّ یقدُمُهمْ — جَلْدُ النّحِیزَةِ ماضٍ غیرُ رِعدیدِ
2- أعنی رسولَ الله فانّ اللّٰه فَضّلَهُ — عَلی البَرِیّةِ بالتّقْوَی وَبِالجُودِ

''غزوہ بدر میں مسلمانوں کے لشکر نے لوہے کا لباس پہن رکھا تھا اور ان کی قیادت مضبوط طبیعت والے، قوی اور بہادر شخص یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی۔ اللہ تعالیٰ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری مخلوق پر تقویٰ اور سخاوت کے اعتبار سے بھی فضیلت عطا فرمائی ہے''

3- وقد زَعمتُمْ بأن تحموا ذِمارَکُمْ — وَمَاءُ بَدْرٍ زَعَمْتُمْ غیرُ مَوْرُودِ
4- وَقَدْ وَرَدْنا ولم نَسْمَعْ لِقَوْلِکُمْ — حتّی شَرِبْنَا رَوَاءً غَیرَ تَصْدِیدِ
5- مُستَعصِمِینَ بحَبْلٍ غَیرِ مُنْجَذِمٍ — مُستحکِمٍ مِن حِبالِ اللّٰهِ ممْدُودِ

''تمہارا خیال تھا کہ تم اپنی قیمتی چیزوں کو ہم سے بچا لو گے اور تم یہ سمجھتے تھے کہ بدر کے پانی پر تمہارے سوا کوئی نہیں آسکتا۔ پھر ہم بدر کے پانی پر آ ہی گئے اور ہم نے تمہاری بات کی کوئی پرواہ نہ کی ہم نے اس پانی کو خوب سیر ہو کر پیا۔ ہم نے اللہ کی ایسی رسی کو مضبوطی

سے تھام رکھا ہے جو ٹوٹ نہیں سکتی۔"

6- فِينا الرّسولُ وَفِينا الحقُّ نَتْبَعُهُ حتّى المماتِ ونَصْرٌ غيرُ مَحْدودِ

7- ماضٍ على الهوْلِ رکّابٌ لما قَطَعوا اذا الكُماةُ تَحامَوْا في الصّناديدِ

8- وَافٍ وماضٍ شِهابٌ يُستَضاءُ بهِ بَدْرٌ أنارَ على كُلِّ الأماجِيدِ

9- مُبارَكٌ كَضِياءِ البَدرِ صُورَتُهُ ماقالَ كانَ قَضاءً غَيرَ مَرْدودِ

"ہم میں اللہ کے رسول ﷺ ہیں، ہم حق کے رستہ پر ہیں جس کی اتباع ہم نے موت تک کرنی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد بھی ہمارے درمیان موجود ہے جسے کوئی روک نہیں سکتا۔ رسول اللہ ﷺ خطرے میں کود پڑنے والے سپہ سالار ہیں، وہ ایسے شہ سوار ہیں جو اس وقت بھی جرأت اور شجاعت کا دامن تھامے رہتے ہیں جب بڑے بڑے گھڑ سواروں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے۔ وعدہ کو پورا کرنے والے اور دشمن پر چڑھ جانے والے ہیں۔ آپ ایک ایسا چمکدار ستارہ ہیں جس کی روشنی سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے اور آپ ایک چاند ہیں جس کی روشنی تمام معزز اور محترم لوگوں کو سرفراز کرتی ہے۔ آپ برکت والے ہیں، آپ کا چہرہ چاند کی روشنی جیسا ہے آپ جو بات فرما دیتے ہیں وہ تقدیر بن جاتی ہے اور ٹل نہیں سکتی۔"

نعت رسول ﷺ میں چند اشعار

[من الكامل]

1- وَاللهِ رَبّي لانُفارِقُ ماجِدًا عَفَّ الخَليقَةِ ماجِدَ الأمجادِ

2- مُتَكَرِّمًا يَدْعوا الى رَبِّ العُلَى بَذْلَ النَّصِيحَةِ رافِعَ الأعمادِ

"مجھے اپنے پروردگار، اللہ تعالیٰ کی قسم! میں کبھی حضور ﷺ سے

جدائی اختیار نہ کرو گا، جو کہ معزز، بہترین عادات والے اور تمام
سرداروں میں سب سے بڑے سردار ہیں، آپ عزت والے ہیں
اور اللہ رب العزت کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں، آپ خیر خواہی
کی بات بتانے والے اور آپ کا گھر حسب اور نسب اور سخاوت کا
منبع ہے"

تشریح

"رافع العماد" کا لفظی معنی ہے "بلند ستونوں والا" لیکن اہل عرب یہ محاورہ اس شخص کے لئے استعمال کرتے ہیں جو اعلیٰ حسب ونسب، عمدہ صفات، بہترین عادات اور جود و کرم کا پیکر ہو۔ جیسے "کثیر الرماد" (زیادہ راکھ والا) اس شخص کو کہا جاتا ہے جو مہمان نواز ہو۔

3- مِثلَ الهِلالِ مُبارَكًا ذا رَحمةٍ سَمْحَ الخَليقةِ طَيِّبَ الأعْوَادِ
4- انْ تَتركُوهُ فانّ رَبّي قادِرٌ أمْسَى يَعودُ بفَضْلِهِ العَوّادِ

"آپ ﷺ چاند کی طرح ہیں، برکت و رحمت والے ہیں، بہترین عادات کے حامل اور عمدہ خوشبو والے ہیں۔ اگر لوگوں نے انہیں چھوڑ دیا تو کیا ہوا اللہ تعالیٰ جل شانہ ان کی حفاظت پر پوری طرح قادر ہے اس کی مہربانی سے آپ ﷺ کے دشمن آپ کے دوست بن کر رہیں گے"

5- وَاللّٰهِ رَبّي لانُفارِقُ أمْرَهُ ما كانَ عَيْشٌ يُرْتَجى لمَعادِ
6- لا نَبتغي رَبّاً سِوَاهُ ناصِراً حتى نُوَافي ضَحْوَةَ المِيعَادِ

"خدا کی قسم! جب تک میری جان میں جان باقی ہے میں ان کے حکم کی مخالفت نہیں کروں گا اور جب لڑائی ہو تو ہمیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی مدد نہیں چاہئے"

حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا کا واقعہ

[من الطویل]

آقا ﷺ حضرت ابوبکر صدیق کی معیت میں مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور کچھ دن غار ثور میں قیام فرمایا۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد ونصرت کا واضح ثبوت ان حضرات کو دکھایا اور مشرکین کے برے ارادوں سے آپ کی حفاظت فرمائی۔ غار سے نکل کر آپ نے مدینہ منورہ کا راستہ لیا۔

راستہ میں ام معبد رضی اللہ عنہا کے خیمہ پر گزر ہوا۔ ام معبد ایک نہایت شریف اور مہمان نواز خاتون تھیں، خیمہ کے دالان میں بیٹھی رہتی تھیں۔ قافلہ نبوی کے لوگوں نے ام معبد سے گوشت اور کھجوریں خریدنے کی غرض سے کچھ دریافت کیا مگر کچھ نہ پایا رسول اللہ ﷺ کی نظر جو خیمہ پر پڑی تو خیمہ کی ایک جانب میں ایک بکری دیکھی۔

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا ''یہ کیسی بکری ہے؟''

ام معبد رضی اللہ عنہا نے کہا ''یہ بکری لاغر اور دبلی ہونے کی وجہ سے بکریوں کے گلہ کے ساتھ جنگل نہیں جاسکی''

آپ نے فرمایا ''اس میں کچھ دودھ ہے؟''

ام معبد نے کہا ''اس میں کہاں سے دودھ آیا!!!''

آپ نے فرمایا ''کیا مجھ کو اس کا دودھ دوہنے کی اجازت ہے''

ام معبد نے کہا ''میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اگر اس میں دودھ ہو تو آپ ضرور دوھ لیں''

آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر اس کے تھن پر دست مبارک رکھا۔ تھن دودھ سے بھر گئے اور آپ نے دودھ دوھنا شروع کیا۔ ایک بڑا برتن جس سے آٹھ دس آدمی سیراب ہو جائیں، دودھ سے بھر گیا۔ اول آپ نے ام معبد کو دودھ پلایا، یہاں تک کہ ام معبد

خوب سیر ہو گئیں۔ بعد ازاں آپ نے اپنے ساتھیوں کو پلایا اور اخیر میں خود نوش فرمایا۔

اس کے بعد آپ نے پھر دودھ دوہا یہاں تک کہ بڑا برتن بھر گیا، آپ نے وہ برتن ام معبد کو دے دیا اور ام معبد کو بیعت کر کے روانہ ہو گئے جب شام ہوئی اور ام معبد کے شوہر ابو معبد بکریاں چرا کر جنگل سے واپس آئے تو دیکھا کہ ایک بڑا برتن دودھ سے بھرا رکھا ہے بہت تعجب سے دریافت کیا ''اے ام معبد یہ دودھ کہاں سے آیا اس بکری میں تو کہیں دودھ کا نام نہیں تھا'' ام معبد نے کہا کہ آج یہاں سے ایک مرد مبارک گزرا، خدا کی قسم! یہ سب اسی کی برکت ہے اور تمام واقعہ بیان کیا۔

ابو معبد نے کہا ذرا ان کا کچھ حال تو بیان کرو۔ ام معبد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک اور خداداد عظمت وجلال ہیبت ووقار کا نقشہ کھینچ دیا جو بالتفصیل کتب تاریخ میں موجود ہے۔

ابو معبد نے کہا میں سمجھ گیا واللہ یہ وہی قریش والے آدمی ہیں میں بھی ضرور ان کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ ادھر تو یہ واقعہ پیش آیا اور ادھر ہاتف غیبی نے مکہ میں یہ اشعار پڑھے آواز تو سنائی دیتی تھی مگر اشعار کا پڑھنے والا نظر نہیں آتا تھا، وہ اشعار یہ ہیں:

1- جَزَى اللهُ رَبُّ النَّاسِ خيرَ جَزَاءِهِ رَفِيقَيْنِ حلا خَيْمَتَيْ أُمِّ مَعْبَدِ

2- هُما نَزَلاها بالهُدى واهتدَتْ بِهِ فَقَدْ فازَ مَنْ أمْسَى رَفِيقَ مُحَمَّدِ

3- فَيَا لَقُصَيٍّ مازَوَى اللهُ عَنكُمْ بِهِ مِن فَخارٍ لايُبارَى وَسُؤدَدِ

''اللہ تعالیٰ ان دونوں ساتھیوں کو جزائے خیر عطا کرے جو ام معبد کے خیمہ میں قیام پذیر ہوئے۔ وہ دونوں ہدایت کو لے کر اترے پس ام معبد نے ہدایت قبول کی اور مراد کو پہنچا وہ شخص جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سفر میں رفیق رہا یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اے قریش! اللہ تعالیٰ نے تم سے قابل فخر سپوت اور سرداری کو واپس لے لیا ہے''

تشریح

آخری شعر میں اس غیبی آواز والے شاعر جن نے قریش کو ملامت کی ہے کہ جس

شخص کو تم نے تکالیف دے کر ہجرت پر مجبور کر دیا تمہاری شان و شوکت اور سرداری اسی کے مرہون منت تھی، اس کا تم سے جدا ہونا اب اس بات کی علامت ہے کہ تمہاری عزت و ناموس خاک میں مل گئی ہے۔

4- لِيَهْنِ بَنِى كَعْبٍ مَقامُ فَتاتِهِمْ وَمَقْعَدُهَا لِلْمُؤْمِنِينَ بِمَرْصَدِ

5- سَلُوا أُخْتَكُمْ عَنْ شاتِها وأنائها فانّكُمْ انْ تَسْألوا الشّاةَ تَشْهَدِ

6- دَعَاهَا بِشاةٍ حَائِلٍ فَتَحَلَّبَتْ لَهُ بِصَرِيحٍ ضَرَّةُ الشّاةِ مُزْبِدِ

7- فَغادَرَهَا رَهْناً لَدَيْها لِحالِبٍ يُرَدِّدُها فى مَصْدَرٍ ثُمَّ مَوْرِدِ

"مبارک ہو بنو کعب کو ان کی عورتوں کا مقام اور اہل ایمان کے لئے اس کے ٹھکانہ کا کام آنا، تم اپنی بہن سے اس کی بکری اور برتن کا حال تو دریافت کرو اگر تم بکری سے بھی دریافت کرو گے تو بکری بھی گواہی دے گی، آپ نے اس سے ایک بکری مانگی پس اس نے اس قدر دودھ دیا کہ کف سے بھرا ہوا تھا۔ پھر وہ بکری آپ اسی کے پاس چھوڑ آئے جو ہر آنے والے اور جانے والے کے لئے دودھ نچوڑتی تھی"

جب حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ہاتف کے یہ اشعار پہنچے تو آپ نے اس کے جواب میں یہ اشعار کہے:

1- لَقَدْ خابَ قَوْمٌ غابَ عنهُمْ نبيُّهُمْ وقُدِّس مَن يَسرى اليهِمْ ويَغْتَدى

2- تَرَحّلَ عَنْ قَوْمٍ فضَلّتْ عُقولُهُم وَحَلَّ عَلى قَوْمٍ بِنُورٍ مُجَدَّدِ

3- هَداهُمْ بِهِ بعْدَ الضّلالَ رَبُّهم وَأرْشَدَهُمْ مَن يتبعِ الحقّ يَرْشَدِ

4- وهلْ يَستوى ضُلالُ قومٍ تَسَفّهوا عَمًى وهُدَاةٌ يهْتَدونَ بمُهْتَدِ

5- لَقَدْ نَزَلَتْ مِنهُ على أهلِ يَثرِبٍ رِكابُ هُدًى حلّتْ عَلَيْهِم بأسعُدِ

6- نَبيٌّ يَرَى مالا يرَى النّاسُ حوْلَهُ وَيَتلو كِتابَ اللّهِ فى كلّ مَسْجِدِ

7- وَانْ قَالَ فى يَوْمٍ مَقالَةَ غَائِبٍ فتَصْدِيقُها فى اليَوْمِ أوْ فى ضُحى الغَدِ

8- لِيَهْنِ أبَابَكْرٍ سعادَةُ جَدّهِ بصُحْبَتِهِ مَنْ يُسعِدِ اللّهُ يَسْعَدِ

”وہ لوگ خائب وخاسر ہوئے جن کا پیغمبر ان کے پاس سے چلا گیا یعنی قریش نیز پاک اور مقدس ہو گئے وہ لوگ جو کہ صبح وشام اس نبی کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں یعنی انصار۔ اس نبی نے ایک قوم سے کوچ کیا ان کی عقلیں تو ضائع ہو گئیں اور ایک دوسری قوم پر خدا کا ایک نیا نور لے کر اترے۔ خدا نے ان کی گمراہی کے بعد اس نور سے ان کی رہنمائی کی اور جو حق کا اتباع کرے گا وہ ہدایت پائے گا۔ اور کیا گمراہ اور ہدایت پانے والے برابر ہو سکتے ہیں۔ مدینہ والوں پر ہدایت کا قافلہ سعادتوں اور برکتوں کو لے کر اترا ہے۔ وہ نبی ہیں ان کو وہ چیزیں نظر آتی ہیں کہ جو ان کے پاس بیٹھنے والوں کو نظر نہیں آتیں اور وہ ہر مجلس میں لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں۔ اور اگر وہ کوئی غیب کی خبر سناتے ہیں تو آج ہی یا کل صبح تک اس کا صدق اور اس کی سچائی ظاہر ہو جاتی ہے۔ ابو بکر کو آپ کی صحبت اور رفاقت کی وجہ سے جو سعادت اور خوش نصیبی حاصل ہوئی وہ ابو بکر کو مبارک ہو اور جس کو خدا خوش نصیب کرے وہ ضرور خوش نصیب ہوگا“

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں

[من الطويل]

1- بِطَيْبَةَ رَسْمٌ لِلرّسولِ وَمَعْهَدُ ... مُنِيرٌ وقد تَعْفو الرّسومُ وتَهْمَدُ

2- ولا تَنْمَحي الآياتُ مِن دارِ حُرْمَةٍ ... بها مِنبَرُ الهادي الّذي كانَ يَصْعَدُ

3- وَوَاضِحُ آياتٍ وَبَاقِي مَعَالِمٍ ... وَرَبْعٌ لَهُ فِيهِ مُصَلًّى وَمَسْجِدُ

4- بِها حُجُرَاتٌ كانَ يَنْزِلُ وَسْطَها ... مِنَ اللهِ نورٌ يُسْتَضاءُ وَيُوقَدُ

5- مَعالِمُ لَمْ تُطْمَسْ علی العَهدِ آيُها أتَاها البِلَى فالآىُ منها تَجَدَّدُ

6- عَرَفْتُ بِهَا رَسْمَ الرَّسُولِ وعَهدِهِ وَقبرًا بِهِ وَارَاهُ فِي التُّرْبِ مُلْحِدُ

''طیبہ یعنی مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی روشن نشانیاں ہیں جبکہ دوسری بہت سی نشانیاں مٹ چکی ہیں لیکن آپ ﷺ کے مقام محترم کی نشانیاں باقی ہیں یہاں آپ کا منبر مبارک ہے جس پر آپ چڑھا کرتے تھے۔ آپ کی باقی نشانیوں میں سے آپ کی جائے نماز اور آپ کی مسجد بھی ہے۔ یہاں مدینہ میں آپ ﷺ کے حجرے بھی ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے روشن نور نازل ہوتا اور ہدایت کی کرنیں پھوٹا کرتی تھیں۔ یہ ایسی نشانیاں ہیں جنہیں زمانے کا گزرنا پرانا نہیں کرسکتا اگر یہ بوسیدہ ہونے لگیں اور یہ نشانیاں پھر سے جدید ہو جاتی ہیں۔ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے نشانات اور علامتیں ہیں اور یہیں آپ ﷺ کی قبر مبارک ہے جس نے مٹی میں آپ ﷺ کے جسم مبارک کو چھپایا ہوا ہے''

7- ظَلِلْتُ بها أبكي الرَّسولَ فأسْعَدَتْ عُيونٌ وَمِثْلاها مِنَ الجَفْنِ تُسعد

8- تَذَكَّرُ آلاءَ الرَّسُولِ وما أرَى لَهَا مُحصِيًا نَفْسِي فنفسي تَبَلَّدُ

9- مُفجَّعَةٌ قَدْ شَفَّهَا فَقْدُ أحْمَدٍ فَظَلّتْ لآلاءِ الرَّسُولِ تُعَدِّدُ

10- وما بَلَغَتْ مِنْ كلِّ أمْرٍ عَشِيرَهُ وَلكِنّ نَفسي بَعْضَ ما فِيهِ تَحمَدُ

11- أطالتْ وُقوفاً تَذْرِفُ العَينُ جُهدَها عَلى طَلَلِ القَبْرِ الّذي فِي أحْمَدُ

''مدینہ میں آپ ﷺ کی یاد میں میں رونے لگا تو میری آنکھوں اور پلکوں نے رونے میں میری خوب مدد کی یعنی خود بخود میری آنکھوں سے آنسو بہتے جاتے تھے اس کے لئے مجھے تکلف نہ کرنا پڑتا تھا۔ میری آنکھیں حضور ﷺ کی نعمتوں کو یاد کرکے روتی ہیں اور مجھے حضور ﷺ کے وہ احسانات یاد آتے ہیں جو مجھ پر ہوئے

تھے یہ سوچ کر میرا دل بے چین اور غمگین ہو جاتا ہے۔ میرا نفس اس غم کی وجہ سے بے قرار ہے اور احمد ﷺ کی جدائی نے اسے کمزور کر دیا ہے اور وہ حضور ﷺ کی نعمتوں کو شمار کرنے لگا ہے۔ میرا نفس حضور ﷺ کی کسی نعمت کے عشر عشیر کو بھی نہیں سوچ پایا اور اس نے ان کی صفات میں صرف چند ایک کو بیان کیا ہے۔ میرا نفس کافی دیر سے حضور ﷺ کے روضہ پر کھڑا ہے اور میری آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے ہیں''

12- فَبُورِكتَ يا قبرَ الرّسولِ وَبورِكتْ بِلادٌ ثَوَى فيهَا الرّشيدُ المُسدَّدُ

13- وَبُورِكَ لَحْدٌ منكَ ضُمّنَ طَيّباً عَليهِ بناءٌ من صفيحٍ مُنَضَّدُ

14- تَهِيلُ عَلَيْهِ التُّرْبَ أيْدٍ وأعْيُنٌ عليهِ وقدْ غارَتْ بذالِكَ أسْعُدُ

''اے رسول اللہ ﷺ کی قبر! تو بھی بابرکت ہے اور وہ شہر بھی بابرکت ہے جس میں رشد وہدایت کے ماہتاب نے قیام کیا ہے، اس قبر کی لحد بھی بابرکت ہے جس میں ایک پاکیزہ ہستی کو سپرد خاک کیا گیا ہے اور اس پر چوڑے پتھروں کی سلیں رکھی گئی ہیں۔ جس وقت ہاتھ اور آنکھیں ان پر مٹی ڈال رہے تو درحقیقت لوگ سعادت کے ستارے کو مٹی میں دفنا رہے تھے''

تشریح

ہاتھوں اور آنکھوں سے مٹی ڈالنے کا معنی یہ ہے کہ جس وقت لوگ ہاتھوں سے قبر مبارک پر مٹی ڈال رہے تھے بعینہ اسی وقت آنکھوں سے اشکوں کا سمندر رواں تھا جو اس مٹی کو سیراب کر رہا تھا۔

15- لقد غَيّبوا حِلْمًا وعِلْمًا وَرَحمةً عَشِيّةَ عَلَّوْهُ الثّرَى لايُوَسَّدُ

16- وَرَاحوا بحُزْنٍ ليس فيهِمْ نَبيُّهُمْ وَقَدْ وَهَنَتْ منهُم ظهورٌ وَأعْضُدُ

17- يُبكون مَن تَبكي السّمواتُ يوْمَهُ وَمَن قدْ بَكتْهُ الأرْضُ فالناس أكمَدُ

18- وَهَلْ عَدَلَتْ يَوْمًا رَزِيَّةُ هَالِكٍ رَزِيَّةَ يَوْمٍ مَاتَ فِيهِ مُحَمَّدُ

19- تَقَطَّعَ فِيهِ مَنْزِلُ الوَحْيِ عَنهُمُ وقد كان ذا نورٍ يَغورُ ويُنجِدُ

''جس دن آپ ﷺ کا وصال ہوا اس دن لوگ پیکر حلم، مجسمہ علم اور سراپائے رحمت سے محروم ہو گئے۔ اب ان کی زندگی غم والم کا نشان ہے، ان کے نبی ﷺ ان میں نہیں رہے اور اس غم کی وجہ سے ان کی کمریں جھک گئی ہیں اور اوسان خطا ہو گئے ہیں۔ وہ ایک ایسی ہستی کی یاد میں رو رہے ہیں جن پر آسمان اور زمین نے بھی گریہ کیا ہے اور سارے انسان بے قراری اور بے چینی کی حالت میں پڑے ہیں۔ کیا کسی دن ہلاک ہونے والے شخص کا غم اس دن کے غم کے برابر ہو سکتا ہے جس دن حضرت محمد ﷺ کا وصال ہوا۔ آج لوگوں سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا، اور ایک ایسی ہستی جدا ہو گئی جن کا نور زمین کے ہر حصہ تک پہنچ کر رہے گا''

20- يَدُلُّ على الرّحمنِ مَنْ يقتدى بِهِ وَيُنقِذُ مِنْ هَوْلِ الخَزَايَا وَيُرْشِدُ

21- امامٌ لَهُمْ يَهْدِيهِمُ الحقَّ جَاهِدًا مُعَلّمُ صدْقٍ انْ يُطِيعوهُ يسعَدوا

22- عَفُوٌّ عن الزّلاّتِ يقبلُ عُذْرَهمْ وَانْ يُحسِنوا فاللّٰه بالخَيرِ أَجْوَدُ

23- وَانْ نابَ أَمْرٌ لم يَقوموا بحَمْدِهِ فَمِنْ عِندِهِ تَيْسِيرُ مَا يَتَشَدّدُ

''جو شخص بھی حضور ﷺ کی اقتداء کرتا ہے آپ اسے اللہ کا راستہ دکھاتے ہیں، اس رسوائی کی مصیبت سے نجات دلواتے اور اس کی صحیح راہ نمائی فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ لوگوں کے امام ہیں جو پوری کوشش کر کے انہیں حق کا راستہ دکھاتے اور انہیں سچی بات کی تلقین کرتے ہیں۔ اگر لوگ ان کی اطاعت کرتے تو کامیاب ہو جاتے۔ آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کی لغزشوں کو معاف فرمانے والے اور ان کے عذر کو قبول کرنے والے ہیں اور اگر وہ اچھا کام کریں تو اللہ تعالیٰ بہترین اجر عطا کرنے والا ہے۔ اگر کوئی اچانک

اور انوکھی مصیبت آن پڑتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو آسان فرما دیتے''

24- فَبَيْناهُمُ فی نِعْمَةِ اللّٰه بَيْنَهُمْ دليلٌ به نَهْجُ الطّريقَةِ يُقْصَدُ
25- عزيزٌ عليْهِ أنْ يَحِيدوا عن الهدَی حَريصٌ علی أنْ يَسْتَقِيموا وَيهتَدوا
26- عَطُوفٌ عليهِمْ لا يُثَنّی جَناحَهُ الی كَنَفٍ يَحْنو عليهم وَيَمْهِدُ

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ایسی نعمت اور نشانی تھے کہ آپ کے ذریعہ سیدھے راستے کو حاصل کیا جا سکتا تھا، یہ بات آپ پر بہت شاق گزرتی تھی کہ لوگ ہدایت کے راستے سے ہٹ جائیں اور آپ کو اس بات کی حرص تھی کہ لوگ سیدھے اور ہدایت والے راستے پر آ جائیں، آپ لوگوں پر مہربان تھے اور اپنی رحمت کے بازو کو ہر کسی پر پھیلائے رکھتے تھے لوگوں کے ساتھ نرمی کرتے اور مہربانی والا معاملہ فرمایا کرتے تھے''

تشریح

مذکورہ اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی درج ذیل آیت کے مضمون کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾(1)

''بلاشبہ تمہارے پاس ایک ایسے رسول تشریف لائے ہیں جو تم ہی میں سے ہیں تم کو کسی قسم کی تکلیف کا پہنچنا ان پر بہت گراں گزرتا ہے وہ تمہاری بھلائی کے انتہائی خواہش مند ہیں (ان کی یہ حالت تو سب کے ساتھ ہے) بالخصوص مسلمانوں پر بڑے شفیق اور نہایت مہربان ہیں''

27- فَبَيْناهُمُ فی ذلكَ النّورِ اذْ غَدَا الی نُورِهِمْ سَهمٌ من المَوْتِ مُقْصِدُ

(1) التوبة 128

28- فأصْبَحَ محمُودًا الى اللهِ رَاجعًا يُبَكّيهِ جِفْنُ المُرْسَلاتِ وَيَحمَدُ

29- وَأمستْ بِلادُ الحَرْمِ وَحشًا بقاعُها لِغَيْبَةِ ما كانَتْ مِنَ الوَحْيِ تَعهدُ

30- قِفارًا سِوَى مَعْمُورَةِ اللّحْدِ ضَافَها فَقِيدٌ يُبَكّيهِ بَلاطٌ وغَرْقَدُ

31- وَمَسْجِدُهُ فالموحِشاتُ لِفَقْدِهِ خَلاءٌ لَهُ فِيهِ مَقَامٌ وَمَقْعَدُ

32- وبِالجَمْرَةِ الكُبْرَى لهُ ثُمَّ أوْحشتْ دِيارٌ وعَرَصَاتٌ وَرَبْعٌ وَمَوْلِدُ

''لوگوں کے درمیان یہ نور یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے کہ اچانک موت نے اس نور کو ان سے جدا کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قابل تعریف حالت میں اپنے رب کی طرف تو لوٹ گئے لیکن ان کے وصال کے غم میں انسان تو انسان فرشتوں کے اشک بھی بہہ رہے ہیں اور ان کی زبان بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے نہیں تھکتی۔ جو وحی بلاد حرم میں اترا کرتی تھی اس کے انقطاع پر یہ علاقے ویران ہو گئے اور یہاں کی رونقیں اجڑ گئی ہیں۔ البتہ وہ لحد اب بھی بارونق ہے جس میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد مبارک موجود ہے، آپ کی یاد میں مقام بلاط، بقیع الغرقد اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد بھی گریہ میں ہے اور یہ تمام جگہیں جہاں آپ کی نشست و برخاست تھی آج اجنبی اور وحشت ناک محسوس ہو رہی ہیں۔ اسی طرح جمرہ کبریٰ بھی ویران ہوا پڑا ہے اور اس کے آس پاس کے تمام علاقے، مکانات، باغات اور زمینیں بے بسی اور غم کا نشان بنی ہوئی ہیں''

33- فَبَكّي رَسولَ اللهِ ياعَينُ عَبْرَةً ولا أعرِفَنْكِ الدّهرَ دمعَكِ يَجْمَدُ

34- وَمَالكِ لا تَبْكِينَ ذا النّعمَةِ الّتى على النّاسِ مِنْها سابِغٌ يَتَغَمّدُ

35- فَجُودى عَلَيْهِ بالدّموعِ وَأعْوِلي لِفَقدِ الذى لا مِثلُهُ الدّهرَ يُوجَدُ

36- وَمَا فَقَدَ الماضُونَ مِثلَ مُحَمّدٍ ولا مِثْلُهُ حتّى القِيامَةِ يُفْقَدُ

''اے آنکھ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خوب آنسو بہا۔ میں کبھی تیری آنکھوں کو خشک نہ دیکھوں، تجھے کیا ہوا تو روتی کیوں نہیں حالانکہ

نعمتوں کا فیضان برسانے والی ہستی دنیا سے اٹھ گئی جس کی نعمتیں
لوگوں پر پوری طرح چھائی ہوئی ہیں۔ اے آنکھ! اس ذات پر خوب
آنسو بہا اور دل کھول کے رو جس کا مثل زمانے میں موجود نہیں،
گذشتہ زمانے میں لوگ محمد ﷺ جیسی کسی ہستی سے محروم نہیں
ہوئے اور نہ قیامت تک کسی ایسی ذات سے محروم ہو سکتے ہیں''

تشریح

متنبّی کا یہ شعر جو کہ اس نے کسی بادشاہ کی توصیف میں کہا تھا، حضرت حسان بن ثابت کے مذکورہ اشعار کے مفہوم کو کس خوبصورتی سے بیان کر رہا ہے، ذرا ملاحظہ فرمائیے:

مضت الدھور وماأتین بمثله
ولقد أتی فعجزن عن نظرائه

''زمانے گزر گئے لیکن اس کا مثل نہیں لا سکے وہ ایسا آیا کہ زمانے
اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہو گئے''

37- أعَفَّ وَأوفَی ذِمّةً بَعْدَ ذِمّةٍ وَأقْرَبَ مِنْهُ نائِلاً لا یُنَکَّدُ
38- وَأبْذَلَ مِنْهُ للطّریفِ وَتَالِدٍ اذا ضَنّ مِعْطاءٌ بما کانَ یُتْلِدُ
39- وأکرَمَ حَیّاً فی البُیوتِ اذا انتمی وَأکْرَمَ جَدّاً أبْطَحِیّاً یُسَوَّدُ
40- وَأمْنَعَ ذِرْوَاتٍ وأثْبَتَ فی العُلی دَعائِمَ عِزٍّ شَاهِقاتٍ تُشَیَّدُ
41- وَأثْبَتَ فَرْعًا فی الفُرُوعِ وَمَنبِتًا وَعُوداً غَداةَ المُزْنِ فالعُودُ أغیَدُ

''آپ ﷺ عفیف ترین ہستی کے مالک ہر وعدہ کو پورا کرنے
والے ہیں، زمانہ میں آپ سے بڑھ کر کوئی ایسا سخی نہیں جو عطا بھی
کرے اور احسان بھی نہ جتلائے۔ جب بڑے بڑے سخی بخل پر
مجبور ہو جائیں تو لوگوں نے آپ ﷺ سے بڑھ کر عطا کرنے والا
نہیں دیکھا۔ سب گھرانوں میں آپ کا گھرانہ زیادہ عزت والا ہے
اور آپ کے دادا ابطحی لوگوں میں سب سے بڑے سردار ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عزت کی چوٹیوں پر پہنچنے والے اور بلندی کے بلند وبالا پہاڑوں پر ثابت قدم ہونے والے ہیں، آپ کا خاندان اپنی بنیاد اور شاخوں کے اعتبار سے سب سے اعلیٰ اور ارفع ہے اور زمانے میں اس کی کوئی نظیر موجود نہیں''

42- رَبَاهُ وَلِيداً فَاسْتَتَمَّ تَمامَهُ عَلى أَكْرَم الخيرَاتِ رَبٌّ مُمجَّدُ

''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت بچپن ہی اسے ان کے عظمت والے رب نے کی ہے اور انہیں مکمل طور پر کامل بشر کے سانچے میں ڈھالا ہے''

تشریح

اس شعر میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ، آپ کے اس ارشاد کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں:

((أدبنی ربی فأحسن تادیبی))

''میرے رب نے مجھے ادب سکھایا اور بہترین ادب سکھایا ہے''

43- تَنَاهَتْ وَصَاةُ المُسْلِمِينَ بِكَفِّهِ فَلا العِلْمُ مَحْبوسٌ ولا الرَّأْیُ يُفَنَّدُ

''مسلمانوں کو ان کی طرف سے ایسا علم حاصل ہوا جس میں نہ کج روی ہے اور نہ جھوٹ کی آمیزش ہے''

تشریح

اس شعر کا معنی یہ ہے کہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی ہے اس لئے آپ کو حاصل شدہ علم ہر طرح کے نقص اور کج روی سے محفوظ ہے۔

44- أَقُولُ ولا يُلْفَى لِقَولِیَ عَائِبٌ مِنَ النَّاسِ الا عَازِبُ العَقلِ مُبعَدُ

45- وَلَيسَ هَوَائی نَازِعًا عَنْ ثَنَائِهِ لَعَلّی بِهِ فی جَنّةِ الخُلْدِ أَخْلُدُ

46- مَعَ المُصْطَفَی أَرْجو بذاكَ جِوارَهُ وفی نَيْلِ ذاكَ اليَوْمِ أَسْعی وَأَجْهَدُ

''میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جو باتیں کی ہیں ان کی مخالفت کوئی بیوقوف اور نادان شخص ہی کر سکتا ہے۔ میں ان کی تعریف میں جاری گفتگو کو ختم نہیں کرنا چاہتا ہو سکتا ہے کہ اسی کی برکت

سے مجھے جنت میں ہمیشہ کا قیام نصیب ہو جائے اور میں اس تعریف کے ذریعے جنت میں آپ ﷺ کی معیت کا خواہش مند ہوں اور میں آج اسی کے حصول کی کوشش کر رہا ہوں اور اسی کا متمنی ہوں''

﴿وصال محمد (ﷺ) کی کیسی گھڑی ہے﴾

[من الکامل]

1- ما بَالُ عَینِیكَ لا تَنَامُ كَأَنَّمَا كُحِلَتْ مَآقِیها بكُحْلِ الأَرْمَدِ

2- جَزَعاً عَلى المَهْدِیّ أَصْبَحَ ثَاوِیاً یا خَیرَ مَن وَطِیءَ الحصَی لا تَبعَدِ

3- جَنْبی یَقِیكَ التُّرْبَ لَهْفِی لَیتَنِی غُیِّبْتُ قَبْلَكَ فی بَقِیعِ الغَرْقَدِ

4- بأبی وأُمّی مَنْ شَهِدْتُ وَفَاتَهُ فی یَوْمِ الاثْنَینِ النَّبیُّ المُهْتَدی

''تیری آنکھوں کو کیا ہوا یہ سوتیں کیوں نہیں، ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے انہیں حضرت محمد ﷺ کی یاد کا سرمہ لگا دیا گیا ہے اور آپ ﷺ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے ہیں۔ زمین پر چلنے والے انسانوں میں سب سے بہترین! آپ ہم سے دور نہ جائیں۔ ہائے کاش میرا چہرہ آپ کے جسم اقدس کو مٹی سے بچا لیتا اور کاش کہ میں آپ سے پہلے بقیع الغرقد نامی قبرستان میں دفن کر دیا گیا ہوتا۔ میری ماں باپ اس ہدایت کے پیکر پیغمبر عالم پر قربان ہوں جن کی وفات پیر کے دن ہوئی اور اس وقت میں بھی حاضر تھا''

وصال محمد کی کیسی گھڑی ہے
میری آنکھ میں آنسوؤں کی لڑی ہے

تشریح

تاریخی روایات کے مطابق 12 ربیع الاول 11 ہجری بروز پیر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ مذکورہ شعر میں اسی بات کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں۔

5- فَظَلِلْتُ بَعدَ وَفَاتِهِ مُتَبَلِّداً متلددا یا لَیْتَنِی لم أُولَدِ

6- أأُقِيمُ بَعْدَكَ بالمَدِينَةِ بَيْنَهُمْ يا لَيْتَنِى صُبّحْتُ سَمّ الأسْوَدِ

7- أوْ حَلّ أمْرُ اللّهِ فِينَا عَاجِلاً في رَوْحَةٍ مِن يوْمِنا أوْ في غَدِ

8- فَتَقُومَ سَاعَتُنَا فَنَلْقى طَيّباً مَحْضاً ضَرَائِبُهُ كَرِيمَ المَحْتِدِ

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد میں غم والم کا نشان ہوں، بے قراریوں کا جہان ہوں، ہائے کاش میری ماں نے مجھے یہ دن دیکھنے کے لئے جنا ہی نہ ہوتا۔ یہ بات میرے لئے ناقابل برداشت ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میں بعد میں مدینہ میں زندہ رہوں کاش مجھے زہریلا سانپ ڈس لیتا اور میں بھی اس دنیا سے چلا جاتا۔ یا پھر ہم سب پر اپنے فیصلے کو آج یا کل نافذ کر کے ہمیں بھی اپنے پاس بلا لے اور ہم پر قیامت قائم ہوجائے اور ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرلیں جو کہ اعلیٰ صفات والے، بہترین خصائل وشمائل والے اور سنجیدہ طبیعت والے ہیں“

9- یَابِكْرَ آمِنَةَ المُبارَكَ ذِكْرُهُ وَلَدَتْهُ مُحْصَنَةٌ بِسَعْدِ الأسْوَدِ

10- نُوراً أضَاءَ على البَرِيّةِ كُلّها مَنْ يُهْدَ للنّورِ المُبَارَكِ يَهْتَدِی

”اے آمنہ کے مبارک بیٹے! جسے انہوں نے انتہائی پاکیزگی اور عفت کے ساتھ جنم دیا اور وہ دنیا کے لئے برکت کا جہاں ثابت ہوئے۔ آپ ایک ایسا نور تھے جو ساری مخلوق پر چھا گیا اور جسے اس مبارک نور کی اقتداء نصیب ہوئی وہ ہدایت یافتہ ہوگیا“

11- یَارَبّ فأجْمَعنا مَعاً ونَبِيّنَا في جَنّةٍ تَثْنی عُيونَ الحُسّدِ

12- فی جَنّةِ الفِرْدَوْسِ فاکتُبها لَنَا یا ذالجَلالِ وذا العُلا وَالسّؤدَدِ
13- وَاللّٰهِ أسْمَعُ ما بَقِیتُ بهالِكٍ الاّ بَکَیْتُ عَلی النّبیّ مُحَمّدِ

''اے میرے رب! اے عظمت و بزرگی اور سرداری کے مالک! ہمیں اور ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو اس جنت میں اکٹھا فرما دے جس کو دیکھ کر حاسدین کی آنکھیں چندھیا جائیں، ہمیں جنت الفردوس میں اکٹھا کر دے اور اسے ہمارے مقدر میں لکھ دے''

جاں نثارانِ محمد زر کے متلاشی نہیں
ان کے بینا قلب کو تیرے رحم کی چاہ ہے
روزِ محشر جب ملیں ان سے تو کہہ دیں برملا
رحمت عالم! ہمیں تیرے رحم کی چاہ ہے
حور وغلماں، عیش ومستی نعمتیں جنت کی ہیں
اس سے بڑھ کر بھی ہمیں تیرے قرب کی چاہ ہے

14- یَا وَیْحَ أنْصَارِ النّبیّ وَرَهْطِهِ بعدَ المُغَیَّبِ فی سَوَاءِ المَلْحَدِ
15- ضَاقَتْ بالأنْصَارِ البِلادُ فأصْبحتْ سُوداً وُجُوهُهُمْ کَلَوْنِ الاثْمِدِ
16- وَلَقَدْ وَلَدْنَاهُ وَفِینَا قَبْرُهُ وَفُضُولُ نِعْمَتِهِ بِنا لَمْ یُجْحَدِ

''اے انصارِ نبی ﷺ اور اے ان کی پاکیزہ جماعت! آقا ﷺ کے وصال کے بعد تمہارے غم وحزن کی کیفیت کو بیان کرنا میرے بس سے باہر ہے، اب انصار کا یہ حال ہے کہ زمین ان کے لئے تنگ ہو چکی ہے اور غم کی وجہ سے ان کے چہرے اثمد نامی سرمے کی طرح سیاہ ہوئے پڑے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے جنم لیا اور ہمارے پاس ہی ان کی قبر ہے اور ان کی بہت سے نعمتیں ہم پر ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا''

تشریح

آخری شعر میں "ولقد ولدناه" کے الفاظ ہیں جن کا معنی ہے "آپ ﷺ نے ہم سے جنم لیا" اصل بات یہ ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے قبیلہ بنو النجار کو حضور ﷺ کے آباء کا ننھیال ہونے کا شرف حاصل ہے، اسی وجہ سے انہوں نے یہ جملہ ادا فرمایا۔

17- وَاللّٰهُ أَكْرَمَنا بِهِ وهَدَى بِهِ أَنصارَهُ فی كُلِّ سَاعَةِ مَشْهَدِ

18- صَلّى الالهُ وَمَنْ يَحُفُّ بِعَرْشِهِ وَالطَّيِّبُونَ عَلى المُبارَكِ أَحْمَدِ

"اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضور ﷺ کے ذریعہ ہدایت عطا فرمائی اور ان کے ذریعہ ہمیں عزت بخشی، اللہ تعالیٰ، اس کے عرش کے گرد عبادت کرنے والے فرشتے اور تمام پاکیزہ لوگوں کا درود وسلام حضرت محمد ﷺ پر نازل ہو"

الٰہی محبوب کل جہاں کو، دل وجگر کا سلام پہنچے
نفس نفس کا درود پہنچے، نظر نظر کا سلام پہنچے
بساط عالم کی وسعتوں سے، جہان بالا کی رفعتوں سے
ملک ملک کا درود اترے بشر بشر کا سلام پہنچے

19- فرحت نصاری یثرب ویھودھا لما توارى فی الضريح الملحد

"مدینہ کے عیسائی اور یہودی اس بات پر بہت خوش ہیں کہ آقا ﷺ نے پردہ فرمالیا ہے"

تشریح

لیکن ان کی یہ خوشی انہیں کوئی فائدہ نہ دے گی کیونکہ آپ ﷺ کا دین اور پیغام دنیا کے کونے کونے میں پہنچ کر رہے گا۔ ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ پیغام دنیا کے ہر کونے میں پہنچا دیا ہے۔

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں اشک بہاتی آنکھیں

[من البسیط]

1- آلَیتُ ما فی جمیعِ النّاسِ مجتہداً مِنّی آلِیّةَ بَرٍّ غَیرِ افنَادِ
2- تَاللّٰہِ مَا حَمَلَتْ أُنثی ولا وَضَعَتْ مِثْلَ الرّسول نبی الأمة الهَادی
3- ولا بَرَا اللّٰہُ خَلْقاً مِنْ بَرِیّتِہِ أوْفی بِذِمّةِ جَارٍ أوْ بِمِیعَادِ
4- مِنَ الّذی کان فینا یُسْتَضَاءُ به مُبارَکَ الأمْرِ ذا عَدْلٍ وارْشَادِ
5- مُصَدِّقاً للنّبیّینَ الأُلی سَلَفوا وَأبذَلَ النّاسِ للمعرُوفِ لِلجادی

''میں ایک سچی، پوری اور خیر خواہی والی قسم کھاتا ہوں، اللہ کی قسم! ساری دنیا کے لوگوں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا انسان کسی ماں نے نہیں جنا، آپ رسول و نبی اور ہدایت کا داعی بن کر تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق میں ان جیسا کوئی پیدا نہیں کیا جو اپنی بات کا پکا اور وعدہ کو نبھانے والا ہو۔ ان سے روشنی کا فیضان حاصل کیا جاتا تھا، آپ برکت والے، انصاف کرنے والے اور خیر خواہی پھیلانے والے تھے۔ آپ نے سابقہ انبیاء کی تصدیق فرمائی اور لوگوں میں آپ سے بڑھ کر سخاوت کرنے والا کسی نے نہیں دیکھا''

6- یا أفضَلَ الناس انی کنتُ فی نَهَرٍ أصْبحتُ منهُ کمِثلِ المُفرَدِ الصّادی
7- أمسَی نِساؤکَ عطّلنَ البُیوتَ فَما یَضْرِبْنَ فَوْقَ قَفَا سِتْرٍ بأوْتَادِ
8- مِثلُ الرّوَاهِبِ یَلبسنَ المُسوحَ وقَدْ أیْقَنّ بالبُؤسِ بَعدَ النّعمةِ البَادی

''اے ساری مخلوق میں سب سے افضل! میری مثال ایک شدید پیاس کے مارے شخص کی تھی اور آپ نے ایک صاف ستھری ٹھنڈی

نہر کی طرح اسے سیراب کردیا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے
حجرے ویران ہو گئے اب وہاں کوئی نہیں جاتا، اور آپ کی ازواج
نے آپ کے غم میں ہر طرح کی زینت اور آرائش کو ترک کر دیا ہے
اور وہ یقین کر چکی ہیں کہ آقا کے وصال کے بعد نعمتیں اور خوشیاں
بھی رخصت ہو گئیں"

تجھ سا کوئی نہیں

[من الطويل]

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات بیان کیجئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت حسان کے اس شعر کا پورا پورا مصداق اور
اس کی حقیقی تصویر تھے"

1- مَتى يَبْدُ في الدّاجي البهيم جبينهُ يَلُحْ مِثلَ مِصْباحِ الدُّجى المُتوَقّدِ

2- فمَنْ كانَ أوْ يَكونُ كأحْمَدٍ نِظامٌ لِحَقٍّ أوْ نكالٌ لِمُلحِدِ

"جب تاریکی کے سمندر میں ان کی پیشانی ظاہر ہوتی تھی تو وہ یوں
چمکتی جیسے کوئی روشن اور دہکتا ہوا چراغ نمایاں کر دیا گیا ہو۔ پہلے لوگوں
میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی نہ گزرا اور آئندہ بھی کون آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا
ہو سکتا ہے آپ حق کے محافظ اور باطل کا قلع قمع کرنے والے تھے"

تشریح

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے یہ مایہ ناز اشعار پڑھ لینے کے بعد حضرت اقدس سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دردِ محبت میں ڈوبی یہ نعت بھی ملاحظہ فرمائیے:

اے رسول امیں، خاتم المرسلیں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق ویقیں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

اے براہیمی وہاشمی خوش لقب ، اے تو عالی نسب، اے تو والا حسب
دودمان قریشی کے در ثمیں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

دست قدرت نے ایسا بنایا تجھے ، جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں، اے ابد کے حسیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

بزم کونین پہلے سجائی گئی، پھر تری ذات منظر پہ لائی گئی
سید الاولیں، سید الآخریں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا، اس زمیں میں ہوا آسماں میں ہوا
کیا عرب کیا عجم سب ہیں زیر نگیں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

تیرے انداز میں وسعتیں فرش کی ، تیری پرواز میں رفعتیں عرش کی
تیرے انفاس میں خلد کی یاسمیں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

''سدرۃ المنتہیٰ'' رہگزر میں تری، ''قاب قوسین'' گرد سفر میں تری
تو ہے حق کے قریں، حق ہے تیرے قریں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کہکشاں ضو ترے سرمدی تاج کی ، زلف تاباں حسیں رات معراج کی
''لیلۃ القدر'' تیری منور جبیں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

مصطفیٰ مجتبیٰ ، تیری مدح وثنا ، میرے بس میں نہیں دسترس میں نہیں
دل کو ہمت نہیں، لب کو یارا نہیں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

کوئی بتلائے کیسے سراپا لکھوں، کوئی ہے! وہ کہ میں جس کو تجھ سا کہوں
توبہ توبہ! نہیں کوئی تجھ سا نہیں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

چار یاروں کی شان جلی ہے بھلی، ہیں یہ صدیق، فاروق، عثماں، علی
شاہد عدل ہیں یہ ترے جانشیں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

اے سراپا نفیس انفس دوجہاں، سرور دلبراں دلبر عاشقاں
ڈھونڈتی ہے تجھے میری جان حزیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں (1)

﴿تدفین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر﴾

[من البسيط]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مندرجہ ذیل شعر اس وقت کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی قبر مبارک میں اتارا گیا تھا:

1- أَلَا دَفَنْتُمْ رَسُولَ اللّٰهِ فِي سَفَطٍ   مِنَ الْأَلُوَّةِ والكافورِ مَنْضُودِ

"تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے خوشبودان میں اتارا ہے جسے عود اور کافور کی لکڑیوں سے جوڑ کر تہہ بہ تہہ بنایا گیا ہے"

تشریح

اس شعر میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ آقا کی قبر مبارک کو ایک ایسے خوشبودان سے تشبیہ دے رہے ہیں جس کی بناوٹ کے لئے بھی دو خوشبو دار لکڑیاں عود اور کافور استعمال کی گئی ہیں۔ یعنی یہ قبر سراپائے خوشبو ہے اور جو ہستی اس میں اتاری جارہی ہے اس کا بدن میں اتنا معطر اور ایسی عمدہ خوشبو والا ہے جس کی نظیر اس دنیا میں موجود نہیں۔ اسی وجہ سے صحابہ کرام کہا کرتے تھے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ سے زیادہ خوشبودار کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔

---

(1) نفائس النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ص: 31-31

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی یاد میں

[من الکامل]

1- أترَکتُمُ غَزوَ الدُّروبِ وَجِئتُمُ لِقِتالِ قَومٍ عِندَ قَبرِ مُحَمَّدِ
2- فَلَبِئسَ هَدْیُ الصّالحینَ هَدَیتُمُ وَلَبِئسَ فِعْلُ الجاهِلِ المُتعمِّدِ
3- ان تُقبِلوا نجعَلْ قِرَی سَرَوَاتکم حَوْلَ المَدینَةِ کلَّ لَدْنٍ مِذْوَدِ
4- أوْ تُدبِرُوا فَلَبِئسَ ما سافَرْتُمُ وَلَمِثْلُ أمْرِ امامِکُمْ لَمْ یَهْتَدِ
5- وکأنّ أصْحابَ النّبیّ عَشِیّةً بُدْنٌ تُنحَّرُ عِندَ بابِ المَسْجِدِ
6- فَابْكِ أبَا عَمْرو لِحُسْنِ بَلَائِهِ أمْسٰی مُقِیْمًا فِیْ بَقِیعِ الغَرْقَدِ

''(اے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلو!) تم نے سرحدوں پر جنگ کرنے کے بجائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس لڑائی کی ہے، تمہارا یہ عمل اگر کسی نیک آدمی کی اقتدا میں ہے تو پھر بھی برا ہے اور اگر جان بوجھ کر جاہل کی پیروی میں ہے تو پھر بھی برا ہے۔ اگر تم سامنے آئے تو ہم تمہارے سرداروں کی مہمانی تیز اور مضبوط نیزوں سے کریں گے اور اگر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے تو تمہارا یہ سفر بدترین ہوگا اور تمہارے قائد کی گمراہی اور ذلت کی علامت ہوگا۔ وہ دن بھی کیا تاریک اور بھیانک دن ہوگا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے پاس آپ کے اصحاب کو اونٹوں کی طرح ذبح کیا جارہا تھا۔ اے دوست! ابو عمرو (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے غم میں رو اور ان پر ٹوٹنے والی مصیبت کو یاد کر، اب وہ بقیع الغرقد نامی قبرستان میں قیام اختیار کر چکے ہیں''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے خطاب

[من الطویل]

1- ماذا أَرَدتُمْ من أخی الخَیرِ بارَکَتْ یَدُ اللّٰہِ فی ذاکَ الأدیمِ المُقَدَّدِ

2- قَتَلْتُمْ وَلِیَّ اللّٰہِ فی جَوْفِ دارِہِ وَجِئْتُمْ بأمْرٍ جَائِرٍ غَیرِ مُھْتَدی

3- فَھَلاَّ رَعَیْتُمْ ذِمَّۃَ اللّٰہِ وَسْطَکُم وَأَوْفَیتُمْ بالعَھْدِ عَھْدِ مُحمّدِ

4- ألَمْ یَکُ فیکُمْ ذا بَلاءٍ وَمَصْدَقٍ وَأَوْفاکُمْ عَھْداً لدَی کلّ مَشھَدِ

5- فلا ظَفِرَتْ أیمانُ قَوْمٍ تَظاھَرَتْ علی قَتْلِ عُثمانَ الرّشیدِ المُسَدَّدِ

''تم اس خیر والے عثمان سے کیا چاہتے تھے؟ اللہ تعالیٰ نے ان کی زخمی کھال میں اپنی برکت کو نازل فرما دیا ہے۔ تم نے اللہ تعالیٰ کے دوست کو اس کے گھر میں شہید کر دیا ہے اور تم نے ایک ایسا کام کیا ہے جو سراسر ظلم و زیادتی اور گمراہی پر مبنی ہے۔ تم نے اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدہ کا لحاظ بھی نہ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کی پاسداری نہ کی۔ کیا تم میں ایسا کوئی شخص نہ تھا جو سچائی اور حقیقت کو مدنظر رکھ سکتا اور ہر مقام پر وعدہ پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا۔ ان لوگوں کی قسمیں کبھی پوری نہ ہوں جنہوں نے رشد و ہدایت کے پیکر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر چڑھائی کی اور انہیں شہید کیا ہے''

حضرت صفوان بن معطل سے تنازعہ

[من البسیط]

جب حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کے بارے میں اہل مدینہ کے دل تشویش اور شکوک شبہات کا شکار ہوئے اور منافقین نے سادہ لوح مسلمانوں کو برانگیختہ کر کے ان کے کردار کو مشکوک بنانے کی کوشش کی تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں سے تھے جو منافقین کی باتوں میں آ گئے تھے۔

اس صورت حال کے پیش نظر حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں قید ہو کر رہ گئے اور اس بات کی نذر مانی کہ جب اللہ تعالیٰ ان کی برأت کا حکم نازل فرما دیں گے تو وہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ پر تلوار کا وار کریں گے۔ پھر جب آیات برأت نازل ہوئیں جن کا ذکر سورۃ النور میں موجود ہے، صفوان بن معطل نے اپنی نذر پوری کرنے کے لئے حضرت حسان صلی اللہ علیہ وسلم پر وار کرنے کا ارادہ کر کے انہیں زخمی کر دیا۔ اس پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو ان کے اس زخم کے بدلے ماریہ قبطیہ کی بہن سیرین جو کہ باندی تھیں ہدیہ میں دے دیں۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار میں حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ سے اپنے قلبی بعد اور دوری کا اظہار کیا ہے:

1- أمسَى الخلابيسُ قد عزّوا وقَد كَثرُوا　　وَابنُ الفُرَيْعَةِ أمسَى بيضَةَ البَلَدِ

"ذلیل اور کمینے لوگ زیادہ اور باعزت ہو گئے ہیں اور ابن الفریعہ
(حسان بن ثابت) شہر کا سردار بن گیا"

2- جاءتْ مُزَينَةُ مِن عَمقٍ لتُخرِجَني　　اخْسَىْ مُزَيْنَ وفي أعناقكُم قِدَدى

"مزینہ والے مقام عمق سے نکل کر مجھے نقصان پہنچانے آ گئے ہیں
اے مزینہ والو! تم رسوا ہو جاؤ تمہاری گردنوں میں میرے پٹے ہیں"

تشریح

''مزینہ'' عمرو بن اُد بن طابخہ بن الیاس بن مضر کی اولاد کو کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ کلب بن وبرہ کی بیٹی مزینہ کی طرف منسوب ہیں۔

اس شعر میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مزینہ والوں کو کتوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

3- يَمْشُونَ بالقَوْلِ سِرًّا في مُهادَنَةٍ يُهَدّدوني كأنّي لسْتُ مِنْ أحَدِ

4- قدْ ثَكِلتْ أمُّهُ مَن كنتُ وَاجِدَهُ أوْ كانَ مُنتشِباً في بُرْثُنِ الأسدِ

5- ما البَحرُ حينَ تَهُبُّ الرّيحُ شامِيةً فَيَغْطئِلُّ وَيَرْمي العِبْرَ بالزّبَدِ

6- يَوْمًا بِأغْلَبَ مِنّي يوم تُبْصِرُني أفْرِي مِنَ الغَيظِ فَرْيَ العارِضِ البَرِدِ

''بزدلی کی وجہ سے ان کی حالت یہ ہے کہ امن کے زمانہ میں بھی ڈر ڈر کر خفیہ باتیں کرتے ہیں اور مجھے دھمکیاں یوں دیتے ہیں جیسے میرا کوئی رشتہ دار یا قبیلہ نہیں ہے۔ جس شخص سے میدان جنگ میں میرا آمنا سامنا ہو جائے تو اس کی ماں اسے کھو دیتی ہے، میرا دشمن اس شکار کی طرح ہے جو شیر کے پنجے میں پھنس چکا ہو۔ میں اس سمندر کی طرح ہوں جو طوفان کی وجہ سے بپھر چکا ہو اور جھاگ پھینک رہا ہو، جنگ کے دن مجھ سے زیادہ خطرناک کوئی نہیں ہو سکتا جب میں غصے کی وجہ سے بارانی بادل کی طرح گرج رہا ہوتا ہوں''

7- مَا لِلْقَتِيلِ الّذي أسْمُو فآخُذُه مِنْ دِيَةٍ فِيهِ يُعْطاها وَلا قَوَدِ

8- أبْلِغْ عُبَيْداً بأنّي قدْ تَرَكْتُ لَهُ مِنْ خَيْرِ مَا تَترُكُ الآباءُ لِلوَلَدِ

9- الدّارُ وَاسِعَةٌ والنّخلُ شارِعَةٌ والبِيضُ يرْفُلنَ في القَسّيّ كالبَرَدِ

''جس شخص کو میں قتل کرتا ہوں اس کی نہ دیت ہوتی ہے اور نہ ہی قصاص۔ عبید (یعنی حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا بیٹا) کو میری طرف سے یہ بات پہنچا دو کہ میں نے اس کو ہر اس خیر کا وارث بنایا ہے جو باپ اپنے

بیٹوں کے لئے چھوڑ سکتا ہے۔ کشادہ گھر، پھیلے ہوئے کھجور کے درخت اور ایسی مال دار عورتیں جنہوں نے مقام قس کے کپڑے اوڑھ رکھے ہیں"

﴿ربیعہ کے نام ایک پیغام﴾

[من الوافر]

ماہ صفر سن ۴ ہجری میں عامر بن مالک ابو براء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہدیہ پیش کیا۔ لیکن آپ نے قبول نہیں فرمایا۔ اور ابو براء کو اسلام کی دعوت دی لیکن ابو براء نے نہ تو اسلام قبول کیا اور نہ رد کیا بلکہ یہ کہا کہ اگر آپ اپنے چند اصحاب اہل نجد کی طرف دعوت اسلام کی غرض سے روانہ فرمائیں تو میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس دعوت کو قبول کریں گے آپ نے فرمایا مجھ کو اہل نجد سے اندیشہ اور خطرہ ہے۔ ابو براء نے کہا میں ضامن ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر صحابہ کو جو قراء کہلاتے تھے اس کے ہمراہ روانہ کر دیئے اور منذر بن عمرو ساعدی رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔

یہ نہایت مقدس اور پاکباز جماعت تھی، دن کو لکڑیاں چنتے اور شام کو فروخت کر کے اصحاب صفہ کے لئے کھانا لاتے اور شب کا کچھ حصہ درس قرآن میں اور کچھ حصہ قیام لیل اور تہجد میں گزارتے۔

یہ لوگ یہاں سے چل کر بئر معونہ پر جا کر ٹھہرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط عامر ابن طفیل کے نام (جو قوم بنی عامر کا رئیس اور ابو براء کا بھتیجا تھا) لکھوا کر حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ماموں حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا۔

جب یہ لوگ بئر معونہ پر پہنچے تو حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کو آپ کا والا نامہ دے کر عامر بن طفیل کے پاس بھیجا۔ عامر بن طفیل نے خط دیکھنے سے پہلے ہی ایک شخص کو ان کے قتل کا اشارہ کیا۔ اس نے پیچھے سے ایک نیزہ مارا جو پار ہو گیا۔ حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے اس وقت یہ الفاظ نکلے:

((اللہ أکبر فزت ورب الکعبة))

''اللہ اکبر قسم ہے کعبہ کے پروردگار کی! میں کامیاب ہو گیا''

اور بنی عامر کو بقیہ صحابہ کے قتل پر ابھارا لیکن عامر کے چچا ابو براء کے پناہ دے دینے کی وجہ سے بنی عامر نے امداد دینے سے انکار کر دیا۔

عامر بن طفیل جب ان سے ناامید ہوا تو بنو سلیم سے امداد چاہی عصیہ، رعل اور ذکوان نامی قبائل اس کی امداد کے لئے تیار ہو گئے اور سب نے مل کر تمام صحابہ کو بلا قصور شہید کر ڈالا صرف کعب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ بچے ان میں حیات کی رمق باقی تھی، اس لئے ان کو مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ بعد میں ہوش میں آ گئے اور مدت تک زندہ رہے اور غزوہ خندق میں شہید ہوئے۔ ان کے علاوہ دو شخص اور بھی بچ گئے، ایک کا نام منذر بن محمد اور دوسرے کا نام عمرو بن امیہ ضمری تھا۔ یہ دونوں مویشی چرانے جنگل میں گئے ہوئے تھے۔ یکا یک آسمان کی طرف پرندے اُڑتے نظر آئے یہ دیکھ کر گھبرائے گئے اور کہا کوئی بات ضرور ہے۔ جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ تمام رفقاء خون میں نہائے ہوئے بستر شہادت پر سو رہے ہیں۔ دونوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ کیا کریں عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے کہا مدینہ چلیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر اس کی خبر دیں منذر رضی اللہ عنہ نے کہا خبر تو ہوتی رہے گی، شہادت کیوں چھوڑوں الغرض دونوں آگے بڑے حضرت منذر رضی اللہ عنہ تو لڑ کر شہید ہو گئے اور عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو انہوں نے گرفتار کر لیا۔ اور عامر بن طفیل کے پاس لے گئے اور عامر نے ان کے سر کے بال کاٹے اور یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ میری ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی نذر مانی تھی لہٰذا میں اس نذر میں تم کو آزاد کرتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ تمام عمر کبھی اتنا صدمہ نہیں ہوا اور ایک مہینہ تک صبح کی قنوت میں ان لوگوں کے حق میں بددعا فرماتے رہے اور صحابہ کو اس واقعہ کی خبر دی کہ تمہارے اصحاب اور احباب شہید ہو گئے اور انہوں نے حق تعالیٰ سے یہ درخواست کی تھی کہ ہمارے بھائیوں کو یہ پیغام پہنچا دیں کہ ہم اپنے رب سے جا ملے اور ہم اس سے راضی ہیں اور ہمارا رب ہم سے راضی ہے۔(1)

(2) سیرۃ المصطفیٰ للکاندھلوی (2/ 280-267)، بحوالہ زرقانی (2/ 77)، تاریخ الطبری (35/3)، الخصائص الکبری (1/ 223)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار میں ابو براء کے بیٹے ربیعہ کو پیغام دیا ہے اور انہیں اس پر ابھارا ہے کہ وہ اپنے والد کی جانب سے انتقام لیں جن کے امان کو خراب کیا گیا ہے:

1- ألا مَنْ مُبلغٌ عنّی رَبیعاً فما أحدَثَتْ فی الحَدثَانِ بعدی

2- أبُوكَ أبُو الفعَالِ أبو بَرَاءٍ وَخالُكَ ماجِدٌ حكَمُ بنُ سَعْدِ

3- بَنِی أُمِّ البَنینَ ألمْ یَرُعْكُمْ وَأنتُمْ مِن ذَوَائِبِ أهلِ نَجْدِ

4- تَهَكُّمُ عَامِرٍ بأبی بَراءٍ لِیُخفِرَهُ وما خَطاءٌ كَعَمْدِ

''میری طرف سے ربیعہ کو یہ پیغام پہنچا دو کہ میرے بعد زمانہ میں کیا حادثہ پیش آیا ہے۔ ربیعہ کو بتاؤ کہ تمہارے والد ابو براء تو بڑے سخی اور معزز آدمی ہیں اور تمہارے ماموں حکم بن سعد بھی شریف لوگوں میں سے ہیں۔ اے اس عظیم ماں کے بیٹوں جس نے بہت سے جانباز بیٹوں کو جنم دیا ہے، نجد والوں میں تمہاری شان بہت بلند ہے، اس کے باوجود تمہیں عامر بن طفیل کی حرکت پر طیش کیوں نہیں آتا؟ کہ اس نے ابو براء سے کیے ہوئے عہد کو توڑ ڈالا ہے، غلطی سے کیا ہوا کام اور جان بوجھ کر کی گئی حرکت برابر نہیں ہو سکتے''

جب حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ تک حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار پہنچے تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست کی کہ انہیں اجازت دی جائے کہ وہ عامر بن طفیل کو اس کی اس حرکت کا مزا چکھائیں، انہیں اجازت مرحمت کر دی گئی چنانچہ ربیعہ نے ایک روز عامر بن طفیل پر زور دار وار کیا اور اسے بری طرح زخمی کر دیا لیکن اس کی قوم کے لوگ اسے بچا کر لے گئے۔

گرے پڑے لوگ

[من الکامل]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار کا تعلق "غزوہ ذی قرد" سے ہے۔ یہ غزوہ ربیع الاول ۶ھ میں پیش آیا۔

"ذی قرد" ایک چشمہ کا نام ہے جو بلاد غطفان کے قریب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیوں کی چراگاہ تھی، عیینہ بن حصن فزاری نے چالیس سواروں کی ہمراہی میں اس چراگاہ پر چھاپہ مارا اور آپ کی اونٹنیاں پکڑ کر لے گیا۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو جو اونٹنیوں کی حفاظت پر متعین تھے ان کو قتل کر ڈالا اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی بیوی کو پکڑ کر لے گئے۔

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اطلاع ملتے ہی ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور ایک ٹیلہ پر کھڑے ہو کر "یا صباحاہ" کے تین نعرے لگائے جس سے مدینہ گونج اٹھا۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بڑے تیر انداز تھے، دوڑ کر ان کو پانی کے ایک چشمہ پر جا پکڑا ان پر تیر برساتے جاتے تھے اور یہ شعر پڑھتے جاتے تھے:

أَنَا ابنُ الأَكْوَعِ والیومُ یومُ الرُّضَّعِ

میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کے دن معلوم ہو جائے گا کہ کس نے شریف عورت کا دودھ پیا ہے اور کون کمینہ ہے"

ان کے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ سو یا سات سو آدمی لے کر روانہ ہوئے اور تیزی سے مسافت طے کر کے وہاں پہنچے اور آپ اپنے روانہ ہونے سے پہلے بھی چند سوار روانہ فرما چکے تھے، ان لوگوں نے پہلے پہنچ کر ان کا مقابلہ کیا۔ دو آدمی مشرکین کے مارے گئے ایک مسعدۃ بن حکمہ جس کو ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور دوسرا ابان بن عمر جس کو عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور مسلمانوں میں سے محرز بن فضلہ جن کا لقب "اخرم"

ہے، عبدالرحمن بن عیینہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان کو فلاں جگہ پیاسا چھوڑ آیا ہوں، اگر سو آدمی مجھ کو مل جائیں تو سب کو گرفتار کر لاؤں آپ نے فرمایا:

((یا ابن الأکوع ملکت فاسجع))

''اے ابن اکوع! جب تو قابو پائے تو نرمی کر''

مشرکین شکست کھا کر بھاگ گئے، رسول اللہ ﷺ ایک شبانہ روز وہیں مقیم رہے اور صلوٰۃ الخوف پڑھی اور پانچ دن کے بعد مدینہ واپس ہوئے۔ (1)

یہ لڑائی غزوہ غابہ یا غزوہ ذی قرد کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار اسی لڑائی کے بارے میں ہیں:

1- هَلْ سَرَّ أَوْلَادَ اللَّقِيطَةِ أَنَّنَا سِلْمٌ غَدَاةَ فَوَارِسِ المِقْدَادِ

2- كُنَّا ثَمَانِيَةً، وَكَانُوا جَحْفَلاً لَجِباً، فَشُلُّوا بِالرِّمَاحِ بَدَادِ

''کیا اس گری پڑی عورت کی اولاد کو یہ بات خوش کرتی ہے کہ مقداد کے گھڑ سواروں کی لڑائی کے دن ہم صلح کو پسند کرنے والے تھے۔ ہم صرف آٹھ آدمی تھے اور وہ شور مچاتا ایک بڑا لشکر تھا جسے ہمارے نیزوں نے ادھر ادھر بھاگنے پر مجبور کر دیا''

تشریح

مقداد سے مراد ابوالاسود ہیں جو انصار کے اس لشکر کے قائد تھے جو اونٹوں کی وصول یابی کے لئے روانہ کیا گیا تھا۔

3- لَوْلَا الَّذِي لَاقَتْ وَمَسَّ نُسُورَهَا بِجَنُوبِ سَايَةَ أَمْسِ بِالتَّقْوَادِ

4- أَفْنَى دَوَابِرَهَا وَلَاحَ مُتُونَهَا يَوْمٌ تُقَادُ بِهِ وَيَوْمُ طِرَادِ

5- لَلَقِينَكُمْ يَحْمِلْنَ كُلَّ مُدَجَّجٍ حَامِي الحَقِيقَةِ مَاجِدِ الأَجْدَادِ

6- كُنَّا مِنَ الرُّسْلِ الَّذِينَ يَلُونَكُمْ إِذْ تَقْذِفُونَ عِنَانَ كُلِّ جَوَادِ

(1) فتح الباری (353/7)، زرقانی (153/2)، سیرۃ المصطفیٰ (339/2)

7- كلاّ وَرَبِّ الرّاقِصاتِ الى مِنًى وَالجائِبينَ مَخارِمَ الأطْوَادِ
8- حَتى نُبيلَ الخَيْلَ فى عَرَصَاتِكُمْ وَنَؤوبَ بِالمَلَكَاتِ وَالأوْلادِ
9- زَهْواً بِكُلّ مُقَلّصٍ وَطِمِرّةٍ فى كلّ مُعْتَرَكٍ عَطَفْنَ وَوَادِ
10- كانُوا بِدَارٍ نَاعِمِينَ فبُدّلوا آيّامَ ذى قَرَدٍ وُجُوهَ عِبَادِ

''سایل نامی وادی میں ہمارے گھوڑوں کو پہنچنے والے زخم اور تکلیفیں حائل نہ ہوتیں تو ہم اعلیٰ اور بہادر گھوڑوں کے ساتھ تمہارا سامنے کرتے، اپنے قابل حفاظت چیزوں کی حفاظت کر کے دکھاتے۔ منی کی طرف جاتے ہوئے رقص کرنے والی اونٹنیوں کی قسم! کہ ہم گھوڑوں کو تمہارے علاقے میں لے کر آئیں گے اور تمہاری عورتوں اور بچوں کو لے کر واپس جائیں گے۔ ہم ہر بہادر اور مضبوط نسلی گھوڑے کو لے کر حملہ کریں گے اور تمہارے علاقے کے لوگ جو کہ عیش و آرام کی زندگی گزارا کرتے تھے ہمارے حملے کے بعد بندروں کی سی زندگی گزاریں گے اور ہمارے غلام بن جائیں گے''

پی ہے لیکن بہکا نہیں ہوں

[من المنسرح]

1- أنْظُرْ خَليلى بِبطْنِ جلّقَ هَلْ تُؤنِسُ دُونَ البَلْقاءِ مِن أحَدِ
2- جمالَ شَعْثاءَ قَدْ هَبَطْنَ مِنَ الْـ مَحْبَسِ بَيْنَ الكُثْبانِ فالسّنَدِ
3- يَحْمِلْنَ حُوّاً حُورَ المَدامعِ في الرَّ يْطِ وَبِيضَ الوُجوهِ كالبَرَدِ
4- مِنْ دونِ بُصْرَى، وخلفَها جَبَلُ الثلـ جِ عليْهِ السّحَابُ كالقِدَدِ

''اے میرے دوست! وادی جلق سے مقام بلقاء تک دیکھ، کیا تو

کسی سے محبت محسوس کرتا ہے، شعثاء کے جمال کو دیکھ جوان عورتوں
کے ساتھ ہے جو محبس، کثبان اور سند نامی مقام سے گزر کر
آرہی ہیں، ان کے ہونٹوں میں گندمی رنگ کی آمیزش ہے، ان کی
آنکھیں بڑی اور خوبصورت ہیں اور ان کے چہرے برف کی طرف
سفید ہیں، وہ مقام بصریٰ سے آئی ہیں اور اس کے پیچھے برف کا
پہاڑ یعنی جبل حرمون ہے جس پر بادل بکھر بکھر کر چلے ہیں''

5- انی وَرَبِّ المُخَيَّسَاتِ وما يقْطَعْنَ مِنْ كلّ سَرْبَخٍ جَدَدِ
6- وَالبُدْنِ اذْ قُرِّبَتْ لِمَنْخرِهَا حِلْفَةَ بَرّ اليَمِينِ مُجْتَهِدِ
7- ماحُلْتُ عَنْ خيرِ ما عَهِدتِ وَلا أَحْبَبْتُ حُبّي اياكِ مِنْ أحَدِ

''(اے محبوبہ) میں تابع فرمان اونٹوں کے رب کی، ان اونٹوں
کے طے کردہ فاصلوں کی اور ان اونٹوں کی جنہیں قربان گاہ میں
پیش کردیا جائے، قسم کھاتا ہوں کہ جو وعدے میں نے تجھ سے کئے
تھے ان میں سے کسی وعدہ کے خلاف نہیں کیا اور جتنی محبت میں نے
تجھ سے کی ہے اتنی کسی سے نہیں کی''

8- تَقولُ شَعثاءُ لوْ تُفيقُ منَ الـ كَأسِ لأُلْفِيتَ مُثْرِىَ العَدَدِ
9- أهوَى حديثَ النّدمانِ فى فَلَقِ الصّـ بْحِ وَصَوْتَ المُسَامِرِ الغَرِدِ
10- يأبَى لىَ السّيفُ واللّسَانُ وَقَوْ مٌ لَمْ يُضَامُوا كلِبْدَةِ الأسَدِ
11- لا أخدِشُ الخَدْشَ بالنّديمِ وَلا يَخْشَى جَلِيسى اذا انتشَيْتُ يَدى
12- ولا نَديمىَ العِضُّ البَخِيلُ وَلا وَلا يَخافُ جارى مَا عِشْتُ مِن وَبَدِ

''شعثاء کہتی ہے کہ اگر تو شراب کو چھوڑ دے تو تجھے بہت سا مال و
دولت حاصل ہوسکتا ہے، اس کی بات اپنی جگہ لیکن میں تو صبح کی
پھوٹتی ہوئی روشنی شراب کے ساتھیوں اور سریلی آواز میں قصہ گوئی
کرنے والے کی آواز کا دیوانہ ہوں۔ میری تلوار، زبان اور شیر کی
طرح بہادر قوم مجھے ہر اس کام سے روک کے رکھتی ہے جو نامناسب

اور شرفاء کے شایان نشان نہ ہو، پس جب شراب پی لیتا ہوں تو بہکتا نہیں ہوں جس کی وجہ سے میرا ہم نشین میری برائی سے محفوظ رہتا ہے، نیز کوئی بداخلاق اور بخیل شخص شراب کی مجلس میں میرا ساتھی نہیں بن سکتا اور جب تک میں زندہ ہوں میرے پڑوسی کو تنگ دستی لاحق نہیں ہو سکتی"

تشریح

شعثاء نامی خاتوں کا تعارف پہلے گزر چکا ہے۔

زمانہ جاہلیت کے ان اشعار میں حضرت حسان ﷺ کا منشاء یہ ہے کہ میں شراب پی کر بہکتا نہیں ہوں بلکہ ہوش وحواس میں رہتا ہوں اور ایسا کوئی کام نہیں کرتا جو میرے لئے نامناسب ہو۔ نیز شراب کی عادت کے باوجود مجھے کوئی مالی پریشانی لاحق نہیں جس کی وجہ سے میری سخاوت کا عالم یہ ہے کہ میرے پڑوسی بھی میرے مال سے مستفید ہوتے ہیں اور جب تک میری زندگی ہے انہیں پریشانی اور ناداری کا منہ نہ دیکھنے دوں گا۔

﴿میرا تعارف﴾

[من الطويل]

1- ألا أبْلِغِ المُسْتَسْمِعِينَ بِوَقْعَةٍ تَخِفُّ لهَا شُمْطُ النّساءِ القَوَاعِدُ

2- وظَنُّهُمُ بي أ نّني لِعَشِيرَتي عَلى أيّ حالٍ كانَ حامٍ وَذائِدُ

3- فانْ لَمْ أُحَقّقْ ظَنّهُمْ بِتيَقّنٍ فَلا سَقَتِ الأوْصَالَ مِنّي الرّواعِدُ

4- وَيَعْلَمُ أكْفَاني مِنَ النّاسِ أنّني أنا الفارِسُ الحَامي الذّمارِ المُناجِدُ

5- ومَا وَجَدَ الأعْدَاءُ فيّ غَمِيزَةً وَلَا طَافَ لي مِنْهُمْ بوَحْشيَ صَائِدُ

6- وان لم يزَل لي منذ أدرَكتُ كاشِحٌ عَدُوٌّ أُقاسِيهِ وآخَرُ حَاسِدُ

7- فَما مِنْهُما الاَّ وَاَنّي اَكِيلُهُ بِمِثْلٍ لَهُ مِثْلَينِ اَوْ اَنا زَائِدُ

''خبردار! غور سے سننے والوں کو ایک ایسے واقعے کی خبر دے دو جس کی ہولنا کی سے صحت مند عورتیں بھی کمزور ہو جائیں۔ لوگ میرے بارے میں یہ گمان کرتے ہیں کہ میں ہر حال میں اور ہر جگہ اپنے خاندان کی حمایت کرنے والا ہوں۔ اگر میں لوگوں کے اس گمان کو سچا کر کے نہ دکھاؤں تو میری قبر پر بارش نہ برسے۔ میرے ہم عمر اور ہم مجلس لوگ جانتے ہیں کہ میں ایک ایسا شہ سوار ہوں جو اپنے قبیلہ کی حمایت کرنے والا اور میدان جنگ میں بہادری کے جوہر دکھانے کی صلاحیت رکھتا ہوں۔ دشمنوں کو میرے اندر کوئی کمزوری نظر نہ آئے گی اور میں شکار کی جگہوں میں بھی شکار نہیں کیا جا سکتا، جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے تو اپنے اردگرد ایک ایسے دشمن کو پایا ہے جو اپنے کینہ کو دل میں چھپائے ہوئے ہے اور میں اس سے برابری کا سلوک کرتا ہوں اس کے علاوہ ایک حاسد ہے جو میرے حسد میں مبتلا ہے ان دونوں دشمنوں سے جب بھی میرا مقابلہ ہوتا ہے تو میں ان کے برابر رہتا ہوں یا ان سے آگے بڑھ جاتا ہوں''

8- فانْ تَسْألي الأَقوَامَ عنّي فانّني الي مَحتِدٍ تَنْمي اَلَيْهِ المَحاتِدُ

9- أنا الزّائِرُ الصّقرَ ابنَ سلْمي وَعندَهُ اُبَيٌّ وَنُعْمَانٌ وَعمْرٌو وَوَافِدُ

10- فاَوْرَثَني مَجْداً ومَن يجْنِ مِثلَها بحَيْثُ اجْتناها ينقلِبْ وَهْوَ حامِدُ

11- وَجَدّي خَطيبُ النّاس يوْمَ سُميحةٍ وَعمّي ابنُ هِندٍ مُطعمُ الطّيرِ خالِدُ

''اگر لوگ میرے بارے میں سوال کریں تو انہیں بتا دو کہ میرا تعلق ایک ایسے خاندان سے ہے جس کی شرافت و رفعت کی کوئی انتہاء نہیں ہے۔ میں نے سلمی کے بیٹے کی زیارت کر رکھی ہے اور اس کے پاس ابی، نعمان، عمرو اور وافد بھی تھے۔ پس اس نے مجھے وراثت میں بزرگی بخشی ہے اور جس کو بھی ایسی عزت ملے وہ

تعریف کیا ہی کرتا ہے۔ میرا دادا ''یوم سمیحہ'' کو لوگوں میں سب سے
بڑا خطیب ثابت ہوا تھا اور میرا چچا خالد بن زید لوگوں کو پرندوں کا
گوشت کھلایا کرتا تھا''

تشریح

''ابن سلمیٰ'' سے مراد نعمان بن منذر ہے جو حیرہ کا بادشاہ تھا، سلمیٰ اس کی ماں کا نام ہے۔

''یوم سمیحة'' سے مراد زمانہ جاہلیت میں اوس اور خزرج قبیلوں کے اہم دنوں میں سے ایک دن ہے۔ جس میں اوس اور خزرج کے لوگ اپنا مقدمہ لے کر حضرت حسان کے والد ثابت بن منذر یا ان کے دادا منذر کے پاس آئے تھے۔

ابن ہند سے مراد خالد بن زید ہیں جن کا تعلق بنو النجار سے ہے۔

12- ومنّا قتيلُ الشّعبِ أوْسُ بنُ ثابتٍ شَهيداً وأسنى الذكرَ منى المشاهِدُ

13- وَمَنْ جَدُّهُ الأدْنَى أبى وَابنُ أمّه لأمّ أبى ذَاكَ الشّهِيدُ المُجاهِدُ

''گھاٹی میں شہید ہونے والے بہادر اوس بن ثابت کا تعلق
ہمارے قبیلے سے ہے، جنگ کے میدان اور لڑائی کی جگہیں ہماری
عزت اور عظمت کی گواہی دیتی ہیں۔ شداد بن اوس جیسے بہادر بھی
ہمارے قبیلے سے ہیں''

تشریح

اوس بن ثابت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں، ان کی والدہ کا نام سخطیٰ بنت حارثہ ہے۔ حضرت اوس رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے۔

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ حضرت اوس بن ثابت کے بیٹے ہیں، ان کے بارے میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو علم دیتے ہیں اور حلم نہیں دیتے اور بعض کو
حلم مل جاتا ہے لیکن علم سے محروم رہتے ہیں، ابو یعلی یعنی شداد بن

اوس کو علم اور حلم دونوں چیزیں عطا کی گئی ہیں"

آخری عمر میں فلسطین کے قریب رہائش پذیر ہوئے اور 58 ہجری میں 75 سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

14- وفی کلّ دارٍ رَبّةٍ خَزرَجیّة وَأوسِیّةٍ لی فی ذُراھُنّ وَالِدُ

15- فَما أحَدٌ مِنّا بمُھْدٍ لِجَارِہِ أذاةً ولا مُزْرٍ بِہِ وَھْوَ عَائِدُ

16- لأنّا نری حَقّ الجِوَارِ أمَانَةً وَیَحفَظُہُ مِنّا الکَرِیمُ والمُعَاھِدُ

17- فَمَھْما أقُلْ مِمّا أُعَدِّدُ لَمْ یَزَل عَلی صدْقِہِ مِنْ کلّ قومیَ شَاھِدُ

"اوس اور خزرج کی ہر معزز شاخ میں کوئی ایسا شخص ضرور موجود ہے جس سے میرا تعلق نسبی ہے۔ ہمارے خاندان کا کوئی شخص اپنے ساتھی اور پڑوسی کو نقصان نہیں دیتا اور جب بھی کوئی اپنی ضرورت کے پورے کرنے کی درخواست کرے تو ہم اس کی تذلیل نہیں کرتے۔ کیونکہ ہم پڑوسی کے حق کو امانت سمجھتے ہیں اور ہمارا ہر معزز اور وعدہ پورا کرنے والا شخص اس امانت کی حفاظت کرتا ہے۔
اپنے قبیلے کی جو صفات میں نے بیان کی یہ محض اٹکل پچو نہیں بلکہ ان کی صداقت کی گواہی میری قوم کے ہر فرد سے عیاں ہوتی ہے"

18- لِکُلّ أُنَاسٍ مِیسَمٌ یَعْرِفونَہُ وَمِیسَمُنا فینا القَوافی الأوَابِدُ

19- متی ما نَسِمْ لا یُنکِرِ الناسُ وَسَمَنَا وَنَعْرِفْ بِہِ المَجھولَ مِمّنْ نُکابِدُ

20- تَلُوحُ بِہِ تَعْشوالیہِ وُسومُنا کما لاحَ فی سُمْرِ المِتانِ المَوَارِدُ

21- فَیَشفِینَ مَن لا یُستَطاعُ شِفاؤہُ وَیَبْقَینَ ما تَبقَی الجِبالُ الخَوالِدُ

22- وَیُشْقِینَ مَنْ یَغْتَالُنا بِعَدَاوَۃٍ وَیُسعِدْنَ فی الدّنیا بنا مَنْ نُسَاعِدُ

"ہر خاندان کی کوئی علامت ہوتی ہے جس سے وہ پہچانا جاتا ہے
ہمارے خاندان کی علامت ہمیشہ باقی رہنے والے اشعار ہیں۔
جب ہم اپنی علامت بیان کرتے ہیں تو کسی کو ہماری علامت کا انکار کرنے کی جرأت نہیں ہوتی اور ہم اپنے انہی اشعار کے ذریعہ

دشمن کی خفیہ باتوں کا پتہ چلاتے ہیں۔ ہمارے اشعار سے ہماری صفات کا اس طرح پتہ چلتا ہے جس طرح ایک شاندار نیزہ کو دیکھ کر یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ جنگوں میں کتنی مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ پس ہمارے اشعار اس آدمی کو شفا بخشتے ہیں جس کی شفا سے مایوسی ہو چکی ہو اور جو لوگ راہ راست پر ہوتے ہیں وہ ہمارے اشعار کی وجہ سے پہاڑوں کی طرح اپنے مضبوط ارادوں پر مستحکم ہو جاتے ہیں۔ جو شخص ہم سے دشمنی مول لیتا ہے ہمارے اشعار اسے ذلیل کر دیتے ہیں اور جو ہمارے ساتھ تعاون کرتا ہے ہمارے اشعار کی وجہ سے اسے سعادت والی زندگی مل جاتی ہے''

23- اذا ما كَسرْنا رُمحَ رَايَةِ شَاعِرٍ يَجِيشُ بِنَا مَا عِنْدَنا فَنُعَارِدُ

24- يكُونُ اذَا بَثَّ الهِجَاءَ لِقَوْمِهِ وَلَاحَ شِهابٌ مِن سَنا الحَرْبِ وَاقِدُ

25- كأشْقَى ثمودٍ اذْ تَعَاطىٰ لِحَيْنِهِ عَضِيلةَ أُمّ السَّقْبِ وَالسَّقبُ وَارِدُ

26- فَولّى، فأوْفى عاقِلاً رَأسَ صَخرَةٍ نمى فَرْعُها، وَاشتَدّ منْها القوَاعِدُ

27- فَقالَ، ألا فَاستَمِتعوا فى ديارِكُمْ فقدْ جاءَ كُمْ ذِكْرٌ لكُم وَمَوَاعِدُ

28- ثَلاثَةَ أيّامٍ مِنَ الدّهرِ لمْ يَكُنْ لَهُنّ بِتَصْدِيقِ الّذى قالَ رَائِدُ

''جب ہم کسی شاعر کو شاعری کے میدان میں مات دے دیں تو اس کا سینہ غصہ کی وجہ سے کھولنے لگتا ہے اور وہ اپنی قوم میں ہماری مذمت بیان کر کے جنگ کی آگ کو ہوا دیتا ہے، ایسے ناکام شاعر کی مثال قوم ثمود کے اس بدبخت شخص کی سی ہے جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں، جب اونٹنی کا بچہ پانی پی رہا تھا۔ پھر وہ پہاڑ کی چوٹی پر موجود چٹان پر چڑھا اور کہا اے لوگوں اپنے گھروں میں تھوڑا سا اور قیام کر لو تمہارے پاس نصیحت کا سامان اور حجت پہنچ چکی ہے، تین دن کے اندر اندر جو بات پیغمبر نے تم سے کی تھی اس کی تصدیق تمہارے سامنے آ جائے گی''

قیس بن خطیم کو جواب

[من الطویل]

مدینہ میں مسجد قبا کے پاس بئر اریس نامی مقام پر بنو حارث بن خزرج کے ایک آدمی کی قبیلہ اوس کے کسی آدمی سے مڈبھیڑ ہوگئی، چنانچہ خزرجی سے اوسی کو قتل کر دیا۔ قبیلہ اوس والوں نے اپنے آدمی کا بدلہ لینے کے لئے اس خزرجی کو مار ڈالا۔ جس پر سرارہ نامی جگہ میں اوس وخزرج کی لڑائی ہوئی اور دونوں قبیلوں نے خوب خون ریزی کی، اس واقعہ کی مناسبت سے قیس بن خطیم نے چند اشعار کہے، جن میں قریش کے حلیف قبیلہ اوس کی حمایت کا اظہار کیا اور مسلمانوں کے حلیف خزرج کے بارے میں نامناسب باتیں کیں، جس کا جواب حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے مندرجہ ذیل اشعار میں دیا:

1- لَعَمْرُ أَبِيكِ الخَيْرِ يا شَعْثُ مانبا   عليّ لِساني في الخُطوبِ وَلا يدي

2- لِساني وَسَيفي صَارِمانِ كِلاهُما   وَيَبلُغُ ما لا يبلُغُ السيفُ مِذْوَدي

3- وَإنْ أكُ ذا مَالٍ قَلِيلٍ أجُدْ بِهِ   وَإنْ يُهتَصَرْ عودي على الجُهد يُحمَدِ

4- فَلا المالُ يُنسِيني حَيائي وَعِفّتي   وَلا وَاقعاتُ الدّهرِ يَفْلُلنَ مِبرَدي

"اے شعثاء! تیرے خیر والے باپ کی قسم! ان حالات زمانہ میں نہ تو میری زبان گنگ ہوئی ہے اور نہ ہی میرے ہاتھ نے کام کرنا چھوڑا ہے، میری زبان اور تلوار دونوں ہی میرے لئے ہتھیار کا کام دیتی ہیں لیکن میری زبان کا وار وہاں تک پہنچتا ہے جہاں تک میری تلوار نہیں پہنچ سکتی۔ اگر چہ میں زیادہ مال دار نہیں لیکن پھر بھی سخاوت کا دامن نہیں چھوڑتا اگر مشقت کی حالت میں بھی مجھ سے مال کا مطالبہ کیا جائے تو میں قابل تعریف ردعمل دوں گا۔ مال کی کمی نے میری حیاء اور پاکدامنی کو فراموش نہیں ہونے دیا اور زمانے کی

ہولنا کیوں نے میری چادر کو مجھ سے اترنے نہیں دیا"

5- أُكَثِّرُ أهْلي مِنْ عِيَالٍ سِوَاهُمُ وَأطْوى عَلى الماءِ القَرَاحِ المُبَرَّدِ
6- وَانّي لَمُعْطٍ ما وَجَدْتُ وَقَائِلٌ لمُوقِدِ نَارِى لَيْلَةَ الرِّيحِ أوْقِدِ
7- وانّي لَقَوّالٌ لذى البَثّ مَرْحَباً وَأهْلاً اذا ماجاء مِنْ غيرِ مَرْصَدِ

"میں اپنے گھر والوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کی ضروریات کا انتظام بھی کرتا ہوں اور خود بھوکا رہ کر ٹھنڈے پانی پر گزارا کر لیتا ہوں۔ مجھے جو کچھ ملتا ہے میں ضرورت مندوں پر نچھاور کر دیتا ہوں اور جو شخص میری آگ جلانے پر مقرر ہے اسے تیز ہوا والی رات میں بھی یہی کہتا ہوں کہ خوب آگ جلا، تاکہ مہمانوں کا اکرام کیا جاسکے۔ جب کو ضرورت مند اور غموں کا مارا میرے پاس آتا ہے تو میں اسے خوش آمدید کہتا ہوں خواہ وہ بے موقع ہی کیوں نہ آیا ہو"

8- وَانّي لَيَدْعُوني النّدى، فأُجيبُهُ وَأضرِبُ بَيْضَ العَارِضِ المُتَوَقِّدِ
9- وَانّي لَحُلْوٌ تَعْتَرِيني مَرَارَةٌ وَانّي لَتَرّاكٌ لِما لَمْ أُعَوَّدِ
10- وَانّي لَمِزْجاءُ المَطِيِّ عَلى الوَجى وَانّي لَتَرّاكُ الفِرَاشِ المُمَهَّدِ
11- وَأُعمِلُ ذاتَ اللوْثِ حتى أرُدَّها اذا حُلّ عنها رَحْلُها لمْ تُقَيَّدِ
12- أُكَلّفُها أنْ تُدلِجَ اللّيْلَ كُلّهُ تَرُوحُ الى بابِ ابنِ سلْمى، وَتَغتدى
13- وَأَلْفَيْتُهُ بَحْراً كثيراً فُضُولُهُ جَوَاداً مَتى يُذْكَرْ لهُ الخيرُ يزْدَدِ

"جب سخاوت مجھے پکارتی ہے تو میں اس کی پکار پر لبیک کہتا ہوں اور بہتے گرجتے بادل کی طرح سخاوت کا فیضان برساتا ہوں۔ میری طبیعت میں ایسی شیرینی ہے جس میں کڑوا پن ملا ہوا ہے اور جس چیز کا میں عادی نہیں اس کو چھوڑ دیتا ہوں۔ میں اندھیری رات میں اپنی تیز رفتار سواری کو بھگاتا ہوں اور نرم و نازک بستروں کو خیر باد کہہ دیتا ہوں۔ میں نے لمبے سفروں کے لئے تیز رفتار سواری تیار کی ہے میں اس کو خوب چلاتا ہوں اور جب اس کا کجاوہ اتارا جاتا

ہے تو اسے سواری کو باندھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ میں نے اپنی
سواری کو اس بات کا پابند بنا رکھا ہے کہ وہ پوری رات چلتی رہے اور
صبح وشام کا سفر کر کے ابن سلمی یعنی نعمان بن منذر کے دروازے
تک پہنچ جائے، ابن سلمی ایک ایسا سمندر ہے جس کی خیر بہت زیادہ
ہے وہ ایسا سخی ہے جس کے سامنے خیر کا ذکر کیا جائے تو اس کی
سخاوت میں اضافہ ہو جاتا ہے''

14- فلا تَعْجَلَنْ یا قَیسُ وَارْبعْ، فانّما قُصَارَاكَ أنْ تُلْقَی بِکُلِّ مُهنّدِ
15- حُسَامٍ، وَأرْماحٍ بأیْدی اعِزّةٍ، مَتی تَرَهُمْ یا ابْنَ الخَطیمِ، تبلّدِ
16- لُیُوثٍ لَهَا الأشْبالُ تَحْمی عَرِینَها مَدَاعِیسُ بالخَطّیّ، فی کلّ مَشهدِ

''اے قیس بن خطیم! تو جلدی نہ کر اور آرام سے اپنے گھر میں ٹھہرا
رہ، تجھے عنقریب تیز وار اور چمکیلی تلواروں کا سامنا کرنا ہے اور تجھے
ایسے نیزوں سے ملاقات کرنی ہے جو ایسے بہادر آدمیوں کے ہاتھ
میں ہوں گے اے ابن خطیم جب تو انہیں دیکھے گا تو حیران
وسرگرداں رہ جائے گا۔ وہ ایسے شیر ہیں جو اپنی کچھار کی حفاظت کرنا
جانتے ہیں اور ہر جگہ نیزے کے وار کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں''

17- فقد ذاقَتِ الأوْسُ القِتالَ، وَطُرّدتْ وَأنْتَ لدی الکُنّاتِ فی کلّ مَطرَدِ
18- فَنَاغِ لَدَی الأبْوَابِ حُوراً نوَاعِمًا وکَحّلْ المآقِیكَ الحِسانَ بإثْمِدِ
19- نَفَتکُمْ عَنِ العَلْیَاءِ اُمٌّ لَئِیمَةٌ وَزَنْدٌ متی تُقدَحْ بِهِ النّارُ یَصْلِدِ

''قبیلہ اوس والوں نے لڑائی کا مزہ چکھا لیکن انہیں میدان جنگ
سے فرار ہونا پڑا، جب بھی وہ میدان جنگ سے فرار ہوئے تو تو
انہیں گھر کے دروازے کے اوپر بنے ہوئے چھپر میں چھپا ہوا ملا
ہے۔ پس تو دروازوں کے پاس خوبصورت اور نرم ونازک عورتوں
سے پیار ومحبت کی باتیں کر کہ تو اسی قابل ہے اور اپنے آنکھوں میں
اثمد نامی سرمہ لگوا، تمہاری معمولی حیثیت کی ماں نے تمہیں رفعت

عطا نہیں کی اور تم چقماق کا ایسا پتھر ہو جسے آگ جلانے کے لئے استعمال کیا جائے تو آواز نکال کر بجھ جاتا ہے لیکن آگ روشن نہیں کرتا"

ایک خوبصورت شعر

[من الطویل]

1- وَمَنْ عاشَ منّا عاشَ فی عُنْجُهِيّةٍ عَلی شَظَفٍ مِنْ عَيْشِهِ المُتَنَكِّدِ

"جو ہمارے ساتھ زندگی گزارے اسے معمولی رہن سہن، تنگ دستی اور موٹے جھوٹے کھانے کو برداشت کرنا پڑے گا"

مسافع کو خطاب

[من البسیط]

1- لوْ كنتَ من هاشِمٍ أوْ من بنی أسَدٍ أوْ عبدِ شمْسٍ أو أَصْحابِ اللّوا الصِّيد

2- أوْ منْ بَنی نوفَلٍ، أوْ رَهطِ مُطّلِبٍ للّهِ دَرُّكَ لَمْ تَهْمُمْ بِتَهْديدی

3- أوْ فی الذّؤابةِ من قَوْمٍ ذَوی حَسَبٍ لَمْ تُصْبِحِ اليْومَ نِكْساً ثانیَ الجِيدِ

4- أوْ مِن بنی زُهرةَ الأخْيارِ قد عُلِموا أوْ من بَنی جُمَحَ البِيضِ المَناجِيدِ

5- أوْ فی الذؤابةِ مِن تَيمٍ رَضيتَ بهِمْ أوْ مِن بَنی خَلَفِ الخُضرِ الجَلاعِيدِ

"اے مسافع! اگر تو قبیلہ بنو ہاشم، بنو اسد، بنو عبد شمس، قریش میں جھنڈے والے معزز قبیلے یعنی عبد الدار، بنو نوفل یا بنو مطلب کے

خاندان تعلق رکھتا تو میری دھمکی تجھے خوف میں مبتلا نہ کرتی۔ اگر تو کسی اعلیٰ خاندان میں سے ہوتا یا مشہور قبیلے بنوزہرہ سے تیرا تعلق ہوتا، یا تو معزز لوگوں کی جماعت یعنی بنوجمح سے کوئی تعلق رکھتا یا بنو تیم کے اعلیٰ نسل لوگ تیرے آباء ہوتے یا بہادر اور نڈر قبیلہ یعنی بنو حلف تیرا خاندان ہوتا تو تو کمینگی اور ذلت والی حرکت نہ کرتا''

6- يا آلَ تَيمٍ الا يُنْهَى سَفِيهُكُمُ قَبْلَ القِذافِ بقولٍ كالجَلامِيدِ

7- لَوْ لا الرّسولُ، فانّي لستُ عاصِيَهُ حتّى يُغيّبَني في الرّمسِ مَلحودي

8- وَصَاحِبُ الغَارِ، اني سوْفَ أحفظُهُ وَطَلْحَةُ بنُ عُبَيْدِ اللّهِ ذو الجُودِ

9- لَقَدْ رَمَيْتُ بِهَا شَنْعاءَ فاضِحَةً يَظَلُّ مِنْها صَحِيحُ القَوْمِ كالمودى

10- لكِنْ ساصرِفُها جُهدي وَأعْدِلُها عَنكُمْ بقَوْلٍ رَصِينٍ غَيرِ تِهْدِيدِ

11- الى الزِّبَعْرَى فان اللّؤمَ حَالَفَهُ أوِ الأحَادِيثِ مِنْ أوْلادِ عَبّودِ

''اگر رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان موجود نہ ہوتے کہ جن کی نافرمانی نہ کرنے کا میں نے پختہ عزم کیا ہے اور موت تک اسے نبھاؤں گا، اسی طرح غار کے ساتھی یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جن کا میں بہت احترام کرتا ہوں اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ جو بہت سخی آدمی ہیں ان دونوں کا تجھ سے خاندانی تعلق نہ ہوتا تو میں تیرے بارے میں ایسی غلیظ باتیں کہتا جو تمہارے خاندان کے تندرست آدمی کو بھی بیمار کر دیتیں۔ لیکن میں اپنے اشعار اور اپنی جدوجہد کو تم سے موڑ کر زبعریٰ کی طرف پھیرتا ہوں کہ ذلت جسکے مقدر میں لکھی جا چکی ہے، یا عابد بن عبد اللہ مخزومی کی خبیث اولاد کی طرف اس کا رخ موڑتا ہوں''

بیدار آنکھیں، بے چین دل

[من المتقارب]

1- أَلَمْ تَذَرِ العَيْنُ تَسْهَادَهَا وَجَرْىَ الدموعِ وَإِنفَادَهَا
2- تَذَكُّرُ شَعْثَاءَ، بعدَ الكرَى وَمُلْقَى عِرَاصٍ، وَأَوْتَادَهَا
3- اذا لَجِبٌ مِنْ سَحابِ الرَّبِيـ ع مَرَّ بساحَتِها جَادَهَا
4- وقَامَتْ تُرَائِيكَ مُغْدَوْدِناً اذا ما تَنُوءُ بِهِ آدَهَا
5 وَوَجهاً كَالغزالِ الرَّبِيـ بِ يَقْرُو تِلاعاً وَأَسْنادَهَا
6- فَأَوَّبَهُ اللّيلُ شَطْرَ الغِضَاه يَخافُ جَهَاماً وَصُرَّادَهَا

''میری آنکھ نے بیدار رہنا، آنسو بہانا اور بہاتے ہی چلے جانا نہیں چھوڑا، میری آنکھ نیند سے اٹھنے کے بعد بھی شعثاء کو یاد کرتی ہے اور دروازے کی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر اسی کی راہ تکتی ہے۔ جب بہار کا بادل گرجتا ہوا شعثاء کے اوپر سے گزرتا ہے تو اس پر بارش برساتا ہے۔ وہ لمبے اور حسین بالوں والی ایک پرکشش لڑکی کھڑی ہو کر تجھے دیکھتی ہے۔ اس کا چہرہ اس ہرن کی طرح ہے جو کبھی وادیوں میں چلتی ہے اور کبھی پہاڑ پر چڑھ جاتی ہے جب رات اسے غضاہ نامی درخت کے نیچے پناہ لینے پر مجبور کر دے تو وہ ہر بادل سے ڈرتی ہے خواہ وہ خالی ہو یا بارش برسانے والا ہو''

7- فإمّا هَلَكتُ فَلا تَنْكِحي ظلومَ العَشِيرَةِ حَسّادَهَا
8- يَرى مِدْحةً ثلْبَ أَعْرَاضِهَا سَفاهاً وَيُبْغِضُ مَنْ سادَهَا
9- وَإِنْ عاتَبُوهُ عَلى مَرّةٍ وَنَابَتْ مُبيّتَةٌ زَادَهَا
10- وَمِثْلي أطاقَ وَلكِنّني أُكلّفُ نَفْسي الّذي آدَهَا

11- سَأُوتی العَشِیرَةَ ما حَاوَلَتْ الیّ وَأُکْذِبُ ایعَادَهَا

''اے میری اہلیہ! اگر میرا انتقال ہو جائے تو تم کسی ایسے شخص سے نکاح نہ کرنا جو اپنے قبیلہ پر ظلم کرنے والا اور ان سے حسد رکھنے والا ہو، ایسا بے وقوف جوان کے حق میں تعریف کو اپنی بے وقوفی کی وجہ سے بے عزتی سمجھے اور ان کا درجہ بڑھانے والے سے دشمنی رکھے۔ اگر وہ کسی بات پر اسے روکیں تو ناراض ہو جائے اور اگر ان پر کوئی مصیبت ٹوٹ پڑے تو ان کی مدد کرنے کے بجائے اس مصیبت میں اضافے کا سبب بن جائے۔ اپنے قبیلے کا بوجھ اٹھانے کی طاقت تو مجھ میں ہی ہے، یہاں تک کہ میں اپنے نفس کو ان باتوں کا بھی مکلف بنا دیتا ہوں جن کی میں طاقت نہیں رکھتا۔ میں عنقریب اپنے خاندان والوں کو وہ چیز عطا کروں گا جس کی وہ خواہش رکھتے ہیں اور جو انہیں دھمکیاں دیتا ہے میں اس کی دھمکیاں جھوٹی ثابت کر کے رہوں گا''

12- وَیَثْرِبُ تَعْلَمُ أنّا بِهَا أُسُودٌ تُنَفِّضُ ألْبَادَهَا

13- نَهُزُّ القَنا فی صُدُورِ الکُما ةِ حتّی نُکسرَ أعْوَادَهَا

14- اذا ما انْتَشَوا وَتَصَابَی الحُلُو مُ وَاجتلبَ النّاسُ أحْشادَهَا

15- وقالَ الحَوَاصِنُ للصّالِحِیِ نَ عادَ لَهُ الشّرُّ مَنْ عادَهَا

16- جَعَلْنا النّعِیمَ وِقاءَ البُؤوسِ وکُنّا لدَی الجَهْدِ أعْمادَهَا

''مدینہ اور اس کے رہنے والے جانتے ہیں کہ اس میں ایسے شیر رہتے ہیں جو اپنی گردن کے بالوں کو جھاڑتے ہیں، ہم اپنے نیزوں کو دشمنوں کے سینوں میں اس طرح مارتے ہیں کہ ان کے سرے ٹوٹ جاتے ہیں۔ جب لوگ لڑائی کے نشے میں بہکے ہوئے محسوس ہو رہے ہوں، لوگ اپنے بہادر لوگوں کو جمع کر رہے ہوں اور عورتیں اپنے معزز لوگوں کو لڑائی میں داد شجاعت دینے کی ترغیب دے رہی

ہوں تو ہم نعمتوں کو تنگی کے مقابلے میں آڑ بنا لیتے ہیں اور مشقت کے وقت قبیلے کے سردار اور با اعتماد لوگ ثابت ہوتے ہیں"

یوم بدر کے بارے میں کچھ اشعار

[من الوافر]

1- لَقَدْ عَلِمَتْ قُرَيْشٌ يَوْمَ بَدْرٍ غَداةَ الأسْرِ والقَتْلِ الشّدِيدِ

2- بِأنّا حِينَ تَشْتَجِرُ العَوَالي حُماةُ الرّوْعِ يومَ أبي الوَلِيدِ

3- قَتَلْنا ابنَيْ رَبيعَةَ يَوْمَ سارُوا الَيْنَا في مُضَاعَفَةِ الحَديدِ

4- وَفَرّ بِها حَكِيمٌ يَوْمَ جالَتْ بَنُو النجّارِ تَخْطِرُ كالأسودِ

5- وَوَلّتْ عِنْدَ ذاكَ جُموعُ فِهْرٍ واسْلَمَهَا الحُوَيْرِثُ مِن بَعِيدِ

6- لَقَدْ لاقَيْتُمُ خِزْياً وَذُلّاً جَهِيزاً بَاقِياً تحْتَ الوَرِيدِ

7- وكانَ القَوْمُ قدْ وَلّوْا جمِيعاً ولَمْ يلْوُوا على الحَسَبِ التّلِيدِ

"بدر کے دن قریش نے قید ہونے اور سختی کے ساتھ قتل ہونے کا مزہ چکھ لیا، جب نیزے ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے اور ہم اس دن گھبراہٹ کے محافظوں کی طرح محسوس ہو رہے تھے۔ غزوہ بدر میں ہم نے ربیعہ بن عبد شمس کے دو بیٹوں عتبہ اور شیبہ کو قتل کر دیا تھا حالانکہ وہ لوہے کی زرہ میں ملبوس ہو کر ہمارے پاس آئے تھے۔ اس دن بنو النجار شیروں کی طرح دلیری سے گھوم پھر رہے تھے اور حکیم بن حزام اپنے ساتھیوں کو نہتا چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ اس شکست کے موقع پر فہر کی جماعتوں نے بھی ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور حارث بن ہشام بھی اس دن اپنی بہادری کے جوہر نہ دکھا سکا۔ اے لشکر

کفار! اس دن تمہیں سوائے ذلت اور رسوائی کے کچھ نہ ملا اور
شرمندگی تمہارے گلے کا ہار بن کر رہ گئی۔ تمہارے سب ساتھی پیٹھ
پھیر کر بھاگ گئے اور انہوں نے اپنے خاندانی مقام کی کوئی
رعایت نہ کی"

تشریح

ان اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر کے مندرجہ ذیل واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے:

1- ابوالولید عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کا قتل
2- حکیم بن حزام کا میدان بدر سے فرار
3- بنوالنجار کی بہادری
4- قبیلہ فہر کے گروہوں کا فرار
5- حویرث بن ہشام کا فرار
6- مشرکین کی عبرت ناک شکست اور رسوائی

سعادت مند، کون؟

[من الطویل]

ایک مرتبہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ شعر کہا:

وانَّ امْرَأً یُمْسِی ویُصْبِحُ سالماً ۔ مِنَ النَّاسِ، الا ما جنی، لَسَعِیدُ

"جو شخص صبح وشام اس حال میں کرے کہ وہ لوگوں سے محفوظ رہے
اور لوگ اس سے محفوظ رہے وہ سعادت مند شخص ہے"

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد آپ کے بیٹے عبدالرحمٰن نے مذکورہ شعر کو

حوادثات زمانہ سے بچانے کے لئے اسی کے وزن پر دوسرا شعر کہا:

وَاِنّ امْرَأً نالَ الغِنی ثمّ لم یَنلْ   صَدیقاً، ولا ذاحاجَةٍ، لَزَهِیدُ

''جو آدمی مال کو حاصل کرلے لیکن پھر اس کو کوئی دوست اور ضرورت مند نہ ملے وہ محروم ہی ہے''

جب عبدالرحمٰن بن حسان کا انتقال ہوگیا تو ان کے بیٹے سعید بن عبدالرحمٰن نے اسی کے وزن پر ایک شعر کہا:

وانّ امرأً لاحَی الرّجال علی الغِنی   ولمْ یَسْألِ اللّٰهَ الغِنی، لَحَسودُ

''جو آدمی لوگوں سے مالداری میں فوقیت حاصل کرلے لیکن اللہ تعالیٰ سے بے نیازی کا سوال نہ کرے ایسا آدمی حاسد ہوتا ہے یا اس سے حسد کیا جاتا ہے''

بنو عابد کے بارے میں

[من الوافر]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار بنو عابد بن عبد اللہ بن عمرو مخزومی کی مذمت میں ہیں:

1- فاِنْ تصْلُحْ، فاِنّكَ عَابِدِیٌّ   وَصُلْحُ العَابِدِیّ الی فَسَادِ

2- وَاِنْ تَفْسُدْ، فَما اُلْفِیتَ اِلاّ   بَعیداً ما عَلِمتَ منَ السّدادِ

3- وتَلْقاهُ عَلی ما کانَ فِیهِ   منَ الهَفَواتِ اَوْ نَوْكِ الفُؤادِ

4- مُبِینَ الغَیّ لا یَعْیا عَلَیْهِ   وَیَعْیا بعْدُ عن سُبُلِ الرّشادِ

''جو شخص بنو عابد سے تعلق رکھتا ہو اور خیر کی بات کرے یہ ناممکن ہے کیونکہ اس قبیلہ کے لوگوں کی خیر والی بات میں بھی شر چھپا ہوتا ہے۔ اے عابدی! اگر تو فساد کی بات کرے تو یہی تیری فطرت ہے

اور تو ہدایت کے رستوں سے بالکل ناآشنا اور جاہل ہے۔ تجھے زندگی کے ہر موڑ پر جہالت اور نادانی کا سامنا کرنا ہوتا ہے۔ تیری واضح گمراہی کا یہ عالم ہے کہ گمراہی کے راستہ پر چلنے میں تجھے کوئی پریشانی لاحق نہیں ہوتی لیکن جب ہدایت کے راستوں پر چلنے کا وقت آئے تو تجھ سے ایک قدم بھی نہیں چلا جاتا''

5- عَلَى ما قَامَ يَشْتُمُنى لَئِيمٌ، كَخِنْزِيرٍ تَمَرَّغَ فى رَمَادِ

6- فاشْهَدُ أنّ أُمّكَ مِلْبَغَايَا وأنّ أباكَ مِنْ شَرّ العِبادِ

''چونکہ خاک میں ناک رگڑنے والے خنزیر جیسے ذلیل آدمی نے مجھے گالی دی ہے اس لئے میں اسے مخاطب کرتے ہوئے اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تیری ماں بدکار عورت ہے اور تیرا باپ بدترین شخص ہے''

تشریح

''ملبغایا'' اصل میں ''من البغایا'' تھا، وزن شعری کے لئے ادغام کر دیا گیا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے قبیلہ کی لغت میں ایسا کرنا جائز ہے۔

7- فلَنْ أنفَكّ أهجو عابِدِ يًّا، طَوَالَ الدّهْرِ، ما نَادَى المُنادى

8- وَقَدْ سَارَتْ قَوَافٍ بَاقِياتٌ تَنَاشَدَها الرّواةُ بكلّ وَادى

9- فَقُبّحَ عَابِدٌ، وبَنُو أبِيهِ، فَإنّ مَعَادَهُمْ شَرُّ المَعَادِ

''میں ہمیشہ بنو عابد والوں کی مذمت کرتا رہوں گا اور میرے یہ اشعار ہمیشہ باقی رہیں گے اور ہر وادی میں راوی انہیں بیان کرتے رہیں گے، عابد بن عبد اللہ بھی رسوا ہوا اور اس کے باپ کے بیٹے یعنی اس کے بھائی بھی رسوا ہوئے ان کا نسب بدترین نسب ہے''

ایک خوبصورت شعر

[من الوافر]

1- مَهَاجِنَةٌ، اذا نُسِبوا عَبيدٌ، عَضَارِيظٌ، مَغالِثَةُ الزّنَادِ

''وہ عجمی ماں کے بیٹے ہیں، خدمت پر مزدوری لینے والے غلام ہیں،
بے فائدہ لوگ ہیں اور جب ان کا نسب بیان کیا جائے تو معلوم ہوتا
ہے کہ یہ لوگ خاندانی غلام ہیں''

اعشیٰ اور شراب خانہ

[من الطویل]

دور جاہلیت کے شعراء میں اعشیٰ کا نام امرؤالقیس ، زہیر بن ابی سلمٰی اور نابغہ کے بعد چوتھے ستون کے طور پر مشہور ہے اس کی شاعری اپنی جگہ یہاں اس کی ایک محرومی کا ذکر کیا جاتا ہے جو ہم سب کے لئے عبرت ہے۔

اعشیٰ نے آنحضرت ﷺ کی نبوت کے بارے میں سنا تو آپ کی شان میں ایک مدحیہ قصیدہ لکھا اور حجاز پہنچ کر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کا پختہ ارادہ کر لیا قریش کو اس کے مسلمان ہونے کے ارادہ پر بڑی گھبراہٹ ہوئی۔

ابوسفیان نے کہا'' خدا کی قسم ! اگر یہ محمد کے پاس چلا گیا تو اپنی شاعری سے عرب کی آگ کو بھڑکا دے گا۔

چنانچہ سب نے چندہ کر کے سو اونٹ اس کی مدد کے لئے جمع کیے، اعشیٰ نے وہ اونٹ قبول کر لئے اور واپس گھر کی راہ لی، راستے میں یمامہ کے قریب وہ اپنی اونٹنی سے گرا اور

اونٹنی نے اس کی گردن کچل دی۔

اس طرح بوڑھا اعشیٰ حضور ﷺ کی قدم بوسی، شرف صحابیت اور ایمان کی دولت عظمیٰ سے صرف اونٹنیوں کی لالچ کی وجہ سے محروم ہوا اور پھر وہی اونٹ اس کی ہلاکت کا ذریعہ بن گئے۔(1)

زمانہ جاہلیت میں ایک مرتبہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور اعشیٰ ایک شراب خانے میں گئے، دونوں نے شراب پی اور حضرت حسان وہیں سو گئے، اچانک حضرت حسان کی آنکھ کھلی تو اعشیٰ شراب خانے کے مالک سے کہہ رہا تھا کہ یہ بوڑھا خرچ کے خوف سے سو گیا ہے۔ پھر کچھ دیر بعد جب اعشیٰ کی آنکھ لگ گئی تو حضرت حسان اٹھے اور وہاں موجود ساری شراب کی قیمت دی اور اسے زمین پر بہا دیا۔ جب اعشیٰ بیدار ہوا اور یہ معاملہ دیکھا تو اسے اصل سبب کا علم ہو گیا وہ انتہائی شرمندہ ہوا اور حضرت حسان سے معذرت کی۔

درج ذیل اشعار حضرت حسان بن ثابت نے اسی موقع پر کہے:

1- ولسْنا بشَرْبٍ فوْقَهُم ظِلُّ بُرْدَةٍ   يُعِدّونَ للحانوتِ تَيْساً مِفصَدا

2- ولكِنّنا شَرْبٌ كِرَامٌ اذا انتشَوْا   أهانوا الصّرِيحَ والسَّديفَ المُسرْهَدا

"ہم وہ شرابی نہیں جن کے اوپر چادر کا سایہ ہو اور وہ شراب خانہ میں جانور کے پچھنے کا خون لوگوں کو پلائیں بلکہ ہم تو وہ شرابی ہیں جو نشے میں آنے کے بعد خالص خون اور چربی سے بھرے ہوئے کوہانوں کی پرواہ نہیں کرتے"

تشریح

زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کا دستور یہ تھا کہ جب ان پر شدت وقحط سالی کا زمانہ آتا اور کھانے پینے کے لئے کچھ نہ ملتا تو جانور کی گردن میں پچھنہ لگا کر اس کا خون پیا کرتے تھے۔

(2) تاریخ الادب العربی (ص 119)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ان کمینے شرابیوں کی طرح نہیں جو نشے میں آکر بھی پچھنے کے خون کی سخاوت کرتے ہیں بلکہ ہم تو وہ سخی شرابی ہیں کہ جب حالات سخت ہوں قحط سالی عام ہو اس وقت بھی شراب پی لینے کے بعد سخاوت کے اس عالم کو پہنچتے ہیں کہ پیاسوں کو اپنے جانوروں کو ذبح کرکے ان کا خون پلاتے ہیں اور بھوکوں کو ان کے کوہانوں کا گوشت کھلاتے ہیں۔

3- وتَحْسَبُهُمْ ماتوا زُمَيْنَ حَلِيمَةٍ وانْ تَأتِهِم تحْمَدْ نِدامَتَهم غدا

"اے مخاطب! جب وہ نشہ کی حالت میں ہوتے ہیں تو تو انہیں یقینی طور پر مردہ خیال کرے گا اور اگر تو آج کی مجلس میں شراب پئے تو کل ان کی ہم نشینی کی تعریف ہی کرے گا"

تشریح

"زمن حليمة" عربوں کا ایک محاورہ ہے کسی چیز کے یقینی ہونے کے لئے بولا جاتا ہے، اس کا پس منظر کچھ یوں ہے:

حلیمہ، حارث بن ابی الشمر غسانی کی بیٹی کا نام ہے، ایک مرتبہ حارث نے منذر بن ماء السماء کی طرف ایک لشکر بھیجا، جب حلیمہ کو اس لشکر کی روانگی کا علم ہوا تو وہ خوشبو سے بھرا ایک ٹب لائی اور پورے لشکر کو خوشبو میں معطر کر دیا۔ اس دن کو "یوم حلیمہ" کا نام دیا گیا، یہ دن زمانہ جاہلیت کے مشہور ایام میں سے ایک ہے۔ اس دن منذر اکبر اور حارث اکبر غسانی کی لڑائی ہوئی تھی۔ اس دن کی شہرت کی بنا پر عرب مشہور چیز کو اس کہاوت کے ذریعے بیان کرتے ہیں۔

4- وان جِئتَهم ألفَيْتَ حوْلَ بيوتِهِمْ مِنَ المِسكِ والجادى فَتِيتاً مُبَدَّدا

5- تَرَى فَوْقَ أثْنَاءِ الزَّرابِيّ سَاقِطاً نِعالاً وقُسُّوباً وَرَيْطاً مُعَضَّدا

6- وذا نُطُفٍ يَسْعى مُلصِقَ خَدِّهِ بِدِيبَاجَةٍ تكفافُها قدْ تَقَدَّدا

"جب تم ان کی طرف جاؤ گے تو ان کے کمروں کے ارد گرد مشک خوشبو اور ملک شام کے زعفران کو بکھرا ہوا پاؤ گے۔ تم ان کے قالین

پر مختلف قسم کو مہنگی جوتیاں اور رومال بکھرے ہوئے پاؤ گے۔تم
دیکھو گے کہ ان کا خادم کان میں بالی ڈالے ان کی خدمت میں ہمہ
تن گوش ہوگا اور اس کے ہاتھ میں ایک ایسا رومال ہے جس کے
کنارے ادھڑے ہوئے ہیں''

ابوالضحاک کی مذمت میں کچھ اشعار

[من الكامل]

ابو الضحاک ایک منافق تھا، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے درج ذیل شعر اسی کی مذمت میں کہے:

1- أَبْلِغْ أَبَا الضَّحَّاكِ أَنَّ عُرُوقَهُ أَعْيَتْ عَلَى الاسْلَامِ أَن تَتَمَجَّدَا
2- أَتُحِبُّ يُهْدَانَ الحِجَازِ وَدِينَهُمْ كَبِدَ الحِمَارِ وَلَا تُحِبُّ مُحَمَّدَا
3- وَاِذَا نَشَا لَكَ نَاشِىءٌ ذُو عِزَّةٍ فَهُ الفُؤَادِ أَمَرْتَهُ فَتَهَوَّدَا
4- لَوْ كُنتَ مِنَّا لَمْ تُخَالِفْ دِينَنَا وَتَبِعْتَ دِينَ عَتِيكَ حِينَ تَشَهَّدَا
5- دِيناً، لَعَمْرُكَ، مَا يُوَافِقُ دِينَنَا مَا اسْتَنَّ آلٌ بِالبَدِىِّ، وَخَوَّدَا

''ابو الضحاک کو میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو کہ اس کے رگ وریشہ میں اسلام کی دوری بھر دی گئی ہے لہٰذا اب اس کا اسلام قبول کر کے معزز وبرتر ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اس سے پوچھو کہ کیا تو حجاز کے یہودیوں اور ان کے دین کو پسند کرتا ہے تو محمد ﷺ کے دین کو پسند کیوں نہیں کرتا تیری اس حرکت سے معلوم ہوتا ہے کہ تیرے اندر گدھے کا جگر ہے۔ جب بھی تیرے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو اور بلوغت کی دہلیز پر پہنچے تو وہ تیرے حکم سے یہودی بن جاتا ہے۔ اگر تیرا تعلق ہمارے قبیلے سے ہوتا تو ہمارے دین کی مخالفت نہ کرتا

اور ایک معزز اور محترم شخصیت حضرت محمد ﷺ کے دین کی اتباع کرلیتا، تیری عمر کی قسم! تونے جو دین اختیار کیا ہے وہ ہمارے دین کے موافق نہیں، بنو عامر کی وادی ''بدی'' میں سراب نہ تو چمکا ہے اور نہ ہی اس میں کوئی جھکاؤ آیا ہے''

﴿سعد بن ابی سرح کی مذمت میں﴾

[من الطویل]

سعد بن ابی سرح کی مذمت میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے کچھ اشعار ملاحظہ فرمائیے:

1- واللّٰهِ مَا أدْرِی، وَانّی لَسَائِلٌ: مُهانَةُ، ذاتُ الخیْفِ، ألأمُ أمْ سَعْدُ
2- أعَبْدٌ هَجینٌ، أحمرُ اللّوْن، فاقعٌ مُوَتّرُ عِلْباءِ القَفَا، قَطَطٌ جَعْدُ
3- وكانَ أبو سَرْحٍ عَقیماً فلَمْ یكُنْ لَهُ وَلَدٌ حتى دُعِیتَ لَهُ بَعْدُ

''خدا کی قسم! میں نہیں جانتا اس لئے سوال کرتا ہوں کہ سعد کی بیوی ''مہانہ'' جس کے بیٹے مختلف لوگوں کی اولاد ہیں وہ زیادہ ذلیل ہے یا سعد کی ماں، سعد ایک معمولی، تیز سرخ رنگ کا غلام ہے جس کی گردن کے پٹھے کام کی زیادتی کی وجہ سے کھچے ہوئے ہیں اور اس کے لمبے بال بے ترتیب اور انتہائی میلے کچیلے ہیں۔ سعد کا باپ ابو سرح تو بے اولاد تھا یہ نہ جانے اس کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کرنے والا کہاں سے آگیا ہے''

غزوہ بدر اور ابوجہل

[من الطويل]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار میں غزوہ بدر کے بارے میں کہے اور ابوجہل کی مذمت بیان کی:

1- لَقَدْ لَعَنَ الرّحمنُ جَمْعاً يقودُهمْ دَعِيٌّ بَنى شجْعٍ لِحَرْبِ مُحمّدِ

2- مَشومٌ، لَعِينٌ، كان قِدْماً مُبَغَّضاً، يبيّنُ فِيهِ اللّؤمَ مَن كان يَهتَدى

3- فَدَلاّهُمُ فى الغِىّ، حتى تهافَتوا، وكان مُضِلّاً أمْرُهُ، غيرَ مُرْشِدِ

4- فَأنْزَلَ رَبّى لِلنّبى جُنودَهُ وأيّدَهُ بالنّصرِ فى كُلّ مَشهَدِ

5- وَانّ ثَوَابَ اللّهِ كُلَّ مُوَحّدِ جِنانٌ مِنَ الفِرْدَوْسِ فيها يُخَلَّدُ

"رحمٰن اس لشکر پر لعنت فرمائے جس کی قیادت بنو شجع کی طرف منسوب ہونے کا دعویٰ کرنے والے شخص یعنی ابوجہل کے پاس تھی اور یہ لشکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لئے آیا تھا۔ ابوجہل انتہائی منحوس، ملعون اور دل میں کینے کی پرورش کرنے والا ہے ہر ہدایت یافتہ شخص کو اس میں ذلت کے آثار نظر آئیں گے۔ ابوجہل نے لوگوں کو ذلت کا راستہ دکھایا اور انہیں ذلیل کر دیا، اس کا معاملہ گمراہی اور سرکشی پر مبنی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کے لئے اپنے لشکر کو نازل فرمایا اور ہر مقام پر ان کی مدد فرمائی، اللہ تعالیٰ ہر توحید والے کو ثواب میں جنت الفردوس عطا فرمائے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا"

حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر

[من الكامل]

1- زَعَمَ ابنُ نَابِغَةَ اللّئِيمُ بأنّنَا لا نجْعَلُ الأحْسَابَ دُونَ مُحمّدِ

2- أمْوَالُنَا وَنُفُوسُنَا مِنْ دُونِهِ مَنْ يَصْطَنِعْ خَيْراً يُثَبْ وَيُحمَّدِ

3- فِتْيانُ صِدْقٍ، كاللّيوثِ، مَساعِرٌ مَنْ يَلقَهُمْ يوْمَ الهِياجِ يُعَرِّدِ

4- قَوْمُ ابنِ نَابِغَةِ اللّئامُ أذِلّةٌ لا يُقْبلونَ عَلى صَغِيرِ المُرْعَدِ

5- وَبَنَى لَهُمْ بَيْتاً أبُوكَ مَقصِّراً كُفْراً وَلُؤماً بِئسَ بَيْتُ المَحتِدِ

''نابغہ کا ذلیل بیٹا یعنی عمرو بن عاص یہ خیال کرتا ہے کہ ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش نہیں کریں گے۔ ہماری حقیقت یہ ہے کہ ہمارا مال اور ہماری جانیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار ہیں۔ جو خیر کا کام کرے گا اسے ثواب دیا جائے گا اور اس کی تعریف کی جائے گی۔ ہماری جماعت میں ایسے لوگ ہیں جو سچے اور شیر کی طرح بہادر ہیں، جو جنگ میں کود پڑنے والے ہیں، جو شخص لڑائی کے دن ان کا سامنا کرنا پڑے گا اسے ذلت و رسوائی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ نابغہ کے بیٹے کی قوم انتہائی ذلیل اور کمینی ہے جو گھبراہٹ کی وجہ سے کانپنے والے کی آواز پر توجہ نہیں دیتے۔ ان کے باپ نے ان کے لئے کفر و ذلت کا مکان بنایا ہے اور یہ بدترین مکان اور بدنام گھرانہ ہے''

بنو عابد کے بارے میں

[من الطويل]

1- سَأَلْتُ قُرَيْشاً كُلَّهَا فَشِرَارُهَا   بَنُو عَابِدٍ شَاهَ الْوُجوهُ لِعَابِدِ

2- إِذَا قَعَدُوا وَسطَ النَّدِي تَجَاوَبُوا   تَجَاوُبَ عِدّانِ الرَّبِيعِ السّوَافِدِ

3- وَمَا كَانَ صَيْفِيٌّ لِيُوفِيَ ذِمَّةً   قَفَا ثَعْلَبٍ أَعْيَا بِبَعْضِ المَوَارِدِ

''میں نے تمام قریشیوں کے بارے میں لوگوں سے سوال کیا، قریشیوں میں سب سے بدترین بنو عابد ہیں، لوگوں کے چہرے بنو عابد کے لئے انتہائی غضب ناک اور ناگوار ہیں۔ جب وہ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں تو جانوروں کے جماع کی باتوں کے علاوہ انہیں کوئی بات نہیں سوجھتی، وہ شخص جو اپنے والد کے بڑھاپے کے زمانے میں پیدا ہوا ہو وہ وعدہ پورا کرنے کی جرأت نہیں رکھتا، وہ اس لومڑی کی طرح ہے جو اپنے عزم سے جلد ہی دستبردار ہو جاتی ہے''

تشریح

''صیفی'' اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے والد کے بڑھاپے کے زمانے میں پیدا ہو اس کے برعکس جو شخص اپنے والد کے ابتداء شباب میں پیدا ہوا اسے ''ربعی'' کہتے ہیں۔

غزوہ ذی قرد کی ایک تصویر

[من الرجز]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار کا تعلق "غزوہ ذی قرد" سے ہے۔ یہ غزوہ ربیع الاول ۶ھ میں پیش آیا۔

"ذی قرد" ایک چشمہ کا نام ہے جو بلاد غطفان کے قریب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیوں کی چراگاہ تھی، عیینہ بن حصن فزاری نے چالیس سواروں کی ہمراہی میں اس چراگاہ پر چھاپہ مارا اور آپ کی اونٹنیاں پکڑ کر لے گیا۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو جو اونٹنیوں کی حفاظت پر متعین تھے ان کو قتل کرڈالا اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی بیوی کو پکڑ کر لے گئے۔

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اطلاع ملتے ہی ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور ایک ٹیلہ پر کھڑے ہوکر "یا صباحاہ" کے تین نعرے لگائے جس سے مدینہ گونج اٹھا۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بڑے تیرانداز تھے، دوڑ کر ان کو پانی کے ایک چشمہ پر جا پکڑا ان پر تیر برساتے جاتے تھے اور یہ شعر پڑھتے جاتے تھے:

أَنَا ابنُ الأَكْوَع   والیومُ یومُ الرُّضَّع

میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کے دن معلوم ہوجائے گا کہ کس نے شریف عورت کا دودھ پیا ہے اور کون کمینہ ہے"

ان کے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ سو یا سات سو آدمی لے کر روانہ ہوئے اور تیزی سے مسافت طے کر کے وہاں پہنچے اور آپ اپنے روانہ ہونے سے پہلے بھی چند سوار روانہ فرما چکے تھے، ان لوگوں نے پہلے پہنچ کر ان کا مقابلہ کیا۔ دو آدمی مشرکین کے مارے گئے ایک مسعدۃ بن حکمہ جس کو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور دوسرا ابان بن عمر جس کو عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور مسلمانوں میں سے محرز بن فضلہ جن کا لقب "اخرم"

ہے، عبدالرحمٰن بن عیینہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ! میں ان کو فلاں جگہ پیاسا چھوڑ آیا ہوں، اگر سو آدمی مجھ کو مل جائیں تو سب کو گرفتار کر لاؤں آپ نے فرمایا:

((یا ابن الأکوع ملکت فاسجع))

"اے ابن اکوع! جب تو قابو پائے تو نرمی کر"

مشرکین شکست کھا کر بھاگ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شبانہ روز وہیں مقیم رہے اور صلوٰۃ الخوف پڑھی اور پانچ دن کے بعد مدینہ واپس ہوئے۔(1)

اس غزوہ کے بارے میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک قصیدہ کہا تھا جو پیچھے گزر چکا ہے، اس قصیدہ کا پہلا شعر یہ تھا:

هل سر أولاد اللقيطة أننا سلم غداة فوارس المقداد

"کیا اس گری پڑی عورت کی اولاد کو یہ بات خوش کرتی ہے کہ مقداد
کے گھڑ سواروں کی لڑائی کے دن ہم صلح کو پسند کرنے والے تھے"

یہ سن کر حضرت سعد بن زید رضی اللہ عنہ، حضرت حسان رضی اللہ عنہ پر ناراض ہوئے کیونکہ وہ اس وقت اس لشکر کے سالار تھے، وہ اس بات کو پسند نہ کر رہے تھے کہ لشکر کی نسبت ان کے بجائے کسی اور کی طرف کی جائے، چنانچہ سعد بن زید رضی اللہ عنہ سے معذرت کرتے ہوئے حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار کہے:

1- اذا اردَتَ السّيِّدَ الأشدّا
2- مِنَ الرّجالِ فَعلَيْكَ سَعْدَا
3- سَعدَ بنَ زَيدٍ فاتّخِذه جُنْدا
4- ليْسَ بخوّارٍ يُهَدُّ هَدّا
5- ليسَ يَرى مِنْ ضَربِ كَبْشٍ بُدّا

(1) فتح الباری(353/7)، زرقانی(153/2)، سیرۃ المصطفیٰ(339/2)

''جب تمہیں کسی بہادر سردار کی تلاش ہو تو سعد بن زید کو مل لو اور انہیں اپنا مددگار بناؤ، وہ بزدلی بھی نہیں دکھاتے اور نہ ہی سرداروں کو مارے میں انہیں تامل ہوتا ہے''

میرے قبیلہ کی سخاوت

[من مجزوء الکامل]

1- أنا ابْنُ خَلدَةَ والأغَرِّ ومالِكَيْنِ وَساعِدَهْ

2- وسَرَاةِ قَوْمِكِ ان بعثْتِ لأهْلِ يثْرِبِ ناشِدَهْ

3- فَسَعَيْتِ فی دُورِ الظّوا هِرِ والبَوَاطِنِ جاهِدَهْ

4- فَلَتُصْبِحِنّ وأنتِ ما لِيَقِينِ عِلْمِكِ حَامِدَهْ

5- المُطْعِمُونَ اذا سِنُو نَ المَحل تُصْبِحُ رَاكِدَهْ

6- قَمَعَ التّوامِكِ فی جِفا نِ الحُورِ تُصْبِحُ جامِدَهْ

''میں خلدہ، اغر اور دو مالک نامی شخصیات کی نسل میں سے ہوں، تیری قوم کے شریف لوگوں کی قسم! اگر تو اہل یثرب کی تلاش میں آئے اور ان کے گھروں کو اندر باہر سے دیکھے یعنی انہیں خوب اچھی طرح پرکھے تو تجھے یقین کے ساتھ معلوم ہو جائے گا کہ یہ لوگ قحط سالی اور بدحالی کے عالم میں بھی لوگوں کو چربی کی وجہ سے سفید ہو چکے پیالوں میں اونٹ کے کوہانوں کا گوشت کھلاتے ہیں''

اچھے اخلاق والے کی پہچان

[من الطویل]

فَمَن یَکُ منهُمْ ذاخَلاقٍ فانّه سَیَمْنَعُهُ مِن ظُلمِهِ ما توَکّدا

''جس آدمی میں اورتو کوئی خیر یا بھلائی موجود نہ ہو اسے چاہئے کہ کسی برے کام کے نہ کرنے کا وعدہ کرلے یہ وعدہ اسے برائی سے روک لے گا''

عدی بن کعب کی مذمت میں

[من الطویل]

1- لَعمرُكَ ما تنفَكُّ عن طَلبِ الخَنا بَنو زُهْرَةَ الأنْذالُ ما عاشَ وَاحِدُ
2- لِئَامٌ مَساعِيَها قِصَارٌ جُدُودُهَا عَنِ الخَيْرِ للجَارِ الغَريبِ مَحاشِدُ
3- وَمَا مِنْهُمْ عِنْدَ المَكارِمِ والعُلیٰ اذا حُضرَتْ یوماً من الدّهرِ ماجِدُ

''تیری عمر کی قسم! جب تک بنو زہرہ کا ایک آدمی بھی باقی ہے وہ رسوائی کی تلاش سے باز نہیں آسکتے، ان کی کوششیں فضول کاموں میں خرچ ہوتی ہیں اور ان کے آباء واجداد کسی قابل قدر مقام کے حامل نہیں۔ جب اپنے غریب پڑوسی کے پاس کچھ مال دیکھ لیں تو اپنی کمینگی کی وجہ سے اس کے پاس جمع ہوجاتے ہیں۔ قیامت تک جب کبھی بھی اچھے اور عالی اخلاق کا ذکر ہوگا تو بنو زہرہ میں کوئی قابل تعریف اور قابل قدر شخص نہ ہوگا''

قیس بن مخرمہ کی مذمت میں

[من الطویل]

1- لَقَدْ كَانَ قَيْسٌ فی اللئامِ مُرَدَّداً عُصَارَةَ فَرْخٍ معدِنِ اللؤمِ ماكِدِ
2- وِلادَةَ سُوءٍ مِنْ سُمَيَّةَ انّها أُمَيَّةُ سَوْءٍ مَجْدُها شَرُّ تالِدِ
3- سِفاحاً جِهاراً من أُحَيمقَ منهُمُ فَقدْ سَبَقَتْهُمْ فی جمیعِ المشاهِدِ
4- فَجاءَتْ بقَيْسٍ ألأمَ النّاسِ مَحْتِداً اذا ذُكِرَتْ يَوْماً لِئامُ المَحاتِدِ

"قیس بن مخرمہ کا تعلق تو ہمیشہ سے کمینے لوگوں سے رہا ہے، اس کا دل چوزے کے برابر ہے، اس کی رہائش ذلت کے گڑھ میں رہی ہے۔ سمیہ نے بدکاری کے حمل سے اسے جنم دیا ہے، وہ ایک بدکار باندی ہے اور اس کا خاندان ایک انتہائی ذلیل خاندان ہے۔ وہ اپنے قبیلے کے ایک چھوٹے سے بے وقوف آدمی سے کھلے عام زنا کرنے والی عورت ہے اور وہ کسی بھی جگہ کسی بھی آدمی کو اپنی طرف بڑھنے سے نہیں روکتی، اس قسم کی حرکتوں کے بعد اس نے قیس کو جنم دیا۔ جب کبھی ذلیل لوگوں کا ذکر کیا جائے گا تو خاندان کے لحاظ سے سب سے کم تر اور رسوائے زمانہ قیس ہی ہوگا"

ابو البختری بن ہاشم اسدی کے بارے میں

[من الطویل]

1- وَمَا طَلَعَتْ شَمسُ النهارِ ولا بَدَتْ عَلیكَ بمَجْدٍ یا ابنَ مَقطوعةِ الیدِ

2- أَبُوكَ لَقِيطٌ أَلأَمُ النَّاسِ مَوْضِعاً ‏ ‏ تَبَنّى عَلَيْكَ اللُّؤْمِ فِي كُلِّ مَشْهَدِ

3- اذا الدَّهْرُ عَفَى فِي تَقَادُمِ عَهْدِهِ ‏ ‏ على عارِ قومٍ كانَ لُؤْمُكَ فِي غَدِ

''اے ہاتھ کٹی عورت کے بیٹے! سورج کے طلوع وغروب نے تیرے اوپر کبھی عزت کے نشان نہیں دکھائے، تیرا باپ ایک گرا پڑا شخص تھا اور لوگوں میں اس کا درجہ سب سے کم تر تھا۔ ہر مقام پر ذلت ہی اس کا مقدر بنتی تھی۔ جب کبھی زمانہ کسی قوم سے ذلت کے نشانات کو مٹائے گا تو پھر بھی تیری ذلت کا نشان ہمیشہ باقی رہے گا''

ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کی مذمت میں

[من الکامل]

ہند قبیلہ قریش سے تھیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس ابن عبد مناف، ہند کا باپ قریش کا سب سے معزز رئیس تھا۔

خالد بن مغیرہ مخزومی سے نکاح ہوا۔ لیکن پھر کسی وجہ سے جھگڑا ہو گیا تو ابوسفیان ابن حرب کے عقد میں آئیں جو قبیلہ امیہ کے مشہور سردار تھے۔

عتبہ، ابوسفیان اور ہند تینوں کو اسلام سے سخت عداوت تھی اور وہ اسلام کی غیر معمولی ترقی کو نہایت رشک سے دیکھتے تھے اور حتی الامکان اس کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرتے تھے۔ ابوجہل ان کا سردار تھا لیکن جب بدر کے معرکہ میں جو اسلام اور کفر کا پہلا معرکہ تھا۔ قریش کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور ابوجہل اور عتبہ وغیرہ بھی قتل ہو گئے تو ابو سفیان بن حرب نے جو عتبہ کے داماد تھے اس کی جگہ لی اور ابوجہل کی طرح مکہ میں ان کی سیادت مسلم ہوگئی، چنانچہ بدر کے بعد سے جس قدر معرکے پیش آئے، ابوسفیان سب میں پیش پیش تھے، غزوہ احد ان ہی کے جوش انتقام کا نتیجہ تھا۔ اس موقع پر ان کے ساتھ ان

کی بیوی ہند بھی آئی تھیں جنہوں نے اپنے باپ کے انتقام میں سنگ دلی اور خونخواری کا ایسا خوفناک منظر پیش کیا جس کے تخیل سے بھی جسم لرز اٹھتا ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ انہوں نے عتبہ کو قتل کیا تھا، ہند ان کی فکر میں تھیں، چنانچہ انہوں نے وحشی جو جبیر بن مطعم کے غلام اور حربہ اندازی میں کمال رکھتے تھے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل پر آمادہ کیا تھا (یہ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے قبل از اسلام کا واقعہ ہے) اور یہ اقرار ہوا کہ اس کارگذاری کے صلہ میں وہ آزاد کر دیئے جائیں گے۔ چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جب ان کے برابر آئے تو وحشی نے نیزہ پھینک کر مارا جو ناف میں لگا اور پار ہوگیا، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کرنا چاہا لیکن لڑکھڑا کر گر پڑے اور روح پرواز کر گئی۔ خاتونان قریش نے انتقام بدر کے جوش میں مسلمانوں کی لاشوں سے بھی بدلہ لیا تھا۔ ان کے ناک کان کاٹ لئے۔ ہند نے ان پھولوں کا ہار بنایا اور اپنے گلے میں ڈالا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر گئیں اور ان کا پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکالا اور چبا گئیں۔ لیکن گلے سے اتر نہ سکا، اس لئے اگل دینا پڑا (حضرت ابوسفیان اور ہند کے یہ سب واقعات اسلام قبول کرنے سے پہلے کے ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فعل سے جس قدر صدمہ ہوا تھا اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ لیکن ایک اور چیز تھی جو ایسے نازک موقعوں پر بھی جبین رحمت کو شکن آلود نہیں ہونے دیتی تھی۔

چنانچہ جب مکہ فتح ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے بیعت لینے کے لئے بیٹھے تو مستورات میں ہند بھی آئیں، شریف عورتیں عموماً نقاب پہنتی تھیں، ہند بھی نقاب پہن کر آئیں جس سے اس وقت یہ غرض بھی تھی کہ کوئی ان کو پہچاننے نہ پائے، بیعت کے وقت انہوں نے نہایت دلیری سے باتیں کیں جو حسب ذیل ہیں:

ہند: یارسول اللہ! آپ ہم سے کن باتوں کا اقرار لیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔

ہند: یہ اقرار آپ نے مردوں سے تو نہیں لیا، لیکن بہرحال ہم کو منظور ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: چوری نہ کرنا۔

ہند: میں اپنے شوہر کے مال میں سے کبھی کچھ لے لیا کرتی ہوں معلوم نہیں یہ بھی

جائز ہے یا نہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اولاد کو قتل نہ کرنا۔

ہند: ہم نے اپنے بچوں کو پالا تھا بڑے ہوئے تو جنگ بدر میں آپ نے ان کو مار ڈالا اب آپ اور وہ باہم سمجھ لیں۔

(اس دیدہ دلیری کے باوجود) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند رضی اللہ عنہا سے درگذر فرمایا (ہند کے قلب پر اس کا بہت اثر ہوا) اور ان کے دل نے اندر سے گواہی دی کہ آپ سچے پیغمبر ہیں انہوں نے کہا یا رسول اللہ! اس سے پہلے آپ کے خیمہ سے زیادہ میرے نزدیک کوئی مبغوض خیمہ نہ تھا، لیکن اب آپ کے خیمہ سے زیادہ کوئی محبوب خیمہ میرے نزدیک نہیں ہے۔

حضرت ہند مسلمان ہو کر گھر گئیں تو اب وہ ہند نہ تھیں، ابن سعد نے لکھا ہے کہ انہوں نے گھر جا کر بت توڑ ڈالا اور کہا کہ ہم تیری طرف سے دھوکے میں تھے۔(1)

1- لِمَنِ الصَّبِیُّ بِجَانِبِ البَطحاء فی التُّرْبِ مُلْقًی غیرَ ذی مَهْدِ

2- نَجَلَتْ بِهِ بَیْضَاءُ آنِسَةٌ من عَبْدِ شمسٍ صَلتَةُ الخَدّ

3- تَسْعَی الی الصُّیَّاحِ مُعْوِلَةً یَا هِنْدُ انّكِ صُلْبَةُ الحَرْدِ

''یہ بچہ کس کا ہے جو بطحاء کے قریب مٹی میں بغیر بچھونے کے پڑا ہے۔ اسے عبد شمس کی ایک خوبصورت، گوری اور چکنے رخساروں والی عورت نے جنم دیا ہے۔ اے ہند! تو بڑے غصے والی بتائی جاتی ہے لیکن ''صیاح'' نامی غلام کی طرف شور مچاتے ہوئے جاتی ہے۔''

تشریح

''صیاح'' قریش کے ایک غلام کا نام ہے۔

1- فاذا تَشَاءُ دَعَتْ بِمِقْطَرَةٍ تُذْكَی لها بِالْوَّةِ الهِنْدِ

(1) سیر الصحابہ (8/180-182)

2- غَلَبَتْ علی شَبَهِ الغُلامِ وَقَدْ بَانَ السَّوَادُ لِحالِكٍ جَعْدِ
3- أشِرَتْ لكاعِ وكانَ عَادَتُهَا دَقَّ المُشاشِ بِناجِذٍ جَلْدِ

''جب وہ چاہتی تو دھونی دان منگواتی اور اسے ہندی عود کی دھونی دی جاتی تھی، اس کا بیٹا اس کے مشابہ تو ہے لیکن اس کے بالوں میں صیاح نامی غلام کی مشابہت موجود ہے، آج یہ معمولی عورت بن ٹھن کر غرور وتکبر سے چلتی ہے حالانکہ کھوکھلی ہڈیوں کو چوسنا اس کی عادت تھی''

ہند کے بارے میں کچھ اشعار

[من البسيط]

1- لِمَنْ سَوَاقِطُ صِبْيَانٍ مُنَبَّذَةٍ بَاتَتْ تَفَحَّصُ فی بَطحاءِ أجْيادِ
2- بَاتَتْ تَمَخَّضُ ما كانتْ قَوابِلُها الاّ الوُحوشَ والاّ جِنَّةَ الوَادی
3- فِيهِمْ صَبِیٌّ له أمٌّ لهَا نَسَبٌ فی ذُرْوَةٍ مِن ذُرَى الأحسابِ آيَادِ
4- تقولُ وَهناً وقدْ جَدّ المَخاضُ بها يا لَيْتَنی كُنْتُ أرْعی الشَّوْلَ للغادی
5- قَدْ غادَرُوهُ لِحُرّ الوَجْهِ مُنعَفِراً وخالُها وَأبوهَا سيّدُ النّادی

''مقام بطحاء کے اجیاد نامی مقام پر یہ گرے پڑے بچے کس کے ہیں جنہوں نے مٹی میں لوٹ پوٹ ہوتے ہوئے رات گزاری ہے، ان کی ماں نے دردزہ میں تڑپتے ہوئے رات گزاری ہے اس کے پاس سوائے جنگلی جانوروں اور وادی کے جنات کے اور کوئی نہ تھا، نہ ہی کوئی دائی تھی جو اس کا خیال کرتی۔ ان بچوں میں ایک ایسا بھی ہے جس کی ماں ایک اعلیٰ نسب والے اونچے خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ اس عورت نے دردزہ کے ضعف سے نڈھال ہو کر کہا

ہائے کاش! میں دودھ سے خالی اونٹنیاں چرالیتی، لوگ اس کے بچے کو مٹی میں منہ کے بل ڈال گئے ہیں حالانکہ اس عورت کا ماموں اور باپ اپنے قبیلوں کے سردار ہوا کرتے تھے"

﴿ابوسفیان بن حارث کے بارے میں﴾

[من الطویل]

ان کا پورا نام "ابو سفیان بن الحارث بن عبد المطلب بن ہاشم" ہے۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد اور رضاعی بھائی ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں شاعری کے بل بوتے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچاتے اور نامناسب باتیں کیا کرتے تھے۔ جب اسلام قبول کرلیا تو بہترین مسلمان ثابت ہوئے، ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ آپ نے فتح مکہ کے دن مسلمانوں کے مکہ میں داخل ہونے سے پہلے اسلام قبول کرلیا تھا۔ جب انہوں نے اسلام قبول کرلیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کی طرف سے آپ کے پاس جائیے اور ان سے وہی بات کہیے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کی تھی:

﴿تَاللّٰهِ لَقَدْ آثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَإِنْ كُنَّا لَخَاطِئِينَ﴾ (1)

"اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم پر فوقیت عطا فرمادی ہے اور بلاشبہ ہم غلطی پر تھے"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا:

﴿قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ﴾ (1)

---

(1) یوسف:91

(2) یوسف 92

''آج تم سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا اللہ تمہیں معاف کرے وہ بہترین رحم کرنے والا ہے''

ابوسفیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت زیادہ مشابہ تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے محبت کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ آپ میرے لئے حمزہ رضی اللہ عنہ کا بدل ہیں۔

روایات میں آتا ہے کہ جب ان کے انتقال کا وقت آیا تو فرمایا:

''میرے مرنے کے بعد مجھ پر مت رونا کیونکہ میں نے جب سے اسلام قبول کیا ہے مجھ سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا''

قبول اسلام سے پہلے چونکہ مسلمانوں کو ان کی طرف سے سخت حالات کا سامنا کرنا پڑتا تھا اس لئے اہل اسلام کے دل ابوسفیان کے بارے میں بے حد متنفر تھے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار بھی اسی کیفیت کا نتیجہ تھے، درحقیقت حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے کفار کی مخالفت میں کہے گئے اشعار اسلام اور اہل اسلام کی حمایت کی بنا پر تھے اس لئے حضرت حسان صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن کسی بھی قسم کے طعن سے محفوظ رہے گا:

1- لَقَدْ عَلِمَ الأَقْوَامُ أَنّ ابْنَ هاشِمٍ ... هوَ الغُصْنُ ذو الأفنان لا الوَاحد الوَغدُ

2- وَمَا لَكَ فِيهِمْ مَحتِدٌ يَعرِفونَهُ ... فَدونَكَ فالصَق مثلَ ما لصِقَ القُرْدُ

3- وَانّ سَنَامَ المَجْدِ مِن آلِ هاشِمٍ ... بَنُو بنتِ مخزُومٍ وَوَالدُكَ العَبْدُ

4- وَمَا وَلَدَتْ أفْنَاهُ زُهرَةَ منكُمُ ... كريماً ولم يَقرَبْ عجائزَكَ المَجْدُ

5- وَلَسْتَ كَعَبّاسٍ ولا كابْنِ أُمّه ... وَلكِنْ هَجِينٌ لَيس يُورَى له زَنْدُ

6- وَأنتَ زَنيمٌ نِيطَ فى آلِ هَاشِمٍ ... كما نِيطَ خلْفَ الرّاكبِ القَدَحُ الفَرْدُ

7- وانّ امرَأً كانَتْ سُمَيّةُ أُمّهُ ... سَمْرَاءُ مَغلوبٌ اذا بُلِغَ الجَهد

''لوگ جانتے ہیں کہ ہاشم کے بیٹے یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی ٹہنی ہیں جس کی بہت سے شاخیں ہیں وہ اکیلے اور اس نادار خادم (یعنی ابوسفیان) کی طرح نہیں جو معمولی کام کاج کر کے اپنی روزی کا انتظام کرتا ہے۔ بنو ہاشم میں تیرا کوئی قابل ذکر

مقام نہیں تیرے جیسے لوگ قبیلوں اور خاندانوں کو یوں چمٹ جاتے ہیں جس طرح چیچڑی اونٹ کو چمٹ جاتی ہے۔ آل ہاشم میں چوٹی کے لوگ بنت مخزوم کی اولاد ہیں جبکہ تیرا باپ تو محض ایک غلام تھا۔ زہرہ کی نسل میں کوئی قابل ذکر پیدا نہیں ہوا اور اے ابوسفیان تمہاری بوڑھی مائیں شرافت وعزت کے قریب بھی نہیں گئیں۔ تو نہ تو عباس کی طرح ہے اور نہ ان کی ماں کے بیٹے (یعنی ضرار بن عبدالمطلب) کی طرح ہے۔ بلکہ تو ایک ایسا عربی ہے جس کی ماں باندی ہے اور تیرے چقماق میں آگ نہیں ہے۔ تو ایک ایسی قوم کی طرف منسوب ہے جس سے تیرا خاندانی تعلق نہیں لیکن ضرورت کی وجہ سے ان میں گھسا ہوا ہے جیسے کہ وہ غیر اہم پیالہ جسے سوار اپنے پیچھے رکھ لیتا ہے۔ وہ شخص جس کی ماں سمیہ اور دادی سمراء ہو اسے جب کوئی مشقت پیش آئے گی تو وہ کیا جوہر دکھائے گا؟"

تشریح

سمیہ، ابوسفیان بن حارث کی والدہ اور سمراء، ان کی دادی کا نام ہے۔ یہ دونوں ام ولد تھیں یعنی یہ باندیاں تھیں اور انہوں نے اپنے آقا کے بچے کو جنم دیا تھا۔

روایات میں آتا ہے کہ جب ابوسفیان کو ان اشعار کا علم ہوا تو انہوں نے کہا تھا "ابن ابی قحافہ (یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ) کی مدد کے بغیر یہ اشعار نہیں کہے جا سکتے"

ان کے اس قول کا مطلب یہ تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ انساب کے بہت بڑے عالم تھے، وہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو مشرکین کے احوال وانساب کے عیوب بتایا کرتے تھے اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ ان عیوب کو شاعری کا لباس پہنا کر مشرکین کی ہجو بیان کرتے۔

قبیلہ مخزوم کی مذمت میں

[من الطویل]

1- جَزَی اللّٰهُ مَخْزُوماً بِأَسْوَا صَنِيعِها أَبَى غيرَ لُوْمٍ كَهلُها وَوَلِيدُهَا

2- وَدِقَّةِ أَخلاقٍ وَرَأيٍ مُضَلَّلٍ وَغَدْرٍ وَلا يُوفِي بِزَنْدٍ عَقِيدُهَا

"اللہ تعالیٰ قبیلہ مخزوم والوں کو ان کے برے کاموں کا بدترین بدلہ دے، ان کے بوڑھوں اور جوانوں نے ذلت کے کاموں کے علاوہ ہر چیز کا انکار کیا ہے۔ وہ اخلاق رذیلہ کے خوگر ہیں اور گمراہ کن نظریات کے حامل ہیں۔ بدعہدی ان کا شعار ہے، ان کا حلیف کبھی ان کی مدد حاصل نہیں کر سکا"

نافع بن بدیل رضی اللہ عنہ کی یاد میں

[من الخفیف]

نافع بن بدیل ان صحابہ کرام میں سے ہیں جو بئر معونہ کے معرکے میں شہید ہو گئے تھے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار انہی کی یاد میں ہیں:

1- رَحِمَ اللّٰهُ نَافِعَ بْنَ بُدَيْلٍ رَحْمَةَ المُشْتَهِي ثَوَابَ الجِهادِ

2- صَابِراً صادِقَ الحَدِيثِ اذا ما أَكْثَرَ القومُ قالَ قَوْلَ السَّدَادِ

"اللہ تعالیٰ نافع بن بدیل پر وہ رحمت فرمائے جو رحمت جہاد کے ثواب کا شوق رکھنے والوں پر نازل ہوتی ہے۔ وہ صبر کرنے والے اور سچی بات کہنے والے تھے، جب لوگ طرح طرح کی باتیں

کرتے تو وہ ہمیشہ درست اور سچی بات کیا کرتے تھے“

تشریح

تاریخ کی تمام کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ اشعار حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ہیں، حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے بھی نافع بن بدیل کے بارے میں مدحیہ اشعار کہے ہیں جن کا ذکر آگے آرہا ہے۔

کفار کی دشمنی

[من الطویل]

یہ بات پہلے بھی گزر چکی ہے کہ ابوایہر بن انیس بن خیسق کا تعلق قبیلہ ازد سے تھا۔ اس کی والدہ کا تعلق قبیلہ دوس سے تھا۔ ابوازیہر کی ابوسفیان سے دوستی اور حلیفانہ تعلقات تھے۔ یہ دونوں عربوں کے اہم بزرگ شمار کئے جاتے تھے، اہل عرب مسائل کے حل اور اختلافات کی دوری کے لئے انہی کے پاس حاضر ہوتے تھے۔

ولید بن مغیرہ کے بیٹوں نے کسی رنجش کی بنا پر ابوازیہر کو قتل کردیا تھا، اب چونکہ ابوازیہر کا قبیلہ ابوسفیان کے قبیلہ کا حلیف تھا۔ اس لئے عربی روایات کے مطابق ابوسفیان اور اس کے قبیلے پر ابوازیہر کے قتل کا بدلہ لینا لازم تھا۔ اس صورت حال کے پیش نظر مشرکین کے درمیان پھوٹ پڑ گئی اور جنگ کا اندیشہ پیدا ہوگیا تھا۔

کفار کی اس دشمنی کو بھڑکانے کے لئے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار کہے:

1- غَدا أهلُ حِضْنَيْ ذی المَجَازِ بِسُحرَةٍ وَجارُ ابنِ حرْبٍ بالمُحصَّبِ ما تغدُو

2- كَساكَ هِشامُ بنُ الوَلِيدِ ثِيابَهُ فأبْلِ وَأَخلِف مِثْلَها جُدُداً بَعدُ

3- قَضى وَطَراً مِنهُ فأصْبحَ غادِياً وَأَصْبَحتَ رِخْواً ما تَخُبُّ وما تغدو

4- فَلو أنّ أشیاخاً ببَدْرٍ شُهُودُهُ لَبَلّ مُتونَ الخَیْلِ مُعْتَبَطٌ وَرْدُ

5- فما مَنَعَ العَیْرُ الضَّرُوطُ ذِمَارَهُ وَمَا مَنَعَتْ مَخْزَاةَ وَالِدِها هِنْدُ

''ذی المجاز کی دونوں جانبوں کے لوگ سحری کے وقت میں چلے گئے لیکن سفیان بن حرب کا ساتھی یعنی ابوازیہر دوسی وادی محصب میں نہیں پہنچا۔ اے ابوسفیان! ہشام بن ولید نے تجھے ذلت کا لباس پہنا دیا ہے تو اس لباس کو پرانا کر اور پھر اس کے بعد ذلت کا نیا لباس پہن لے۔ ہشام نے اپنا کام پورا کر دیا لیکن تو ایسا بدھو ثابت ہوا جو اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں۔ اگر بدر میں قتل ہونے والے سردار زندہ ہوتے تو آج گھوڑوں کی کمر سے تازہ خون بہہ رہا ہوتا یعنی وہ اپنے حلیف کا انتقام ضرور لیتے۔ ہوا خارج کرنے والا گدھا اپنی قابل حفاظت چیز کی حفاظت نہیں کر سکا، اور ہند اپنے والد کو رسوائی سے نہیں بچا سکی''

قافیۃ ''الراء''

مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

[من البسیط]

1- نَبِّ المسَاكِينَ أنّ الخَيْرَ فارَقَهُمْ مَعَ النّبيّ توَلّى عَنهُمُ سَحَرا
2- مَن ذاالذی عندَهُ رَحلی ورَاحِلَتی وَرِزْقُ أهْلی اذا لَمْ يُؤْنِسوا المَطَرَا
3- أمْ مَن نُعاتبُ لا نخشَى جَنادِعَهُ اذا اللّسانُ عَتا فی القَوْلِ أوْ عثَرَا

''اے میرے دوست! مسکین اور غریب لوگوں کو بتادو کہ جب آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کے وقت وصال فرمایا تو خیر و برکت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رخصت ہوگئی، اب میری سواری، زادراہ اور قحط کی حالت میں میرے گھر والوں کی روزی کا انتظام کون کرے گا۔ اب جب کبھی ہماری زبان غلطی کرے گی یا ٹھوکر کھائے گی تو کون ایسا شخص ہے جو ہماری لغزشوں سے درگزر کرے گا''

4- كانَ الضِياءَ وكان النّورَ نَتبَعُهُ بَعْدَ الالهِ وكان السّمْعَ والبَصَرَا
5- فَلَيْتَنا يَوْمَ وَارَوْهُ بِمَلْحَدِهِ وَغَيّبُوهُ وألْقَوْا فَوْقَهُ المَدَرَا
6- لَمْ يَتْرُكِ اللّهُ مِنّا بَعْدَهُ أحداً ولَمْ يُعِشْ بعدهُ أُنْثى ولا ذَكَرا
7- ذَلّتْ رِقابُ بَنی النجّارِ كلّهِمُ وكان أمراً مِنَ امرِ اللّهِ قد قُدِرَا

''حضور ﷺ ہمارے لئے روشنی اور نور کا سامان تھے، آپ ہی ہماری سماعت اور بصارت تھے، اللہ تعالیٰ کے بعد ہمیں آپ ہی کا سہارا تھا، جس دن لوگوں نے حضور ﷺ کو مٹی میں اتارا کاش کہ اس دن اللہ تعالیٰ ہم میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑتا اور اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے بعد کسی مرد و عورت کو زندہ نہ چھوڑتا، بنو نجار کے سب لوگوں کی گردنیں جھک گئیں اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ پورا ہو کر رہا''

درود ان پر جو روتوں کو ہنسانے کے لئے آئے

[من مجزوء الکامل]

1- كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِي فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ

2- مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ، فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ

''اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر! آپ میری آنکھ کے لئے پتلی کا درجہ رکھتے تھے، آپ کے پردہ فرمانے سے میری آنکھیں اندھی ہوگئی ہیں۔ آپ کے وصال کے ہمیں بھی دنیا سے رخصت ہو جانا چاہئے کیونکہ آپ کے بعد اب زندگی بے کار ہے''

اس موقع پر زکی کیفی مرحوم کی یہ نعت بھی ملاحظہ فرمائیے:

جہاں سے کفر کی ظلمت مٹانے کے لئے آئے
دلوں میں شمع ایمانی جلانے کے لئے آئے

نبی آئے ہزاروں اور گئے درس وفا دے کر
سلام ان پر جو آئے اور آنے کے لئے آئے

جہاں میں علم اور انصاف کی پھر طرح نو ڈالی
سر ظلم و جہالت پھر جھکانے کے لئے آئے

فضائیں نغمہ توحید سے معمور کر ڈالی
بہاریں گلشن ہستی میں لانے کے لئے آئے

رہ ورسم وفا کو اہل دنیا چھوڑ بیٹھے تھے
انہیں راہ محبت پھر دکھانے کے لئے آئے

گھری تھی کشتی انسانیت موج وتلاطم میں
وہ بن کر ناخدا کشتی بچانے کے لئے آئے

سلام ان پر کرم تھا عام جن کا دوست دشمن پر
درود ان پر جو سوتوں کو جگانے کے لئے آئے

سلام ان پر جو غم میں قوم کے راتوں کو روتے تھے
درود ان پر جو روتوں کو ہنسانے کے لئے آئے

انہیں کا نام لے کر صبح کو کلیاں چٹکتی تھیں
وہ کانٹوں میں رہے اور گل کھلانے کے لئے آئے

کھلائے پھول صحرا میں، چمن کو رونقیں بخشیں
فضا پر ابر رحمت بن کے چھانے کے لئے آئے

یہ خستہ حال کیفی بھی انہیں کا نام لیوا ہے
گنہگاروں کو جو اپنا بنانے کے لئے آئے

میرے دل کا نور

[من البسیط]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی عمر کے آخری حصہ میں آپ کی بینائی زائل ہوگئی تھی، آپ کے درج ذیل اشعار اسی زمانے کے ہیں:

۱- اِنْ یأْخُذِ اللّٰہُ مِن عَیْنَیَّ نُورَھُما　　فَفِی لِسَانِی وَقَلْبِی مِنْھُما نُورٌ

2- قَلْبٌ ذَکِیٌّ، عَقْلٌ غیرُ ذِیْ دَخَلٍ وفی فَمِی صَارِمٌ کالسَّیْفِ مأثُورُ

"اگر اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں کے نور کو سلب کر لیا ہے تو کیا ہوا،
میری آنکھوں کا نور میری زبان اور میرے دل میں تو موجود ہے،
میرا دل روشن اور میری عقل شاندار ہے اور میرے منہ میں ایک
ایسی تلوار ہے جو تیز دھار والی اور مضبوط ہے"

تشریح

آخری شعر میں تلوار سے مراد زبان ہے، حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ایک اور مقام پر بھی اپنی زبان کو تلوار سے تشبیہ دی ہے:

لِسَانِی صارِمٌ لا عیبَ فیهِ وبحرِی لا تکدِّرُهُ الدِّلاءُ

"میری زبان ایک تیز دھار تلوار کی طرح ہے جس میں کوئی عیب
نہیں، اور میرے سمندر کو ڈول گدلا نہیں کر سکتے"

زباں رکھتا ہوں ایسی سب جسے تلوار کہتے ہیں
مرے اشعار کو اہل جہاں ابحار کہتے ہیں

نجاشی شاعر کا تذکرہ

[من الکامل]

قیس بن عمرو ایک شاعر ہے جو نجاشی کے نام سے مشہور تھا اسے نجاشی کہنے کی وجہ یہ تھی کہ اس کا رنگ حبشہ والوں سے ملتا تھا اس کی کنیت ابو الحارث اور ابو المحاسن تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعریف میں اس کے بہت سے اشعار موجود ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبد الرحمٰن بن حسان نے قیس بن عمرو نامی شاعر کی ہجو بیان کی، اس پر قیس بن عمرو نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے بارے میں نامناسب

باتیں کی، اس کے جواب میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار کہے جن میں اپنے بیٹے کو خطاب کرتے ہوئے اس شاعر کا باتوں کو جواب دیا:

1- اِيَّاكَ اِنّى قَدْ كَبِرْتُ غَالَنى عَنكَ الغَوَائِلُ عِندَ شَيْبِ المَكبِرِ
2- فَجَعَلْتَنِى غَرَضَ اللّئام، فَكُلُّهم يَرْمى بِلُؤمِهِ بَالِغاً كَمُقصِّرِ
3- حَتى تَضِبّ لِثاتُهُمْ، فغَدَتْ بهمْ سَوْداءَ، أَصْلُ فُرُوعِها كالعُنقرِ
4- أجزَرْتَهُمْ عِرْضى، تَهَكُّمَ سَادِرٍ؟ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ، غَيْرَ عِرْضى أجْزِرِ
5- هَدَفٌ تَعَاوَرَهُ الرّمَاةُ، كَأَنَّمَا يَرْمُوْنَ جَنْدَلَةً بِعُرْضِ المَشْعَرِ

''اے میرے بیٹے! کچھ احتیاط کر! میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور اس بڑھاپے میں حوادثات زمانہ نے مجھے تیری مدد سے روک دیا ہے۔ تو نے مجھے ذلیل لوگوں کی زبانوں کا نشانہ بنا دیا ہے اور ان میں سے ہر ایک میرے بارے میں نازیبا باتیں کہنے لگا ہے۔ ان کے منہ سے ایسی باتیں صادر ہو رہی ہیں جو انتہائی فضول اور کمزور قسم کی ہیں۔ تو نے میری عزت کو ان کے لئے ایک مباح چیز بنا دیا ہے کہ جو چاہے اس کے ساتھ مذاق اور ٹھٹھہ کرنے لگے، تیری ماں تجھے کھوئے میرے علاوہ کسی اور کی عزت کو داغدار بنا۔ میری آبرو اس وقت ایک ایسا ہدف بنی ہوئی ہے کہ تیر انداز اس پر حملہ آور ہو رہے لیکن درحقیقت وہ ایک ایسی چٹان پر تیر برسا رہے ہیں جس پر ان کے تیروں کا کوئی اثر نہیں ہوگا''

تشریح

آخری شعر میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کی عزت و ناموس ایک چٹان کی طرح ہے اور ہجو کرنے والے شاعروں کے اشعار تیر ہیں، جس طرح چٹان پر تیروں کا کوئی اثر نہیں ہوتا اسی طرح ان شاعروں کے اشعار کا بھی مجھ پر کوئی اثر نہ ہوگا اور نہ اس سے میری عزت پر کوئی حرف آئے گا۔

میری قوم، بنونجار

[من الکامل]

1- اِنَّ النَّضِيْرَةَ رَبَّةَ الْخِدْرِ أَسْرَتْ اليكَ، ولم تَكُنْ تُسْرِي

2- فَوَقَفْتُ بالبَيْدَآءِ أسْأَلُهَا: أَنّى اهتَدَيْتِ لمَنزِلِ السَّفْرِ

3- والعِيسُ قَدْ رُفِضَتْ أزِمّتُها مِمّا يَرَوْنَ بِهَا مِنَ الفَتْرِ

4- وَعَلَتْ مَسَاوِئُهَا مَحاسِنَهَا مِمّا أضَرّ بِهَا مِنَ الضُّمْرِ

5- كُنّا اذا رَكَدَ النّهارُ لَنَا، نَغْتَالُهُ بِنَجَائِبٍ صُعْرِ

6- عُوجٍ، نَوَاجٍ، يَعْتَلِينَ بِنَا، يُعْفِينَ دونَ النّصّ، وَالزّجْرِ

7- مُسْتَقْبلاتٍ كلّ هَاجِرَةٍ، يَنْفَحْنَ فى حَلَقٍ مِنَ الصُّفْرِ

8- وَمُنَاخُها فى كُلّ مَنزِلَةٍ كَمَبِيتِ جُونيّ القَطا الكُدْرِ

9- وَسَمَا عَلى عُودٍ، فَعَارَضَنَا حِرْباؤهَا، أوْ هَمَّ بِالخَطْرِ

10- وتكَلُّفى اليَوْمَ الطّويلَ وقَدْ صَرّتْ جَنادِبُهُ مِنَ الظُّهْرِ

''اکیلے گھر کی مالکن ''نضیرہ'' رات کا سفر کر کے تیرے پاس آئی ہے حالانکہ وہ رات کا سفر نہ کیا کرتی تھی۔ میں مقام بیداء میں کھڑا ہوا اور اس سے پوچھا: ''تجھے مسافروں کے ٹھکانے کا رستہ کس نے دکھایا؟'' اس وقت اونٹوں کے مالکوں نے ان کی لگاموں کو کھول دیا تھا کیونکہ وہ ان پر کمزوری اور تھکاوٹ کے آثار کو دیکھ رہے تھے۔ اونٹوں کے لاغر پن نے ان کی خوبیوں کو ان کے عیوب میں چھپا دیا تھا۔ جب دن ہمیں لمبا محسوس ہوتا ہے تو ہم اسے عمدہ اور تیز رفتار گھوڑوں پر سفر کر کے گزارتے ہیں۔ یہ گھوڑے سبک رفتار، تازہ دم اور باہمت ہیں انہیں بھگانے کے لئے ہمیں کسی قسم کی

مشقت کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ تیز بھاگنا ان کی فطرت میں داخل ہے۔ یہ شدید گرمی کی دوپہر میں اپنا سفر جاری رکھتے ہیں اور اس کے باوجود ان کی چستی اور نشاط پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ ہر مقام پر اتنی دیر ٹھہرتے ہیں جتنی دیر فاختہ کا قیام ہوتا ہے یعنی لمبے سفروں کے باوجود آرام کرنے کے لئے تھوڑی دیر ہی ٹھہرتے ہیں۔ ان کی ٹڈی سارا دن سفر کی وجہ سے دوپہر کے وقت چیخنے لگتی ہے''

تشریح

آخری شعر میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اہل عرب کی ایک کہاوت کو استعمال کیا ہے، اہل عرب کہتے ہیں:

((صرَّ الجندب))

''ٹڈی نے چیخ ماری''

یہ کہاوت اس وقت بولی جاتی ہے جب کوئی معاملہ انتہائی سنگین موڑ اختیار کر جائے اور آدمی اس کی وجہ سے سخت بے زاری اور مشکل کا شکار ہو جائے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا منشاء یہی ہے کہ لمبے، سفر آزما اور گرم سفروں کی وجہ سے ہمارے اونٹوں کی ٹڈیاں چلانے لگتی ہیں یعنی وہ سخت پریشان اور بیزار ہو جاتے ہیں۔

11- وَاللَّيْلَةَ الظَّلْمَاءَ أُدلِجُها بِالقَوْمِ فی الدَّيْمومَةِ القَفْرِ

12- يَنْعَى الصَّدَى فِيها أخاهُ كما يَنْعَى المُفجَّعُ صَاحِبَ القَبْرِ

''اندھیری اور تاریک راتوں کو سنسان اور ویران جنگلوں میں اپنے ساتھیوں کو لے کر سفر کرنا میرا شعار ہے، میں ایسے خطرناک جنگلوں میں بھی سفر کرتا ہوں جس میں الو اپنے ساتھی کو موت کی خبر اس طرح دیتا ہے جیسے کوئی انتہائی پریشان حال اور غمگین شخص کسی کی موت کی خبر دیتا ہے''

تشریح

اہل عرب کا دستور یہ تھا کہ جب ان میں سے کوئی شخص فوت ہو جاتا تو ایک آدمی گھوڑے پر سوار ہو کر چکر لگاتا اور لوگوں کو اس کی موت کی خبر دیتا۔ حضور ﷺ نے انہیں ایسا کرنے سے منع کر دیا تھا۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے دوسرے شعر میں ''الو'' کا ذکر کیا ہے، اس کے تذکرے کا پس منظر یہ ہے کہ عربوں کا خیال یہ تھا کہ جب کوئی آدمی قتل ہو جاتا ہے تو اس کے سر سے الو جیسا ایک جانور نکلتا ہے اور اس کے سر پر کھڑا ہو کر چلاتا ہے ''مجھے سیراب کرو، مجھے سیراب کرو'' جب اس آدمی کے قاتل کو قتل کر دیا جائے تو وہ چپ ہو جاتا ہے۔

ان اشعار میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم اندھیری رات میں ایسے ویران اور سنسان صحراؤں اور جنگلوں کو طے کرتے ہیں جن میں سوائے الو کی آوازوں کے اور کوئی آواز سنائی نہ دے گی۔

-13 وَتحُولُ دُونَ الكَفّ ظُلمَتُهَا حتّى تَشُقّ علَى الّذى يَسْرى

-14 وَلَقَدْ أرَيْتُ الرّكبَ أهْلَهُمُ وَهَدَيْتُهُمْ بمَهامِةٍ غُبُرِ

-15 وَبَذَلْتُ ذا رَحْلي وكنتُ بِهِ سَمْحاً لَهُمْ في العُسْرِ واليُسرِ

-16 فاذا الحَوادِثُ ما تُضَعْضِعُني وَلا يَضِيقُ بِحاجَتي صَدْرى

''میں اتنی تاریک راتوں میں سفر کرتا ہوں جن میں آدمی کو اپنا ہاتھ بھی دکھائی نہیں دیتا اور سفر کرنے والے کے لئے چلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ میں اپنے قافلے کے ساتھ اتنا اچھا سلوک کرتا ہوں کہ وہ مجھے اپنے گھر کا آدمی سمجھنے لگتے ہیں اور میری عزت و توقیر میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے، میں انہیں اجنبی اور دشوار گزار جنگلوں میں عمدگی سے گزار دیتا ہوں۔ میں اپنا توشہ بھی اپنے ساتھیوں کو کھلا دیتا ہوں اور خوشحالی و بدحالی ہر دو طرح کے حالات میں، میں سخاوت سے ہاتھ نہیں کھینچتا، جب مشکل حالات میری کمر کو دوہرا کر دیں پھر بھی میں اپنے عزائم سے رخ نہیں موڑتا''

17- يُعْيِي سِقاطي مَنْ يُوازِنُني انّي لَعَمْرُكَ لَسْتُ بالهَذْرِ

18- انّي أُكارِمُ مَنْ يُكارِمُني وَعلى المُكاشِحِ ينتحي ظُفرِ

19- لا أسْرِقُ الشعَرَاءَ ما نَطَقُوا بَلْ لا يُوَافِقُ شِعرَهُمْ شِعْرِي

20- انّي أبَى لي ذَلِكُمْ حَسَبي وَمَقالَةٌ كَمَقاطِعِ الصّخْرِ

''اگر کوئی شخص میرے اشعار کا مقابلہ کرنا چاہے تو وہ میرے نامکمل اور ادھورے اشعار کے سامنے بھی نہیں ٹھہر سکتا تیری عمر کی قسم! معمولی اور فضول باتیں کرنا میری فطرت نہیں۔ جو میرے ساتھ اچھا سلوک کرے وہ بھی میرے اچھے سلوک کو دیکھ لیتا ہے اور جو شخص مجھ سے دشمنی رکھے وہ میرے ناخن کی قوت سے نہیں بچ سکتا۔ میں دوسرے شاعروں کے کلام کو ہرگز نہیں چراتا بلکہ میرے اشعار ان کے کہے ہوئے اشعار سے کوئی مناسبت ہی نہیں رکھتے۔ میں نے تمہارے سامنے اپنی حقیقت بیان کر دی ہے اور تمہیں ایسے شعر سنائے ہیں جو چٹانوں کو بھی کاٹ کر رکھ دیں''

تشریح

مذکورہ اشعار میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اپنے اشعار کی خوبصورتی اور قوتِ بیان کا تذکرہ کیا ہے اور آخری شعر میں اپنی شاعری کو مضبوط چٹان سے تشبیہ دی ہے۔

21- وَأخي مِنَ الجِنّ البَصِيرُ اذا حالَ الكَلامَ بأحْسَنِ الحِبْرِ

''میرا جن بھائی اشعار کا بہت بڑا عالم ہے وہ کلام کو بہترین روشنائی کے ساتھ مزین کرتا ہے''

تشریح

عربوں کا مشہور عقیدہ تھا کہ ہر شاعر کے پاس ایک جن ہوتا ہے جو اس کے دل میں اشعار کا الہام کرتا ہے۔ وہ اس جن کو ''تابع'' یا ''رئی'' کا نام دیتے تھے۔
اہل عرب سے منقول ہے کہ اعشیٰ کے جن کا نام ''مسحل''، مخبل کے جن کا نام ''عمرو''

بشار کے جن کا نام "شنقناق" اور فرو بن قطن کے جن کا نام "جہنام" تھا۔

ان جنات کے بہت سے واقعات مشہور ہیں جن کا تذکرہ طوالت کا باعث ہے لہٰذا انہیں ذکر نہیں کیا جا رہا۔

22- أَنَضِيرَ مَا بَيْنِى وبَيْنكُمُ صَرْمٌ وما أحْدَثْتُ مِنْ هَجْرِ

23- جُودى فان الجُودَ مَكرُمَةٌ واجزِى الحسلمَ بِبعضِ ما يَفرِى

"اے نضیرہ! تمہارے اور میرے درمیان کوئی جدائی اور فرقت نہیں ہے اور نہ ہی میں نے جدائی کی کوئی بات کی، تو سخاوت کر، کیونکہ سخاوت عزت کی چیز ہے اور حسام (تیز تلوار) کو اس کے عمل وقول کا بدلہ عطا کر"

تشریح

"حسام" حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا لقب تھا۔ لہٰذا اس شعر میں حسام سے مراد وہ خود ہیں۔ "حسام" کا لفظی معنی ہے "تیز دھار والی تلوار"

24- وحَلَفْتُ لا أنساكُمُ أبداً مَا رَدّ طَرْفَ العينِ ذو شُفْرِ

25- حَلَفْتُ لا أنسَى حديثَكِ ما ذَكَرَ الغوِيُّ لَذَاذَةَ الخَمْرِ

26- وَلأنتِ أحْسَنُ، اذْ بَرَزْتِ لنا يَوْمَ الخُرُوجِ بساحَةِ القَصْرِ

27- مِنْ دُرّةٍ أغلى المُلُوكُ بِهَا مِمّا تَرَبّبَ حَائِرُ البَحْرِ

"میں قسم کھاتا ہوں کہ جب تک آنکھیں پلکوں کو جھپکاتی رہیں گی میں تجھے فراموش نہیں کروں گا، اور میں قسم کھاتا ہوں کہ میں اس وقت تک تیری باتیں نہیں بھولوں گا جب تک شرابی، شراب کی لذت کا تذکرہ کرتے رہیں گے۔ روانگی کے دن جب تو نکل کر سامنے آئی تو ہمارے لئے اس شاندار موتی سے بھی زیادہ خوبصورت تھی جس کو حاصل کرنے کے لئے بادشاہ بہت سا مال لٹا دیتے ہیں اور سمندر نے اس کی بڑے عمدہ انداز میں پرورش کی ہوتی ہے"

تشریح

آخری شعر میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے سمندر کی تہہ میں سیپی کے اندر پیدا ہونے والے قیمتی موتی کی طرف اشارہ کیا ہے اور اپنی محبوبہ کو اس قیمتی موتی سے تشبیہ دی ہے۔

28- مَمْكُورَةُ السّاقَيْنِ شِبهُهُما بَرْدِيّتَا مُتَحَيّرٍ غَمرِ

29- تَنْمى كما تَنْمى أرُومَتُها بمَحَلّ أهْلِ المَجْدِ وَالفَخْرِ

30- يَعْتَادُنى شَوْقٌ فأذكُرُهَا مِنْ غَيْرِ ما نَسَبٍ وَلا صِهْرِ

31- كَتذكّرِ الصّادى وليْسَ لَهُ مَاءٌ بِقُنّةِ شاهِقٍ وَعْرِ

32- وَلَقَدْ تُجالِسُنى فَيَمْنَعُنى ضِيقُ الذّرَاعِ وَعِلّةُ الخَفْرِ

33- لَوْ كنْتِ لا تَهْوَيْنَ لمْ تَرِدى أوْ كُنْتِ ما تَلْوِينَ فى وَكْرِ

34- لأتَيْتُهُ لا بُدّ طالِبَهُ فاقْنَىْ حَيائَكِ وَاقبلى عُذْرى

''اس کی پنڈلیاں چشمہ کے پانی کی طرح شفاف ہیں اور اس کا خاندان انتہائی بزرگ و برتر ہے۔ مجھے اس سے ایسا تعلق ہے کہ میں اسے اس طرح یاد کرتا ہوں جیسے پیاسا ٹھنڈے پانی کو سوچتا ہے۔ حالانکہ میرا اور اس کا کوئی خاندانی رشتہ نہیں۔ وہ میرے ساتھ بیٹھتی تھی لیکن شرم وحیاء ہمارے درمیان حائل رہا کرتی تھی۔ اگر تجھے بھی مجھ سے محبت نہ ہوتی تو مجھے تیرا خیال نہ آتا، اور اگر تو اپنے گھر میں پوشیدگی کے ساتھ چھپ نہ جاتی تو میں تیری تلاش میں وہاں ضرور پہنچ جاتا لیکن تو اپنے شرم وحیاء کو مضبوطی سے تھامے رکھ اور میرے عذر کو قبول کر لے''

تشریح

حضرت حسان رضی اللہ عنہ اپنے محبوبہ سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تیری حیاء ہماری ملاقات کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے، تو اس حیاء پر قائم رہ لیکن اس کے ساتھ میرے عذر کو بھی قبول کر، اور مجھے ملاقات نہ کرنے میں مجرم قرار نہ دے۔

35- قُلْ لِلنَّضِيرَ انْ عَرَضَتَ لها　لَيْسَ الجَوَادُ بِصَاحِبِ النَّزْرِ

36- قَوْمِي بَنُو النَّجَّارِ رِفدُهُمُ　حَسَنٌ وَهُمْ لِي حاضِرُوا النَّصرِ

37- الْمَوْتُ دُونِي لَسْتُ مُهتَضَماً　وَذَوُو المَكارِمِ مِنْ بَنِي عَمْرِو

38- جُرْثُومَةٌ عِزٌّ مَعَاقِلُها　كانَتْ لَنَا في سالِفِ الدَّهْرِ

''اے مخاطب! اگر تیری نضیرہ سے ملاقات ہو تو اسے کہہ دینا کہ سخی وہ نہیں ہوتا جو تھوڑی سی چیز عطا کرے۔ میری قوم بنو نجار ہے اور ان کی عطا بہت عمدہ ہے وہ ہر وقت میری مدد کے لئے حاضر ہیں۔ میں مظلوم نہیں ہوں میری موت کے راستے میں بہت بڑی رکاوٹ بنو عمرو کے بہادر نوجوان ہیں۔ گزشتہ زمانے میں بھی ہمارے لئے عزت وعظمت کے قلعے قائم رہے ہیں''

غزوہ موتہ کا تذکرہ

[من الطويل]

موتہ ایک مقام کا نام ہے، جو ملک شام میں علاقۂ بلقاء میں واقع ہے، رسول اللہ ﷺ نے جب سلاطین اور امراء کے نام دعوت اسلام کے خطوط روانہ فرمائے تو شرحبیل بن عمرو غسانی کے نام بھی ایک خط روانہ فرمایا۔ شرحبیل، قیصر کی طرف سے شام کا امیر تھا۔ حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ جب آپ کا یہ خط لے کر مقام موتہ میں پہنچے تو شرحبیل نے ان کو قتل کرادیا، اس وجہ سے آپ ﷺ نے تین ہزار کا لشکر ماہ جمادی الاولی ۸ھ میں موتہ کی طرف روانہ فرمایا۔(1)

غزوہ موتہ میں نبی پاک ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر مقرر فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اگر زید قتل ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب امیر لشکر ہوں اور اگر جعفر بھی

(1) فتح الباری(392/7)، الطبقات الکبریٰ(92/2)

قتل ہو جائیں تو عبد اللہ بن ابی رواحہ سردار ہوں اور اگر عبد اللہ بھی قتل ہو جائیں تو مسلمان جس کو چاہیں اپنا امیر بنالیں۔(1)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفید جھنڈا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو دیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اول اس مقام پر جانا جہاں حارث بن عمیر شہید ہوئے ہیں اور ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا اگر وہ اس دعوت کو قبول کرلیں تو ٹھیک وگرنہ اللہ تعالیٰ سے اعانت اور امداد کی درخواست کر کے ان سے جہاد وقتال کرنا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ثنیۃ الوداع تک خود بنفس نفیس مشایعت کے لئے تشریف لے گئے، ثنیۃ الوداع پر کچھ دیر ٹھہر کر لشکر کو یہ وصیت فرمائی:

''ہر حال میں تقویٰ اور پرہیز گاری کو ملحوظ رکھیں اپنے رفقاء کی خیر خواہی کریں، اللہ تعالیٰ کی راہ میں اللہ کے نام پر اللہ تعالیٰ سے کفر کرنے والوں سے جہاد وقتال کریں، غدر اور خیانت نہ کریں کسی بچے اور عورت اور بوڑھے کو قتل نہ کریں''

لوگ جب امراء لشکر کو رخصت کرنے لگے تو عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ رو پڑے، لوگوں نے کہا''اے ابن رواحہ کس چیز نے تمہیں رلایا ہے؟''

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

''آگاہ رہو، خدا کی قسم! مجھے نہ دنیا سے محبت ہے اور نہ تم سے شیفتگی، لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتاب اللہ کی یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا ہے:

﴿وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا﴾(2)

''نہیں ہے تم میں سے کوئی شخص مگر ضرور دوزخ پر گزرنے والا اور خدا کے نزدیک یہ امر مقرر ہو چکا ہے''

---

(1) صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ مؤتۃ من أرض الشام، رقم: 3928

(2) مریم: 71

پس مجھے نہیں معلوم کہ جہنم پر ورود کے بعد واپسی کیسے ہوگی، اس لئے روتا ہوں"

شرحبیل کو جب اس لشکر کی روانگی کا علم ہوا تو ایک لاکھ سے زیادہ لشکر مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے جمع کیا، اور ایک لاکھ فوج لے کر ہرقل خود شرحبیل کی مدد کے لئے بلقاء میں پہنچا۔ معان پہنچ کر مسلمانوں کو اس کا علم ہوا کہ دو لاکھ سے زیادہ سپاہیوں کا لشکر جرار ہم تین ہزار مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے مقام بلقاء میں جمع ہوا ہے، مسلمانوں کا یہ لشکر دو شب معان میں ٹھہرا اور مشورہ ہوتا رہا کہ کیا کرنا چاہئے رائے یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی جائے اور آپ کے حکم اور امداد کا انتظار کیا جائے، عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

"اے قوم! خدا کی قسم جس بات کو تم ناپسندیدہ سمجھ رہے ہو وہی شہادت ہے جس کی تلاش میں تم نکلے ہو ہم کافروں سے کسی قوت اور کثرت کی وجہ سے نہیں لڑتے بلکہ ہمارا لڑنا تو محض اس دین اسلام کی وجہ سے ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو عزت بخشی، پس اٹھو اور چلو دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی ضرور حاصل ہوگی یا تو کفار پر غلبہ حاصل ہوگا یا شہادت کی نعمت نصیب ہوگی"

لوگوں نے حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی تائید کی اور خدا کے پرستاروں اور جاں بازوں کی یہ تین ہزار جمعیت اعداء اللہ کے دو لاکھ لشکر جرار کے مقابلہ کے لئے موتہ کی طرف روانہ ہوئی، موتہ کے میدان میں دونوں جماعتیں مقابلہ کے لئے سامنے آئیں ادھر سے زید بن حارثہ پاپیادہ اسلام کا جھنڈا لے کر آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہوئے، ان کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ علم ہاتھ میں لے کر آگے بڑے جب دشمنوں نے ہر طرف سے گھیر لیا اور گھوڑا زخمی ہوگیا تو گھوڑے سے اتر آئے اور گھوڑے کے کوچے کاٹ کر سینہ سپر ہر کر اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے لڑنا شروع کر دیا۔ روایات میں آتا ہے کہ گھوڑے کے کوچے اس لئے کاٹے کہ کفار اس سے فائدہ حاصل نہ کر سکیں۔

لڑتے لڑتے جب دایاں ہاتھ کٹ گیا تو اسلام کے جھنڈے کو بائیں ہاتھ سے

سنبھالا، جب بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو جھنڈا گود میں لے لیا، یہاں تک کہ شہید ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض میں ان کو دو بازو عطا فرمائے جن سے جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے علم ہاتھ میں لیا اور آگے بڑے، گھوڑے پر سوار تھے۔ پھر جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر گھوڑے سے اتر پڑے، اس دوران ایک ساتھی نے آگے بڑھ کر ان کو گوشت کی ایک ہڈی دی کہ اس کو چوس لو تاکہ اس کی قوت سے کچھ لڑ سکو، کئی دن تم پر فاقے کے گزر چکے ہیں، ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے ہڈی لے لی اور اس کو ایک بار چوسا لیکن فوراً ہی پھینک دیا اور کہا:

''اے نفس! لوگ جہاد کر رہے ہیں اور تو دنیا میں مشغول ہے''

پھر تلوار ہاتھ میں لے کر آگے بڑھے یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور جھنڈا بھی ان کے ہاتھ سے گر گیا۔

ثابت بن احزم رضی اللہ عنہ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا:

''اے گروہ مسلمین! اپنے میں سے کسی شخص کے امیر بنانے پر متفق ہو جاؤ''

لوگوں نے کہا آپ ہی ہمارے امیر ہیں،، ہم آپ کے امیر ہونے پر راضی ہیں۔

ثابت نے فرمایا ''یہ کام میں نہیں کر سکتا''

یہ کہہ کر جھنڈا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو پکڑا دیا اور کہا کہ آپ جنگ سے خوب واقف ہیں۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے امارت قبول کرنے میں کچھ تامل کیا لیکن تمام مسلمانوں نے ان کے امیر ہونے پر اتفاق کر لیا، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اسلام کا جھنڈا لے کر آگے بڑھے اور نہایت شجاعت اور بہادری سے اللہ کے دشمنوں کا مقابلہ کیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ غزوہ موتہ کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''غزوہ موتہ میں لڑتے لڑتے میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹیں
صرف ایک یمنی تلوار میرے ہاتھ میں باقی رہی''

دوسرے روز خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لشکر کی ہیئت تبدیل کر دی، مقدمۃ الجیش کو

ساقہ اور میمنہ کو میسرہ کر دیا، دشمن لشکر کی ہیئت بدلی ہوئی دیکھ کر مرعوب ہو گئے اور یہ سمجھے کہ نئی مدد آ پہنچی۔

ابن سعد ابو عامر سے روایت ہے کہ جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے رومیوں پر حملہ کیا تو ان کو ایسی فاش شکست دی کہ میں نے ایسی شکست کبھی نہیں دیکھی، مسلمان جہاں چاہتے تھے وہیں تلوار رکھتے تھے۔

اس غزوہ میں بارہ مسلمان شہید ہوئے جن کے نام حسب ذیل ہیں:

1- زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

2- جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

3- عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

4- مسعود بن اوس رضی اللہ عنہ

5- وہب بن سعد رضی اللہ عنہ

6- عباد بن قیس رضی اللہ عنہ

7- حارث بن نعمان رضی اللہ عنہ

8- سراقہ بن عمر رضی اللہ عنہ

9- ابو کلیب بن عمرو رضی اللہ عنہ

10- جابر بن عمرو رضی اللہ عنہ

11- عمرو بن سعد رضی اللہ عنہ

12- عامر بن سعد رضی اللہ عنہ (1)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار غزوہ موتہ میں شہید ہونے والے صحابہ کرام کی یاد میں ہیں:

1- تَاَوَّبَنی لَیْلٌ بِیَثْرِبَ اَعْسَرُ وَهَمٌّ اذا ما نَوَّمَ النّاسُ مُسْهِرُ

2- لِذِکْرَی حَبِیبٍ هَیَّجَتْ ثَمَّ عَبْرَةً سَفُوحاً واَسْبابُ البُکاءِ التَذَکُّرُ

(1) تفصیل کے لئے دیکھئے: فتح الباری، باب غزوۃ موتہ

3- بَلاءٌ وفِقْدانُ الحَبِيبِ بَلِيّةٌ وكَمْ مِنْ كريمٍ يُبْتَلى ثمّ يَصْبرُ
4- رَأيْتُ خِيارَ المؤمِنينَ تَوارَدوا شَعُوبَ وقدْ خُلِّفْتُ فيمن يُؤَخَّرُ

''مدینہ میں ایک انتہائی مشکل رات مجھ پر پھر ٹوٹ پڑی اور ایک ایسا غم آ گیا جس نے میری نیند کو اڑا دیا ہے حالانکہ سب لوگ سوئے پڑے ہیں۔ میری آنکھ میرے محبوب دوستوں کی یاد میں آنسو بہا رہی ہے اور ان آنسوؤں کا سبب صرف اور صرف ان کی یادیں ہیں۔ اپنے پیارے دوستوں کو کھو دینا میرے لئے بہت بڑا صدمہ اور ناقابل برداشت آزمائش ہے، بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ایسی مصیبت پر صبر کر سکیں۔ میں نے کچھ بہترین ایمان والوں کو دیکھا جنہوں نے اوپر تلے موت کا جام چڑھایا اور میں اس سعادت سے پیچھے رہنے والوں میں سے ہو گیا''

5- فَلا يُبْعِدَنّ اللّهُ قَتْلى تَتَابَعُوا بمُؤتَةَ، منهُمْ ذو الجناحيْنِ جَعفرُ
6- وَزَيْدٌ، وعبْدُاللّهِ، حِينَ تتابعُوا جَميعاً، وَأسبابُ المَنِيّةِ تَخْطِرُ

''اللہ تعالیٰ ان شہداء کو اپنی رحمت سے دور نہ کرے جو مقام موتہ میں پے درپے شہید ہوئے، ان میں ذوالجناحین جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہ سب اس حال میں بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے جب موت کے خطرات چاروں طرف سے منڈلا رہے تھے''

تشریح

مندرجہ بالا دو اشعار میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ان تین صحابہ کرام کا ذکر کیا ہے جنہیں رسول اللہ ﷺ نے غزوہ موتہ کے لئے مسلمانوں کا سپہ سالار مقرر کیا تھا اور وہ تینوں شہید ہو گئے تھے۔ ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

1- جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

2- زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

3- عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا لقب ذوالجناحین (دو پروں والا) ہے، اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ان کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے گئے تھے، ان کی اس حالت کی اطلاع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی تو آپ نے فرمایا تھا:

''جعفر کو جنت میں دو پر عطا کر دیئے گئے اور وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں اڑتے پھرتے ہیں''

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے بھائی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے تھے اور اسلام قبول کرنے والوں میں آپ کا چھبیسواں نمبر تھا۔ آپ کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہے اور شاہ حبشہ کے دربار میں آپ کی ایمان افروز تقریر آج بھی عربی ادب کی زینت ہے۔

جب مسلمان مکہ سے ہجرت کے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے دربار میں پہنچے تو نجاشی نے صحابہ کے پاس آدمی بھیج کر ان کو بلایا۔ جب ان کا قاصد مسلمانوں کے پاس آیا تو وہ سب جمع ہو کر مشورہ کرنے لگے کہ جب تم اس کے پاس جاؤ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہو؟ انہوں نے یہ طے کیا کہ ہم وہی کہیں گے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا اور جس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا، پھر جو بھی ہو دیکھا جائے گا۔ جب یہ حضرات نجاشی کے دربار میں پہنچے تو اس نے اپنے بڑے پادریوں کو بلا رکھا تھا اور وہ اپنی کتابیں کھول کر نجاشی کے چاروں طرف بیٹھے ہوئے تھے، نجاشی نے ان حضرات سے پوچھا یہ دین کیا ہے جس کی وجہ سے تم نے اپنی قوم کو چھوڑ دیا ہے اور نہ میرے دین میں داخل ہوئے اور نہ موجودہ دینوں میں سے کسی دین میں؟ اس موقع پر نجاشی سے سب سے پہلے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بات کی، انہوں نے فرمایا:

''اے بادشاہ ہم لوگ جاہل تھے، بتوں کو پوجتے تھے، مردار کھا لیتے تھے، بے حیائی کے کام کرتے تھے اور رشتوں ناتوں کو توڑتے

تھے۔ پڑوسی سے برا سلوک کرتے تھے، ہمارا طاقت ور کمزور کو کھا جاتا تھا۔ ہم اسی حال میں تھے کہ اللہ تعالی نے ہم میں سے ایک آدمی کو رسول بنا کر بھیجا جس کے حسب ونسب کو، سچائی اور امانت داری کو، اس کی پاک دامنی کو، ہم پہلے سے جانتے تھے۔ انہوں نے ہمیں اللہ عزوجل کی طرف بلایا کہ ہم اسے ایک مانیں اور اسی کی عبادت کریں، ہم اور ہمارے باپ دادا اللہ کے علاوہ جن پتھروں اور بتوں کی عبادت کرتے تھے ہم انہیں چھوڑ دیں۔ اور انہوں نے ہمیں سچ بولنے، امانت ادا کرنے، صلہ رحمی کرنے، پڑوسی سے اچھا سلوک کرنے، حرام کاموں اور ناحق خون بہانے سے رک جانے کا حکم دیا اور ہمیں بے حیائی کے کاموں، جھوٹی گواہی دینے، یتیم کا مال کھا جانے سے اور پاک دامن عورت پر تہمت لگانے سے روکا اور ہمیں اس بات کا حکم دیا کہ ہم اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں۔
ہم نے ان کی تصدیق کی اور ان پر ایمان لائے اور جو کچھ وہ لے آئے اس میں ان کی تعمیل اور ان کا اتباع کیا۔ چنانچہ ہم نے ایک اللہ کی عبادت شروع کردی کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے ہیں اور اللہ نے ہم پر جو کچھ حرام کیا، ہم نے اسے حرام سمجھا اور اس نے جو ہمارے لئے حلال کیا ہم نے اسے حلال سمجھا۔ ہماری قوم نے ہم پر ظلم شروع کردیا انہوں نے ہمیں طرح طرح کے عذاب دیئے اور ہمیں ہمارے دین سے ہٹانے کے لئے ہمیں بڑی آزمائشوں میں ڈالا تاکہ ہم اللہ کی عبادت چھوڑ کر دوبارہ بتوں کی عبادت شروع کردیں اور جن برے کاموں کو ہم پہلے حلال سمجھتے تھے اب پھر ان کاموں کو حلال سمجھنے لگ جائیں۔
جب انہوں نے ہمیں بہت دبایا اور ہم پر بڑے ظلم ڈھائے اور

ہمیں بڑی مشقتیں اٹھانی پڑیں اور دین پر عمل کرنے میں وہ لوگ رکاوٹ بن گئے تو اے بادشاہ! ہم آپ کے ملک میں آ گئے اور دوسروں کو چھوڑ کر آپ کا انتخاب کیا اور آپ کے ساتھ رہنا پسند کیا اور ہمیں امید ہے کہ آپ کے ہاں ظلم نہیں ہوگا"

نجاشی نے کہا تمہارے نبی جو کلام اللہ کی طرف سے لائے ہیں کیا تمہیں اس میں سے کچھ یاد ہے؟ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورۃ مریم کی کچھ آیات پڑھ کر سنائیں۔ یہ سن کر نجاشی اتنا رویا کہ اس کی داڑھی تر ہوگئی۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی تلاوت سن کر نجاشی کے بڑے پادری بھی اتنا روئے کہ ان کی کتابیں گیلی ہوگئیں۔ پھر نجاشی نے کہا کہ یہ کلام اور وہ کلام جو عیسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے دونوں ایک ہی نور سے نکلے ہوئے ہیں۔(1)

غزوہ موتہ میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انتہائی بہادری اور دلیری سے دشمن کے خلاف برسر پیکار ہوئے اور جام شہادت نوش فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو شہداء میں پایا، ان کے جسم پر نوے سے زیادہ تیروں اور نیزوں کے زخم تھے۔(2)

☆☆☆

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے، زمانہ جاہلیت میں حکیم بن حزام نے انہیں خریدا تھا اور اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ہدیہ میں دے دیا تھا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف کر دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا تھا۔ اس وقت ان کی عمر آٹھ سال اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک اٹھائیس سال تھی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "ہم زید بن حارثہ کو زید بن محمد کہا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے منع کر دیا"

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی انوکھی خصوصیت یہ ہے کہ آپ واحد صحابی ہیں جن کا

---

(1) حلية الاولياء (1/115)، حياة الصحابة (1/470)

(2) صحيح البخاری، كتاب المغازی، باب غزوة مؤتة من أرض الشام، رقم: 3928

نام قرآن مجید میں آیا ہے، اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا﴾ (1)

☆☆☆

حضرت عبداللہ بن رواحہ انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ اپنی حیات مبارکہ میں تمام جنگوں میں مسلمانوں کے ہمراہ شریک ہوئے، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شعراء میں سے تھے جو اسلام کی حمایت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں اشعار کہا کرتے تھے۔

آگے حضرت حسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

7- غَدَاةَ غَدَوْا بالمؤمنينَ يَقودُهُمْ الى المَوْتِ ميمونُ النَّقيبَةِ أزْهرُ

8- اغَرُّ كَلَوْنِ البَدرِ من آلِ هاشِمٍ أبِيٌّ اذا سِيمَ الظُّلامَةَ مِجْسَرُ

9- فَطاعَنَ حتّى ماتَ غَيْرَ مُوَسَّدٍ بمُعْتَرَكٍ فِيهِ القَنا يَتكَسّرُ

10- فَصارَ مَعَ المُسْتَشْهَدِينَ ثَوَابُهُ جِنانٌ، وَمُلْتَفُّ الحَدائقِ، أخْضَرُ

''یہ حضرات مسلمانوں کی اس جماعت کو لے کر چلے جس کی قیادت پاکیزہ نفس والے اور سفید روشن والے یعنی زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھی۔ ان کا رنگ چودھویں کے چاند کی طرح روشن تھا، آل ہاشم سے ان کا گہرا تعلق تھا اور ظلم کے وقت وہ بہادری اور جرات دکھانے کے خوگر تھے۔ اس دن انہوں نے خوب نیزے چلائے اور ایسے مقام پر شہید ہوئے جہاں جنگ کی شدت کی وجہ سے نیزے بھی ٹوٹ جاتے ہیں۔ ان کا شمار بھی شہادت کا رتبہ پانے والوں میں سے ہوگیا اور انہیں جنت، گھنے باغات اور سرسبز وادیاں مل گئیں''

11- وَكُنّا نَرَى في جَعْفَرٍ مِنْ مُحَمّدٍ وَفَاءً، وَأمْراً جازِماً حِينَ يَأمُرُ

12- فما زَالَ في الاسْلامِ مِنْ آلِ هاشِمٍ دَعَائِمُ عِزٍّ لاتُرَامُ وَمَفْخَرُ

(1) الأحزاب 37

13- هُمْ جَبَلُ الاسلامِ، والناسُ حولَهُ رِضَامٌ الى طَوْدٍ يَرُوقُ وَيَقْهَرُ
14- بِهِمْ تُكشَفُ اللَّأْوَاءُ، في كلِّ مازِقٍ عَماسٍ، اذا ما ضَاقَ بالقَوْمِ مَصْدَرُ
15- هُمُ أَوْلِياءُ اللّٰهِ أَنْزَلَ حُكْمَهُ عليهم وفيهِمْ ذا الكِتابُ المُطَهَّرُ
16- بهالِيلُ منهُمْ جَعْفَرٌ وَابْنُ أُمِّهِ عَلِيٌّ ومِنهُمْ أَحْمدُ المُتَخَيَّرُ
17- وَحمزَةُ،والعَبّاسُ مِنهم، ومِنهُمُ عَقِيلٌ، وَماءُ العُودِ من حيثُ يُعصَرُ

''ہم ہمیشہ دیکھا کرتے تھے کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص تعلق رہا ہے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کی پیروی کرنے کے شائق رہا کرتے تھے۔ آل ہاشم نے ہمیشہ اسلام کو ایسے مضبوط ستون عطا کیے ہیں جن کی عظمت تک پہنچنا کسی کے بس کی بات نہیں اور یہ لوگ اسلام کے قابل فخر سپوت ہیں۔ آل ہاشم اسلام کے پہاڑ ہیں اور لوگ ان کے ارد گرد جمع ہیں جس طرح چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں عظیم الشان چٹان کے گرد جمع ہوتی ہیں اور اسے تعجب اور عظمت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ آل ہاشم ہر مشکل مقام میں مسلمانوں کے کام آنے والے ہیں اور ہر تنگی سے ان کے لئے راستہ نکالنے والے ہیں۔ یہ لوگ اللہ کے ولی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا پیغام نازل فرمایا ہے اور انہی میں کتاب مقدس ومطہر یعنی قرآن مجید اتری ہے۔ اس خاندان میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جن میں بے مثال خیریں جمع ہیں ان برگزیدہ بندوں میں جعفر بن ابی طالب، ان کے بھائی علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور سب سے بڑھ کر احمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ، عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی انہی میں سے ہیں، یہ خاندان عود کی ٹہنی کی طرح ہے اسے جہاں سے بھی نچوڑا جائے گا خوشبو ہی پھوٹے گی''

حارث غسانی کی تعریف میں!

[من المتقارب]

ایک مرتبہ حسان بن ثابت، حارث بن ابی شمر غسانی سے ملاقات کے لئے گئے، نعمان بن منذر لخمی عزت وشرافت میں حارث غسانی سے مقابلہ کیا کرتا تھا۔ حارث غسانی نے حضرت حسان سے کہا:

''مجھے پتہ چلا ہے کہ تم نعمان کو مجھ پر ترجیح دیتے ہو؟''

حضرت حسان بن ثابت نے کہا:

''میں نعمان کو آپ پر کیسے ترجیح دے سکتا ہوں حالانکہ آپ کی گردن اس کے چہرے سے زیادہ خوبصورت ہے...... آپ کی والدہ اس کے والد سے زیادہ معزز ہیں...... آپ کے والد اس کے پورے خاندان سے زیادہ رفعت والے ہیں...... آپ کا بایاں ہاتھ اس کے دائیں ہاتھ سے بہتر ہے...... آپ کا محروم کردہ شخص اس کی سخاوت سے بہرور ہونے والوں سے بہتر ہے...... آپ کا تھوڑا اس کے زیادہ سے اچھا ہے...... آپ کی کرسی اس کے تخت سے اعلیٰ ہے...... آپ کا دن اس کے مہینے سے لمبا ہے...... آپ کا مہینہ اس کے سال سے بہتر ہے...... آپ کا پتھر اس کے پتھر سے زیادہ آگ جلانے والا ہے...... آپ کا تعلق غسان سے ہے اور اس کا تعلق لخم نامی معمولی قبیلہ سے ہے، میں اسے آپ پر کیسے فضیلت دے سکتا ہوں بلکہ میں اسے آپ کے برابر بھی کیسے کر سکتا ہوں؟''

حضرت حسان کا یہ کلام سن کر حارث غسانی حیران وششدر رہ گیا اور بولا ''اس کلام کو اشعار کے سانچے میں ڈھال دیا جائے تو کیا ہی اچھا ہو!!!''

اس موقع پر حضرت حسان بن ثابت نے درج ذیل اشعار کہے:

1- نُبِّئْتُ أَنَّ أَبَا مُنْذِرٍ يُسَامِيكَ لِلْحَارِثِ الأَصْغَرِ
2- قَفَاكَ أَحْسَنُ مِنْ وَجْهِهِ وَأُمُّكَ خَيْرٌ مِنَ الْمُنْذِرِ
3- ويُسرَى يَدَيكَ على عُسرِهَا كَيُمنى يَدَيْهِ عَلى الْمُعسِرِ
4- وَشَتَّانَ بَيْنَكما فى النَّدى وفى البأسِ والخيرِ والمَنظَرِ

"مجھے معلوم ہوا کہ ابو منذر عزت و شرافت میں تجھ سے مقابلہ کرتا ہے، تیرا اور اس کا کیا مقابلہ؟ تیری گردن اس کے چہرے سے زیادہ خوبصورت ہے اور تیری ماں صفات و عادات میں اس کے باپ منذر سے بہتر ہے۔ تیرا بایاں ہاتھ مشکل حالات میں اتنا خرچ کرتا ہے جتنا اس کا بایاں ہاتھ کسی تنگ دست کو دیکھ کر بھی خرچ نہیں کرتا۔ سخاوت، مشکل حالات کا سامنا کرنے، خاندان اور خوبصورتی میں تم دونوں کا کوئی جوڑ نہیں ہے"

شہدائے موتہ کی یاد میں

[من الخفيف]

غزوہ موتہ کا تفصیلی واقعہ گزر چکا ہے، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار بھی موتہ کے شہداء کی یاد میں ہیں:

1- عَيْنِ جُودى بدَمعِكِ المَنْزُورِ وَاذْكُرى فى الرَّخاءِ أهلَ القُبورِ
2- وَاذْكُرى مُؤتَةً وما كَانَ فِيها يَوْمَ وَلّوا فى وَقْعَةِ التَّغويرِ
3- حِينَ وَلّوا وَغادَرُوا ثَمّ زَيْداً نِعْمَ مَأوَى الضَّرِيكِ وَالمَأسُورِ
4- حِبَّ خَيْرِ الأنامِ طُرّاً جَميعاً سَيِّدِ النّاسِ حُبُّهُ فى الصّدورِ
5- ذاكُمُ أحْمَدُ الّذى لا سِوَاهُ ذاكَ حُزْنى مَعاً لَهُ وَسُرُورى

6- ثُمَّ جُودِی لِلخَزْرَجِیِّ بِدَمْعٍ سَیِّدًا کَانَ ثَمَّ غَیْرَ نَزُورِ

7- مَا أَتَانَا مِنْ قَتْلِهِمْ مَا کَفَانَا فَبِحُزْنٍ نَبِیتُ غَیْرَ سُرُورِ

''اے میری آنکھ! دل کھول کے آنسو بہا اور خوشحالی کے زمانے میں قبر والوں یعنی موتہ کے شہداء کو یاد کر۔ مقام موتہ اور وہاں پیش آنے والے المناک حادثہ کو یاد کر جب لوگ مقام موتہ سے واپس آئے اور زید بن ثابت کو پردیس چھوڑ آئے۔ حضرت زید بن ثابت، سب انسانوں کے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب صحابی تھے اور سب لوگ بھی ان سے محبت کرتے تھے۔ میرے غم چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غموں کے تابع ہیں اس لئے آج آپ کو غمگین دیکھ کر میرا دل بھی خون کے آنسو روتا ہے کیونکہ جب آپ خوش ہوتے ہیں تو اس خوشی میں بھی میں آپ کے ساتھ شریک ہوتا ہوں۔ اے آنکھ! خزرجی صحابی یعنی عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے لئے بھی آنسو بہا جو کہ سردار تھے اور عطا میں کمی کرنے والے نہ تھے۔ ہمارے پاس جب سے ان کی شہادت کی خبر آئی ہے تو راتیں غم والم میں ہی گزر جاتی ہیں''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر

[من الکامل]

درج ذیل اشعار کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ شہادت سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جب کاشانۂ خلافت میں محصور کر دیا گیا تو بنو عمرو بن عوف کے کچھ لوگ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا ''ہم سب جمع ہو کر آپ کے پاس حاضر ہونا چاہتے ہیں اور پھر جو حکم آپ فرمائیں گے ہم اس کی پیروی کریں گے'' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ابو حبیبہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور کہا کہ انہیں پہلے سلام کہنا اور یہ پیغام دینا ''آپ کا

بھائی زبیر کہتا ہے کہ بنو عمرو بن عوف کے لوگ میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ میرے پاس آئیں گے اور جس چیز کا میں انہیں حکم دوں گا اسے کر گزریں گے اگر آپ کی رائے ہو تو میں آپ کے پاس آجاتا ہوں اور آپ کے گھر میں رہتا ہوں پھر جو معاملہ آپ کے ساتھ ہوگا وہی میرے ساتھ بھی ہوگا اور اگر آپ کی رائے ہو تو میں بنو عمرو بن عوف کے معاہدے کی مدت پوری ہونے کا انتظار کروں اور جب ان کی مدت معاہدہ ختم ہو جائے تو انہیں لے کر آپ کا دفاع کروں"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ پیغام سنا تو فرمایا "تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے میرے بھائی کو بچالیا" پھر فرمایا کہ "تم ابھی ٹھہرے رہو اور بنو عمرو کی مدت پوری ہونے کا انتظار کرو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ دفاع کا کام لے لیں"

اس کے بعد باغیوں نے بنو عمرو بن عوف کی مدت کے پورا ہونے کا انتظار نہیں کیا اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

واضح رہے کہ جس مکان کے ذریعہ باغی کاشانہ خلافت میں داخل ہوئے تھے وہ بنو النجار کے ایک آدمی کا تھا، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے اور اپنے قبیلہ یعنی بنو النجار کی مذمت بھی کی ہے کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے لئے باغیوں نے کسی حد تک ان سے بھی مدد لی تھی:

1- أَوْفَتْ بنو عَمْرو بنِ عوفٍ نَذْرَهَا وَتَلَوَّثَتْ غَدْراً بَنو النَّجّارِ

2- وَتَخاذَلَتْ يَوْمَ الحَفيظَةِ انَّهُم لَيْسُوا هُنالِكُمُ منَ الأَخيارِ

3- وَنَسُوا وَصاةَ مُحَمّدٍ في صِهْرِهِ وَتَبَدّلوا بالعِزّ دارَ بَوارِ

"بنو عمرو بن عوف نے اپنی نذر کو پورا کیا لیکن بنو النجار نے وعدہ خلافی سے اپنے دامن کو داغ دار کر لیا۔ قابل حفاظت چیز کی حفاظت کے دن بنو النجار قابل تعریف جوہر دکھانے میں ناکام رہے اور اس موقع پر وہ اچھے اور باعزت لوگ محسوس نہیں ہوئے، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کو بھول گئے اور عزت کے بدلے انہوں نے رسوائی اور ذلت کو اپنا مقدر بنا لیا"

تشریح

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت سے مراد یہ ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

((یا عثمان! انه لعل الله یقمصك قمیصا فان أرادوك علی خلعه فلا تخلعه لهم))

''اے عثمان! اللہ تعالیٰ تجھے ایک قمیص پہنائے گا لوگ تیری اس قمیص کو اتارنا چاہیں گے لیکن تو اسے نہ اتارنا''

4- أتَرَكْتُمُوهُ مُفْرَداً بِمَضِيعَةٍ تَنْتَابُهُ الغَوْغَاءُ فی الأمْصَارِ

5- لَهْفَانَ يَدْعُو غَائِباً أنْصَارَهُ يا وَيْحَكُم يا مَعْشَرَ الأنْصَارِ

6- هَلاّ وَفَيْتُمْ عِندَها بِعهودِكُمْ وَفَدَيْتُمُ بالسّمْعِ وَالأبْصَارِ

7- جيرانُهُ الأدْنَوْنَ حَوْلَ بُيُوتِهِ غَدَرُوا، وَرَبِّ البَيْتِ ذی الأسْتارِ

8- انْ لمْ تَرَوْا مَدَداً لَهُ وَكَتِيبَةً تُهْدی أوَائِلَ جَحْفَلٍ جَرّارِ

9- فعَدِمْتُ ما وَلَدَ ابنُ عمرٍو ومُنذِرٌ حتّى يُنيخَ جُموعُهُمْ بِصِرَارِ

10- وَاللّهِ لايُوفُونَ بَعْدَ امَامِهِمْ أبداً وَلَوْا أُمِنُوا بِحِلْسِ حِمَارِ

''اے بنو النجار! کیا تم نے انہیں ان کے گھر میں تنہا چھوڑ دیا تھا جہاں خسیس اور گھٹیا لوگ ان سے بدسلوکی کرتے رہے، اس مکان میں حسرت کنندہ اور مصیبت زدہ عثمان بن عفان نے مدد کے لئے اپنے ساتھیوں کو پکارا ہوگا، اے انصار! اس وقت تمہیں کیا ہوگیا تھا!!! تم نے ان سے کئے ہوئے وعدے پورے کیوں نہ کئے اور تم ان پر دل وجان سے فدا کیوں نہ ہوگئے، اللہ تعالیٰ کی قسم! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پڑوسی تو بہت ہی خسیس اور گھٹیا ثابت ہوئے کیونکہ انہوں نے بغاوت اور وعدہ خلافی کا ثبوت دے دیا ہے۔ اگر تم صرار نامی پہاڑ سے ان کے قصاص کے لئے اترنے والا لشکر نہ

دیکھوتو میرے اہل وعیال اور میرے خاندن کے لوگ ہلاک ہو جائیں ، خدا کی قسم! یہ لوگ وعدہ خلافی اور خیانت میں اتنے آگے بڑھ گئے کہ اگر ان کے پاس گدھے کے اوپر ڈالنے والا کپڑا بھی امانت رکھوایا جائے تو اس میں بھی خیانت کر ڈالیں گے“

11- أَبْلِغْ بَنِی بَکْرٍ اذا ماجِئْتَهُمْ ذَمّاً فَبِئْسَ مَوَاضِعُ الأَصْهارِ

”اے مخاطب! جب بنو بکر والوں سے تیری ملاقات ہو تو انہیں میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دینا کہ تمہارے لئے ملامت کے سوا کچھ نہیں کیونکہ تم رشتہ داری کا حق ادا نہیں کر سکے“

تشریح

بنو بکر سے مراد ”بنو بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ“ ہیں۔

12- غَدَرُوا بِأَبْیَضَ کالهِلالِ مُبَرَّأٍ خَلَصَتْ مَضَارِبُهُ بِزَنْدٍ وَارِ

13- مِن خَیْرِ خِنْدِفَ کلِّها بعدَ الذی نَصَرَ الالهُ بِهِ علی الکُفّارِ

”انہوں نے ایک سفید روشن چاند کے چہرے والے شخص سے بغاوت کی ہے جس کی چمک اور روشنی آگ جلانے والے پتھر سے بھی زیادہ تھی۔ وہ اس ذات جس کی اللہ تعالیٰ نے مدد کی یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خندف نامی خاتون کی اولاد میں سب سے بہتر تھے“

تشریح

خندف سے مراد ”لیلیٰ بنت عمران بن الحاف بن قضاعہ“ ہیں جو کہ الیاس بن مضر بن نزار کی بیوی تھیں۔

مذکورہ اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ خندف کی اولاد میں جتنے لوگ ہوئے ان میں سب سے بہتر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا درجہ ہے۔

14- طاوَعْتُمُ فِيهِ العَدُوَّ، وكُنتمُ لَوْ شِئتُمْ، فى مَعْزِلٍ وَقَرَارِ
15- لا يَحْسَبَنَّ المُرجِفُونَ بِأنّهُمْ لَنْ يُطْلَبُوا بِدِماءِ أهْلِ الدّارِ

''تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دشمنوں کی خوشنودی حاصل کی اور
اگر تم چاہتے تو غیر جانبدار بھی رہ سکتے تھے۔ جھوٹی خبریں اڑانے
والے یہ نہ سمجھیں کہ ان ظالموں سے خون کا حساب نہ لیا جائے''

جو چپ رہے گی زبان خنجر
لہو پکارے گا آستیں کا

16- حَاشَا بَنى عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ انهُمْ كُتِبَتْ مَضَاجِعُهُمْ معَ الأبْرَارِ

''سوائے بنوعمرو بن عوف کے، انہوں نے اپنے ٹھکانے کو اچھے اور
بھلے لوگوں میں لکھوالیا ہے''

تشریح

بنوعمرو بن عوف نے علی الاعلان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حمایت کا اعلان کیا تھا، اس وقت کے حالات میں یہ اتنا آسان نہ تھا، اس بہادری اور شجاعت پر حضرت حسان رضی اللہ عنہ ان کی تعریف فرمار ہے ہیں۔

جنگ یرموک سے اوس بن خالد کا فرار

[من الطويل]

اوس بن خالد بن عبید کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا۔ وہ جنگ یرموک میں بھاگ گیا تھا یہ شعر اس کی مذمت میں ہے:

1- أفلَتَ يومَ الرّوْعِ أوْسُ بنُ خالِدٍ يَمُجُّ دَماً كالرُّعْفِ مُختضِبَ النّحرِ

''اوس بن خالد جنگ کے دن میدان جنگ سے اس حال میں فرار
ہوا کہ اس کے ناک اور منہ کا خون اس کی چھاتی کو رنگین کر رہا تھا''

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، شہید مظلوم

[من الطويل]

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ایک مرتبہ ان کی بیٹی حضرت امامہ مدینہ آئیں، اور اپنے والد محترم کی قبر کے بارے میں پوچھا اور ان کی شہادت کے حالات دریافت کیے، اس موقع پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی یاد میں درج ذیل اشعار کہے، جن میں درد کا پہلو کس قدر نمایاں ہے:

1- تُسائلُ عن قَرْمٍ هِجانٍ سَمَيدَعٍ لدى البأسِ مِغوارِ الصّباحِ جَسورِ
2- أخي ثِقَةٍ يَهتزُّ للعُرْفِ والنّدى بَعيدِ المَدَى في النّائِباتِ صَبورِ
3- فقُلْتُ لهاانّ الشّهادَةَ رَاحَةٌ وَرِضْوَانُ رَبٍّ ياأُمامَ غَفُورِ
4- فانّ أباكِ الخَيْرَ حمزَةَ فاعْلمي وَزِيرُ رَسُولِ اللّهِ خَيْرُ وَزِيرِ
5- دَعاهُ الهُ الخلْقِ ذوالعرْش دعوَةً الى جَنّةٍ يَرْضَى بِهَا وَسُرُورِ
6- فَذلِكَ ما كنّا نرَجّي وَنَرْتَجِي لِحَمْزَةَ يَوْمَ الحشْرِ خَيْرَ مَصِيرِ

"امامہ بنت حمزہ نے ہمارے قابل تعظیم سردار، صاحب حسب ونسب، شجاع اور بہادر مجاہد، مشکل اوقات میں مردانگی کے جوہر دکھانے والے اور دشمن پر ٹوٹ پڑنے والے محترم حمزہ بزرگ کے بارے میں سوال کیا ہے۔ وہ ایسے قابل اعتماد اور قابل بھروسہ بھائی ہیں جو بھلائی اور سخاوت کے لئے بے تاب رہتے تھے، اونچے ارادوں کے مالک اور مصیبت میں بہت صبر کرنے والے تھے۔
میں نے امامہ سے کہا کہ "اے امامہ! شہادت راحت کا سبب ہے اور بخشنے والے اللہ رب العزت کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ ہے"
میں نے اس سے یہ بھی کہا کہ "اللہ تعالی نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو اپنی عظیم

الشان جنت اور خوشی و مسرت کی طرف بلا لیا ہے، یہ وہی جنت ہے
جس کے بارے میں ہمیں یقین تھا کہ قیامت کے دن اللہ رب
العزت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لئے اسی کا فیصلہ فرمائیں گے"

7- فواللّٰهِ ما أنْساكَ ما هَبَّتِ الصَّبا ولأبْكِيَنْ في مَحْضَرِي ومَسِيرِي
8- عَلى اسَدِ اللّٰهِ الّذي كان مِدْرَهاً يَذُودُ عَنِ الاسْلامِ كُلَّ كَفُورِ
9- ألا لَيْتَ شِلْوِي يومُ ذاكَ وَأعْظُمِي الى أضْبُعٍ يَتَنْتَبْنَنِي وَنُسُورِ
10- أقُولُ وَقَدْ اعلَى النَعِيُّ بِهُلكِهِ جَزَى اللّٰهُ خَيْراً مِنْ أخٍ وَنَصِيرِ

"خدا کی قسم! جب تک ہوا چل رہی ہے میں تمہیں نہیں بھولوں گا، اور
میں سفر و حضر میں اللہ تعالیٰ کے شیر پر روتا رہوں گا۔ جو کہ اسلام کے
دفاع میں ہر کافر کے خلاف برسرپیکار رہا کرتے تھے۔ کاش حضرت
حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن میری ہڈیوں اور گوشت کو درندے اور
گدھ نوچ لیتے۔ جب ان کی شہادت کی خبر بلند ہوئی تو بلا ساختہ
میری زبان پر یہ کلمات جاری ہو گئے "اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی اور
اسلام کے مددگار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بہترین بدلہ عطا فرمائے"

بدر میں مشرکین کی ہزیمت

[من الطويل]

1- ألا لَيْتَ شِعرِي هل أتى أهلَ مكّةٍ ابارَتُنا الكُفّارَ في سَاعَةِ العُسْرِ
2- قتلنا سَرَاةَ القومِ عِنْدَ رِحَالِهِمْ فلمْ يَرْجِعُوا الاّ بِقاصِمَةِ الظَّهْرِ
3- قَتَلنا أباجَهْلٍ وعُتْبَةَ قَبْلَهُ وَشَيْبَةَ يَكبو لليَدَيْنِ وللنّحْرِ
4- وكَمْ قَدْ قَتَلْنَا مِنْ كريمٍ مُرَزّإٍ لَهُ حَسَبٌ في قَوْمِهِ نَابِهِ الذّكْرِ
5- تَرَكْنَاهُمْ للعاوياتِ تَنُوبُهُمْ وَيَصْلَوْنَ نَاراً بعدُ حامِيَةَ القَعْرِ

6- بِكُفْرِهِمِ بِاللّٰهِ، وَالدِّينُ قَائِمٌ وَمَا طَلَبُوا فِينا بِطائِلَةِ الْوِتْرِ

7- لَعَمْرُكَ ما خامَتْ فَوارِسُ مالِكٍ وَأَشْياعُهُمْ يَوْمَ الْتَقَيْنا على بَدْرِ

''کاش کہ مکہ والوں کو پتہ چل جائے کہ ہم نے مشکل گھڑی میں کفار کا کیا حال کیا ہے، ہم نے مشرکین کے سرداروں کو قتل کر دیا اور وہ ٹوٹی ہوئی کمریں لے کر واپس بھاگے ہیں۔ ہم نے ابوجہل اور اس سے پہلے عتبہ کو مار ڈالا اور شیبہ اپنے ہاتھوں اور سینے کے سہارے زمین پر گھسٹ رہا تھا۔ ہم نے کتنے ہی ایسے سردار مار ڈالے جو اپنے قبیلوں میں نام ونسب اور بلند شان والے تھے، ہم نے انہیں درندوں اور بھیڑیوں کی غذا بنا دیا اور اس ہلاکت کے بعد انہوں نے جہنم کی دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہونا ہے، ہم نے کافروں کو ان کے کفر کی وجہ سے قتل کیا ہے، ان کی ہزار سازشوں اور اسلام دشمن کوششوں کے باوجود اللہ کا دین قائم ودائم ہے اور کافر ہم سے کسی قسم کا کوئی انتقام نہیں لے سکے۔ تیری عمر کی قسم! مالک کے گھوڑوں کو کوئی کامیابی نہیں ملی اور ان کے سردار بھی بدر کے دن ہمارے مقابلے میں آ کر نامراد اور رسوا ہو گئے''

بئر معونہ کے شہداء کی یاد میں

[من الوافر]

ماہ صفر سن ۴ ہجری میں عامر بن مالک ابو براء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہدیہ پیش کیا۔ لیکن آپ نے قبول نہیں فرمایا۔ اور ابو براء کو اسلام کی دعوت دی لیکن ابو براء نے نہ تو اسلام قبول کیا اور نہ رد کیا بلکہ یہ کہا کہ اگر آپ اپنے چند اصحاب اہل نجد کی طرف دعوت اسلام کی غرض سے روانہ فرمائیں تو میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس دعوت کو قبول کریں گے آپ نے فرمایا مجھ کو اہل نجد سے اندیشہ اور خطرہ ہے۔ ابو براء نے کہا میں

ضامن ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر صحابہ کو جو قراء کہلاتے تھے اس کے ہمراہ روانہ کر دیئے منذر بن عمرو ساعدی رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔

یہ نہایت مقدس اور پاکباز جماعت تھی، دن کو لکڑیاں چنتے اور شام کو فروخت کر کے اصحاب صفہ کے لئے کھانا لاتے اور شب کا کچھ حصہ درس قرآن میں اور کچھ حصہ قیام لیل ااور تہجد میں گزارتے۔

یہ لوگ یہاں سے چل کر بئر معونہ پر جا کر ٹھہرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط عامر ابن طفیل کے نام (جو قوم بنی عامر کا رئیس اور ابو براء کا بھتیجا تھا) لکھوا کر حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ماموں حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا۔

جب یہ لوگ بئر معونہ پر پہنچے تو حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کو آپ کا والا نامہ دے کر عامر بن طفیل کے پاس بھیجا۔ عامر بن طفیل نے خط دیکھنے سے پہلے ہی ایک شخص کو ان کے قتل کا اشارہ کیا۔ اس نے پیچھے سے ایک نیزہ مارا جو پار ہو گیا۔ حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے اس وقت یہ الفاظ نکلے:

((اللّٰهُ أكبر فزت وربِّ الكعبةِ))

''اللہ اکبر قسم ہے کعبہ کے پروردگار کی میں کامیاب ہو گیا''

اور بنی عامر کو بقیہ صحابہ کے قتل پر ابھارا لیکن عامر کے چچا ابو براء کے پناہ دینے کی وجہ سے بنی عامر نے امداد دینے سے انکار کر دیا۔

عامر بن طفیل جب ان سے ناامید ہوا تو بنو سلیم سے امداد چاہی عصیہ اور رعل اور ذکوان یہ قبائل اس کی امداد کے لئے تیار ہو گئے اور سب نے مل کر تمام صحابہ کو بلا قصور شہید کر ڈالا صرف کعب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ بچے ان میں حیات کی رمق باقی تھی، اس لئے ان کو مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ بعد میں ہوش میں آ گئے اور مدت تک زندہ رہے اور غزوۂ خندق میں شہید ہوئے۔ ان کے علاوہ دو شخص اور بھی بچ گئے، ایک کا نام منذر بن محمد اور دوسرے کا نام عمرو بن امیہ ضمری تھا۔ یہ دونوں مویشی چرانے جنگل میں گئے ہوئے تھے۔ یکایک آسمان کی طرف پرندے اڑتے نظر آئے یہ دیکھ کر گھبرائے گئے اور کہا کوئی بات ضرور

ہے۔ جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ تمام رفقاء خون میں نہائے ہوئے بستر شہادت پر سو رہے ہیں۔ دونوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ کیا کریں عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے کہا مدینہ چلیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر اس کی خبر دیں منذر رضی اللہ عنہ نے کہا خبر تو ہوتی رہے گی، شہادت کیوں چھوڑوں الغرض دونوں آگے بڑے حضرت منذر رضی اللہ عنہ تو لڑ کر شہید ہوگئے اور عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو انہوں نے گرفتار کرلیا۔ اور عامر بن طفیل کے پاس لے گئے اور عامر نے ان کے سر کے بال کاٹے اور یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ میری ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی نذر مانی تھی لہذا میں اس نذر میں تم کو آزاد کرتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ تمام عمر کبھی اتنا صدمہ نہیں ہوا اور ایک مہینہ تک صبح کی قنوت میں ان لوگوں کے حق میں بددعا فرماتے رہے اور صحابہ کو اس واقعہ کی خبر دی کہ تمہارے اصحاب اور احباب شہید ہوگئے اور انہوں نے حق تعالیٰ سے یہ درخواست کی تھی کہ ہمارے بھائیوں کو یہ پیغام پہنچادیں کہ ہم اپنے رب سے جا ملے اور ہم اس سے راضی ہیں اور ہمارا رب ہم سے راضی ہے۔(1)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار بیر معونہ کے مقام پر شہید ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یاد میں ہیں:

1- عَلی قَتْلی مَعُونَةَ فاسْتَهِلّی بِدَمْعِ العَیْنِ سَحّاً غیرَ نَزْرِ

2- عَلی خَیْلِ الرّسولِ غداةَ لاقَوْا مَنَایاهُمْ ولاقَتْهُمْ بِقَدْرِ

3- أصَابَهُمُ الفَنَاءُ بحَبْلِ قَوْمٍ تُخُوّنَ عَقْدُ حَبْلِهِمِ بغَدْرِ

4- فَیَا لهفی لمَنْذِرِ اذْ تَوَلّی وَأعْنَقَ فی مَنِیّتِهِ بِصَبْرِ

5- فَکائِنْ قَدْ أُصِیبَ غَدَاةَ ذاکُمْ مِنَ ابْیَضَ ماجِدٍ مِنْ سِرّ عَمرِو

''اے آنکھ! معونہ کے مقام پر جام شہادت نوش کرنے والوں کے

(1) سیرة المصطفیٰ للکاندهلوی(2/280-267) بحواله زرقانی(2/77)، تاریخ الطبری (3/35)،الخصائص الکُبریٰ(1/223)

لئے آنسو بہا اور دل کھول کے رو، رونے میں کمی نہ کر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھڑ سواروں پر آنسو بہا! جنہوں نے موت کو سینے سے لگا لیا اور تقدیر کے فیصلے کے مطابق موت نے انہیں آلیا۔ انہوں نے ایک قوم کی ذمہ داری میں جام شہادت نوش کیا اور ان کے معاہدے کی رسی کو بدعہدی کے ذریعے توڑ دیا گیا۔ منذر بن عمرو پر میرا دل غمگین ہے جنہوں نے آگے بڑھ کر جلدی سے موت کو گلے لگا لیا۔ بئر معونہ کا دن بھی کیا عجیب تھا کہ اس دن عمرو کے بہترین بیٹے یعنی منذر کے وصال سے ہمیں دوچار ہونا پڑا"

عمرو بن عبدوُدّ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ہلاکت

[من الکامل]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار بنو عامر بن لوی کے ایک شاہ سوار عمرو بن عبدود کے بارے میں غزوہ خندق کے دن کہے تھے۔

عمرو بن عبدود عرب کے مشہور پہلوانوں میں سے تھا، غزوہ خندق کے دن وہ مسلمانوں کو للکار رہا تھا اور چاروں طرف سے لوہے کے لباس میں لپٹا ہوا تھا۔ اس کی للکار کو سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"یارسول اللہ! میں اس سے مقابلہ کروں گا"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بیٹھ جاؤ، اسے جانتے ہو، یہ عمرو ہے"

عمرو نے پھر پکار کر رہا "اے مسلمانو! تمہاری وہ جنت کہاں چلی گئی جس کے بارے میں تمہارا خیال یہ ہے کہ تم میں جو قتل ہو جاتا ہے وہ وہاں چلا جاتا ہے، کیا تم میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں جو میرا مقابلہ کر سکے"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوبارہ کہا "یارسول اللہ! میں اس کا مقابلہ کروں گا"

حضور ﷺ نے فرمایا "بیٹھ جاؤ، تم جانتے بھی ہو یہ عمرو ہے"

عمرو نے تیسری مرتبہ پکارا تو اس مرتبہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: "یارسول اللہ! اس کا مقابلہ میں کروں گا"

حضور ﷺ نے فرمایا "یہ عمرو ہے"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "خواہ عمرو ہی ہو میں اس کا مقابلہ کروں گا"

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس جرأت اور پیش قدمی کو دیکھتے ہوئے حضور ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے اس کے روبرو ہو گئے۔

عمرو بن عبدود نے پوچھا "تم کون ہو؟"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا تعارف کرایا تو عمرو کہنے لگا "اے بچے چلے جاؤ اور کسی بڑے کو میرے مقابلہ کے لئے بھیجو میں تیرا خون بہانا پسند نہیں کرتا"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا "لیکن مجھے تیرا خون بہانے میں کوئی حرج محسوس نہیں ہوتا"

یہ سن کر عمرو بن عبدود غصہ میں آ گیا اور اپنے گھوڑے سے نیچے اتر آیا اور تلوار نیام سے نکال کر شعلے کی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف لپکا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیدہ دلیری سے اس کا مقابلہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار عمرو بن عبدود کے انجام کی منظر کشی کرتے ہوئے کہے:

1- أَمْسَى الفَتى عَمْرُو بنُ وَدٍّ ثَاوِياً بِجَنُوبِ سَلْعٍ ثَارُهُ لَمْ يُنْظَرِ

2- وَلَقَدْ وَجَدْتَ سُيُوفَنا مَشْهورَةً وَلَقَدْ وَجَدْتَ جِيادَنا لَمْ تَقْصَرِ

3- وَلَقَدْ لَقِيتَ غَدَاةَ بَدْرٍ عُصْبَةً ضَرَبوكَ ضَرْباً غيرَ ضَرْبِ الحُسَّرِ

4- أَصْبَحْتَ لا تُدعَى لِيَوْمِ عظِيمَةٍ يَاعَمْرُو أَوْ لجَسِيمِ أَمْرٍ مُنْكَرِ

"بہادر نوجوان عمرو بن ود "سلع" نامی پہاڑ کے پاس ہلاک ہوا پڑا

تھا اور اس کے قتل میں کسی قسم کی تاخیر نہ ہوئی تھی۔ اے عمرو! تو نے ہماری تلواروں کو دیکھ لیا کہ انہوں نے اپنا کام کر دکھایا اور تو نے ہمارے عمدہ گھوڑوں کو دیکھ لیا کہ انہوں نے کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی۔ تو نے بدر کے دن ایسے نوجوانوں کو دیکھ لیا تھا جنہوں نے تجھ پر ایسا وار کیا کہ تجھے کہیں کا نہ چھوڑا۔ اے عمرو! اب تو وہاں پہنچ گیا ہے جہاں سے اب نہ کسی مشکل دن کے لئے تجھے بلایا جا سکتا ہے اور نہ کسی پریشانی میں تیری مدد حاصل کی جا سکتی ہے''

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

[من الطویل]

جب قریش کو اطلاع ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ کو نقیب مقرر کیا ہے تو وہ ان دونوں حضرات کی تلاش میں نکل پڑے۔ حضرت سعد بن عبادہ تو پکڑے گئے لیکن منذر بن عمرو کو وہ لوگ گرفتار نہ کر سکے۔ انہوں نے حضرت سعد بن عبادہ کو قیدی بنا لیا اور پھر امیہ بن خلف اور حارث بن حارث نے انہیں چھڑوا دیا۔ اس موقع پر ضرار بن خطاب نے یہ اشعار کہے:

1- تَدارَكْتُ سَعْداً عَنْوَةً فَأَخَذْتُهُ ۔۔۔ وَكانَ شِفاءً لَوْ تَدارَكْتُ مُنْذِرا

2- وَلَوْ نِلْتُهُ طُلَّتْ هُناكَ جِراحُهُ ۔۔۔ وَكانَ حَرِيّاً أَنْ يُهانَ وَيُهْدَرا

''میں نے سعد بن عبادہ کو پکڑ لیا لیکن اگر منذر بھی پکڑا جاتا تو میرے دل کو مکمل شفاء مل جاتی۔ اگر میں اسے پکڑ لیتا تو اس کے خون کو مباح قرار دے دیتا اور وہ اسی قابل ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے اور اس کے بدلے نہ قصاص لیا جائے اور نہ ہی دیت قبول کی جائے''

ان اشعار کے جواب میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار کہے:

1- لَستَ الی عَمرٍو ولا المرءِ مُنذِرٍ　　اذا ما مَطَایَا القومِ أصبحنَ ضُمَّرَا

2- وَلَولا أبُو وَهبٍ لمَرّتْ قَصَائِدٌ　　علی شَرَفِ البرُقاءِ یَھوِینَ حُسَّرَا

3- فانّا وَمنْ یُھدی القصائدَ نحوَنَا　　کمُستَبضِعٍ تَمراً الی أھلِ خَیبَرَا

4- فَلَا تَکُ کالوَسْنانِ یَحلُمُ أنّہُ　　بِقَریَۃِ کِسرَیٰ أو بقَریۃِ قَیصَرَا

5- وَلا تَکُ کالشّاۃِ التی کان حَتفُھا　　بحَفرِ ذِرَاعَیھَا فَلَمْ تَرضَ مَحفَرَا

"اے ضرار! تو نہ تو عمرو تک رسائی حاصل کر سکتا ہے تو نہ ہی منذر تک، خواہ تو اپنے لوگوں کی سواریوں کو تربیت دے دے کر کمزور کر دے۔ اگر ابو وہب نہ ہوتا تو تیرے قصائد اس قابل نہ تھے کہ ہم تک پہنچتے بلکہ وہ اتنے معمولی تھے کہ مقام برقاء میں ہی ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتے۔ ہماری طرف قصیدے ارسال کرنے والا اس طرح ہے جس طرح مدینے کی طرف کھجوریں لے کر جانے والا۔ تو اس خواب دیکھنے والے کی طرح نہ ہو جا جو خواب میں کبھی دیکھتا ہے کہ کسریٰ کی بستی میں ہے اور کبھی دیکھتا ہے کہ قیصر کے علاقہ میں بیٹھا ہے۔ تو اس بکری کی طرح نہ ہو جا جو اپنے گھر سے اپنی موت کو تلاش کرتی ہے"

تشریح

آخری شعر میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ایک کہاوت بیان کی ہے، عربوں کے ہاں مشہور ہے کہ ایک مرتبہ ایک آدمی جنگل میں سفر کر رہا تھا کہ اسے بھوک لگی، کھانے کو کچھ نہ ملا، اچانک اسے ایک بکری دکھائی دی، لیکن اسے ایسی کوئی چیز میسر نہ تھی جس کے ذریعے بکری کو ذبح کیا جا سکے، اتنے میں بکری اپنے پاؤں سے زمین کو کھودنے لگی تو زمین میں سے ایک چھری نکل آئی، آدمی نے وہ چھری اٹھائی اور بکری کو ذبح کر دیا۔ اس کے بعد سے یہ کہاوت ہر اس شخص کے لئے بیان کی جاتی ہے جو خود ہی اپنی ہلاکت کا

ذریعہ بن جائے۔

6- وَلا تَكُ كالعاوى فأقبلَ نَحْرَهُ وَلَمْ يخشَهُ سَهماً من النَّبلِ مُضْمَرَا
7- أتَفْخَرُ بالكَتّانِ لمّا لَبِسْتَهُ وَقَدْ يَلْبَسُ الأنْبَاطُ رَيطاً مُقَصَّرَا

''تو اس بھیڑیے کی طرح نہ ہو جا جو اپنی تیزی کی وجہ سے شکاری کے تیر کا شکار ہو جاتا ہے۔ کیا تو کتان کے کپڑے پہن کر ان پر فخر کرتا ہے حالانکہ عراق کے نبطی لوگ بھی سفید اور گھٹیا کپڑے پہنا کرتے تھے''

مقام ''کوثی'' کے بارے میں

''کوثی'' مکہ میں ایک محلہ کا نام ہے جہاں بنو عبد الدار کے لوگ رہا کرتے تھے، اسی قبیلہ کی وجہ سے درج ذیل اشعار میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اس مقام کی مذمت بیان کی ہے:

1- لَعَنَ اللّٰهُ مَنْزِلًا بَطْنَ كُوثى وَرَمَاهُ بِالْفَقْرِ وَالْإِمْعَارِ
2- لَسْتُ أَعْنِي كُوثَى الْعِرَاقِ وَلٰكِنْ كُوثَةَ الدَّارِ دَارِ عَبْدِ الدَّارِ
3- حَوَتِ اللُّؤْمُ وَالسَّفَاةَ جَمِيعًا فَاحْتَوَتْ ذَاكَ كُلَّهُ فِيْ قَرَارِ
4- وَاِذَا مَا سَمَتْ قُرَيْشٌ لِمَجْدٍ خَلَّفَتْهَا فِيْ دَارِهَا بِصِغَارِ

''اللہ تعالیٰ مقام کوثی کو اپنی رحمت سے دور کرے اور وہاں فقر محتاجگی کو مسلط کر دے۔ میری مراد عراق کا مقام کوثی نہیں بلکہ بنو عبد الدار کا مقام کوثی ہے۔ اس جگہ میں کمینگی اور بے وقوفی کے ڈیرے ہیں اور یہ جگہ ان کا مسکن ہے۔ جب بھی قریش بزرگی وشرافت پر فائز ہونا چاہتے ہیں تو بنو عبد الدار کی وجہ سے ذلیل ہو جاتے ہیں''

بنو قریظہ کا انجام

[من الوافر]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار جبل بن جوال ثعلبی کے جواب میں کہے، انہوں نے کچھ اشعار کہے تھے جن میں بنونضیر اور بنو قریظہ کے بارے میں غم کا اظہار کیا تھا، حضرت حسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

1- تَفَاقَدَ مَعْشَرٌ نَصَرُوا قُرَيْشاً وَلَيْسَ لَهُمْ بِبَلْدَتِهِمْ نَصِيرُ

2- هُمُ أُوتُوا الكِتَابَ فَضَيَّعُوهُ فَهُمْ عُمْيٌ من التَّوْرَاةِ بُورُ

3- كَفَرْتُمْ بالقُرآنِ وقد أُتِيتُمْ بِتَصْدِيقِ الَّذِى قالَ النَّذِيرُ

4- وَهَانَ على سَرَاةِ بَنى لُؤَيٍّ حَرِيقٌ بِالبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيرُ

"وہ جماعت فنا ہوگئی جو قریش کی مدد کیا کرتی تھی، اب ان کے شہر میں ان کا کوئی مددگار باقی نہیں۔ انہیں آسمانی کتاب عطا کی گئی تھی لیکن انہوں نے اسے ضائع کردیا وہ تورات سے بھی ناآشنا رہے اور ہلاکت کی وادیوں میں جا گرے۔ تم نے قرآن کا بھی انکار کیا حالانکہ جو کتاب یعنی تورات تمہیں عطا کی گئی تھی اس میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق موجود تھی۔ بنولوی کے سرکردہ لوگوں کو بنو قریظہ کے مقام بویرہ میں آنے والی تباہی بہت ہلکی محسوس ہو رہی تھی"

تشریح

آخری شعر میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے ہاتھوں بنو قریظہ کو پہنچنے والی شکست وہزیمت کی طرف اشارہ کررہے ہیں۔

غزوہ بنو قریظہ ذی قعدہ ۵ھ کو پیش آیا۔

رسول اللہ ﷺ غزوہ خندق سے صبح کی نماز کے بعد واپس ہوئے، آپ نے اور تمام مسلمانوں نے ہتھیار کھول دیئے۔ جب ظہر کا وقت قریب آیا تو جبرئیل امین ایک خچر پر سوار عمامہ باندھے ہوئے تشریف لائے اور نبی کریم ﷺ سے مخاطب ہو کر کہا:

''کیا آپ نے ہتھیار اتار دیئے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں ہم نے ہتھیار اتار دیئے ہیں''

جبرئیل امین نے عرض کیا ''فرشتوں نے تو نہ ابھی تک ہتھیار کھولے ہیں اور نہ ہی وہ واپس ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنی قریظہ کی طرف جانے کا حکم دیا ہے اور میں خود بنی قریظہ کی طرف جا رہا ہوں''

جبرئیل امین رخصت ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ کوئی شخص سوائے بنو قریظہ کے کہیں نماز عصر نہ پڑھے۔

بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے اسلام کا جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے کر روانہ فرمایا، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو یہود نے آنحضرت ﷺ کو کھلم کھلا گالیاں دیں جو ایک مستقل اور نا قابل معافی جرم ہے۔

اس کے بعد آنحضرت ﷺ خود بہ نفس نفیس روانہ ہوئے اور پہنچ کر بنو قریظہ کا محاصرہ کیا، پچیس روز تک ان کو محاصرہ میں رکھا، اس اثناء میں ان کے سردار کعب بن اسد نے ان کو جمع کر کے کہا:

> ''میں تین باتیں تم پر پیش کرتا ہوں ان میں سے جس کو چاہو اختیار کر لو تا کہ تم اس مصیبت سے نجات پالو۔ اول یہ کہ ہم اس شخص یعنی محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آئیں اور اس کے مستقل پیرو بن جائیں کیونکہ خدا کی قسم! تم پر یہ بات بالکل واضح اور روشن ہو چکی ہے کہ وہ بلاشبہ اللہ عزوجل کے نبی اور رسول ہیں اور یہ وہی نبی ہیں جن کو تم تورات میں لکھا پاتے ہو اگر ایمان لے آؤ گے تو تمہاری جان اور مال بچے اور عورتیں سب محفوظ ہو جائیں گے''

بنو قریظہ نے کہا ''ہم کو یہ منظور نہیں کہ ہم اپنا دین چھوڑ دیں''

کعب نے کہا "اچھا اگر یہ منظور نہیں تو دوسری بات یہ ہے کہ بچوں اور عورتوں کو قتل کر کے بے فکر ہو جاؤ اور شمشیر بکف ہو کر پوری ہمت اور تن دہی کے ساتھ محمد ﷺ کا مقابلہ کرو اگر ناکام رہے تو بچوں اور عورتوں کا کوئی غم نہ ہوگا اور اگر کامیاب ہو گئے تو عورتیں بہت ہیں ان سے بچے بھی پیدا ہو جائیں گے"

بنو قریظہ نے کہا "بلا وجہ عورتوں اور بچوں کو قتل کر کے زندگی کا کیا لطف باقی رہے گا"

کعب نے کہا "اگر یہ بھی منظور نہیں تو میری رائے یہ ہے کہ آج ہفتہ کی شب ہے عجب نہیں کہ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب غافل اور بے خبر ہوں اور ہماری جانب سے مطمئن ہوں کہ یہ دن یہود کے نزدیک محترم ہے اس میں وہ حملہ نہیں کر سکتے، مسلمانوں کی اس بے خبری اور غفلت سے یہ نفع اٹھاؤ کہ یکا یک ان پر شب خون مارو، بنو قریظہ نے کہا "اے کعب! تجھ کو معلوم ہے کہ ہمارے اسلاف اسی دن کی بے حرمتی کی وجہ سے بندر اور سور بنا دیئے گئے پھر بھی تو ہم کو اسی کا حکم دیتا ہے"

الغرض بنو قریظہ نے کعب کی ایک بات کو نہ مانا۔

بالآخر مجبور ہو کر بنو قریظہ اس پر آمادہ ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ جو حکم دیں وہ ہمیں منظور ہے۔

جس طرح خزرج اور بنو نضیر میں حلیفانہ تعلقات تھے اسی طرح اوس اور بنو قریظہ میں بھی حلیفانہ تعلق تھا۔ اس لئے اوس نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ خزرج کی التماس پر حضور ﷺ نے بنو نضیر کے ساتھ جو معاملہ فرمایا اسی طرح کا معاملہ ہماری استدعا پر بنو قریظہ کے ساتھ فرمائیں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہارا فیصلہ تم ہی میں سے ایک شخص کر دے"

انہوں نے کہا "یا رسول اللہ! سعد بن معاذ جو فیصلہ کر دیں وہ ہمیں منظور ہے"

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بنو قریظہ کے لئے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ ان کے لڑنے والے مرد قتل کر دیئے جائیں، عورتیں اور بچے قید کر کے باندی اور غلام بنا لئے جائیں اور ان کا تمام مال واسباب مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بے شک تو نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے"

اس کے بعد تمام بنو قریظہ گرفتار کر کے مدینہ لائے گئے اور ایک انصاری عورت کے مکان میں انہیں محبوس رکھا گیا، بازار میں ان کے لئے خندقیں کھدوائی گئیں، بعد ازاں دو دو چار چار کو اس مکان سے نکلوایا جاتا اور ان خندقوں میں ان کی گردنیں ماری جاتیں۔ حیی بن اخطب اور سردار بنو قریظہ کعب بن اسد کی گردن بھی ماری گئی۔ عورتوں میں سوائے ایک عورت کے کوئی قتل نہیں ہوا جس کا جرم یہ تھا کہ اس نے کوٹھے سے چکی کا پاٹ گرایا تھا جس سے خلاد بن سوید رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔(1)

ابن زبعریٰ کے بارے میں

[من المتقارب]

1- سَأَلْتَ قُرَيْشاً فَلَمْ يَكْذِبُوا فَسَلْ وَحْوَحاً وَأَبَا عَامِرِ

2- مَا أَصْلُ حَسّانَ فی قَوْمِهِ وَلَيْسَ المُسائِلُ كالخَابِرِ

3- فَلَوْ يَصْدُقونَ لأنْبُوكُمُ بِأنّا ذَوُو الحَسَبِ القَاهِرِ

4- وَأَنّا مَسَاعِيرُ عندَ الوَغى نَرُدُّ شَبَا الأبْلَخِ الفاجِرِ

5- وَرِثْتُ الفَعالَ وَبَذْلَ التِّلا دِ وَالمَجْدَ عنْ كابِرٍ كابِرِ

6- وَحَمْلَ الدِّيَاتِ وَفَكَّ العُنا ةِ والعِزَّ فی الحَسَبِ الفاخِرِ

7- بكُلّ مَتِينٍ أصَمّ الكُعُوبِ وَأَبْيَضَ ذی رَوْنَقٍ بَاتِرِ

8- وَبَيْضَاءَ كالنّهْرِ فَضْفاضَةٍ تَثَنّى بِطُولٍ على النّاشِرِ

(1) غزوہ بنو قریظہ کے تفصیلی واقعہ کے لئے دیکھئے: فتح الباری(116/4)، البدایۃ والنہایۃ (128/4)، زرقانی(137/2)، ابن ہشام(145/2)، سیرۃ المصطفی (323-329/2)

9- بها نَخْتَلي مُهَجَ الدّارِعِينَ اذا نوّرَ الصّبْحُ للنّاظِرِ

''تو نے قریش سے سوال کیا اور انہوں نے تیرے ساتھ جھوٹ نہیں بولا، پس تو ابن اَسلت اور ابو عامر سے بھی پوچھ لے کہ حسان کے خاندان میں اس کا مقام ومرتبہ کیا ہے، درحقیقت سوال کرنے والا اور خوب جاننے والا دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔ اگر وہ سچ بولیں تو تجھے جواب میں بتائیں گے کہ ہم شاندار نسب والے ہیں۔ ہم وہ لوگ ہیں جو لڑائی میں کود پڑنے والے اور ہر بڑے سردار اور بہادر کی تلوار کا رخ موڑ دینے والے ہیں۔ ہمیں وراثت میں بہادری، سخاوت اور اعلیٰ اخلاق ملے ہیں، ہمارا مشغلہ دیات برداشت کرنا اور قیدیوں کو آزاد کرانا ہے، بلند خاندان کی عزت وشرافت بھی ہمیں ورثہ میں ملی ہے۔ ہم مضبوط نیزوں، چمکتی تلواروں، سفید زرہ اور شاندار ہتھیار کے ذریعہ اپنے لوگوں کی حفاظت کرتے ہیں، جب صبح اپنی روشنی کو پھیلاتی ہے تو ہم اپنی دلیرانہ صفات کے ذریعے دشمن کا قلع قمع کرچکے ہوتے ہیں''

10- اذَا اسْتبَقَ النّاس غاياتِهِمْ وَجَدْتَ الزِّبَعْرَى معَ الآخِرِ

11- وَمَا يَجْعَلُ العَيُّ وَسْطَ النّدِى كالمِحْرَبِ المِصْقَعِ الشّاعِرِ

12- وَكَيفَ يُنَاصِبُنى مُفْحَمٌ يَنصُّ الى مُلْصَقٍ بَائِرِ

''جب لوگ عظمت وکردار کی بلندیوں کی طرف رخ کرتے ہیں تو زبعریٰ ان میں سب سے آخری مقام پر ہوتا ہے۔ جو شخص محفل میں عاجز اور لاچار ثابت ہوتا ہو وہ کبھی زور بیان کا حامل خطیب اور اچھا شاعر نہیں بن سکتا۔ یہ گونگا شاعر مجھ سے کیا مقابلہ کرے گا جو ذلت اور عار کے گڑھوں میں گرا پڑا ہے''

تشریح

ابن زِبعریٰ سے مراد ''عبداللہ بن زبعریٰ بن قیس'' نامی شاعر ہیں۔ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی مخالفت میں یہ کوئی کسر نہ چھوڑتے تھے۔ان کا شمار اہل عرب کے بلیغ ترین شعراء میں ہوتا ہے۔

محمد بن سلام کہتے ہیں مکہ کے شعراء میں سب سے اعلیٰ مقام عبداللہ بن زبعریٰ کا ہے۔

زبیر کہتے ہیں کہ رواۃ اشعار کی رائے یہی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں اہل مکہ کا سب سے بڑا شاعر عبداللہ بن زبعریٰ تھا۔

آخر عمر میں عبداللہ بن زِبعریٰ نے اسلام قبول کرلیا تھا۔

فتح مکہ کے بعد جب معاندین اسلام کا جتھا ٹوٹا تو عبداللہ بن زبعریٰ اور زہیر بن وہب نجران بھاگ گئے، عبداللہ، حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ پر بہت سے وار کر چکے تھے، عبداللہ کے فرار پر انہیں بدلہ لینے کا موقع ملا، چنانچہ انہوں نے یہ شعر کہا:

لا تعد من رجلا أحلك بغضه   نجران فی عیش احذ لئیم

''ایسا شخص معدوم نہ ہو، جس کے بغض نے تم کو نجران کی ناپسندیدہ اور مکروہ زندگی میں مبتلا کردیا ہے''

عبداللہ بن زبعریٰ نے سنا تو نجران سے لوٹ آئے، اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوگئے، گذشتہ خطاؤں پر سخت نادم و شرمسار تھے، آنحضرت ﷺ سے ان کی معافی چاہی، آپ نے معاف کردیا، اور اب وہی زبان جو کلمہ شہادت پڑھنے سے قبل تیر و نشتر کی طرح مسلمانوں کے دلوں پر ہجو کے چرکے لگاتی تھی، نعت رسول ﷺ کے پھول برسانے لگی۔

تمام ارباب سیر نے ان کے نعتیہ اشعار لکھے ہیں، ہم طوالت کے خیال سے انہیں قلم انداز کرتے ہیں۔

حافظ ابن حجر کے بیان کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نعت کے صلہ میں انہیں ایک حلہ بھی مرحمت فرمایا تھا۔(1)

قبول اسلام کے بعد متعدد غزوات میں شریک ہوئے اور جہاد فی سبیل اللہ کا شرف حاصل کیا۔(2)

اللہ نے انہیں "انصار" کہا ہے

[من البسیط]

بنو سلیم کا شمار ان قبیلوں میں ہوتا ہے جو فتح مکہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، فتح مکہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لشکر کی ترتیب دے چکے تھے۔ ہر قبیلہ اپنے امیر کے ہمراہ گزرنے لگا اور ہر دستہ اپنا جھنڈا لہراتا ہوا جارہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے جس دستے کو بھیجا اس کے امیر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ دستہ بنی سلیم کا تھا ان کی تعداد ایک ہزار تھی۔ ان میں ایک چھوٹا جھنڈا حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا اور دوسرا چھوٹا جھنڈا حضرت خفاف بن ندبہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا اور ایک بڑا جھنڈا حجاج بن علاط رضی اللہ عنہ نے اٹھا رکھا تھا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ لوگ کون ہیں؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا ارے وہی نو عمر لڑکا۔ انہوں نے کہا ہاں۔ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے سے گزرنے لگے اور وہاں ان کے ساتھ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی کھڑے ہوئے تھے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے لشکر نے تین مرتبہ بلند آواز سے اللہ اکبر کہا اور آگے بڑھ گئے۔(3)

---

(1) الاصابۃ (367/1)

(2) الاستیعاب (367/1)

(3) کنز العمال (295/5)

فتح مکہ کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو سلیم کے ہاں تشریف لائے تو اس موقع پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار کہے:

1- زَادَتْ هُمُومٌ فماءُ العَينِ يَنْحَدِرُ ... سَحّاً اذا حفلته عَبْرَةٌ دِرَرُ

2- وَجْداً بِشعْثاءَ اذ شعْثاءُ بهْكَنَةٌ ... هَيْفاءُ لا دَنَسٌ فِيها وَلا خَوَرُ

3- دَعْ عنْكَ شَعْثاءَ اذ كانتْ موَدّتُها ... نَزْراً وشَرٌّ وِصَالِ الوَاصِلِ النَّزَرُ

4- وَأْتِ الرّسولَ فقُلْ يا خَيْرَ مُؤتَمِنٍ ... للمُؤمِنَ اذا ما عُدّلَ البَشَرُ

''شعثاء کی یاد میں دل کے غم بڑھ گئے ہیں اور آنکھ آنسو بہا رہی ہے۔ وہ ایک ایسی خوب صورت اور جاذب نظر لڑکی تھی جو ہر قسم کے عیب اور ضعف سے خالی تھی۔ اے دوست! تم شعثاء کے تذکرے کو چھوڑ دو کیونکہ اس کا وصال تھوڑی دیر کا ہے جو وصال تھوڑی دیر کا ہو وہ بدترین وصال ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ اور ان سے کہو کہ اے مؤمنین کے بہترین خیر خواہ! مؤمنوں کی خیر خواہی میں پوری انسانیت میں آپ کا کوئی ثانی نہیں ہے''

5- عَلامَ تُدعي سُلَيْمٌ وهيَ نازِحةٌ ... أمامَ قوْمٍ هُمُ آوَوْا وهُمْ نَصَرُوا

6- سَمّاهُمُ اللّهُ أنْصَاراً لِنَصرِهِمِ ... دِينَ الهُدى وَعَوَانُ الحرْبِ تَسْتعِرُ

7- وَجَاهَدُوا فی سبيلِ اللّهِ واعْتَرَفوا ... للنّائِباتِ فما خاموا وما ضَجِرُوا

8- وَالنّاسُ ألْبٌ عَلَيْنا ثمّ ليسَ لَنَا ... الاّ السّيُوفَ وَأطرَافَ القَنا وَزَرُ

9- وَلا يَهُرُّ جَنابَ الحَرْبِ مَجْلِسُنَا ... ونحنُ حِينَ تَلظّى نَارُها سُعُر

10- وكَمْ رَدَدْنا بِبَدْرٍ دونَ ما طَلَبوا ... أهْلَ النّفاقِ وفِينا أُنْزِلَ الظَّفَرُ

11- وَنحنُ جُندُكَ يوْمَ النّعْفِ من أُحُدٍ ... اذ حَزّبَتْ بَطَراً أشْياعَها مُضَرُ

12- فما وَنَيْنَا وما خِمْنا وَما خَبَرُوا ... مِنّا عِثاراً وَجُلُّ القَوْمِ قد عَثَرُوا

''جب بھی بنو سلیم کو تذکرہ کیا جائے گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مددگار ہونے کی حیثیت سے انہیں فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام ''انصار'' رکھا ہے کیونکہ انہوں نے اس وقت دین ہدایت

کی حمایت کی ہے جب مسلمانوں کے خلاف جنگ کی آگ بھڑک رہی تھی۔ انہوں نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اور مشکل وقت میں حق کے لئے ڈٹ گئے اور اس موقع پر بزدلی اور گھبراہٹ سے کام نہیں لیا۔ جب لوگ دلوں میں دشمنیاں چھپا کر ہم پر ٹوٹ پڑے تھے اور ہمارے پاس ان کے مقابلہ کے لئے تلواروں اور نیزوں کے کناروں کے اور کچھ نہ تھا۔ ہمارے لوگ بھی جنگ سے زیادہ بیزار نہ تھے بلکہ ہم بھی بھڑکتی آگ میں شعلوں کی طرح کودنے والے تھے۔ بدر میں کتنے ہی منافق ایسے بھی آئے جنہیں ہم نے الٹے پاؤں بھاگنے پر مجبور کر دیا اور کامیابی نے ہمارا دامن چوما تھا۔ اے رسول اللہ! احد کی لڑائی کے دن بھی ہم آپ کا لشکر تھے جب قبیلہ مضر والوں نے اپنے شہ سواروں کو جنگ کے لئے جمع کر لیا تھا۔ اس وقت بھی ہم نے بزدلی اور کمزوری سے کام نہ لیا اور جبکہ لوگ اپنا جنگی ساز و سامان ہمارے مقابلے میں جمع کر چکے تھے ہم نے پوری شجاعت اور مردانگی سے ان کا مقابلہ کیا''

معذرت!

[من الطويل]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار میں ایاس بن عبید اور ان کی والدہ ام ایمن کی طرف سے معذرت کا اظہار کیا ہے کیونکہ یہ غزوہ خیبر میں شریک نہ ہو سکے تھے:

1- عَلَى حِينَ أَنْ قَالَتْ لأَيْمَنَ أُمُّهُ   جَبُنْتَ وَلَمْ تَشْهَدْ فَوَارِسَ خَيْبَرِ

2- وَأَيْمَنُ لم يَجْبُنْ ولكِنَّ مُهْرَهُ   أَضَرَّ بِهِ شُرْبُ المَدِيدِ المُخَمَّرِ

3- فَلَوْلا الذی قد کان من شأنِ مُهْرِهِ لَقَاتَلَ فِیها فارِساً غیرَ أعْسَرِ

''ایک مرتبہ ایمن کو اس کی ماں نے کہا کہ تو نے بزدلی دکھائی اور تو خیبر کے شہ سواروں کے ساتھ شریک جہاد نہیں ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایمن نے بزدلی کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ اس کے گھوڑے نے بہت زیادہ شراب پی لی تھی اور وہ ساتھ چلنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ اگر ایمن کے گھوڑے نے یہ کام نہ دکھایا ہوتا تو میدان جنگ میں تم اس کی بہادری اور شجاعت کے جوہر خوب دیکھ لیتے''

بنو عبد الدار کی فضیلت میں

[من الکامل]

زمانہ جاہلیت میں قریش کی شاخ بنو عبد الدار کے پاس تین منصب تھے:

1- حجابت

2- ندوہ

3- لواء

حجابت کا معنی ہے خانہ کعبہ کی دربانی، خانہ کعبہ کے جملہ امور ان کے ذمہ تھے، خانہ کعبہ کی چابیاں بھی انہی کے پاس تھیں اور کعبہ میں موجود امانات اور اموال کے نگران بھی یہی لوگ تھے۔

ندوہ سے مراد ''دارالحکومت'' ہے، لوگ اپنے تمام مسائل کے حل کے لئے ان کے پاس جمع ہوتے ان کی رائے کا احترام کیا جاتے اور اختلافات میں انہیں ثالث بنایا جاتا تھا۔
لوا یعنی جنگ کا جھنڈا بھی ان کے پاس تھا، جب بھی جنگ کے بادل منڈلاتے بنو عبدالدار کا ایک شخص جھنڈا ظاہر کرتا اور تمام قریش اس جھنڈے کے نیچے جمع ہونا ضروری

سمجھتے تھے۔

درج ذیل اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بنو عبد الدار کے انہی اعزازات کی طرف اشارہ کیا ہے:

1- كَانَتْ قُرَيْشٌ بَيْضَةً فتفلّقَتْ فالمُحُّ خَالِصُهُ لِعَبْدِ الدَّارِ
2- وَمَنَاةُ رَبِّي خَصَّهُمْ بِكَرَامَةٍ حُجَّابُ بَيْتِ اللّٰهِ ذى الأسْتَارِ
3- أَهْلُ المَكَارِمِ والعلى ونَدَاوَةُ النـ ـنَادى وَأَهْلُ لَطِيمَةِ الجَبَّارِ
4- وَلِوَى قُرَيْشٍ فى المَشَاهِدِ كلِّها وَبنَجْدَةٍ عِنْدَ القَنَا الخَطَّارِ

''قریش ایک انڈے کی صورت میں تھے، جب وہ انڈہ ٹوٹا تو بنو عبد الدار اس کی سفیدی کی طرح عیاں ہوئے، پروردگار نے انہیں اپنے پردے والے گھر کی خدمت عطا کر کے عزت بخشی ہے، وہ عزت و بلندی والے، ندوہ والے اور خوشبو کے حامل اونٹ والے ہیں۔ قریش کا جھنڈا بھی تمام جنگوں میں انہی کے پاس رہا ہے''

مجھے تعجب ہے!

[من البسیط]

1- انى لأعْجَبُ منْ قَوْلٍ غُرِرْتَ بِهِ حُلْوٍ يُمَدُّ اليهِ السَّمْعُ وَالبَصَرُ
2- لَوْ تَسمَعُ العُصْمُ من صُمِّ الجِبالِ بِهِ ظَلَّتْ مِنَ الرّاسِياتِ العُصْمُ تَنحدِرُ
3- كالخمرِ والشهدِ يجرى فوْقَ ظاهِرِهِ وَمَا لِباطِنِهِ طَعْمٌ وَلا خَبَرُ
4- وكالسَّرَابِ شَبِيهاً بالغَدِيرِ وانْ تَبِعَ السَّرابَ فَلا عَيْنٌ وَلا أثرُ
5- لا ينبتُ العشْبُ عن بَرْقٍ وَرَاعدَةٍ غَرّاءَ لَيسَ لهاسَيْلٌ وَلا مَطَرُ

''مجھے اس میٹھی بات پر تعجب ہے، جس نے تجھے دھوکے میں ڈال دیا ہے یہ ایک ایسی بات ہے، جس کی طرف نگاہیں اور کان جھک جھک

جاتے ہیں۔ یہ بات اگر کسی پہاڑی بکرے کو سنا دی جائے تو وہ بھی
پہاڑوں کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ دے۔ یہ بات اس شراب کی
طرح ہے جس کے ظاہر پر شہد تیر رہا ہوں اس شہد کا ذائقہ نیچے
محسوس نہیں ہوسکتا۔ یہ اس سراب کی طرح ہے جو دور سے دیکھنے
میں تالاب محسوس ہوتا ہے اگر تم اس کے پاس جا کر دیکھو تو پانی کا
نام ونشان تک نہ نظر آئے گا۔ یقینا ایسے بادل سے پودے نہیں
اگ سکتے جس میں پانی نہ ہو اور وہ محض گرج چمک دکھانے والا ہو"

تشریح

مذکورہ اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حکمت کی کچھ سنہری باتیں بیان فرمائی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ لوگوں سے بعض باتیں ایسی بھی سرزد ہوتی ہیں جو اپنے ظاہر کے اعتبار سے تو بڑی شاداب اور عمدہ معلوم ہوتی ہیں لیکن باطن کے اعتبار سے وہ کھوکھلی اور بے معنی ہوتی ہیں۔ ایسی باتوں کو انہوں نے تین چیزوں سے تشبیہ دی ہے۔ ایک ایسی شراب سے جس کے اوپر شہد تیر رہا ہو یعنی ظاہر کے اعتبار سے وہ بڑا عمدہ ہے لیکن اندر شراب جیسی چیز بھری ہوئی۔ انہیں سراب سے تشبیہ دی ہے جو دور سے دیکھنے میں پانی محسوس ہوتا ہے لیکن قریب جا کر دیکھا جائے تو وہ پانی کا دھوکہ محسوس ہوتا ہے۔ انہیں ایسے بادل سے تشبیہ دی ہے جس میں پانی نہ ہو اور وہ صرف گرجتا ہو۔

عورتوں کی عقل والے لوگ

[من الطویل]

درج ذیل اشعار میں حضرت حسان بن ثابت نے بنوسلیم بن منصور کی ہجو بیان کی ہے

لَقَدْ غَضِبَتْ جَهْلًا سُلَيْمٌ سَفَاهَةً　وَطَاشَتْ بِأَحْلَامٍ كَثِيرٍ عُثُورُهَا
لِئَامٌ مَسَاعِيهَا، كَذُوبٌ حَدِيثُهَا　قَلِيلٌ غِنَاهَا حِينَ يُبْغَى صُقُورُهَا

لَهَا عَقْلُ نِسْوَانٍ، وَشَرُّ شَرِيعَةٍ نَزُوْرٌ نَدَاهَا حِيْنَ تُبْغَى بُحُوْرُهَا
إِذَا ضِفْتَهُمْ أَلْفَيْتَ حَوْلَ بُيُوتِهِمْ كِلَابًا لَهَا فِي الدَّارِ عَالٍ هَرِيْرُهَا

''بنو سلیم جہالت کی وجہ سے بے جا غصے میں آتے ہیں اور ان کی عقلیں بلا وجہ جوش مارتی ہیں، ان کے کام کمینوں والے ہیں، ان کی باتیں جھوٹی ہیں، جب انہیں اپنے سردار کی موت کی خبر آتی ہے اس وقت بھی ان کی سخاوت کے دروازے نہیں کھلتے، ان کی عقل عورتوں والی ہے، اس کا انداز زندگی بدترین ہے، ان کی مجلس سخاوت سے خالی ہیں، جب تو ان کا مہمان بنے گا تو دیکھے گا کہ ان کے دروازوں پر کتے بھوک کی وجہ سے بھونک رہے ہوں گے''

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا خاندان

[من الرمل]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ایک اہلیہ کا نام ''عمرہ'' یا ''عمیرہ'' تھا، جو کہ صامت بن خالد بن عطیہ کی بیٹی تھیں۔ ان کا تعلق انصار کے ایک قبیلہ اوس سے تھا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ قبیلہ اوس والوں نے مخلد بن صامت ساعدی سے کوئی معاملہ کیا جس میں ان سب کی آپس میں کافی تلخی پیدا ہوگئی، حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ میں کچھ باتیں کیں جنہوں نے عمرہ کو ناراض کر دیا۔ عمرہ نے حضرت حسان کے ماموؤں کے بارے میں کچھ نازیبا باتیں کیں اور قبیلہ اوس کے بارے میں فخریہ کلمات کہے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو اپنے ماموؤں سے خصوصی تعلق اور محبت تھی، عمرہ کے ان کلمات پر وہ ناراض ہوگئے اور عمرہ کو طلاق دے دی۔ بعد میں انہیں اس جدائی پر دکھ ہوا اور وہ اس بارے میں کہتے ہیں:

أَجْمَعَتْ عَمْرَةُ صَرْماً فَابْتَكِرْ إِنَّمَا يُدْهِنُ لِلْقَلْبِ الْحَصِرْ

2- لا يَكُنْ حُبُّكِ حُباً ظاهِراً لَيْسَ هذا مِنكِ يا عَمْرَ بِسِرّ
3- سَأَلَتْ حَسّانَ مَنْ أَخْوَالُهُ انما يُسْأَلُ بِالشَّيءِ الغُمُرْ
4- قُلْتُ أَخْوَالي بَنُو كَعْبٍ اذا أَسْلَمَ الأَبْطَالُ عَوْرَاتِ الدُّبُرْ
5- رُبَّ خالٍ لِيَ لَوْ أَبْصَرْتِهِ سَبِطِ الكَفَّيْنِ فِي اليَوْمِ الخَصِرْ
6- عِنْدَ هذا البابِ اذْ ساكِنُهُ كُلُّ وَجْهٍ حَسَنِ النُّقْبَةِ حُرّ
7- يُوقِدُ النّارَ اذا ما أُطْفِئَتْ يُعْمِلُ القِدْرَ بِأَثْباجِ الجُزُرْ

''عمرہ نے بے چین کرنے والی جدائی دے دی ہے اور کمزور دل ہمیشہ خلاف ضمیر بات ہی کیا کرتا ہے۔ اے عمرہ! تیری محبت ایک ظاہری اور سطحی محبت نہیں ہونی چاہئے، تیری طرف سے یہ عمر خالص اور عمدہ نہیں ہے۔ عمرہ نے حسان سے اس کے ماموؤں کے بارے میں سوال کیا ہے حالانکہ سوال تو کسی ایسی چیز کے بارے میں کیا جاتا جو مخفی اور نامعلوم ہو میری ماموؤں کی عظمت تو ہر ایک پہ عیاں اور ظاہر ہے۔ میں نے اس کو بتایا کہ میرے ماموؤں کا تعلق بنو کعب سے ہے، یہ اس وقت بھی بہادری دکھاتے ہیں جب بڑے بڑے سورما پشت پھیر کر شکست کھا کر بھاگ جاتے ہیں۔ میرے بہت سے ماموں ایسے ہیں کہ اگر تو انہیں سخت اور تنگی کے حالات میں دیکھے تو تو انہیں سخی اور مال لٹانے والا پائے گی۔ انہیں شرافت، خوبصورتی اور دلیری نے اس سخاوت پر ابھارا ہے جب لوگ قحط سالی اور بدحالی سے تنگ آ کر سخاوت کرنا اور مہمانوں کی ضیافت کرنا چھوڑ دیتے ہیں تو اس وقت بھی میرے قبیلے کے لوگ ہانڈیوں کو چولہے پر چڑھائے رکھتے ہیں''

8- مَنْ يَغُرُّ الدَّهْرُ أَوْ يَأْمَنُهُ مِن قَبِيلٍ بعدَ عَمرٍو وَحُجُرْ
9- مَلَكَا مِنْ جَبَلِ الثَّلجِ الى جَانِبَيْ أَيْلَةَ مِن عَبْدٍ وَحُرّ
10- ثم كانا خَيْرَ مَن نالَ النَّدَى سَبَقَا النّاسَ بِاقْساطٍ وَبِرّ

11- فارِسَیْ خَيْلٍ اذا ما أمْسَكَتْ رَبَّةُ الخِدْرِ بأطْرَافِ السِّتَرْ

12- أتَيَنا فارِسَ فی دارِهِمِ فَتَنَاهَوْا بعْدَ اعْصَامٍ بِقُرّ

13- ثمّ صَاحَا يالَ غَسّانَ اصْبِرُوا انّهُ يوْمٌ مَصَالِيتَ صُبُرْ

14- اجْعَلُوا مَعْقِلَهَا أيْمانكُمْ بالصّفِيحِ المُصْطَفَى غيرِ الفُطُرْ

15- بِضِرَابٍ تَأذَنُ الجِنُّ لَهُ وَطِعَانٍ مِثْلِ أفْوَاهِ الفُقُرْ

''غسان کے بادشاہوں عمرو بن حارث اور حجر بن نعمان کے بعد زمانہ کس کو دھوکہ دے گا ان دونوں نے دمشق کے جبل الثلج سے لے کر ایلہ تک ہر غلام وآزاد پر حکومت کی ہے۔ یہ دونوں سخاوت کا فیضان برسانے میں سب سے آگے تھے اور نیکی وخوش خلقی میں سب لوگوں پر فائق تھے۔ جب بڑے بڑے بہادر سورما بھی جنگ سے پہلو تہی کرتے ہیں اس وقت بھی یہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر دشمن سے لڑتے ہیں اور بہادری کے جوہر دکھاتے ہیں۔ ان دونوں فارس والوں کے پاس ان کے گھر میں آگئے اور مصیبت کے وقت مسیحا کا کردار ادا کیا۔ پھر ان دونوں نے بلند آواز سے پکارا اے غسان والو! صبر کرو یہ جنگ کے ماہر اور صبر کرنے والے لوگوں کا دن ہے۔ اپنی تلواروں کو پکڑ لو اور اپنے دائیں ہاتھوں کو ان تلواروں کی پناہ گاہ بنالو، اپنے ہاتھ میں ایسی تلواروں کو پکڑو جو تیز وار کرنے والی اور مضبوط لوہے پر مشتمل ہوں۔ پھر ان تلواروں سے ایسی ضرب لگاؤ جو جنات کو بھی سنائی دے اور اس طرح نیزے چلاؤ جیسے کنویں کا منہ ہوتا ہے''

16- وَلَقَدْ يَعْلَمُ مَنْ حَارَبَنَا أنّنَا نَنْفَعُ قِدْماً وَنَضُر

17- صُبُرٌ لِلْمَوْتِ انْ حَلّ بِنَا صَادِقُوا البَأسِ غَطارِيفُ فُخُرْ

18- وَأقَامَ العِزُّ فِينَا وَالغِنى فَلَنَا مِنْهُ عَلى النّاسِ الكُبُرْ

19- مِنْهُمْ أصْلی فَمَنْ يَفخَرْ بِهِ يَعْرِفِ النّاسُ بِفَخْرِ المُفْتَخِرْ

20- نَحْنُ أَهْلُ العِزِّ والمَجْدِ مَعاً غَيْرُ أنكاس وَلاَمِيلٍ عُسُرْ
21- فَسَلُوا عنّا وَعَنْ أَفْعَالِنَا كلُّ قَوْمٍ عِنْدَهُمْ عِلْمُ الخَبَرْ

''جو شخص ہم سے جنگ کرے وہ جانتا ہے کہ ہم جنگ میں اپنے دوستوں کو فائدہ اور دشمنوں کو شدید نقصان پہنچاتے ہیں۔ اگر موت ہمارے آنگن میں آ پڑے تو ہم اس پر صبر کرتے ہیں، مشکل میں ثابت قدم رہتے ہیں اور سخاوت کرنے والے بہادر لوگ ہیں۔ عزت اور مالداری ہمارے گھر کی چیزیں ہیں اور ان کی وجہ سے ہم دوسرے لوگوں پر فائق ہوجاتے ہیں۔ میرا تعلق انہی لوگوں سے ہے اور ایسے لوگوں پر فخر کرنا ہر ایک کا حق ہے اور اس فخر کرنے والے کے فخر سے سب لوگ واقف ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس خاندان پر فخر ہی ہونا چاہئے۔ ہم عزت و بزرگی اور شرافت والے لوگ ہیں نہ معمولی حرکتیں کرتے ہیں اور نہ ہی تنگی کے مواقع میں بزدلی دکھاتے ہیں۔ ہمارے بارے میں اور ہمارے کارناموں کے بارے میں ہر اس شخص سے پوچھ لو جسے لوگوں کے احوال کا کچھ علم ہے''

بنو خزاعہ کے بارے میں

1- رَمَيْتُ بها أهلَ المَضِيقِ فلمْ تكدْ تَخَلَّصُ مِنْ حَمَارَةٍ وَأَبَاعِرِ
2- وَمَرّتْ على الأنصارِ وَسْطَ رِحَالِهِم فقُلْتُ لهُمْ مَن صادِرٌ مَعَ صَادِرِ
3- وَطَوّفتُ بالبَيْتِ العَتِيقِ وَسامحتْ طَرِيقَ كَدَاءٍ في لُحُوبٍ سَوَائِرِ
4- ذَكَرْتُ بها التَعْرِيسَ لَمّا بَدا لَنا خِيَامٌ بها مِنْ بَيْنِ بَادٍ وَحَاضِرِ
5- وَأَعْرَضَ ذو دَوْرَانَ تَحْسَبُ أنّهُ مِنَ الجَذْبِ أعناقُ النّساءِ الحَوَاسِرِ

6- فَعَجَتْ وَالْقَتْ للجَبَانِ رَجِيلَةً لأَنْظُرَ ما زَادُ الكريمِ المُسَافِرِ
7- اذا فَضْلَةٌ منْ بَطْنِ زِقٍ ونُطْفَةٌ وَقَعْبٌ صَغِيرٌ فَوْقَ عوْجَاءَ ضَامِرِ
8- فَقُمْتُ بِكاسٍ قَهْوَةٍ فَشَنَنْتُها بذى رَوْنَقٍ مِنْ ماءِ زَمزَمَ فاتِرِ
9- فَلَمّا هَبَطنا بَطْنَ مَرٍّ تَخزّعَتْ خُزاعَةُ عَنّا في حُلولٍ كَراكِرِ

''میں نے اپنی جاندار اونٹنی کے ذریعہ مضیق الصفراء نامی وادی کو طے کیا اور میری اونٹنی کسی موقع پر گھوڑوں اور اونٹوں سے جدا نہیں ہوئی۔ یہ اونٹنی انصار کے کجاوں کے درمیان سے گزری تو میں نے کہا ان میں سے میرے ساتھ کون سفر کرے گا۔ میں نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور مقام کداء کے واضح راستوں کو طے کیا۔ جب میں نے مقام ذودوران میں شہری اور دیہاتی لوگوں کے خیمے دیکھے تو میں نے نزول اور پڑاؤ ڈالنے کا ذکر کیا، یہ ذکر سن کر اونٹنی نے آواز نکالی اور مجھ جیسے بزدل شخص کو متوجہ کیا کہ دیکھ تو سہی یہاں کھانے پینے کے لئے کیا چیز ہے؟ کیونکہ یہاں بچا ہوا کھانا تھا، تھوڑا سا پانی تھا اور کمزور اونٹ کے اوپر لکڑی کا پیالہ تھا۔ پھر میں نے شراب کا ایک جام لیا اور مقام ذی رونق میں اسے زمزم کے پانی سے ملا کر اونٹنی پر چھڑک دیا۔ جب ہم وادی بطن مر میں پہنچے تو بنوخزاعہ کے لوگ کچھ ٹھہری ہوئی جماعتوں میں ہم سے پیچھے رہ گئے''

تشریح

بنوخزاعہ سے مراد عمرو بن ربیعہ جو کہ لحی بن حارثہ کے نام سے مشہور ہے کی اولاد ہیں، لحی بن حارثہ وہ پہلا شخص تھا جس نے دین ابراہیمی میں تغیر کیا تھا۔
بنوخزاعہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ مآرب سے اپنی قوم کے ساتھ چلے تھے پھر کچھ لوگ مکہ آ گئے اور کچھ شام چلے گئے۔

مکہ کے ''سعود''

[من الطويل]

1- أرُونی سُعُوداً كالسّعودِ التی سَمَتْ   بمَكّةَ من أوْلادِ عَمْرِو بْنِ عامِرِ
2- أقاموا عَمودَ الدّينِ حتى تمكّنتْ   قَواعِدُهُ   بالمُرْهَفاتِ   البَوَاتِرِ
3- وَكَمْ عَقَدُوا للّٰهِ ثمّ وَفَوا بِهِ   بِمَا ضَاقَ عَنْهُ كلُّ بادٍ وَحَاضِرِ

''مجھے ان ''سعود'' جیسے مرد دکھا دو جنہوں نے مکہ میں عمرو بن عامر کی اولاد میں پرورش پائی ہے۔ انہوں نے دین کی بنیادوں کو مضبوط کیا اور اسے بہترین خطوط پر استوار کیا۔ انہوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا اسے پورا کیا اور ہر وہ کام کر دکھایا جس کے کرنے سے شہر اور دیہات کے آدمی عاجز آ گئے''

تشریح

''سعود'' سعد کی جمع ہے۔ یہاں سعود سے مراد انصار سے تعلق رکھنے والے وہ سات سعد نامی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں اعلیٰ کارنامے سرانجام دیئے، ان میں سے چار کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا جن کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

1- سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

2- سعد بن زید رضی اللہ عنہ

3- سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ

4- سعد بن عبید رضی اللہ عنہ

اور تین کا تعلق خزرج سے تھا جن کے اسماء درج ذیل ہیں:

1- سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

2- سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ

3- سعد بن عثمان رضی اللہ عنہ ،ان کی کنیت ابوعبادہ ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق کی فضیلت

[من الکامل]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنا دیئے گئے ،اس موقع پر عرب کے کچھ قبائل ارتداد کا شکار ہو گئے تھے جن کی سرکوبی کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہایت سرگرم تھے، لہٰذا مرتدین نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کر دیا اور ان کی ہجو میں اشعار کہے۔

ایک موقع پر انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ''ابوبکر'' کے بجائے ''ابو الفصیل'' کہنا شروع کر دیا۔

واضح رہے کہ بکر، نوجوان اونٹ کو کہا جاتا ہے اور فصیل اس اونٹ کو کہتے ہیں جس کی ماں اس کا دودھ چھڑوا دے، ظاہر ہے کہ جب اونٹ جوان ہوگا اور عمر کے ایک مضبوط حصے کو پہنچے گا تو اس کا دودھ چھڑوایا جائے گا۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ درج ذیل اشعار میں مرتدین اور ان کے طعنوں پر رد فرما رہے ہیں کہ تمہاری بات سوائے ہرزہ سرائی کے کچھ نہیں ،تم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مذمت کے لئے جو ''نعرہ'' بنایا ہے وہ بھی ان کی تعریف پر ہی دلالت کرتا ہے۔

1- مَا البَکْرُ الاّ کالفَصِیلِ وَقَدْ تَرَی أَنّ الفَصِیلَ عَلَیْهِ لیسَ بِعارِ

2- انا وَمَا حَجّ الحجیجُ لبَیْتِهِ رُکْبَانُ مَکّةَ مَعْشَرُ الأنْصَارِ

3- نَفری جماجمَکُم بکلّ مُهنّدٍ ضَرْبَ القُدارِ مَبادِیَ الأیْسَارِ

4- حَتّی تکُنّوهُ بِفَحْلِ هُنَیْدَةٍ یَحْمِی الطَّرُوقَةَ بازِلٍ هَدّارِ

''بکر'' بھی ''فصیل'' کی طرح ہے اور آپ دیکھیں گے کہ ان کے فصیل ہونے میں کوئی عیب کی بات نہیں۔ اللہ کی قسم! ہم انصار کی جماعت مکہ کے شہ سوار ہیں اور ہم تمہاری کھوپڑیوں کو تیز دھار والی چمکتی تلواروں سے کاٹ ڈالیں گے۔ اور تمہیں ایسی ضرب لگائیں گے کہ تم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ایسے بہادر، پختہ عمر اور اعلیٰ اونٹ کے ساتھ تشبیہ دینے لگو گے جو اپنے خاندان کی حفاظت کے لئے ہر وقت چوکنا رہتا ہے اور بہادری سے قیادت کے فرائض انجام دیتا ہے''

حارث بن عوف مُرّی کے بارے میں

[من الکامل]

حارث بن عوف بن ابی حارثہ مُرّی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دولت اسلام سے بہرہ ور ہو گئے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ انصار کے ایک آدمی کو بھیجا جو ان کی قوم کو اسلام کی دعوت دے۔ جب وہاں پہنچے تو لوگوں نے ان انصاری صحابی کو شہید کر دیا، حارث بن عوف کوشش کے باوجود ان کی جان نہ بچا سکے۔ اس پر حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار کہے جس پر حارث بن عوف نے انتہائی معذرت پیش کی اور قاتل سے بطور دیت کے سو اونٹ لے کر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش بھی کر دیئے جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرما لیا اور شہید انصاری کے ورثہ کو عنایت کر دیا۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے وہ اشعار یہ ہیں:

1- يَا حَارِ مَنْ يَغدِرْ بِذِمّةِ جَارِهِ مِنْكُم فانّ مُحَمّداً لم يَغْدِرِ

2- انْ تَغدِرُوا فالغَدْرُ منكم شِيمَةٌ وَالغَدْرُ يَنْبُتُ فی أُصُولِ السَّخبَرِ

''اے حارث! تم میں سے کس نے عہد شکنی کی ہے اور وعدہ کا خیال نہیں رکھا، یہ کتنی بری بات ہے حالانکہ ہمارے آقا حضرت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کسی قسم کی وعدہ خلافی نہیں کی تھی۔ اگر تم نے عہد
توڑ دیا تو کیا ہوا، وعدہ خلافی تو تمہاری فطرت اور طبیعت کا حصہ
ہے اور یہ بری عادت اور خسیس عمل ان لوگوں میں پیدا ہوتا ہے جن
کا ٹھکانہ اور مقام ''سخبر'' نامی درخت کی طرح ہو''

تشریح

''سخبر'' ایک درخت کا نام ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کی جڑوں میں سانپ رہتے ہیں اور لمبا ہونے کے بعد اس کی شاخیں زمین کی طرف جھک جاتی ہیں، اس کے لئے سیدھا کھڑا ہونا اور مضبوطی کے ساتھ جمے رہنا ممکن نہیں ہوتا اسی بنا پر حضرت حسان رضی اللہ عنہ ان لوگوں کو اس درخت سے تشبیہ دے رہے ہیں۔ یعنی جس طرح سخبر نامی درخت اپنی جڑوں اور تنے پر قائم نہیں رہتا بلکہ جھک جاتا ہے اسی طرح تم لوگ بھی اپنی بات اور عہدہ پر قائم نہ رہے بلکہ عہد شکنی اور غدر کی روایت کو قائم رکھا ہے۔

3- وَأَمَانَةُ الْمُرِّيِّ حَيْثُ لَقِيتَهُ مِثْلُ الزُّجَاجَةِ صَدْعُهَا لَمْ يُجْبَرِ

''مرّی لوگوں کے پاس امانت رکھوانا کانچ کی طرح کمزور اور غیر
محفوظ شخص کے پاس امانت رکھوانا ہے، کانچ کی حالت یہ ہوتی ہے
کہ اس کی دراڑ کو جوڑا نہیں جا سکتا''

تشریح

''مرّ'' حارث بن عوف کے قبیلہ کا نام ہے، اس کی طرف منسوب ہر شخص کو مرّی کہا جاتا ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ ان کی بزدلی، خیانت اور عہد شکنی کی عادت کو کانچ کے ساتھ تشبیہ دے رہے ہیں کہ اپنے ضعف اور کمزوری میں دونوں ایک جیسے ہیں، ان لوگوں پر اعتبار کرنا ایسے ہے جیسے کانچ پر اعتبار کرنا۔

ولید بن مغیرہ کی مذمت میں چند اشعار

[من البسیط]

1- مَا وَلَدَتكُمْ قُرُومٌ من بنی أَسَدٍ ولا هُصَيْصٌ وَلا تَيْمٌ وَلا عُمَرُ
2- وَلا عَدِيُّ بنُ كَعْبٍ انّ ضِيغتَها كالهُنْدُوَانيّ لا رَثٌّ وَلا دَثِرُ
3- وَأَنْتَ عَبْدٌ لِقَيْنٍ لا فُؤادَ لَهُ مِن آلِ شجْعٍ هُناكَ اللّؤمُ وَالخَوَرُ
4- وَقَد تَبيّنَ فی شجْعٍ وِلادَتُكُمْ كما تَبيّنَ أنّی يَطْلُعُ القَمَرُ

''تمہیں بنو اسد کے قابل فخر اور معزز لوگوں نے جنم نہیں دیا اور نہ ہی ہصیص بن کعب اور تیم بن مرہ سے تمہارا کوئی تعلق ہے اور نہ ہی عمرو بن مخزوم اور عدی بن کعب تمہارے آباء میں سے ہیں۔ ان کے تیر تو تلواروں کی طرح تیز، سیدھے اور تیزی سے وار کرنے والے تھے۔ اے ولید! تو ایک بزدل لوہار کا غلام ہے اور تیرا تعلق تو قبیلہ عذرہ کی ''آل شجع'' نامی شاخ سے ہے جہاں ضعف، بزدلی اور کمینگی نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں، جیسے یہ بات عیاں ہے کہ چاند کہاں سے نکلتا ہے ایسے ہی یہ بھی روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے کہ تیری ولادت قبیلہ آل شجع میں ہوئی ہے''

واقعہ ذی قرد کے بارے میں

[من المتقارب]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار کا تعلق ''غزوہ ذی قرد'' سے

ہے۔ یہ غزوہ ربیع الاول ۶ھ میں پیش آیا۔

''ذی قرد'' ایک چشمہ کا نام ہے جو بلاد غطفان کے قریب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیوں کی چراگاہ تھی، عیینہ بن حصن فزاری نے چالیس سواروں کی ہمراہی میں اس چراگاہ پر چھاپہ مارا اور آپ کی اونٹنیاں پکڑ کر لے گیا۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے صاجزادے کو جو اونٹنیوں کی حفاظت پر متعین تھے قتل کر ڈالا اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی بیوی کو پکڑ کر لے گئے۔

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اطلاع ملتے ہی ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور ایک ٹیلہ پر کھڑے ہو کر ''یا صباحاہ'' کے تین نعرے لگائے جس سے مدینہ گونج اٹھا۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بڑے تیر انداز تھے، دوڑ کر ان کو پانی کے ایک چشمہ پر جا پکڑا ان پر تیر برساتے جاتے تھے اور یہ شعر پڑھتے جاتے تھے:

أَنَا ابنُ الأَكْوَعِ والیومُ یومُ الرُّضَّعِ

میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کے دن معلوم ہو جائے گا کہ کس نے شریف عورت کا دودھ پیا ہے اور کون کمینہ ہے''

ان کے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ سو یا سات سو آدمی لے کر روانہ ہوئے اور تیزی سے مسافت طے کر کے وہاں پہنچے اور آپ اپنے روانہ ہونے سے پہلے بھی چند سوار روانہ فرما چکے تھے، ان لوگوں نے پہلے پہنچ کر ان کا مقابلہ کیا۔ دو آدمی مشرکین کے مارے گئے ایک مسعدۃ بن حکمہ جس کو ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور دوسرا ابان بن عمر جس کو عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور مسلمانوں میں سے محرز بن فضلہ جن کا لقب ''اخرم'' ہے، عبدالرحمٰن بن عیینہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان کو فلاں جگہ پیاسا چھوڑ آیا ہوں، اگر سو آدمی مجھ کو مل جائیں تو سب کو گرفتار کر لاؤں گا آپ نے فرمایا:

((یا ابن الأکوع ملکت فاسجع))

''اے ابن اکوع! جب تو قابو پائے تو نرمی کر''

مشرکین شکست کھا کر بھاگ گئے، رسول اللہ ﷺ ایک شبانہ روز وہیں مقیم رہے اور صلوٰۃ الخوف پڑھی اور پانچ دن کے بعد مدینہ واپس ہوئے۔(1)

1- أَظَنَّ عُيَيْنَةُ اذْ زارَهَا بأَنْ سوْفَ يَهْدِمُ فيها قُصُورَا

2- وَمَنَّيْتَ جَمْعَكَ ما لَمْ يَكُنْ فقُلْتَ سَنَغْنَمُ شَيْئاً كَثِيرَا

3- فَعِفْتَ المَدِينَةَ اذْ جِئْتَها وَأَلْفَيْتَ للأُسْدِ فيها زَئِيرَا

4- فَوَلَّوْا سِرَاعاً كوَخْدِ النَّعا مِ لم يكشِفوا عن مَلَطٍّ حَصِيرَا

5- أمِيرٌ عَلَيْنَا رَسولُ المَلِيـ كِ أحبِبْ بِذاكَ الَيْنا أميرا

6- رَسُولٌ نُصَدِّقُ مَا جاءَ هُ مِنَ الوَحْي كان سِرَاجاً مُنِيرَا

''جب عیینہ بن حصن نے مدینہ کو دیکھا تو اس نے خیال کیا کہ وہ یہاں کے مکانات منہدم کردے گا۔ اے عیینہ! تو نے اپنے بزدل ساتھیوں کے سامنے جمع ہو جانے کی خواہش کا اظہار کیا اور انہیں کہا کہ تیار ہو جاؤ ہمیں بہت سا مال غنیمت ملنے والا ہے۔ جب تو مدینہ آیا تو تیرے سامنے حقیقت کھلی اور تجھے شیروں کی طرح دھاڑتے ہوئے مجاہدین نظر آئے۔ انہیں دیکھ کر تو اور تیرے ساتھی بدحواس ہو گئے اور الٹے پاؤں یوں بھاگے جس طرح شتر مرغ گھبرا کر بھاگتا ہے۔ ہمارے امیر اور قائد رسول اللہ ﷺ ہیں اور ہم اپنے امیر سے محبت کرتے ہیں، اللہ کی طرف سے وحی کے ذریعے جو حکم وہ ہمیں دیتے ہیں ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں اور آپ ﷺ ایک روشن کرنے والا چراغ ہیں''

(1) فتح الباری(353/7)، زرقانی(153/2)، سیرۃ المصطفیٰ(339/2)

بنوعبدالمدان کے بارے میں

[من البسیط]

ایک مرتبہ نجاشی نامی شاعر نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے قبیلہ بنو النجار کی مذمت میں کچھ اشعار کہے۔ بنو النجار والوں نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے اس کی شکایت کی تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں درج ذیل اشعار کہے تھے، جس میں نجاشی شاعر کے قبیلہ بنوعبدالمدان کے سردار حارث بن کعب مجاشعی کی مذمت کی۔

جب حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار کہے تو بنوعبدالمدان کے سرکردہ لوگ نجاشی شاعر کو گرفتار کر کے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے کہ آپ اس کے ساتھ جو سلوک چاہیں کرلیں۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے تاوان وصول کیا اور اسے چھوڑ دیا اور پھر بنوعبدالمدان کی تعریف میں کچھ اشعار کہے تھے۔

نجاشی کا اصل نام "قیس بن عمرو" تھا، اسے نجاشی کہنے کی وجہ یہ تھی کہ اس کا رنگ حبشہ والوں سے ملتا تھا اس کی کنیت ابوالحارث اور ابوالمحاسن تھی۔

نجاشی شاعر کے جواب میں کہے گئے وہ چند اشعار درج ذیل ہیں:

1- حارِ بنَ كعبٍ ألا الأحلامُ تزجُرُكم عنّا وَأنتُمْ من الجُوفِ الجَماخِيرِ

2- لا بَأسَ بالقَوْمِ مِن طولٍ ومن عِظَمٍ جِسْمُ البِغَالِ وَأحلامُ العَصَافِيرِ

"اے حارث بن کعب! تمہیں تمہاری عقل نے ہماری مذمت بیان کرنے سے باز نہیں رکھا حالانکہ تم بڑے بڑے پیٹوں والے اور ہر وقت پڑے رہنے والے کمزور لوگ ہو تم ہمارے مقابلے کی باتیں کیسے کر سکتے ہو؟ اس قوم کو لمبے اور مضبوط جسموں کا کیا فائدہ جن کے جسم تو خچر کی طرح ہوں لیکن عقلیں چڑیا کے برابر ہوں"

3- ذرُوا التخاجُؤَ وَامشوا مِشيةً سُجُحاً انَّ الرِّجَالَ ذَوُو عَصْبٍ وتذكِيرِ

4- كأنّكُمْ خُشُبٌ جُوفٌ أسَافِلُهُ مُثَقَّبٌ فِيهِ أرْوَاحُ الأعاصِيرِ

5- ألا طِعَانٌ ألا فُرْسانٌ عادِيَةٌ الاّ تَجَشُّوكُمْ حَوْلَ التّنانِيرِ

''سست رفتاری سے اور ڈھیلے پن کے ساتھ چلنا چھوڑ دو اور تیز رفتاری اختیار کرو کیونکہ مرد مضبوط، توانا، قوت کے ساتھ چلنے والے اور مردانگی والے ہوتے ہیں۔ تم ان لکڑیوں کی طرح ہو جو بظاہر بڑی مضبوط لیکن اندر سے کھوکھلی ہوتی ہیں اور تیز ہوا کا بگولا بھی ان میں سوراخ کر دیتا ہے۔ نہ تمہیں نیزے چلانے سے کوئی غرض ہے اور نہ گھوڑے بھگانے کا تجربہ ہے تمہارا مشغلہ تنوروں کے پاس بیٹھ کر پیٹ پوجا کرنا اور روٹیاں کھانا ہے''

6- لا ينفَعُ الطّولُ من نُوكِ الرّجال وَلا يَهْدى الالهُ سَبِيلَ المَعْشَرِ البُورِ

7- انى سأقصُرُ عِرْضى عن شِرَارِكُمُ انّ النّجاشى لَشَىءٌ غيرُ مَذْكُورِ

8- ألْفَى أبَاهُ وألْفَى جدّهُ حُبِسَا بمَعْزِلٍ مِنْ مَعالى المَجْدِ والخِيرِ

''جب آدمی بے وقوف اور احمق ہو تو اس کے دراز قد ہونے کا کیا فائدہ اور جس شخص کے مقدر میں ذلت اور ناکامی لکھ دی گئی ہے اللہ تعالیٰ بھی اسے ہدایت کے راستے پر نہیں ڈالتا۔ میں تم میں سے بدترین شخص سے اپنی حفاظت کروں گا جس کا نام ''نجاشی شاعر'' ہے یہ کوئی قابل ذکر شخص نہیں کیونکہ اس کے باپ اور دادا کا یہ حال تھا کہ بزرگی اور خیر کے راستے سے بہت دور ہی انہیں روک لیا گیا تھا یعنی انہیں شرافت، بزرگی اور بھلائی کی ہوا بھی نہیں لگی''

ایک جفاکش اونٹنی کا تذکرہ

[من الطویل]

1- لَعَمْرُكَ بالبَطْحاءِ بَينَ مُعرَّفٍ وبَينَ نَطاةَ مَسْكَنٌ وَمَحاضِرُ
2- لَعَمْری لَحَیٌّ بَینَ دارِ مُزَاحِمٍ وبَینَ الجُثی لا یَجْشَمُ السَّیرَ حَاضِرُ
3- وَحَیٌّ حِلالٌ لا یُكَمَّشُ سَرْبُهُم لَهُمْ مِنْ وَرَاءِ القاصِیاتِ زَوَافِرُ
4- اذا قِیلَ یَوْماً اظْعَنُوا قدْ أُتِیتُمُ أقَامُوا ولَمْ تُجلَبْ الیهِمْ أبَاعِرُ

''اے مخاطب! تیری عمر کی قسم! بطحاء میں مقام معرف اور مقام نطاہ کے درمیان رہنے کی جگہ ہے اور پانی کے گھاٹ ہیں۔ میری عمر کی قسم! مقام دار مزاحم اور مقام جثی کے درمیان ایک قبیلہ ہے جو چلنے والوں کو مشقت پر مجبور نہیں کرتا۔ یہاں ایک ایسا قبیلہ قیام پذیر ہے جس کے مال پر چھاپہ نہیں مارا جا سکتا۔ جب بھی ان پر کوئی آفت یا حادثہ آتا ہے تو ان کے پس پشت ایسے محافظ اور حمایتی ہوتے ہیں جو ان کی طرف سے دفاع کرتے ہیں۔ انہیں اپنی طاقت اور عزت پر اتنا اعتماد ہے کہ جب انہیں کوئی خبر دینے والا خبر دے کہ تم پر حملہ ہو گیا ہے تو پھر بھی ٹھہرے رہتے ہیں اور ان کے اونٹ بھی نہیں پیش نہیں کیے جاتے کہ ان پر سوار ہو کر جنگ کی تیاری کریں''

5- أحَقُّ بِهَا. مِنْ فِتیَةٍ وَرَكَائِبٍ یُقَطِّعُ عَنْها اللَّیْلَ عُوجٌ ضَوَامِرُ
6- تقولُ وتُذْرِی الدَّمْعَ عنْ حُرِّ وَجْهِها لَعلّكَ نَفسی قَبْلَ نَفسِكَ باكِرُ
7- أبَاحَ لَهَا بِطْرِیقُ غَسّانَ غَائِطاً لَهُ من ذُرَی الجَولانِ بقلٌ وَزَاهِرُ

''مذکورہ مقامات کے تذکرے سے زیادہ حق اس نوجوان اونٹنی اور

ان سواریوں کا ہے جن کے ذریعہ رات کی تاریکی میں مقامات سفر کو طے کیا جاتا ہے۔ اس اونٹنی کے رخساروں سے آنسو بہہ رہے تھے اور گویا کہ وہ کہہ رہی تھی کہ میری جان تجھ سے پہلے نکل جائے شاید کہ تو صبح جلدی سفر شروع کردے۔ غسان کے سردار نے اس اونٹنی کے لئے شام کے ایک پہاڑ ''جولان'' کے نزدیک ایک قطعہ زمین وقف کیا تھا، اس زمین میں سبزیاں اور بے شمار پھول تھے''

8- تَرَبَّعَ فی غَسّانَ أَکْفَافَ مُحْبِلٍ الی حارِثِ الجَولانِ فالنَّبِّ ظَاهِرُ

9- فَقَرَّبْتُهَا لِلرَّحْلِ وهْیَ کأنَّها ظَلِیمُ نَعَامٍ بالسَّماوَةِ نَافِرُ

10- فَاَوْرَدْتُها مَاءً فَما شَرِبَتْ بِهِ سِوَی أنّها قَدْ بُلَّ مِنها المَشافِرُ

11- فأصْدَرْتُها عَنْ ماءِ ثَهمَلَ غُدْوَةً منَ الغابِ ذو طِمْرَینِ فالبَزُّ آطِرُ

12- فَبَاتَتْ وباتَ الماءُ تحتَ جِرَانِها لَدَی نَحْرِها منْ جُمَّةِ الماء عاذِرُ

13- فَدَابَتْ سُرَاهَا لَیْلَةً ثمّ عَرَّسَتْ بیَثْرِبَ وَالأعْرَابُ بادٍ وَحَاضِرُ

''اس اونٹنی نے غسان میں ''محبل'' پہاڑ سے ''جولان'' پہاڑ تک کے علاقے میں بہار کا موسم گزارا تھا۔ پس منزل سفر اسی سے واضح ہوجاتی ہے۔ میں سفر کے لئے اس کے قریب ہوا تو وہ ایک نر شترمرغ کی طرح محسوس ہورہی تھی۔ میں اسے پانی کے گھاٹ پر لایا تو اس نے صرف اتنا پانی پیا جس سے اس کے ہونٹ تر ہوئے۔ جب میں اسے ثہمل نامی جگہ سے واپس لے کر جارہا تھا تو جنگل کے شیر وہیں پھر رہے تھے حالانکہ کمان اور تیروں میں خرابی پیدا ہوچکی تھی۔ اس نے اس حال میں رات گزاری کہ پانی اس کی گردن کے نیچے کی رگ میں جمع تھا۔ اس نے پوری رات پوری دل جمعی کے ساتھ سفر کیا اور مدینہ منورہ میں آکر قیام کیا جہاں شہری اور دیہاتی ہر طرح کے لوگ موجود تھے''

شام کا طاعون

[من البسیط]

1- صَابَتْ شَعَائِرهُ بُصْرَى وفى رُمَحٍ مِنْهُ دُخانٌ حَرِيقٍ كالأعَاصِيرِ
2- أفْنَى بِذِى بَعْلَ حتى بادَ ساكِنُها وكلُّ قَصْرٍ مِنَ الخَمّانِ معمورِ
3- فأعْجلَ القَوْمَ عن حاجاتهم شَغَلٌ من وَخزِ جنٍّ بأرْضِ الرّوم مذكورِ

''لوگوں پر بصریٰ اور رمح کے مقام میں آسمان سے ایک ایسی آفت نازل ہوئی جو اپنی تباہی میں ہوا کے بگولے کی طرح ہے۔ اس نے وہاں رہنے والوں کو ہلاک اور آباد محلات کو ویران کر دیا۔ لوگ جلدی سے اپنے حاجات پوری کر کے ابدی نیند سو گئے کیونکہ روم کی اس سرزمین میں جن کے کچو کے یعنی طاعون نے تباہی مچا دی تھی''

تشریح

اہل عرب طاعون کو ''وخز الجن'' یعنی ''جن کا کچوکا'' کہا کرتے تھے۔ غسانی شاعر کہتا ہے:

لعمرك ما خشيت على عدى رماح بنى مقيدة الحمار
ولكنى خشيت على عدى رماح الجن أو اياك حار

''اے حارث! تیری عمر کی قسم! مجھے عدی پر گدھوں کو باندھنے والی کے بیٹوں کے نیزوں کا خوف نہیں بلکہ مجھے عدی پر یا تیرا خوف ہے یا جن کے نیزوں یعنی طاعون کا خوف ہے''

سلامہ بن روح جذامی کے بارے میں

[من الوافر]

1- سَلامَةُ دُمْيَةٌ فی لَوْحِ بابٍ هُبِلْتَ ألا تُعِزُّ كما تُجِيرُ
2- وَلا يَنفَكُّ ما عاشَ ابْنُ رَوْحٍ جُذَامِيٌّ بِذِمَّتِهِ خَتُورُ

''سلامہ اس بت کی طرح ہے جو دروازہ کی تختی پر لگا ہوتا ہے، اے
سلامہ! تجھے تیری ماں گم کرے تو عزت والا کام کیوں نہیں کرتا۔
جب تک روح جذامی کا بیٹا یعنی سلامہ زندہ ہے وہ عہد شکنی اور وعدہ
خلافی سے باز نہیں آسکتا''

حارث بن ہیشہ سے خطاب

[من البسیط]

1- يَا ابْنَيْ رِفَاعَةَ ما بالي وبالُكما هَلْ تُقْصِرَانِ ولم تمسَسْكُما نَارِي
2- مَا كانَ مُنْتَهِياً حتى يُقَاذِفَني كَلْبٌ وَجَاءَتْ عَلى فِيهِ بأحْجَارِ
3- يَكسو الثّلاثَةَ نِصفُ الثّوْبِ بينَهُمُ بِمِئْزَرٍ وَرِدَاءٍ غَيْرِ أطْهَارِ
4- قَدْ خابَ قَوْمٌ نِيَارٌ مِنْ سَرَاتِهِمُ رِجْلاً مُجَوَّعَةٍ شُبَّتْ بِمِسْعَارِ
5- لَوْ لا ابنُ هَيْشَةَ انّ الْمرءَ ذو رَحِمٍ اذاً لأنْشَبْتُ بالبَزْوَاءِ أظْفاري

''اے رفاعہ کے دو بیٹوں! میرا اور تمہارا کوئی تعلق اور جوڑ نہیں ہے،
تم نے جرم کیا ہے اور میری آگ تم تک نہیں پہنچی۔ میں تمہارے
بارے میں سوائے اس کے کیا کہہ سکتا ہوں کہ ایک کتے نے مجھے

گالی دی اور میں نے اس کے منہ پر پتھر مارے ہیں۔ اے لوگو! ان دونوں کا تعلق ایک ایسے قبیلے سے ہے جہاں تین آدمی آدھے کپڑے پر گزارا کرتے، کبھی کسی کو چادر مل جاتی ہے، کبھی کسی کو شلوار مل جاتی ہے، یہ کپڑے بھی گندے اور ناپاک ہوتے ہیں۔ اس قوم کا ستیاناس ہو کہ نیار نامی آدمی اس کے سخی اور فیاض لوگوں میں سے ہے، یہ لوگ اس فاقہ زدہ عورت کی اولاد ہیں جو لوگوں کی خدمت اور کام کاج کر کے گزارہ کیا کرتی تھی۔ اگر ابن ہیشہ نہ ہوتا تو میں مقام ''بزواء'' میں اپنے پنجے گاڑ لیتا لیکن بات یہ ہے کہ آدمی کو مہربانی کرنے والا ہونا چاہئے''

معاویہ بن حرب کے نام، ایک پیغام

[من الكامل]

1- أَبْلِغْ مُعاوِيَةَ بنَ حَرْبٍ مَأْلُكاً ... وَلِكُلِّ أَمْرٍ يُسْتَرَادُ قَرَارُ

2- لا تَقْبَلَنَّ دَنِيَّةً أُعطِيتَهَا ... أَبَداً ولمّا تَأْلَمِ الأَنْصَارُ

3- حَتّى تُبَارَ قَبِيلَةٌ بِقَبِيلَةٍ ... قَوَداً وَتُخْرَبَ بِالدِّيَارِ دِيَارُ

4- وَتَجِيءَ مِنْ نَقْبِ الحِجازِ كَتِيبَةٌ ... وَتَسِيلَ بِالمُسْتَلْئِمِينَ ضِرَارُ

''معاویہ بن حرب کو میری طرف سے پیغام پہنچا دو کہ ہر عروج کو زوال ہے اور ہر بات نے کہیں نہ کہیں پہنچ کر ختم ہو جانا ہے۔ انصار نے نہ تو تیری طرف سے دی گئی رسوائی کی بات کو قبول کیا ہے اور نہ وہ اس کی وجہ سے مشقت کا شکار ہوئے ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ اب بطور قصاص کے ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کے بدلے میں ہلاک کیا جائے گا اور مکانات کو ویران کیا جائے گا۔ حجاز سے ایک ایسا لشکر

اترنے والا ہے جو مسلح اور بہادر سپاہیوں پر مشتمل ہوگا اور مقام صرار سے بہتا ہوا معلوم ہوگا''

تشریح

صرار مدینہ کے قریب ایک پہاڑ کا نام ہے۔

دل کو جلاتے ہوئے دشمن

[من الطویل]

1- وَقَوْمٍ مِنَ الْبَغْضَاءِ زُوْرٍ كأنّمَا بأجْوَافِهِمْ مما تُجِنّ لنَا الجَمْرُ

2- يَجِيشُ بما فِيهِ لَنا الصّدْرُ مِثْلَ مَا تَجِيشُ بِمَا فيها من اللّهَبِ القِدْرُ

3- تَصُدُّ اذا ما وَاجهتني خُدودُهُمْ لَدَى مَحْفِلٍ عَنّی كأنّهُمُ صُعْرُ

''دشمنوں کے بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ ان کے دل ہمارے بارے میں چھپی ہوئی دشمنی آگ کا انگارا معلوم ہوتی ہے۔ ان کے دل ہماری نفرت میں غصہ سے ایسے بھڑکتے ہیں جس طرح ہنڈیا آگ پر کھولتی اور ابلتی ہے۔ جب کسی مجمع میں ان سے میری آنکھیں چار ہوتی ہیں تو وہ اس طرح منہ پھیر لیتے ہیں جیسے انہیں ''صعر'' نامی بیماری لاحق ہو''

تشریح

''صعر'' ایک بیماری کا نام ہے جو اونٹ اور انسانوں کو لگتی ہے۔ اس بیماری کی وجہ سے گردن ادھر ادھر مڑنے لگتی ہے۔ بعض اوقات خلقی طور پر بھی یہ عیب انسانوں میں پایا جاتا ہے۔

4- تُشِيحُ اذا يُثْنَى بخَيْرٍ لَدَيْهِم رُؤوسُهُمْ عَنّى وما بهم وَقْرُ

5- وَان سَمِعوا سوءاً بَدا في وُجوهِهِمْ لِما سَمِعوا مِمّا يُقالُ لَنا البِشْرُ

6- أجِدّىَ لا يَنفَكُّ غُشٌّ يَسُبُّنى فُجوراً بِظَهْرِ الغيبِ أوْ مُلحِمٌ قَحْرُ

''جب کوئی تذکرہ کرنے والے مجھے بھلائی اور نیک نامی سے یاد
کرے تو وہ حسد کی وجہ سے یوں ہوجاتے ہیں کہ انہوں نے اس
بات کو سنا ہی نہیں۔ لیکن جب کوئی شخص میرا برائی کے ساتھ تذکرہ
کرے تو ان کے چہرے کھل جاتے ہیں اور خوشی ان سے سنبھالی
نہیں جاتی۔ حقیقت یہ ہے کہ ذلیل اور کمینہ شخص جو لوگوں کا گوشت
کھانے والے لاغر اونٹ کی طرح ہے وہ میری غیر موجودگی میں
مجھے برا بھلا کہنے باز نہیں آسکتا''

7- وَلَو سُئِلَتْ بَدْرٌ بحُسْنِ بَلائِنَا فأثْنَتْ بِمَا فِينَا اذاً حُمِدتْ بَدْرُ

8- حِفاظاً على أحْسابِنَا بنُفوسِنَا اذا لَمْ يكُنْ غيرَ السّيوفِ لنا سِتْرُ

9- وَأبْدَتْ مَعارِيها النّساءُ وَأبرَزَتْ مِنَ الرّوْعِ كابِ حُسنُ ألوانِها الزُّهْرُ

''اگر میدان بدر سے ہماری شجاعت، دلیری اور ثابت قدمی کے
بارے میں سوال کیا جائے تو وہ ہماری تعریف ہی کرے گا، کیونکہ ہم
نے اس دن تلواروں کے نہ ہونے کی وجہ سے اپنے کردار کی بلندی
اور اعمال کی پختگی کی بنا پر اپنی قابل حفاظت چیزوں کا دفاع کیا تھا،
حالانکہ اس دن جنگ کی شدت کا یہ حال تھا کہ عورتوں کے ہاتھ،
پاؤں اور چہرے کھلے ہوئے تھے اور گھبراہٹ کی وجہ سے خوبصورت
اور چاند کے چہرے والی عورتیں اپنے حسن کو چھپانا بھول گئی تھیں''

تشریح

عورتوں کا ذکر محض جنگ کی شدت اور سختی کو بتانے کے لئے کیا جاتا ہے جو کہ عرب
شعراء کا ایک عمومی انداز ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ بھی اسی انداز کی پیروی کررہے ہیں۔

غزوہ بنی قریظہ کا ذکر

[من الوافر]

غزوہ بنو قریظہ ذی قعدہ ۵ھ کو پیش آیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے صبح کی نماز کے بعد واپس ہوئے، آپ نے اور تمام مسلمانوں نے ہتھیار کھول دیئے۔ جب ظہر کا وقت قریب آیا تو جبرئیل امین ایک خچر پر سوار عمامہ باندھے ہوئے تشریف لائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر کہا:

''کیا آپ نے ہتھیار اتار دیئے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہاں ہم نے ہتھیار اتار دیئے ہیں''

جبرئیل امین نے عرض کیا ''فرشتوں نے تو نہ ابھی تک ہتھیار کھولے ہیں اور نہ ہی وہ واپس ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنی قریظہ کی طرف جانے کا حکم دیا ہے اور میں خود بنی قریظہ کی طرف جا رہا ہوں''

جبرئیل امین رخصت ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کوئی شخص سوائے بنو قریظہ کے کہیں نماز عصر نہ پڑھے۔

بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے کر روانہ فرمایا، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو یہود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلم کھلا گالیاں دیں جو ایک مستقل اور ناقابل معافی جرم ہے۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بہ نفس نفیس روانہ ہوئے اور پہنچ کر بنو قریظہ کا محاصرہ کیا، پچیس روز تک ان کو محاصرہ میں رکھا، اس اثناء میں ان کے سردار کعب بن اسد نے ان کو جمع کر کے کہا:

''میں تین باتیں تم پر پیش کرتا ہوں ان میں سے جس کو چاہو اختیار کر لو تاکہ تم اس مصیبت سے نجات پالو۔ اول یہ کہ ہم اس شخص یعنی

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں اور اس کے مستقل پیرو بن
جائیں کیونکہ خدا کی قسم! تم پر یہ بات بالکل واضح اور روشن ہو چکی
ہے کہ وہ بلاشبہ اللہ عزوجل کے نبی اور رسول ہیں اور یہ وہی نبی ہیں
جن کو تم تورات میں لکھا پاتے ہو اگر ایمان لے آؤ گے تو تمہاری
جان اور مال بچے اور عورتیں سب محفوظ ہو جائیں گے"

بنو قریظہ نے کہا "ہم کو یہ منظور نہیں کہ ہم اپنا دین چھوڑ دیں"

کعب نے کہا "اچھا اگر یہ منظور نہیں تو دوسری بات یہ ہے کہ بچوں اور عورتوں کو قتل کر کے بے فکر ہو جاؤ اور شمشیر بکف ہو کر پوری ہمت اور تن دہی کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرو اگر ناکام رہے تو بچوں اور عورتوں کا کوئی غم نہ ہوگا اور اگر کامیاب ہو گئے تو عورتیں بہت ہیں ان سے بچے بھی پیدا ہو جائیں گے"

بنو قریظہ نے کہا "بلا وجہ عورتوں اور بچوں کو قتل کر کے زندگی کا کیا لطف باقی رہے گا"

کعب نے کہا "اگر یہ بھی منظور نہیں تو میری رائے یہ ہے کہ آج ہفتہ کی شب ہے عجب نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب غافل اور بے خبر ہوں اور ہماری جانب سے مطمئن ہوں کہ یہ دن یہود کے نزدیک محترم ہے اس میں وہ حملہ نہیں کر سکتے، مسلمانوں کی اس بے خبری اور غفلت سے یہ نفع اٹھاؤ کہ یکایک ان پر شب خون مارو"

بنو قریظہ نے کہا "اے کعب! تجھ کو معلوم ہے کہ ہمارے اسلاف اسی دن کی بے حرمتی کی وجہ سے بندر اور سور بنا دیئے گئے پھر بھی تو ہم کو اسی کا حکم دیتا ہے"

الغرض بنو قریظہ نے کعب کی ایک بات کو نہ مانا۔

بالآخر مجبور ہو کر بنو قریظہ اس پر آمادہ ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو حکم دیں وہ ہمیں منظور ہے۔

جس طرح خزرج اور بنو نضیر میں حلیفانہ تعلقات تھے اسی طرح اوس اور بنو قریظہ میں بھی حلیفانہ تعلق تھا۔ اس لئے اوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ خزرج کی التماس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کے ساتھ جو معاملہ فرمایا اسی طرح کا معاملہ ہماری استدعا پر بنو قریظہ کے ساتھ فرمائیں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہارا فیصلہ تم ہی میں سے ایک شخص کردے''

انہوں نے کہا'' یارسول اللہ! سعد بن معاذ جو فیصلہ کردیں وہ ہمیں منظور ہے''

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بنو قریظہ کے لئے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ ان کے لڑنے والے مرد قتل کردیئے جائیں، عورتیں اور بچے قید کرکے باندی اور غلام بنالئے جائیں اور ان کا تمام مال واسباب مسلمانوں میں تقسیم کردیا جائے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' بے شک تو نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے''

اس کے بعد تمام بنوقریظہ گرفتار کرکے مدینہ لائے گئے اور ایک انصاری عورت کے مکان میں انہیں محبوس رکھا گیا، بازار میں ان کے لئے خندقیں کھدوائی گئیں، بعد ازاں دو دو چار چار کو اس مکان سے نکلوایا جاتا اور ان خندقوں میں ان کی گردنیں ماری جاتیں۔ حیی بن اخطب اور سردار بنوقریظہ کعب بن اسد کی گردن بھی ماری گئی۔ عورتوں میں سوائے ایک عورت کے کوئی قتل نہیں ہوا جس کا جرم یہ تھا کہ اس نے کوٹھے سے چکی کا پاٹ گرایا تھا جس سے خلاد بن سوید رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔(1)

درج ذیل اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بنوقریظہ کو ان کی ہزیمت ورسوائی یاد دلا رہے ہیں:

1- لَقَدْ لَقِيَتْ قُرَيْظَةُ ما سَآهَا وَمَا وَجَدَتْ لِذلك مِنْ نَصِيرِ

2- أَصَابَهُمْ بَلاءٌ كانَ فِيهِمْ سِوَى ما قَدْ أَصابَ بَنِي النَّضِيرِ

3- غَدَاةَ أَتاهُمْ يَهوِى اِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ كالقَمَرِ المُنِيرِ

4- لَهُ خَيْلٌ مُجَنَّبَةٌ تَعَادَى بِفُرْسَانٍ عَلَيْهَا كالصَّقُورِ

5- تَرَكْنَاهُمْ وَمَا ظَفِرُوا بِشَيْءٍ دِمَاءُ هُمْ عَلَيْهِمْ كالعَبِيرِ

(1) غزوہ بنوقریظہ کے تفصیلی واقعہ کے لئے دیکھئے: فتح الباری(116/4)، البدایة والنهایة (128/4)، زرقانی(137/2)، ابن هشام(145/2)، سیرة المصطفی (323-329/2)

6- فَهُمْ صَرْعَى تَحُومُ الطَّيرُ فِيهِمْ كَذاكَ يُدانُ ذو الفَنَدِ الفَخُورِ
7- فأُرْدِفُ مِثْلَهَا نُصْحاً قُرَيْشاً مِنَ الرّحمنِ انْ قَبِلَتْ نَذِيرى

''بنو قریظہ کو ایک ایسی مصیبت پہنچی ہے جس نے انہیں رسوا کر دیا اور اس کے لئے انہیں کوئی مددگار بھی نہیں ملا۔ ان کو پہنچنے والی آفت اس حادثہ سے مختلف تھی جو بنو نضیر کو پیش آیا تھا۔ روشن چاند کی طرح چمکتے ہوئے چہرے والے پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان پر چڑھائی کی، آپ ﷺ کے ساتھیوں نے عقاب کی طرح ان پر حملہ کیا اور وہ تیز رفتار گھوڑوں کو بھگا رہے تھے۔ ہم نے بنو قریظہ کو اس حال میں چھوڑا کہ ان کا خون ان پر زعفران کی طرح گرا ہوا دکھائی دے رہا تھا اور انہیں ذرہ بھر بھی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ ان کی لاشیں بکھری پڑی تھیں اور پرندے ان کا گوشت کھا رہے تھے ہر متکبر اور سرکش کی یہی سزا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی قسم کی نصیحت قریش کے لئے بھی کی گئی ہے اگر وہ قبول کرلیں تو اسی میں ان کا فائدہ ہے''

بنو سہم کے بارے میں

[من البسيط]

1- لَاطَتْ قُرَيشٌ حِياضَ المجد فافرَطَتْ سَهمٌ فأصْبحَ مِنهُ حَوْضُها صَفِرَا
2- وَأَوْرَدوا وحِياضُ المَجدِ طَامِيَةٌ فَدَلّ حَوْضَهُمُ الوُرّادُ فانهَدَرَا

''قریش نے بزرگی کے حوضوں کو درست کیا لیکن بنو سہم کی غفلت اور نادانی کی وجہ سے عظمت کا وہ حوض خالی ہوگیا۔ جب بنو سہم والے عزت و شرافت کے حوضوں پر آئے تو وہ حوض بزرگی سے

بھرے ہوئے تھے انہوں نے اپنا ڈول ڈالا تو اس کے ساتھ ہی وہ حوض منہدم ہو گئے''

تشریح

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا مذکورہ کلام تشبیہات وتمثیلات پر مشتمل ہے۔

3- وَاللّٰهِ مَا فِی قُرَیْشٍ کُلِّها نَفَرٌ أَکْثَرُ شَیْخاً جَبَاناً فَاحِشاً غُمُرا
4- أذَبَّ أصْلَعَ سِفْسِیراً لَهُ ذَأبٌ کالقرْدِ یعجُمُ وَسْطَ المجلسِ الحُمَرا
5- هُذْرٌ مَشائِیمُ مَحْرُومٌ ثَوِیُّهُمُ اذا تَرَوّحَ مِنْهُمْ زُوِّدَ القَمَرَا

''قریش میں کوئی جماعت ایسی نہیں جس میں بنو سہم سے زیادہ بوڑھے، بزدل، بے حیاء اور بے وقوف لوگ موجود ہوں۔ یہ سب سے زیادہ لاغر، گنجے، ذلیل اور بدگو ہیں۔ وہ اس بندر کی طرح ہیں جو مجلس کے درمیان میں بیٹھ کر املی چباتا ہے۔ وہ فضول گوئی کرنے والے، منحوس اور نامبارک ہیں۔ ان کا مہمان اکرام سے محروم رہتا ہے اور ان کے پاس آنے والا جب رخت سفر باندھتا ہے تو یہ اسے زادراہ تک نہیں دیتے''

6- أمّا ابنُ نابغَةَ العبْدُ الهَجینُ فَقَدْ أُنحی عَلَیْهِ لِساناً صَارِماً ذَکَرا
7- ما بالُ أُمّكَ زَاغَتْ عندَ ذی شَرَفٍ الی جُذیمَةَ لمّا عَفّتِ الأثَرَا
8- ظَلّتْ ثلاثاً ومِلْحانٌ مُعانِقُهَا عِنْدَ الحَجونِ فما ملاّ وما فترا
9- یا آلَ سهمٍ فانّی قدْ نَصَحتُ لکُم لا أبْعَضّ عَلَی الأحْیاءِ مَنْ قُبِرا
10- الا تَرَوْنَ بأنّی قدْ ظُلِمتُ اذا کانَ الزّبَعْری لِنعْلَی ثابتٍ خَطَرَا
11- کَمْ منْ کریمٍ یَعَضُّ الکلبُ مِئْزَرَهُ ثمّ یَفِرُّ اذا ألقَمْتَهُ الحَجَرَا
12- قَوْلی لکم آلَ شجْعٍ سَمٌّ مُطرِقَةٍ صمّاءَ تَطْحَرُ عن أنْیابِها القَذَرَا
13- أمّا هِشَامٌ فَرِجْلَا قَیْنَةٍ مَجَنَتْ بَاتَتْ تُغَمِّرُ وَسْطَ السّامِرِ الکَمَرَا
14- لَوْ لَاالنّبِیُّ وَقَوْلُ الحَقِّ مَغضَبَةٌ لمَا تَرَکْتُ لکُمْ أُنْثی وَلَا ذَکَرَا

''نابغہ کا بیٹا یعنی عمرو بن العاص ایک معمولی غلام ہے اس کو مزا چکھانے کے لئے میں نے اپنی زبان تیار کر رکھی ہے۔ اے نابغہ! تیری ماں مقام ذو شرف کے راستہ سے ہٹ کر جذیمہ کے پاس کیوں چلی گئی اور پھر اسے نے مقام حجون میں خزاعہ کے غلام ملحان سے معانقہ بھی کیا تھا۔ اے آل سہم! میں نے تمہیں نصیحت کر دی۔ میں مرے ہوئے لوگوں کو لے کر زندوں کی بے عزتی نہیں کرتا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس وقت مجھ پر ظلم کیا گیا تھا جب عبداللہ بن زبعری شاعر میرے والد ثابت کی جوتیوں کے لئے خطرہ تھا۔ بہت سے معزز اور اعلیٰ لوگ ایسے ہیں کہ کتا ان کو کاٹنے کی کوشش کرتا ہے لیکن جب وہ اسے پتھر دکھاتے ہیں تو وہ بھاگ جاتا ہے۔ اے آل شجع! میرا کلام تمہارے لئے سانپ کے زہر کی طرح ہے۔ تمہارا ہشام ایک ایسی باندی کا بیٹا ہے جو قبیح حرکات کی عادی اور فسق فجور کی رسیا تھی اور اس کی رات برے اعمال میں گزرتی تھی۔ اگر مجھے حضور ﷺ کی حیا نہ ہوتی اور یہی بات حالات کو منتشر کرنے کا سبب نہ ہوتی تو میں نہ تمہارے کسی مرد کو چھوڑتا نہ کسی عورت کو، بلکہ ہر ایک کی حقیقت کو کھول کے رکھ دیتا''

عدی بن کعب کے بارے میں

[من البسیط]

1- قَوْمٌ لِئَامٌ أَقَلَّ اللّٰهُ خَيْرَهُمُ كما تَنَاثَرَ خَلْفَ الرَّاكِبِ البَعَرُ

2- كأنّ رِيحَهُمُ فی النّاسِ اذ خَرَجوا رِيحُ الحِشَاشِ اذا ما بَلّها المَطَرُ

3- قَدَ أَبْرَزَ اللّٰهُ قَوْلاً فوْقَ قولِهِمِ كما النّجُومُ تَعالیٰ فَوْقَهَا القَمَرُ

''وہ ایک ذلیل قوم ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے خیر سے محروم رکھا ہے، ان کی مثال ان مینگنیوں کی سی ہے جنہیں سوار پیچھے چھوڑتے جاتے ہیں۔ جب وہ باہر نکلتے ہیں تو ان کی بدبو اس طرح محسوس ہوتی ہے جیسے بیت الخلاء کی بدبو، جس طرح چاند ستاروں سے برتر ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی باتوں پر قول حق کو واضح کردیا ہے''

بنوحماس کے بارے میں

[من البسیط]

''حماس'' کا اصل نام ربیعہ بن کعب بن حارث بن کعب ہے۔ درج ذیل اشعار اس کی قوم کی مذمت میں ہیں:

1- أَمّا الحِمَاسُ فانّی غیرُ شاتِمِهِمْ لا هُم کِرَامٌ وَلا عِرْضی لهمْ خَطَرُ

2- قَوْمٌ لِئَامٌ أَقَلَّ اللّٰهُ عِدَتَهُمْ کما تساقَطَ حَوْلَ الفَقْحَةِ البَعَرُ

3- کأنّ رِیحَهُمُ فی النّاسِ اذْ بَرَزُوا رِیحُ الکِلابِ اذا ما بَلّهَا المَطَرُ

4- أَوْلادُ حام فلَنْ تَلقی لهُمْ شَبَهاً الاّ التّیوسَ علی أَکْتَافِهَا الشّعَرُ

5- لَمْ یُنْبِتُوا فَرْعَ خَیرٍ یُذْکَرُوْنَ بِهِ حَتّٰی یُنَبّتَ عَوْدُ النّبعَةِ الکَمَرُ

''میں بنوحماس والوں کے بارے میں کوئی بری بات نہیں کہنا چاہتا تھا کہ نہ تو وہ کوئی معزز لوگ ہیں اور نہ ہی میری عزت کو ان سے کوئی خطرہ ہے۔ لیکن پھر بھی مجھے کہنا پڑتا ہے کہ وہ ایک ذلیل اور نادان قوم ہے جن کی تعداد کو اللہ تعالیٰ نے کم رکھا ہے، ان کی مثال

اونٹ کی مینگنیوں کی سی ہے۔ جب وہ باہر نکلتے ہیں تو ان کی بدبو
کتوں کی بو کی طرح محسوس ہوتی ہے۔ان کی بدحالی اور بدصورتی کا
یہ حال ہے کہ روئے زمین پر بڑے بڑے بالوں والے بکرے کے
علاوہ کوئی چیز ان کے مشابہ نہیں۔ان لوگوں سے خیر کا ظہور اتنا ہی
ناممکن ہے،جس طرح کھجور کے درخت سے ''نبع'' کی ٹہنیوں کا نکلنا
ناممکن ہے''

تشریح

''نبع'' زرد ٹہنیوں والے ایک بدصورت درخت کا نام ہے، جو قدرے وزنی قسم کا
ہوتا ہے، ذرا بڑا ہو تو سرخی مائل ہو جاتا ہے،اس کی پیدائش پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہوتی
ہے۔اس درخت سے آگ نہیں جلائی جا سکتی۔

6- انْ سابَقوا سُبِقوا أوْ نافرُوا نُفِرُوا أوْ كاثَرُوا أحدا من غيرِهِمْ كُثِرُوا
7- شِبْهُ الاماءِ فلا دِينٌ وَلاحَسَبٌ لَوْ قامرُوا الزّنجَ عن أحسابهم قُمِرُوا
8- تَلْقى الحِماسيَّ لا يمنَعُكَ حُرْمَتَهُ شِبْهَ النّبيطِ اذا اسْتعبدتَهُمْ صَبَرُوا

''اگر وہ کسی سے مقابلہ کریں تو مغلوب ہو جاتے ہیں، کسی سے دوڑ
لگائیں تو ہار جاتے ہیں، کسی سے اظہار کثرت میں آگے بڑھنے کی
کوشش کریں تو پیچھے رہ جاتے ہیں۔ وہ باندیوں کی طرح ہیں کہ نہ
ان کا کوئی دین ہے اور نہ کوئی خاندان، اگر وہ کسی حبشی سے نسب
نامے کے بارے میں شرط لگائیں تو ہار جاتے ہیں۔ آپ دیکھیں
گے کہ حماسی لوگوں کو اپنی عزت کی حفاظت کی کوئی پرواہ نہیں ہے، وہ
نبطی آدمیوں کی طرح ہیں کہ اگر انہیں دھتکارا جائے یا غلام بنایا
جائے تو صبر سے کام لیتے ہیں''

ابوسفیان اور ہند بنت عتبہ کے بارے میں

[من الکامل]

ہند قبیلہ قریش سے تھیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس ابن عبدمناف، ہند کا باپ قریش کا سب سے معزز رئیس تھا۔

خالد بن مغیرہ مخزومی سے نکاح ہوا۔ لیکن پھر کسی وجہ سے جھگڑا ہو گیا تو ابوسفیان ابن حرب کے عقد میں آئیں جو قبیلہ امیہ کے مشہور سردار تھے۔

عتبہ، ابوسفیان اور ہند تینوں کو اسلام سے سخت عداوت تھی اور وہ اسلام کی غیر معمولی ترقی کو نہایت رشک سے دیکھتے تھے اور حتی الامکان اس کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرتے تھے۔ ابوجہل ان کا سردار تھا لیکن جب بدر کے معرکہ میں جو اسلام اور کفر کا پہلا معرکہ تھا۔ قریش کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور ابوجہل اور عتبہ وغیرہ بھی قتل ہو گئے تو ابو سفیان بن حرب نے جو عتبہ کے داماد تھے اس کی جگہ لی اور ابوجہل کی طرح مکہ میں ان کی سیادت مسلم ہو گئی، چنانچہ بدر کے بعد سے جس قدر معرکے پیش آئے، ابوسفیان سب میں پیش پیش تھے، غزوہ احد ان ہی کے جوش انتقام کا نتیجہ تھا۔ اس موقع پر ان کے ساتھ ان کی بیوی ہند بھی آئی تھیں جنہوں نے اپنے باپ کے انتقام میں سنگ دلی اور خونخواری کا ایسا خوفناک منظر پیش کیا جس کے تخیل سے بھی جسم لرز اٹھتا ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ انہوں نے عتبہ کو قتل کیا تھا، ہند ان کی فکر میں تھیں، چنانچہ انہوں نے وحشی جو جبیر بن مطعم کے غلام اور حربہ اندازی میں کمال رکھتے تھے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل پر آمادہ کیا تھا (یہ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے قبل از اسلام کا واقعہ ہے) اور یہ اقرار ہوا کہ اس کارگذاری کے صلہ میں وہ آزاد کر دیئے جائیں گے۔ چنانچہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جب ان کے برابر آئے تو وحشی نے نیزہ پھینک کر مارا جو ناف میں لگا اور پار ہو گیا، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کرنا چاہا لیکن لڑکھڑا کر گر پڑے اور روح پرواز کر گئی۔

خاتونان قریش نے انتقام بدر کے جوش میں مسلمانوں کی لاشوں سے بھی بدلہ لیا تھا۔ ان کے ناک کان کاٹ لئے۔ ہند نے ان پھولوں کا ہار بنایا اور اپنے گلے میں ڈالا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش پر گئیں اور ان کا پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکالا اور چبا گئیں۔ لیکن گلے سے اتر نہ سکا، اس لئے اگل دینا پڑا (حضرت ابوسفیان اور ہند کے یہ سب واقعات اسلام قبول کرنے سے پہلے کے ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فعل سے جس قدر صدمہ ہوا تھا اس کا کون اندازہ کرسکتا ہے؟ لیکن ایک اور چیز تھی جو ایسے نازک موقعوں پر بھی جبین رحمت کو شکن آلود نہیں ہونے دیتی تھی۔

چنانچہ جب مکہ فتح ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے بیعت لینے کے لئے بیٹھے تو مستورات میں ہند بھی آئیں، شریف عورتیں عموماً نقاب پہنتی تھیں، ہند بھی نقاب پہن کر آئیں جس سے اس وقت یہ غرض بھی تھی کہ کوئی ان کو پہچاننے نہ پائے، بیعت کے وقت انہوں نے نہایت دلیری سے باتیں کیں جو حسب ذیل ہیں:

ہند: یارسول اللہ! آپ ہم سے کن باتوں کا اقرار لیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔

ہند: یہ اقرار آپ نے مردوں سے تو نہیں لیا، لیکن بہر حال ہم کو منظور ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: چوری نہ کرنا۔

ہند: میں اپنے شوہر کے مال میں سے کبھی کچھ لے لیا کرتی ہوں معلوم نہیں یہ بھی جائز ہے یا نہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اولاد کو قتل نہ کرنا۔

ہند: ہم نے اپنے بچوں کو پالا تھا بڑے ہوئے تو جنگ بدر میں آپ نے ان کو مار ڈالا اب آپ اور وہ باہم سمجھ لیں۔

(اس دیدہ دلیری کے باوجود) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند رضی اللہ عنہا سے درگذر فرمایا (ہند کے قلب پر اس کا بہت اثر ہوا) اور ان کے دل نے اندر سے گواہی دی کہ آپ سچے پیغمبر ہیں انہوں نے کہا یارسول اللہ! اس سے پہلے آپ کے خیمہ سے زیادہ میرے نزدیک کوئی مبغوض خیمہ نہ تھا، لیکن اب آپ کے خیمہ سے زیادہ کوئی محبوب خیمہ میرے

نزدیک نہیں ہے۔

حضرت ہند مسلمان ہو کر گھر گئیں تو اب وہ ہند نہ تھیں، ابن سعد نے لکھا ہے کہ انہوں نے گھر جا کر بت توڑ ڈالا اور کہا کہ ہم تیری طرف سے دھوکے میں تھے۔(1)

1- أشِرَتْ لكاعِ وكانَ عادَتَها لُؤْمٌ اذا أشِرَتْ مَعَ الكُفْرِ

2- لَعَنَ الإلٰهُ وَزَوْجَها مَعَهَا هِنْدَ الهُنُوْدِ طَوِيْلَةَ البُظْرِ

3- أخْرَجْتِ مُرْقِصَةً الى أُحُدٍ فى القَوْمِ مُعْنِقَةً عَلى بَكْرِ

4- بَكْرٍ ثَقالٍ لا حَرَاكَ بِهِ لا عَنْ مُعاتَبَةٍ وَلَا زَجْرِ

5- وَعَصَاكِ اسْتُكِ تَتَّقِينَ بِهِ دقّ العُجايَةِ عارِيَ الفِهْرِ

6- قَرِحَتْ عَجِيزَتُهَا وَمَشْرَجُهَا مِنْ نَصِّها نَصّاً عَلى القَهْرِ

7- ظَلَّتْ تُدَاوِيها زَمِيلَتُهَا بِالماءِ تَنْضَحُهُ وَبِالسِّدْرِ

''وہ معمولی عورت کفر پر اتراتی اور تکبر کرتی ہے حالانکہ خسیس اور معمولی کام کرنا اس کی فطرت ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے خاوند کو اپنی رحمت سے دور کرے، اس کی جسمانی ساخت بھی بہت بری ہے۔ وہ میدان احد کی طرف رقص کرتی ہوئی اور اونٹ پر سوار ہو کر تیز رفتاری سے چلنا چاہتی تھی لیکن اس کے بوجھ کی وجہ سے اونٹ تیز نہ چل سکتا تھا اور بے حس وحرکت دکھائی دیتا تھا۔ اونٹ کو سمجھانا بجھانا بھی کوئی کام نہ دیتا تھا۔ جب وہ اونٹ پر اچھل کر اسے چلانے کی کوشش کرتی تھی تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ پتھر سے کوئی چیز توڑی جارہی ہے۔ جب اس نے اونٹ کو تیز بھگانے کی کوشش کی تو اس میں اس کا جسم بھی چھلنی ہو گیا۔ پھر اس کے پیچھے سوار اس کی خادمہ خاتون نے ابلے ہوئے پانی اور بیری کے پتوں سے اس کے زخموں پر مرہم لگایا''

---

(1) سیر الصحابہ (8/180-182)

8- أَقْبَلْتِ زَائِرَةً مُبادِرَةً بأَبِيكِ وَابنِكِ يَوْمَ ذی بَدْرِ
9- وَبِعَمّكِ المَسْلوبِ بِزّتَهُ وَأخيكِ مُنعفِرَيْنِ فی الجَفْرِ

''اے ہند! تو بدر کے دن بھی اپنے باپ اور بیٹے کو آخری مرتبہ دیکھنے آئی تھی، تو نے اپنے اس چچا کو بھی دیکھا جس کے ہتھیار چھین لئے گئے تھے اور اپنے بھائی کو بھی دیکھا، ان سب کو بدر کے گڑھے میں دفن کر دیا گیا تھا''

تشریح

ہند کے باپ کا نام ''عتبہ بن ربیعہ'' ہے، چچا سے مراد ''شیبہ بن ربیعہ'' ہے، یہ دونوں غزوہ بدر میں مارے گئے تھے، اسی طرح ہند کا ایک بیٹا ''حنظلہ بن ابی سفیان'' اور ہند کا بھائی ''ولید بن عتبہ'' بھی اسی غزوہ میں واصل جہنم ہوئے تھے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ انہی واقعات کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔

10- وَنَسِيتِ فاحِشَةً أَتَيْتِ بها يا هِنْدُ وَيْحَكِ سُبّةَ الدّهرِ

''اے ہند! تو اس بدترین عمل کو بھول گئی جس کا تو نے ارتکاب کیا تھا، تیرا ستیاناس ہو یہ ہمیشہ کے لئے تیری رسوائی اور ذلت کا سبب بن گیا ہے''

تشریح

حضرت حسان رضی اللہ عنہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت اور ان کی نعش کی بے حرمتی پر ہند کو عار دلا رہے ہیں اور اس فعل بد پر شدید مذمت اور ناراضگی کا اظہار ہے۔ کیونکہ ہند نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا سینہ چیر کا ان کا کلیجہ نکال کر چبایا تھا۔

11- فَرَجعتِ صَاغِرَةً بِلاتِرَةٍ مِمّا ظَفِرْتِ بِهِ وَلا وَتْرِ
12- زَعَمَ الوَلائِدُ أنها وَلَدَتْ وَلَداً صَغيراً كانَ مِن عَهْرِ

''تو میدان بدر سے اس حال میں لوٹی کہ تو ذلیل ہو چکی تھی اور تیرے ہاتھ کچھ نہ آیا۔ ہند نے ایک بچے کو جنم دیا لیکن بچوں کی پرورش کرنے والوں عورتوں کا خیال ہے کہ یہ بچہ زنا سے پیدا ہوا تھا''

قافية "الزای"

ابواہاب بن عزیز کے بارے میں

[من الطويل]

1- انّ أباكَ الرّذْلَ كانَ لَصِغرَةً وكانَ أبوكَ التيسُ شاةً عَزُوزَا

2- وكانَ ذليلَ من طَرِيدٍ مُلَعّنٍ فَسَمّوهُ مِن بَعدِ الذّليلِ عَزيزَا

3- بَنُو نَوفَلٍ أهلُ السّماحةِ والنّدىٰ فآوَوْكَ مِنْ فَقرٍ، وكَفُوا العَجوزَا

"تیرا باپ ایک ذلیل اور کمینہ شخص تھا، جو کہ اس بکرے کی طرح تھا جس کے پیشاب کا سوراخ تنگ ہو۔ وہ ایک بے عزت، دھتکارا ہوا اور ملعون آدمی تھا پہلے اس کا نام "ذلیل" تھا بعد میں "عزیز" رکھ دیا گیا۔ بنو نوفل نے تمہیں ٹھکانہ دیا اور تمہارے بوڑھوں کا خیال ہے کیونکہ وہ سخاوت کے رسیا اور اعلیٰ لوگ ہیں"

تشریح

ابواہاب بن عزیز بنو نوفل بن عبد مناف کا حلیف تھا۔ آخری شعر میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے بنو نوفل کی تعریف کی ہے کہ انہوں نے ابواہاب کو اپنا تعلق دے کر عزت بخشی ہے ورنہ اس کی اپنی کوئی حیثیت نہ تھی۔

قافية "السين"

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی یاد میں

[من البسیط]

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ، رجیع کے دن قید کر لئے گئے تھے، ان کے ساتھ قید ہونے والے زید بن دثنہ تھے، مشرکین نے ان دونوں حضرات کو مکہ میں لاکر بیچ دیا تھا۔ جنگ بدر میں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث بن عامر کو قتل کیا تھا لہٰذا اس کے بیٹوں نے اپنے باپ کا انتقام لینے کے لئے انہیں خرید لیا، انہوں نے کچھ دن حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو قیدی بنائے رکھا پھر انہیں انتہائی دردناک طریقے سے شہید کر دیا۔

شہادت کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے جسم کی حفاظت فرمائی اور زمین نے اسے نگل لیا۔ اس طرح ان کا جسم مشرکین کے ہاتھوں سے محفوظ رہا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مقداد اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی کی لکڑی سے نیچے اُتارنے کے لئے بھیجا۔ وہ دونوں تنعیم پہنچے (جہاں مکہ سے باہر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی دی گئی تھی) تو انہیں وہاں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے اردگرد چالیس آدمی نشہ میں بدمست ملے۔ ان دونوں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو لکڑی سے اتارا پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کی نعش کو اپنے گھوڑے پر رکھ لیا۔ ان کا جسم بالکل تر

وتازہ تھا اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی، پھر مشرکوں کو ان حضرات کا پتہ چل گیا انہوں نے ان حضرات کا پیچھا کیا جب مشرک ان کے پاس پہنچ گئے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے (مجبور ہو کر) حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی نعش کو نیچے پھینک دیا جسے فوراً زمین نے نگل لیا۔

اسی وجہ سے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا نام ''بلیع الارض'' رکھا گیا (یعنی وہ آدمی جسے زمین نے نگل لیا تھا)۔(1)

1- لَوْ كان في الدارِ قَوْمٌ ذو محافظةٍ　حَامي الحقيقةِ ماضٍ خالُهُ أنَسُ

2- اذا حللْتُ خُبَيْبٌ منزِلاً فُسُحاً　وَلَمْ يُشَدّ عليْكَ الكَبْلُ والحَرَسُ

''اے خبیب! جس وقت تجھے کھلے میدان کی طرف لے جایا جارہا تھا اگر اپنے دوستوں کی حمایت کرنے والا، اپنے چیزوں کی حفاظت کرنے والا بہادر اور جنگ کا ماہر شخص ہوتا جس کے ماموں کا نام انس ہے تو نہ تجھے بیڑیاں باندھی جاتیں اور نہ تجھے قید کیا جاتا''

تشریح

ان اشعار میں ''ذومحافظۃ'' سے مراد عدی بن مطعم ہیں، جو اپنی بہادری اور شجاعت میں ایک جماعت کے برابر تھے۔ ان کے ماموں کا نام انس بن عباس ہے جن کا تعلق بنوسلیم سے تھا۔ عدی بن مطعم حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موجود نہ تھے۔

4- ولم يَسُقْكَ الى التَنعِيمِ زِعْنِفَةٌ　مِنَ المَعاشرِ ممّن قدْ نفَتْ عُدُسُ

''اگر عدی بن مطعم ہوتے تو وہ ذلیل اور رسوائے زمانہ آدمی تجھے مقام تنعیم کی طرف نہ لے جاتا جسے قبیلہ عدس والوں نے نکال دیا تھا''

---

(1) الاصابۃ(419/1)

تشریح

''تنعیم'' مکہ سے چار میل دور مسجد عائشہ کے نزدیک ایک مقام کا نام ہے۔

''ممن قد نفت عدس'' وہ شخص جسے عدس والوں نے نکال دیا تھا۔ اس سے مراد ابواہاب بن عرین دارمی ہے، جو کہ قریش کا حلیف تھا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے بنولحیان سے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو خرید ا تھا۔

4- صبراً خُبیبُ فانّ القتلَ مَکرُمَۃٌ الی جِنَانِ نَعِیمٍ یَرْجِعُ النَّفَسُ

''اے خبیب! صبر کرو، کیونکہ اللہ کے راستہ میں شہید ہو جانا انسان کے لئے عزت وشرافت اور اعزاز ہے اور ہمیشہ کی جنت میں پہنچنے کا ذریعہ ہے''

تشریح

آخری شعر میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو دعا دے رہے ہیں۔

بنو رحضہ کے بارے میں

[من البسیط]

یَا آلَ بَکْرٍ اَلَا تَنْھَوْنَ جَاھِلَکُمْ عَبْدَ ابْنِ رَحْضَۃَ عَنْزًا بَیْنَ اَتْیَاسِ
یَا ابْنَ الَّتِی سَلَحَتْ فِی بَیْتِ جَارَتِھَا فَطَارَ مِنْہُ عِصَارٌ قَاشِبُ النَّاسِ
کَاَنَّ اَظْفَارَھَا شُقِّقْنَ مِنْ حَجَرٍ فَلَیْسَ مِنْھُنَّ اِلَّا وَارِمٌ قَاسِی
مِثْلُ الْقُرُوْدِ، اِذَا مَا جِئْتَ نَادِیَھُمْ اَلْفَیْتَ کُلَّ دَنِیٍّ، عَرْدُہٗ عَاسِی

''اے آل بکر! کیا تم اپنے جاہل ابن رحضہ کو روکتے نہیں ہو جو

بکروں کے درمیان ایک بکری کی طرح ہے۔ اے وہ شخص! جس کی ماں نے اپنے پڑوسی کے گھر پاخانہ کردیا تھا اور اس کی بدبو نے لوگوں کے ناک میں دم کررکھا تھا۔ اس کے ناخن جانوروں کے پنجوں کی طرح ہیں، جب تو ان کی مجلس میں جائے گا تو انہیں بندروں کی طرح دیکھے گا اور ان کی مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگ تجھے کمینے، ذلیل اور گھٹیا نظر آئیں گے“

قافية ''الطاء''

﴿مال کو معمولی سمجھنے والا نوجوان﴾

[من الخفيف]

1- لِمَنِ الدّارُ أقْفَرَتْ بِبُواطِ غَيرَ سُفْعٍ رَواكِدٍ كالغَطاطِ
2- تِلْكَ دارُ الألوفِ أضْحَتْ خَلاءً بَعدَ مَا قَدْ تَحُلُّها فى نَشاطِ
3- دارُهَا اذ تقولُ مالِ ابْنِ عَمْرٍو لَجّ مِنْ بعدِ قُرْبِهِ فى شَطَاطِ

''مقام بواط میں یہ کس کا گھر ہے جو ویران ہوا پڑا ہے۔ جس میں سوائے چولہے کے سیاہ پتھروں کے کوئی علامت باقی نہیں۔ یہ میری محبوبہ کا گھر ہے جو اب خالی ہو چکا ہے وہ یہاں نشاط و رغبت کے ساتھ آیا کرتی تھی۔ جس کا یہ گھر ہے اس نے کہا تھا ابن عمرو (حسان بن ثابت) کو کیا ہو کہ وہ قریب آنے کے بعد دوری اختیار کرنے پر کیوں تلا ہوا ہے''

تشریح

عرب شعراء کے طرز کی طرح حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے قصیدہ کو دیار ومقامات کے تذکرے سے شروع کیا ہے۔

''ابن عمرو'' حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے۔

4- بَلِّغَاهَا بأنّنی خَیْرُ رَاعٍ لِلّذی حَمّلَتْ بِغَیْرِ افتِرَاطِ
5- رُبّ لَهْوٍ شَهِدْتَهُ أُمَّ عَمْرٍو بَیْنَ بِیضٍ نَوَاعِمٍ فی الرِّیاطِ
6- مَعْ نَدَامَی بِیضِ الوُجوهِ کِرَامٍ نُبِّهُوا بعْدَ خَفقَةِ الأشْرَاطِ
7- لِکُمَیْتٍ کأنّهَا دَمُ جَوْفٍ عُتّقَتْ مِنْ سُلافَةِ الأنْبَاطِ

''اے میرے دونوں دوستو! ام عمرو کو پیغام پہنچا دو کہ میں ان چیزوں کا بہترین اور مکمل نگہبان ہوں جو اس نے میرے حوالے کی ہیں اور میں اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کروں گا۔ اے ام عمرو! میں بہت سی خوبصورت اور نرم ونازک عورتوں کے ساتھ دل لگی کر چکا ہوں۔ اس وقت میرے ساتھ ایسے ہم نشین ہوا کرتے تھے جو سفید اور روشن چہروں والے اور معزز تھے۔ وہ اشراط نامی ستاروں کے غروب ہونے کے بعد ایسی شراب کے لئے جگائے جاتے تھے جو پیٹ کا خون ہے یعنی پیٹ کے لئے اس کا وجود ضروری ہے، ان کی شراب کو خوب پرانا اور عمدہ کیا گیا تھا اور خالص نسل کے نبطی لوگوں سے حاصل کی گئی تھی''۔

تشریح

عربی زبان میں ''اشراط'' نامی ستاروں سے مراد حمل، بطین اور ثریا ہیں۔
آخری شعر میں ''الأنباط'' سے مراد شام کے نبطی لوگ ہیں۔

8- فَاحْتَوَاهَا فَتًی یُهِینُ لَهَا المَا لَ وَنَادَمْتُ صَالِحَ بنَ عِلاطِ
9- ظَلّ حَوْلی قِیَانُهُ عَازِفَاتٍ مِثْلَ أُدْمٍ کَوَانِسٍ وَعَوَاطِ
10- طُفنَ بالکَأس بَیْنَ شَرْبٍ کِرَامٍ مَهّدُوا خُرّ صَالِحِ الأنْمَاطِ
11- سَاعَةً ثُمّ قَالَ هُنّ بَدادِ بَیْنَکُم غَیْرَ سُمْعَةِ الاخْتِلاطِ

''میرے شراب کے ہم نشینوں میں مال کو پانی کی طرح لٹانے والا

نوجوان صالح بن علاط بھی ہے۔ جب ہم شراب کی محفل جماتے ہیں تو اس کی باندیاں گانے گاتی ہوئی ہمارے اردگرد چکر لگاتی ہیں اور جنگل کی نوجوان اور نشیلی ہرنیوں کی طرح معلوم ہوتی ہیں۔ وہ معزز مے نوشوں کے درمیان شراب کے جام لے کر کبھی ادھر آتی ہیں کبھی ادھر جاتی ہیں اور وہ شراب کے رسیا خوبصورت اور نرم ونازک بچھونے پر دراز ہوتے ہیں۔ اسی اثناء میں صالح بن علاط اعلان کر دیتا ہے کہ میری باندیاں میرے ہم نشینوں کے لئے پیش ہیں اور یہ اعلان نہ نشے میں بدحال ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے نہ شہرت کی غرض سے بلکہ محض سخاوت اور دوستوں کی محبت میں یہ مال لٹایا جاتا ہے''

12- رُبّ خَرْقٍ أجزْتُ مَعْلَبَةَ الجِنّ ومَعِى صَارِمُ الحَدِيدِ اباطِى

13- فَوْقَ مُسْتنزِلِ الرّدِيفِ مُنِيفٍ مِثْلِ سِرْحانِ غابَةٍ وَخّاطِ

14- بَيْنما نَحْنُ نَشْتَوى مِن سَدِيفٍ رَاعَنَا صَوْتُ مِصْدَحٍ نَشّاطِ

15- فأتَيْنَا بِسَابِحٍ يَعْبُوبٍ لَمْ يُذَلّلْ بِمعْلَفٍ وَرِبَاطِ

16- غَيْرَ مَسْحٍ وَحَشْكٍ كومٍ صَفَايَا وَمَرَافِدَ فى الشّتَاءِ بِسَاطِ

17- فَتَنَادَوْا فألْجَمُوهُ وَقَالُوا لِغُلامٍ مُعَاوِدِ الاعْتِبَاطِ

18- سَكّنْهُ واكفف اليْكَ مِنَ الغَرْ بِ تَجِدْ مائحاً قَلِيلَ السّقاطِ

19- فَتَوَلّى الغُلامُ يَقْدَعُ مُهْراً تَنِقَ الغَرْبِ مَانِعاً لِلسّيَاطِ

''میں نے ایسے بہت سے جنگل عبور کئے ہیں جو جنات کا مسکن ہوا کرتے تھے اس حال میں کہ میرے پاس صرف لوہے کی ایک تلوار تھی۔ اس وقت میں ایسے اعلیٰ اور تیز رفتار اونٹ پر سوار ہوتا تھا جو اپنی رفتار میں جنگل کے چست بھیڑیے کی طرح تھا۔ جب ہم کوہان کی چربی کو بھون کر کھایا کرتے تھے تو اس وقت جنگل کے وحشی گدھوں کی آوازیں بکثرت ہماری سماعت سے ٹکراتی تھیں۔

ہم اپنے پاس ایسے اعلیٰ اور نایاب گھوڑے بھی رکھتے تھے جنہیں چارے کھلا کر یا باندھ کر نہیں سدھایا گیا تھا بلکہ انہیں سدھانے کے لئے ان پر ہاتھ پھیرنا ہی کافی تھا۔ ہمارے پاس ایسی اونٹنیاں بھی تھیں جو خوب دودھ دینے والی تھیں لیکن ان کا دودھ دوہا نہیں جاتا تھا وہ اتنی اعلیٰ نسل کی تھیں کہ ان کا دودھ سردیوں میں بھی جاری رہتا تھا اور ان کے پاس بچوں کی فراوانی تھی۔ جب ہم سب اپنی منزل پر پہنچتے تھے تو جانوروں کی لگام اتار کر اپنے غلام سے کہتے تھے کہ ہمارے جانوروں کو سکون میں لاؤ اور ان کی شدت کو کم کر دو''

20- وَتَوَلَّيْنَ حِينَ أَبْصَرْنَ شَخْصاً مُدْمَجاً مَتْنُهُ كَمَتْنِ المِقَاطِ

21- فَوْقَهُ مُطْعِمُ الوُحوشِ رَقِيقٌ عَالِمٌ كَيْفَ فَوْزَةُ الآبَاطِ

22- دَاجِنٌ بالطِّرَادِ يَرْمِي بِطَرْفٍ فِي فَضَاءٍ وفي صَحَارٍ بِسَاطِ

23- ثُمّ وَالَى بِسَمْحَجٍ وَنَحُوصٍ وَبِعِلْجٍ يَكُفُّهُ بِعِلَاطِ

24- ثُمَّ رُحْنَا وما يخافُ خليلي من لساني خِيَانَةَ الانْبِسَاطِ

''ہماری منزل پر جب عورتوں نے رسی کی طرح لمبی اور پتلی کمر والے شخص کو دیکھا تو شرما کر رخ پھیر لیا۔ اس بہادر اور جنگ جو آدمی کا یہ حال ہے کہ گوشت خور پرندے اس کے اوپر چکر لگاتے ہیں کہ کسی بھی وقت یہ کسی کو قتل کرے گا اور ہمیں کھانے کے لئے گوشت مل جائے گا، وہ نرم دل ہے اور دل کے اندر تک نیزہ پہنچانا جانتا ہے۔ وہ شکار کا ماہر ہے، ہواؤں میں بھی تیر چلانا جانتا ہے اور وسیع صحراؤں میں بھی۔ وہ لمبے، موٹے اور مضبوط جانوروں کو شکار کر سکتا ہے اور ان کی گردنوں میں نیزہ مار کر انہیں گرا دیتا ہے۔ ہم اپنی منزل سے اس حال میں کوچ کرتے ہیں کہ میرے دوست کو میری زبان سے کسی قسم کی برائی اور خیانت کا خوف نہیں ہوتا''

بنو عوام کے بارے میں

[من الطویل]

عبدالرحمٰن بن عوام، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے، زمانہ جاہلیت میں ان کا نام ''عبدالکعبۃ'' تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکالیف پہنچایا کرتے تھے جس کی وجہ سے حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ان کی مذمت بیان کی۔

عبدالرحمٰن بن عوام نے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا اور جنگ یرموک میں شہید ہوگئے تھے۔

واضح رہے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی بہت قدر کرتے تھے اور ان کے بارے میں مدحیہ اشعار بھی کہا کرتے تھے، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کا ایک شعر یہ بھی ہے:

أَقَامَ عَلَى هدى النّبىّ وَدِينه حَوَارِيه والقولُ بالقولِ يعدل

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور ان کی ہدایت پر پوری طرح قائم ہیں
اور بات کا موازنہ تو بات سے کیا جاتا ہے''

عبدالرحمٰن بن زبیر اور ان کے قبیلہ کی مذمت میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار کہے تھے:

1- بَنِى أَسَدٍ مَا بَالُ آلِ خُوَيْلِدٍ يَحِنّونَ شَوْقًا كلَّ يَوْمٍ الى القِبْطِ

2- اذا ذُكِرَتْ قَهْقَاءُ حَنّوا لِذِكْرِهَا وللرَّمَثِ المقْرُونِ والسَّمَكِ الرُّقطِ

''اے بنو اسد! آل خویلد کو کیا ہوا کہ وہ ہر روز مصر کے دریائے نیل
کی طرف جانے کی خواہش کرتے ہیں۔ جب مصر کے پانیوں،

کشتیوں اور پانی میں تیرنے والی مچھلیوں کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ ان کی چاہت میں بے چین ہو جاتے ہیں''

تشریح

ان اشعار میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے لفظی کنایات کے ذریعہ بنوعوام کی ہجو کی ہے۔عوام کا لفظ ''العوم'' سے نکلا ہے اس کا معنی ہے ''تیرنا'' لہذا ''عوام'' کا معنی ہوگا ''بہت زیادہ تیرنے والا''

چونکہ اس قبیلے کے نام میں تیراکی کا مفہوم موجود ہے تو اسی کو بنیاد بنا کر حضرت حسان رضی اللہ عنہ دریائے نیل، کشتیوں اور مچھلیوں کے ذکر کو بنوعوام کے ساتھ جوڑ رہے ہیں۔

3- وَاَعْیُنُهُمْ مثلُ الزّجاجِ وَصِیغَةٌ تُخالِفُ كَعْباً فی لحًی لَهُمْ ثُطِّ

4- تَرَی ذاكَ فی الشّبّانِ والمُرْدِ منهمُ مُبِیناً وفی الأطفالِ منهمْ وفی الشُّمْطِ

5- لَعَمْرُ ابی العَوّامِ انّ خُوَیْلِداً غَدَاةَ تَبَنّاهُ لَیوثِقُ فی الشَّرْطِ

6- وانّكَ انْ تَجْزُرْ علیّ جَرِیرَةً رَدَدْتُكَ عَبْداً فی المَهَانَةِ وَالفَطِ

''بنوعوام کی آنکھیں مچھلی جیسی ہیں اور ان کی داڑھیوں میں بالوں کا نام ونشان بھی دکھائی نہیں دیتا یعنی اس صفت میں بھی وہ مچھلیوں کی طرح ہیں۔ یہ علامت ان کے جوانوں، لڑکوں، بچوں اور بوڑھوں سب میں پائی جاتی ہے۔ ابوعوام کی عمر کی قسم! جس دن خویلد نے اسے منہ بولا بیٹا بنایا تھا تو اس دن کی جسمانی کیفیت ویسی ہی تھی جو میں بے بیان کی ہے۔ (آگے حضرت حسان عبد الرحمن بن زبیر سے خطاب کرتے ہوئے دھمکی دیتے ہیں) اگر تو نے میرے بارے میں کوئی نامناسب بات کی یا میرے خلاف کو سازش کی تو میں تجھے ایک رسوائے زمانہ غلام بنا دوں گا''

قافیة ''الظاء''

امیہ بن خلف خزاعی کو جواب

[من الوافر]

ایک مرتبہ امیہ بن خلف خزاعی نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی ہجو میں کچھ اشعار کہے، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

1- أَتَانِی عَنْ أُمَیَّةَ ذُرو قَوْلٍ وَمَا هُوَبا لمَغِیبِ بِذی حِفَاظِ

2- سأُنْشُرُ انْ بَقِیتُ لَکُمْ کلاماً یُنشَّرُ فی المَجامعِ مِنْ عُکاظِ

''میرے پاس امیہ بن خلف خزاعی کا بے ہودہ اور ناقص کلام پہنچا ہے۔ امیہ کا شمار ان لوگوں میں نہیں ہوتا جو وعدہ نبھانا جانتے ہیں۔ میں اس کے بارے میں ایسا کلام کہوں گا جو بہت جلد بازار عکاظ میں زبان زد عام ہو جائے گا''

تشریح

''عکاظ'' عربوں کے ایک بازار کا نام تھا، کہنے کو تو یہ محض ایک بازار تھا لیکن درحقیقت یہ عربوں کی ایک وسیع اور انوکھی مجلس سے عبارت تھا۔ عرب شعراء اور خطباء یہاں جمع ہوتے اور اپنا کلام پیش کرتے، اعلیٰ کلام پیش کرنے والے داد عیش وصول کرتے

اور گھٹیا کلام لانے والے رسوائی کا شکار ہوتے تھے۔

3- قَوَافِیَ کالسِّلامِ اذا اسْتَمَرَّتْ مِنَ الصُّمِّ المُعَجْرِفَةِ الغِلاظِ
4- تَزُورُكَ انْ شَتَوْتَ بكلِّ أرْضٍ وَتَرْضَخُ فی مَحَلِّكَ بالمَقَاظِ
5- بَنَيْتُ عَلَيْكَ أبْيَاتاً صِلاباً كأمرِ الوَسْقِ قُفِّصَ بالشِّظَاظِ
6- مُجَلِّلَةً تُعَمِّمُهُ شَنَاراً مُضَرَّمَةً تَأَجَّجُ كالشُّواظِ
7- كَهَمْزَةِ ضَيْغَمٍ يَحْمی عَرِيناً شَدِيدِ مَغَارِزِ الأضْلاعِ خاظی
8- تَغُضُّ الطَّرْفَ أنْ ألقاكَ دُونِیْ وَتَرْمی حِينَ أُدْبِرُ بِاللِّحَاظِ

''میں تیرے بارے میں جو کلام کروں گا وہ اس پتھر کی طرح ہوگا جو سخت اور مضبوط چٹان کے ساتھ جڑا ہوا ہو۔ جہاں تو سردیاں گزارے گا وہ کلام تجھے وہاں پہنچے گا اور جہاں تو گرمیوں کے دن بسر کرنا چاہے گا یہ کلام وہاں بھی تیرا پیچھا کرے گا۔ میں نے تیرے بارے میں جانوروں پر سامان باندھنے والی رسی جیسے مضبوط اور توانا اشعار تیار کئے ہیں۔ یہ اشعار تیرے لئے عار بن کر پھیل جائیں گے اور آگ کے شعلے کی طرح بھڑکیں گے۔ یہ اشعار اس شیر کی دھاڑ کی طرح ہیں جو مضبوط پسلیوں اور طاقت ور جسم والا ہے اور اپنی کچھار کی حفاظت میں بیٹھا ہے۔ اے امیہ! جب میں تیرے سامنے ہوتا ہوں تو شرمندگی اور کھسیاہٹ کی وجہ سے تیری نظر جھک جاتی ہے اور جب میں مڑتا ہوں تو تو گوشۂ چشم کے ذریعہ مجھے دیکھتا ہے''

قافیۃ "العین"

وفد بنو تمیم کی آمد اور حسن کلام کے نمونے

[من البسیط]

بنو تمیم کا وفد فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وفد میں عطارد بن حاجب، قیس بن عاصم، قیس بن حارث، نعیم بن زید، عتبہ بن حصن اور اقرع بن حابس بھی تھے۔ یہ آتے ہی مسجد میں داخل ہوئے اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرات کے باہر سے "یا محمد" کہہ کر پکارنا شروع کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اس عمل سے تکلیف ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات کو نازل فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَآءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾(1)

"جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر کو سمجھ نہیں اگر وہ صبر کرتے اور آپ خود ان کے پاس چلے جاتے تو یہ ان کے لئے زیادہ بہتر تھا بہر حال اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور نرمی

(1) الحجرات 5-4

کرنے والا ہے"

جب آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو ان لوگوں نے کہا "اے محمد! ہم آپ سے مفاخرہ کرنے آئے ہیں ہمارے شاعر اور خطیب کو اجازت دیجئے"

آپ ﷺ نے فرمایا "میں نے تمہارے خطیب کو اجازت دی وہ جو کہنا چاہتا ہے کہہ لے"

اس پر عطارد بن حاجب کھڑے ہوئے اور انہوں نے بنو تمیم کی شان میں مندرجہ ذیل خطبہ کہا:

"تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جسے ہم پر برتری حاصل ہے اور وہ اسی کا اہل ہے۔ اسی نے ہمیں بادشاہ بنایا اور ہمیں بہت سا مال عطا کیا ہم اس مال کو خیر کے کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اہل مشرق میں سب سے زیادہ معزز اور زیادہ تعداد والا بنایا ہے۔ لوگوں میں ہم جیسا کون ہوسکتا ہے؟ کیا ہم تمام لوگوں سے برتر اور فضیلت والے نہیں؟ جو ہم سے مفاخرہ کرنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ ہم جیسی تیاری کرے۔ ہم اگر کلام کو لمبا کرنا چاہیں تو باآسانی کرسکتے ہیں لیکن طوالت کے خوف سے اختصار کو ترجیح دیتے ہیں۔ میں یہ بات پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ تم ہمارے کلام جیسا کلام نہیں کہہ سکتے اور عزت وفضیلت میں ہمارے برابر نہیں ہوسکتے"

اس کے بعد وہ بیٹھ گئے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے ثابت بن قیس خزرجی کو حکم دیا "کھڑے ہوجاؤ اور اس آدمی کے خطبہ کو جواب دو"

ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا:

"الحمد لله الذی السموات والأرض خلقه قضی فيهن أمره ووسع كرسيه علمه ولم يكن شی: قط الا من فعله

ثم كان من قدرته أن جعلنا ملوكا واصطفى من خير خلقه رسولا أكرمه نسبا وأصدقه حديثا وأفضله حسبا فأنزل عليه كتابه وائتمنه على خلقه وكان خيرة من العالمين ثم دعا الناس الى الايمان به فآمن برسول الله المهاجرون من قومه وذوى رحمه، وأكرم الناس أحسابا وأحسنهم وجوها وخير الناس فعالا ثم كان أول الخلق اجابة واستجاب الله حين دعاه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فنحن أنصار الله ووزراء رسول الله نقاتل الناس حتى يؤمنوا فمن آمن بالله رسوله متع بماله ودمه، ومن كفر جاهدناه فى الله أبدا وكان قتله علينا يسيرا أقول هذا واستغفر الله لى وللمؤمنين والمؤمنات والسلام عليكم"

''تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں کہ زمین وآسمان اس کی مخلوق ہیں۔ اس نے ان میں اپنے امر کو نافذ فرمایا اور اس کی کرسی اس کے علم کو وسیع ہے۔ جو بھی ہوتا ہے اسی کے کرنے سے ہوتا ہے۔ اس نے اپنی قدرت سے ہمیں سلطنت عطا کی اور ساری مخلوق میں سے ایک رسول کو منتخب فرمایا۔ وہ نسب کے اعتبار سے سب سے اعلیٰ اور بات کے سچے اور کھرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی کتاب کو نازل فرمایا اور انہیں ساری مخلوق کا امین بنایا۔ آپ (صلی اللہ علیک وسلم) تمام جہانوں میں سب سے بہترین ہیں، آپ نے لوگوں کو ایمان کی دعوت دی تو سب سے پہلے آپ کے رشتہ داروں اور مہاجرین نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا، یہ لوگ اعلیٰ خاندانوں والے، خوبصورت چہروں والے اور اچھے اعمال والے ہیں۔ ان کے بعد سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کرنے والے ہم انصار ہیں جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزراء ہیں۔ ہم نے لوگوں

سے قتال کیا یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئے، پس جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اس نے اپنے مال اور جان کو محفوظ کرلیا۔ جس نے کفر کیا ہم نے اللہ کے راستے میں اس سے جہاد کیا اور اللہ کے لئے کافروں کو قتل کرنا ہمارے لئے معمولی بات تھی۔ میں یہی کہتا ہوں، اپنے لئے، تمام مومن مردوں کے لئے اور تمام مومن عورتوں کے لئے استغفار کرتا ہوں۔ تم سب پر اللہ کی سلامتی ہو"

ان کے بعد بنوتمیم کی طرف سے زبرقان بن بدر تمیمی کھڑے ہوئے اور انہوں نے درج ذیل اشعار کہے:

1- نَحْنُ الكِرَامُ فَلا حيٌّ يُعَادِلُنَا مِنّا المُلوكُ وَفِينَا يُقسَمُ الرُّبُعُ
2- وكم قَسَرْنَا منَ الأحياءِ كلِّهِمِ عِنْدَ النِّهابِ وَفَضْلُ العِزِّ يُتّبَعُ
3- وَنَحْنُ نُطْعِمُ عندَ القحطِ مَطعَمنا مِنَ الشّوَاءِ اذا لم يُؤنَسِ القَزَعُ
4- ثُمّ تَرَى النّاسَ تأتِينَا سَرَاتُهُمُ مِنْ كلّ أرْضٍ هُوِيّاً ثُمّ نَصْطَنِعُ
5- فَنَنحَرُ الكُومَ عَبْطاً فى أرُومَتِنَا للنّازِلِينَ اذا ما أُنْزِلوا شَبِعُوا
6- فَلا تَرانَا الى حَيٍّ نُفَاخِرُهُمْ الاّ اسْتقادُوا و كانوا الرّأسَ يُقتَطَعُ
7- انّا أبَيْنَا ولم يَأبَى لَنَا أحَدٌ انّا كذَلِكَ عِنْدَ الفَخْرِ نَرْتَفِعُ
8- فَمَنْ يُقَادِرُنَا فى ذَاكَ يَعْرِفُنَا فَيَرجِعُ القَوْمُ والأخْبَارُ تُستَمَعُ

"ہم معزز اور باعزت لوگ ہیں اور کوئی قبیلہ ہماری برابری نہیں کرسکتا۔ بادشاہت ہمارے قبیلے میں ہے اور مال غنیمت بھی ہمارے ہاں تقسیم کیا جاتا ہے۔ مال غنیمت کے معاملہ میں ہم بہت سے قبیلوں کو زیر کرچکے ہیں اور عزت والوں کی اتباع کی جاتی ہے۔ لوگوں کے سردار ہر علاقے سے ہمارے پاس آیا کرتے ہیں اور ہم ان کے ساتھ بھلائی کا برتاؤ کرتے ہیں۔ ہم اپنے مہمانوں کے لئے موٹے کوہان والے اونٹ ذبح کرتے ہیں اور ان کو سیراب

کرنے کا خوب انتظام کرتے ہیں۔ جب بھی کوئی قبیلہ ہمارے
ساتھ مفاخرہ کرتا ہے تو اسے ہماری عظمت کے سامنے سر تسلیم خم کرنا
پڑتا ہے۔ ہم لوگوں کی نافرمانی کرتے ہیں لیکن ہماری نافرمانی کوئی
نہیں کرسکتا۔ افتخار کی مجلسوں میں ہمارے سر ہمیشہ بلند رہتے ہیں۔
جو ہم سے مقابلہ کرے وہ ہماری عظمت کو پہچان لے گا اور جب
لوگ اس مجلس مفاخرہ سے واپس جائیں گے تو یہاں کی باتیں کیا
کریں گے"

اس موقع پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلوایا، حضرت حسان فرماتے ہیں "جب میرے پاس آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بلا رہے ہیں تاکہ میں بنوتمیم کے شاعر کو جواب دوں تو میں یہ اشعار کہتا ہوا چل پڑا:

1- مَنَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ، اذ حَلَّ وَسْطَنَا عَلٰی أنْفِ رَاضٍ مِنْ مَعَدٍّ وَرَاغِمِ
2- مَنَعْنَاهُ لَمّا حَلَّ وَسْطَنَا بُیُوتَنَا بأسْیَافِنَا مِنْ کلِّ باغٍ وظالِمِ

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے قبیلہ
معد کے ہر راضی اور ناراض شخص کے مقابلہ میں آپ کا دفاع کیا۔
جب آپ نے اپنی آمد سے ہمارے گھروں کو رونق بخشی تو ہم نے
ہر ظالم اور سرکش کے مقابلے میں آپ پر تن من دھن نچھاور کر دیا"

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور وفد کے شاعر نے جو کہنا تھا کہہ کر فارغ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے حسان! کھڑے ہو جاؤ اور اس آدمی کے اشعار کا جواب دو"

اس پر حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

1- انّ الذّوَائِبَ مِنْ فِهْرٍ وَاخوَتِهِمْ قَدْ بَیَّنُوا سُنَّةً لِلنَّاسِ تُتَّبَعُ

"فہر اور ان کے بھائیوں نے لوگوں کے لئے ایک ایسی سنت کو
جاری کیا ہے جس کی اتباع کی جاتی ہے"

تشریح

''فہر'' قریش کے جد امجد ہیں، سب قریش انہی کی طرف منسوب ہیں۔ اس شعر میں انصار کے بھائیوں سے مراد انصار ہیں۔

2- يَرْضَى بِهَا كُلُّ مَنْ كَانَتْ سَرِيرَتُهُ تَقْوَى الإِلٰهِ وَبِالأَمْرِ الَّذِي شَرَعُوا

3- قَوْمٌ اذا حاربُوا ضرّوا عَدُوَّهُمُ أوْ حاوَلوا النّفعَ فى أشياعِهِمْ نَفَعُوا

4- سَجِيّةٌ تِلْكَ منهُمْ غيرُ مُحْدَثَةٍ انّ الخلائِقَ فاعلَمْ شرُّها البِدَعُ

5- لا يَرْقَعُ النّاسُ ماأوْهَتْ أكفُّهُمُ عِندَ الدّفاعِ وَلا يوهونَ ما رَقَعُوا

''اس سنت سے ہر وہ شخص راضی ہے جس کی طبیعت میں تقویٰ اور پاکدامنی موجود ہے۔ وہ ایک ایسی قوم ہیں کہ جب وہ جنگ کرتے ہیں تو اپنے دشمن کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ جب اپنے ساتھیوں کو نفع پہنچانے کا ارادہ کرتے ہیں تو نفع پہنچا کر ہی دم لیتے ہیں۔ ان کی یہ فطرت ایجاد کردہ نہیں ہے بلکہ شروع سے ہے۔ یاد رکھو! بدترین عادات وہ ہیں جو نئی ایجاد کی جائیں۔ جنگ کے دوران ان کے ہاتھوں نے جو زخم اور شگاف پیدا کئے ہیں انہیں ٹھیک نہیں کیا جاسکتا اور جو سوراخ انہوں نے بھرے ہیں ان میں شگاف پیدا نہیں کیا جاسکتا''

6- ان كَانَ فى النّاسِ سبّاقون بعْدَهُمُ فكُلُّ سَبْقٍ لأدْنَى سبْقِهِمْ تَبَعُ

7- وَلا يَضَنّونَ عَنْ مولًى بِفَضْلِهِمِ وَلا يُصِيبُهُمُ فى مَطْمَعٍ طَبَعُ

8- لا يجهلونَ وَان حاوَلتْ جَهلَهُمُ فى فَضْلِ أحلامِهِمْ عن ذاكَ مّتّسَعُ

9- أعِفّةٌ ذُكِرَتْ فى الوَحيِ عِفّتُهُمْ لا يَطْمعونَ وَلا يُرْديهِمُ الطّمَعُ

10- كم من صَديقٍ لهمْ نالوا كَرَامَتَهُ وِمنْ عَدُوٍّ عَليهِمْ جاهِدٍ جَدَعُوا

11- أعْطَوْا نبيَّ الهُدَى وَالبِرّ طاعَتَهُمْ فَمَا وَنَى نَصْرُهُمْ عنهُ وَمَا نَزَعُوا

12- ان قالَ سيرُوا أجَدّوا السيرَ جُهدَهمُ أوْ قَالَ عوجوا عَلَيْنَا ساعَةً، رَبَعُوا

13- مازَالَ سَيْرُهُمُ حَتّى استقادَ لهمْ أهْلُ الصّليبِ وَمَنْ كانتْ لهُ البِيَعُ

14- خُذ منهُمُ ما أتى عفواً اذا غَضِبُوا ‏ وَلا يكُنْ همُّكَ الأمرَ الذى مَنَعُوا

15- فانّ فى حَرْبِهِمْ فاتْرُكْ عداوَتَهُمْ ‏ شَرّاً يُخاضُ عَلَيْهِ الصّابُ والسَّلَعُ

''اگر چہ لوگوں میں ان کے بعد بھی سبقت کرنے والے پیدا ہوئے لیکن ہر سبقت کرنے والا سبقت اور رفعت میں ان کے تابع ہے۔ وہ اپنے غلاموں اور دوستوں پر مال لٹانے میں بخل سے کام نہیں لیتے اور انہیں کسی امید میں ناکامی کا سامنا نہیں ہوتا۔ وہ نادان اور جاہل نہیں ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی عقل ودانش میں جہالت ونادانی کی گنجائش ہی نہیں رکھی گئی۔ وہ پاکدامن اور عفیف ہیں، ان کی عفت کا ذکر وحی میں کیا گیا ہے وہ کسی چیز کی لالچ نہیں رکھتے اور نہ ہی لالچ انہیں رسوا کرتی ہے۔ ان کے کتنے ہی دوست ایسے ہیں جو ان کی طرف سے اعزاز واکرام حاصل کرتے ہیں اور ان کے دشمن ان سے جنگ کرکے ذلیل ورسوا ہوتے ہیں۔ انہوں نے ہدایت اور بھلائی کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سر تسلیم خم کردیا اور ان کی نصرت وحمایت سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹے۔ جب آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے چلنے کا حکم دیا تو پوری قوت اور طاقت کے ساتھ چل پڑے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکنے کا فرمایا تو فوراً رک گئے۔ ان کا یہ سفر یونہی جاری رہا یہاں تک کہ یہود ونصاریٰ بھی ان کے تابع ہوگئے اور ان کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے۔ جب وہ ناراض ہوں اور معاف کردیں تو خاموشی سے ان کے فضل کو قبول کرلو اور ان سے لڑنے کو کوشش نہ کرو البتہ جس چیز سے انہوں نے منع کیا ہے اس کا ارتکاب نہ کرنا کیونکہ یہ جنگ کا سبب ہوگا اور ان سے جنگ کی کڑواہٹ اندرائن اور سلع کے درخت سے بھی زیادہ ہے، تم ان کی دشمنی کو چھوڑ دو''

تشریح

اندرائن ایک انتہائی کڑوا زہر ہے جو انسان کی موت کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ اگر اس کا قطرہ آنکھ میں گر جائے تو انگارے جیسا محسوس ہوتا ہے اور اس سے بینائی بھی ضائع ہو جاتی ہے۔ عربی میں اسے "الحنظل" اور "الصاب" بھی کہتے ہیں۔

"سلع" یمن میں پیدا ہونے والا ایک درخت ہے جو انتہائی کڑوا ہوتا ہے اور بطور زہر کے استعمال ہوتا ہے۔ اس پر چھوٹے انگوروں جیسا پھل لگتا ہے یہ پھل جب خوب اچھی طرح پک جائے تو سیاہ ہو جاتا ہے اور بندر اسے کھاتے ہیں۔

16- نَسْمُو اذا الحربُ نالَتنا مَخالِبُهَا اذا الزّعانِفُ منْ أظفارِهَا خَشَعُوا
17- لا فَخْرَ انْ هُمْ أصَابوا من عَدُوّهِمِ وَان أُصِيبُوا فَلاخُورٌ وَلا جُزُعُ
18- كأنّهُمْ فى الوَغى وَالموْتُ مُكتَنِعٌ أُسْدٌ بِبِيشَةَ فى أرْسَاغِهَا فَدَعُ
19- اذَا نَصَبْنَا لِقَوْمٍ لا نَدِبُّ لَهُمْ كما يَدِبُّ الى الوَحْشِيّةِ الذَّرَعُ

"جب جنگ ان لوگوں میں اپنے پنجے گاڑ دے تو یہ اس کی طرف کود پڑتے ہیں حالانکہ بزدل لوگ جنگ سے ڈر رہے ہوتے ہیں۔ اگر یہ دشمن پر حملہ کریں تو فخر کا اظہار نہیں کرتے اور اگر ان پر حملہ کیا جائے تو اپنے دفاع میں ضعف اور بزدلی سے کام نہیں لیتے۔ جنگ کے دوران جب موت ان کے سر پر آجاتی ہے تو اس وقت بھی شیر کی طرح بپھرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ جب کسی قوم کی طرف لپکتے ہیں تو اس کی طرف رینگ کر نہیں جاتے جس طرح گائے کا بچہ اس کی طرف رینگتا ہے، بلکہ ٹوٹ کر اس پر پڑتے ہیں"

20- أكْرِمْ بِقَوْمٍ رَسولُ اللهِ شِيعتُهُمْ اذَا تفرّقَتِ الأهْوَاءُ وَالشِّيَعُ
21- أهْدَى لَهُمْ مِدَحى قَوْمٌ يُوَازِرُهُ فِيما يُحِبُّ لِسَانٌ حائِكٌ صَنَعُ
22- فانّهُمْ افضَلُ الأحيَاءِ كلّهِمِ انْ جَدّ بالنّاسِ جِدُّ القَوْلِ أوْ شمعوا

"اس قوم کی عزت واحترام کرو جس کی مصیبت میں اس کے مددگار

رسول اللہ ﷺ ہیں۔ میری کاریگر اور ماہر زبان نے میری کی گئی
تعریف انہیں تحفہ میں دی ہے وہ ایک ایسی قوم ہیں جو محبوب چیزوں
کے حاصل کرنے میں دوستوں سے تعاون کرتے ہیں۔ بلاشبہ وہ تمام
قبائل سے افضل ہیں خواہ وہ سنجیدگی سے بات کریں یا مزاح کریں"

جب حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے کلام سے فارغ ہوئے تو بنوتمیم کے اقرع بن حابس کھڑے ہو گئے اور کہا:

"اس آدمی کو ہم سے زیادہ عطا کیا گیا ہے، ان کا خطیب ہمارے
خطیب سے بہتر ہے، ان کا شاعر ہمارے شاعر سے اچھا ہے اور ان
کی آوازیں ہماری آوازوں سے اونچی ہیں"

اس کے بعد بنوتمیم نے اسلام قبول کر لیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں بہت سے اعزاز واکرام سے نوازا اور انہیں بہت اعلیٰ تحفے پیش کیے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا قلعہ

[من الطویل]

1- اَرِقْتُ لِتَوْمَاضِ الْبُرُوْقِ اللَّوَامِعِ   وَنَحْنُ نَشَاوَى بَيْنَ سَلْعٍ وَفَارِعِ

"جب ہم سلع پہاڑ اور فارع نامی قلعہ کے درمیان نشے کی حالت
میں پڑے تھے تو بجلیوں کی کڑک اور بادلوں کی گرج نے میری نیند
اڑا دی"

تشریح

"فارع" حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے قلعے کا نام ہے۔

2- اَرِقْتُ لَهٗ حَتّٰى عَلِمْتُ مَكَانَهٗ   بِاَكْنَافِ سَلْعٍ وَالتِّلَاعِ الدَّوَافِعِ

3- طَوَى أبرَقَ العَزّافِ يَرْعُدُ مَتنُهُ   حَنِينَ المَتَالى نحوَ صَوْتِ المُشايعِ

''جب میں بیدار ہوا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ بادل سلع پہاڑ اور اس کے ارد گرد کے ٹیلوں کے اوپر سے گزر رہے ہیں، بادلوں نے گرج وچمک کے ساتھ مقام ابرق العزاف کو اس طرح چلتے ہوئے طے کیا جیسے اونٹ چرواہے کی بانسری کی آواز کی طرف چلتے ہیں''

غزوہ بدر میں شہید ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم

[من الطويل]

1- ألا يَا لَقَوْمٍ هَلْ لما حُمّ دافعُ   وَهَلْ ما مَضَى من صالح العيش راجعُ

2- تذكَرْتُ عصْراً قد مَضَى فتهافَتَتْ   بَناتُ الحَشا وانهلّ منّي المَدامعُ

3- صَبَابَةُ وَجْدٍ ذكَرَتني أحِبّةً   قَتلى مضَوْا فيهِمْ نُفيْعٌ وَرَافعُ

4- وَسَعْدٌ فَاضْحَوْا فى الجِنَانِ وَأوْحَشَتْ   منازِلُهُمْ وَالأرْضُ منهُمْ بَلاقعُ

5- وَفَوْا يَوْمَ بَدْرٍ للرّسولِ وفوقَهُمْ   ظِلالُ المَنَايَا والسّيوفُ اللّوامعُ

6- دَعَا فأجَابُوهُ بحَقٍّ وكُلُّهُمْ   مُطِيعٌ لَهُ فى كلّ أمْرٍ وَسَامعُ

7- فَمَا بَدّلوا حتى تَوَافَوْا جَمَاعَةً   وَلا يَقْطَعُ الآجَالَ الا المَصَارِعُ

8- لأنّهُمْ يَرْجُونَ مِنْهُ شَفَاعَةً   اذا لَمْ يَكُنْ الاّ النّبيّينَ شَافعُ

9- وَذَلِكَ يا خَيرَ العِبَادِ بَلاء نَا   وَمَشْهَدُنَا فى اللّهِ والمَوْتُ نَاقعُ

10- لَنا القَدَمُ الأولى اليك وَخَلْفُنَا   لأوّلنَا فى طَاعَةِ اللّهِ تَابعُ

11- وَنَعْلَمُ أنّ المُلْكَ لِلّهِ وَحْدَهُ   وَأنّ قَضَاءَ اللّهِ لا بُدّ وَاقعُ

''اے قوم! کیا تقدیر میں لکھی ہوئی بات کو ٹالا جا سکتا ہے؟ کیا گزرے ہوئے زمانے کو واپس لایا جا سکتا ہے؟ مجھے گزرا ہوا زمانہ یاد آیا تو میرا دل غمگین اور آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ یہ بے چینی

میرے ان دوستوں کی یاد میں ہے جو شہید ہو گئے ان شہید ہونے والوں میں نفیع، نافع بن معلیٰ انصاری اور سعد شامل ہیں۔ یہ لوگ تو جنت میں چلے گئے لیکن ان کے گھر ان کے نہ ہونے کی وجہ سے ویران ہو گئے۔ جب ان کے اوپر موت کے سائے منڈلا رہے تھے اور چمکتی تلواریں چل رہی تھیں اس وقت بھی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہوا عہد وفا کیا۔ انہوں نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار پر لبیک کہا اور وہ سب کے سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو سننے والے اور اطاعت کرنے والے تھے۔ انہوں نے بالکل وعدہ خلافی نہیں کی یہاں تک کہ دشمن کی جماعت کے خلاف برسر پیکار ہو گئے۔ کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے دن شفاعت کی امید کرتے ہیں کہ اس دن انبیاء کے علاوہ کسی کی سفارش کام نہ آئے گی۔ اے لوگوں میں سب سے بہترین ذات والے پیغمبر! ہماری محنت اور جہاد صرف اور صرف اللہ کے راستے میں اگر ہم اللہ کے لئے نہ لڑیں موت نے تو پھر بھی آنا ہے۔ اللہ نے ہمیں اپنے فضل سے آپ پر ایمان لانے والوں میں سب سے مقدم رکھا اور ہمارے بعد آنے والے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں پہلے آنے والوں کے تابع ہوں گے۔ ہم دل سے اس بات کو مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کے فیصلوں نے نافذ ہو کر رہنا ہے"

تعلق ورشتے، ختم کر گیا وہ

[من البسیط]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار زمانہ جاہلیت کے ہیں جن میں انہوں نے تعلق والی خاتون اور اس سے جدائی کا ذکر کیا ہے، نیز اس قصیدہ میں ان کی بہادری اور

شجاعت کا تذکرہ بھی ہے:

١- بَانَتْ لَمِيسُ بِحَبْلٍ مِنكَ أَقْطَاعِ وَاحتلّتِ الغمْرَ نَزْعاً ذاتَ أَشْرَاعِ

''لمیس جاتے ہوئے تعلق کی رسی کو ٹکڑے ٹکڑے کر گئی اور خوشحالی اور عیش کی زندگی بسر کرنے لگی''

تشریح

''لمیس'' خاتون کا نام ہے۔

دوسرے مصرع کا ایک ترجمہ ذکر کیا گیا، ایک اور انداز میں اس کا ترجمہ یوں بھی کیا گیا ہے:

''وہ غمر نامی کنویں کے پاس قیام پذیر ہوگئی جہاں کنویں کی گہرائی کم ہونے کی وجہ سے ڈول کو ہاتھ سے ڈال کر پانی نکال لیا جاتا ہے اور منہ لگا کر بھی پانی پیا جا سکتا ہے''

2- وَأَصبَحَتْ فی بنی نصرٍ مُجاوِرَةً تَرْعى الأَبَاطِحَ فی عِزٍّ وَامْرَاعِ
3- كَأَنَّ عَيْنَيَّ اذْ وَلَّتْ حُمولُهُمْ فِي الفجرِ فَيْضُ غروبٍ ذاتِ أترَاعِ
4- هَلاَّ سألْتِ هَدَاكِ اللّهُ ما حسبی أُمَّ الوَلِيدِ وَخَيرُ القَوْلِ للوَاعی
5- هل أغفرُ الذنبَ ذا الجُرحِ العظيمِ ولوْ مَرَّتْ عَجَارِفُهُ مِنی بأوْجَاعِ

''وہ بنو نصر کے پاس رہائش پذیر ہوگئی ہے جہاں پانی کی کھلی نالیاں ہیں اور عزت وخوشحالی کی زندگی ہے۔ جب فجر کے وقت میں نے ان کی سواریوں کو جاتے ہوئے دیکھا تھا تو میری آنکھیں اشکوں کا سیل رواں معلوم ہوتی تھیں۔ اے ام ولید! اللہ تجھے صحیح راستہ بجھائے تو نے مجھ سے میرے بارے میں پوچھا کیوں نہیں، کہ میرا تعارف یقیناً تیرے قدم روک سکتا تھا، تیری جانے کے بعد تیری جدائی کے زخم کو میں کیسے بھول سکتا ہوں جو میرے رگ وریشہ میں سرایت کر چکا ہے''

تشریح

مذکورہ اشعار میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے محبوب سے اپنی جدائی اور اس کی تڑپ کا ذکر کیا ہے۔

6- اللّٰهُ يَعْلَمُ ما أسْعى لِجُهْلِهِم وَمَا يَغِيبُ بِهِ صَدْرِى وَأضْلاعى
7- أسْعى عَلى جُلّ قَوْمٍ كان سَعْيُهُمُ وَسْطَ العَشِيرَةِ سَعْياً غَيْرَ دَعدَاعِ
8- وَلا أُصَالِحُ مَن عَادَوا وَأخذُلُهُمُ وَلا أغِيبُ لَهُمْ يَوْماً بِأقْذَاعِ

''میں نے ان کے لئے جو کوشش کی ہے وہ اللہ ہی جانتا ہے اور میری دل میں ان کے لئے جو محبت ہے اس کا علم بھی سوائے اللہ کے کسی کو نہیں۔ میں ان کے لئے کوشش کیوں نہ کروں جبکہ وہ خود بھی اپنے لئے کوشش کرتے ہیں تو میں اس میں ان سے آگے بڑھنا چاہتا ہوں۔ جو ان سے دشمنی کرے گا میں اس سے مقابلہ کروں گا اور اسے رسوا کروں گا اور اپنی زبان سے کبھی ان کے بارے میں نامناسب بات نہیں کہوں گا''

تشریح

ان اشعار میں محبوبہ کے قبیلے سے تعلق کا ذکر ہے۔

9- وَقَدْ غَدَوْتُ على الحانوتِ يَصْبَحُنى مِنْ عاتِقٍ عينَ الدّيك شعشاعِ
10- تَغدُو عَلىّ نَدْمانى لِمرفَقِهِ نَقْضى اللّذاتِ من لهْوٍ وَأسْمَاعِ
11- اذا نَشاءُ دَعَوْنَاهُ فَصَبّ لَنَا مِن فَرْغِ مُنْتَفِجِ الحيزُومِ رَكّاعِ

''میں مے فروش کے پاس گیا اور اسے کہا کہ وہ مجھے ایسی شراب پلائے جو پرانی ہو، مرغ کی آنکھ کی طرح صاف ہو اور اس میں آمیزش کی گئی ہو۔ میرے شراب کے ساتھی بھی آگئے تو ہم نے وقت کو لذت، عیش و مستی اور دلچسپ باتوں میں بسر کیا۔ جب

ہماری چاہت ہوتی تو ہم ساقی کو بلا لیتے اور وہ ہمارے سینوں میں
ایسی شراب ڈالتا جو سارے غم بھلا دیتی“

12- لَقَدْ غَدوتَ أمام القومِ منتطقا بِصارِمَ مثل لون الملح قِطَاعُ

13- تَحْفِزُعنّى نجادَ السّيْفِ سابغةٌ فضْفاضَةٌ مِثْلُ لَوْن النِهْيِ بالقَاعِ

14- فى فِتْيَةٍ كسيُوفِ الهندِ أوْجُهُهُمْ نَحْوَ الصّريخ اذا ما ثَوّبَ الدّاعى

”بعض اوقات میں دشمنوں کا ایسی تلوار سے مقابلہ کرتا ہوں جو
نمک کی طرح سفید چمک دار اور خوب کاٹنے والی ہے۔ اس وقت
میری پاس تلواروں کے وار سے میری حفاظت کے لئے ایک ایسی
زرہ ہوتی ہے جو وسیع، مضبوط، با اعتماد اور سفید رنگ کی ہے۔
دشمنوں سے مقابلہ کے وقت میرے پاس ایسے ساتھی ہوتے ہیں
جن کے چہرے ہندی تلواروں کی طرح ہیں اور وہ پکارنے والے
کی آواز کی طرف لپک کر جاتے ہیں“

غزوہ احد کے بارے میں چند اشعار

[من الطويل]

1- أشاقَكَ مِنْ أُمّ الوَلِيدِ رُبُوعُ بَلاقِعُ ما مِنْ أهْلِهِنّ جَمِيعُ

2- عَفاهُنّ صَيْفِيُّ الرّبيع ووَاكِفٌ من الدّلوِ رَجّافُ السحابِ هَمُوعُ

3- فَلَمْ يَبْقَ الاّ مَوْقِدُ النّارِ حَوْلَهُ رَوَاكِدُ أمْثَالُ الحَمامِ وُقُوعُ

4- فَدَعْ ذِكْرَ دَارٍ بَدّدَتْ بينَ أهْلِهَا نَوًى فَرّقَتْ بينَ الجمعِ قَطُوعُ

”تجھے ام ولید کے علاقے اور ویران گھروں کو دیکھنے کا شوق ہے
جن میں رہنے والے اب جا چکے ہیں۔ ان مکانوں کے نشانات کو
موسم بہار کی بارشیں، گرج وچمک والے بادل اور حوادثات زمانہ

نے مٹا دیا ہے۔ اب وہاں سوائے چولہوں کے کچھ باقی نہیں جن
کے گرد چولہوں کے پتھر کبوتروں کی طرح پڑے ہیں، اے میرے
دوست! ان مکانات کا تذکرہ چھوڑو جہاں رہنے والوں کو حالات
نے جدا کر دیا اور ان کے تعلق کو فراق نے ختم کر دیا"

تشریح

ان اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک موضوع سے دوسرے موضوع کی طرف انتقال فرمایا ہے ادب کی اصطلاح میں اس طرز کلام کو "اقتضاب" کہا جاتا ہے۔

پہلے محبوبہ اور اس کے مکانات کا ذکر تھا آگے غزوہ احد کا واقعہ بیان کر رہے ہیں:

5- وَقُلْ انْ يَكُنْ يومٌ بأُحُدٍ يَعُدُّهُ سَفِيهٌ فانّ الحَقّ سَوْفَ يَشِيعُ
6- وقد صَارَبَتْ فيه بنو الأوْسِ كلُّهُمْ وكانَ لَهُمْ ذِكْرٌ هناكَ رَفِيعُ
7- وَحَامَى بنو النَّجّارِ فيهِ وَضَارَبوا وما كان منهمْ فى اللّقاءِ جَزُوعُ
8- أمامَ رَسولِ اللّهِ لا يَخْذُلونَهُ لَهُمْ نَاصِرٌ من رَبّهِمْ وَشَفِيعُ
9- وَفَوْا اذ كفرْتُمْ يا سَخِينَ بربّكم وَلا يَسْتوى عَبْدٌ عَصَا وَمُطِيعُ

"اگر احد کے دن کو کوئی بے وقوف شخص ہمارے لئے برا خیال
کرے تو یہ اس کی غلطی ہے، حق عن قریب چھا کر رہے گا۔ بنو اوس
نے اس غزوہ میں بھرپور طریقہ سے جنگ کی اور اس میں ان کا ذکر
بلند ہوا ہے۔ بنو نجار نے بھی اسلام اور اہل اسلام کی خوب حمایت
کی ہے اور انہوں نے خوب جنگ کی، دشمن سے مقابلہ کرنے میں
وہ کسی قسم کی گھبراہٹ کا شکار نہ ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
سامنے انہوں نے خوب بہادری سے قتال کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
لئے جانیں نچھاور کرنے کے جذبے سے لڑے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان
کے لئے رب تعالیٰ کی طرف سے مددگار اور اللہ کے دربار میں

سفارش کرنے والے ہیں۔ اے سخین! تم نے کفر کیا اور وہ ایمان لائے، نافرمان اور فرماں بردار بندے برابر نہیں ہو سکتے''

تشریح

''یا سخین'' کا لفظ حضرت حسان رضی اللہ عنہ بطور طنز و تعریض کے استعمال فرمایا ہے۔ سخین دراصل '' سخینة'' سے مخفف ہے۔ '' سخینة''ایک کھانے کو کہتے ہیں جو آٹے اور کھجور سے بنایا جاتا ہے۔ قریش لوگ اس کھانے کو بہت شوق سے کھاتے تھے اسی وجہ سے انہیں تعریضاً ''سخینہ'' کہا جانے لگا۔

10- بأيمانِهِمْ بِيضٌ اذا حَمِيَ الوَغَى فلا بُدّ أنْ يَرْدَى بِهِنّ صَرِيعُ

11- كما غَادَرَتْ فى النّقعِ عُثمانَ ثاوِياً وَسَعْداً صَرِيعاً وَالوَشِيجُ شُرُوعُ

12- وَقَدْ غادرَتْ تحتَ العَجاجةِ مُسنَداً أُبَيّاً وَقَدْ بَلّ القَميصَ نَجيعُ

13- بكَفّ رَسولِ اللهِ حَتّى تلفّفَتْ عَلى القَوْمِ مِمّا قَدْ يُثِرْنَ نُقوعُ

14- أُولئكَ قَوْمي سادَةٌ من فُروعِهِمْ وِمِنْ كُلّ قَوْمٍ سَادَةٌ وَفُرُوعُ

15- بِهِنّ يُعِزُّ اللّهُ حِينَ يُعِزُّنَا وانْ كان أمْرٌ يا سَخِينَ فَظيعُ

16- فانّ تذكُرُوا قَتْلي وَحمزَةُ فيهِمُ قَتِيلٌ ثَوَى للّهِ وَهْوَ مُطِيعُ

17- فانّ جِنَانَ الخُلْدِ مَنْزِلُهُ بِهَا وَأمْرُ الّذى يَقْضِى الأمورَ سَرِيعُ

18- وَقَتْلاكُمُ فى النّارِ أفضَلُ رِزْقِهِمْ حَمِيمٌ مَعاً فى جوْفِهَا وَضَرِيعُ

''جب لڑائی اپنے زوروں پر پہنچی تو ان کے ہاتھوں میں موجود سفید تلواروں سے دشمنوں کا ہلاک ہونا یقینی ہوگیا۔ جب نیزوں کا چلنا شروع ہوگیا تو عثمان بن طلحہ اور سعد بن طلحہ خاک وخون میں نہا کر ہلاک ہوئے پڑے تھے۔ گرد وغبار کے نیچے ابی بن خلف کی لاش بھی پڑی تھی جس کی قمیص کو اس کے خون نے رنگین کر رکھا تھا۔ اس کی موت رسول پاک ﷺ کے ہاتھ سے واقع ہوئی تھی، اس جنگ کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ لوگوں کے جسم غبار سے اٹے ہوئے

تھے۔ بہادری کا یہ کارنامہ دکھانے والے میری قوم کے لوگ ہیں، ہر قوم میں کچھ سردار اور کچھ ماتحت ہوتے ہیں لیکن ہمارے لوگ سارے کے سارے سردار ہیں۔اے سخین!(قریش سے خطاب ہے، اس کی تفصیل ابھی گزری) اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ ہمیں عزت عطا کرتا ہے خواہ معاملہ کتنا سخت ہی کیوں نہ ہو۔ اگر تم احد کے شہداء کو یاد کرو تو حمزہ رضی اللہ عنہ کو ضرور یاد کرنا وہ اللہ کے فرماں بردار بندے تھے اور اسی کے نام پر قربان ہو گئے۔ جنت الفردوس ان کا ٹھکانہ بن گئی اور اللہ تعالیٰ کا امر تیزی سے ان پر نافذ ہو گیا۔ اے کفار! تمہارے مقتول جہنم میں ہیں اور وہاں ان کا سب سے بہتر کھانا گرم کھولتا پانی اور کانٹے دار کھانا ہے جو ان کے پیٹ میں داخل ہو کر رہے گا''

﴿حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے سنہرے اقوال﴾

[من الکامل]

1- أَعْرِضْ عن العَوْرَاءِ انْ أُسْمِعْتَهَا وَاقْعُدْ كأنّكَ غافِلٌ لا تَسْمَعُ

''اگر آپ کے سامنے کوئی غلط یا نامناسب بات کی جائے تو آپ اس سے ایسے ناآشنا ہو کر بیٹھیں کہ آپ نے گویا اس بات کو سنا ہی نہیں''

2- وَدَعِ السّؤالَ عن الأمورِ وبَحثِهَا فَلَرُبّ حافِرِ حُفرَةٍ هُوَ يُصْرَعُ

''چیزوں کے بارے میں فضول سوالات سے پرہیز کریں اور یاد رکھیں کہ بعض اوقات گڑھا کھودنے والا خود اسی میں جا گرتا ہے''

3- والزَمْ مُجالَسَةَ الكِرامِ وفِعْلَهُمْ واذا اتبَعْتَ فأبْصِرَنْ مَنْ تَتبَعُ

''سمجھ دار اور معزز لوگوں کی ہم نشینی کو اختیار کریں اور ان کے افعال

کی اتباع کریں، جب کسی کی پیروی کرنے لگیں تو اس بات پر اچھی
طرح غور وفکر کرلیں کہ آپ کس کی اتباع کررہے ہیں''

4- لا تَتْبَعَنّ غَوَایَةً لِصَبَابَةٍ اِنّ الغَوَایَةَ کلَّ شرٍّ تَجْمَعُ
''عشق ومحبت سے پیدا ہونے والی گمراہی کی پیروی مت کریں یہ
گمراہی ہر شر کو جمع کردیتی ہے''

5- وَالقَوْمُ اِنْ نَزِرُوا فزِدْ فی نَزْرِهِمْ لا تقعُدَنّ خِلالَهُمْ تَتَسَمّعُ
''جب لوگ عطا کے باوجود آپ سے زیادہ مانگیں تو آپ انہیں اور
زیادہ عطا کریں، نیز شہرت حاصل کرنے کے لئے ان کے درمیان
مت بیٹھیں''

6- والشُّرْبَ لا تُدمنْ وخُذْ معرُوفَهُ تُصْبِحْ صَحِیحَ الرّأسِ لا تَتَصَدّعُ
''حرام چیز یعنی شراب کے پینے سے پرہیز کریں اور پینے کے لئے
حلال چیزوں کا انتخاب کیجئے اس سے آپ کا دماغ درست رہے گا
اور بدحواسی کا شکار نہ ہوگا''

7- واکْدَحْ بنفسِكَ لا تُکلفْ غیْرَها فَبِدِینِهَا تُجزَی وعَنْها تدفَعُ
''اپنے آپ کو کسی قابل بناؤ اور اپنا بوجھ کسی اور پر مت ڈالو آدمی جو
بوتا ہے وہی کاٹتا ہے''

8- وَالمَوْتُ أعْدَادُ النّفوسِ وَلا أرَی مِنْهُ لِذی هَرَبٍ نَجاةً تَنْفَعُ
''موت سانسوں کے پورا ہونے کا نام ہے اور موت سے بچنے کے
لئے بھاگنے والے کو کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا''

بہادر لوگ

[من المتقارب]

زَبَانِيَةٌ حَوْلَ أَبْيَاتِهِمْ وَخُورٌ لدى الحرْبِ في المَعْمَعَهْ

''وہ ایسے طاقت ور اور بہادر لوگ ہیں جن کے دروازے پر کمزور لوگ جنگ میں مدد کے لئے جمع رہتے ہیں''

عتیبہ کی شیر کے ذریعے ہلاکت

[من السریع]

عتیبہ، مشہور دشمن اسلام ابولہب کا بیٹا تھا، اس کی کنیت ابوواسع تھی۔

جب عتیبہ بن ابی لہب نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو تکلیف پہنچائی اور آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو آپ نے اس کے حق میں بددعا فرمائی:

((اللهم سلط عليه كلبا من كلابك))

''اے اللہ! اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مسلط کر دیا''

ایک دن اس نے اپنے والد اور بھائیوں سے کہا ''اگر میں شیر کے کان پکڑ لوں تو کیا تم اس کو قتل کر دو گے'' سب نے اثبات میں جواب دیا، چنانچہ اس نے چھلانگ لگا کر شیر کو پکڑا اور انہیں مدد کے لئے پکارا لیکن انہوں نے اس کی کوئی مدد نہ کی، شیر نے عتیبہ کو قابو میں کیا اور اسے ہلاک کر دیا۔

اس پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے عتیبہ کی قوم کو عار دلاتے ہوئے مندرجہ ذیل شعر کہے:

1- سائلْ بنی الأشعَرِ ان جئتهُمْ ماكانَ أنباءُ بنى وَاسِعِ
2- اذْ تركوهُ وَهْوَ يدعوهمُ بالنّسَبِ الأقصَى و بالجامعِ
3- وَاللّيثُ يَعْلوهُ بأنْيابِهِ مُنْعفِراً وَسْطَ دَمٍ نَاقِعِ
4- لا يرْفَعُ الرّحمنُ مصرُوعَهُمْ وَلا يُوَهّنْ قُوّةَ الصّارِعِ

''اے مخاطب! اگر تو بنو اشعر کے پاس جائے تو ان سے پوچھنا کہ ابو واسع کی کیا خبر ہے، جب اس کے عزیزوں نے اسے تن تنہا چھوڑ دیا جبکہ وہ انہیں پکار رہا تھا۔ جب شیر اپنے نوکیلے دانتوں کے ذریعے اسے پھاڑ رہا تھا اور وہ بہتے خون میں لت پت پڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس مقتول کے ساتھ برا کرے اور حملہ کرنے والے شیر کی قوت کو کمزور نہ کرے''

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا ذی شان قبیلہ

مندرجہ ذیل اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے والد اور قبیلے کی سخاوت، قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک، قحط سالی کے باوجود حسن معاشرت، جنگ میں بہادری کے مظاہرے اور اپنی شان وشوکت کا ذکر کر رہے ہیں:

1- نَشَدْتُ بَنِی النّجارِ أفْعالَ والدی اذا لمْ يَجِدْ عانٍ لَهُ مَن يُوَارِعُهْ
2- وَرَاثَ عَلَيهِ الوَافِدُونَ فما يَرَى علىَ النّأيِ مِنهُمْ ذا حِفاظٍ يُطالِعُهْ
3- وَسُدّ عَلَيْهِ كُلُّ أمْرٍ يُرِيدُهُ وَزِيدَ وَثاقاً فاقْفَعَلّتْ أصابعُهْ
4- اذا ذَكَرَ الحَيَّ المُقِيمَ حُلولَهُمْ وَأبْصَرَ ما يَلْقَى استهلّتْ مَدامعُهْ
5- ألَسْنَا نَنصُّ العِيسَ فيهِ على الوَجا اذا نَامَ مَوْلاهُ وَلَذّتْ مَضَاجعُهْ
6- وَلا نَنْتَهي حَتّى نَفُكّ كُبولَهُ بأمْوَالِنَا والخيْرُ يُحمَدُ صَانعُهْ

''میں نے بنو نجار کو اپنے والد کے کارنامے سنائے ہیں۔ میں پوچھتا

ہوں کہ جب قیدی کو کوئی سہارا نہ ملتا تھا، اس کو چھڑانے کے لئے جانے والے تاخیر کر جاتے تھے اور قیدی کو کوئی ایسا شخص نہ ملتا تھا جو اس کی مدد کر سکے، اس پر تمام معاملات کی بندش کر دی جاتی تھی اور اس کی بیڑیوں کو اور زیادہ مضبوطی سے باندھ دیا جاتا تھا جس سے اس کی انگلیاں شل ہو جاتی تھیں۔ جب وہ اپنے قبیلے کے لوگوں کی خوشحالی کو یاد کرتا اور اپنی حالت کو دیکھتا تو اس کے آنسو بہہ جاتے۔ جب اس قیدی کی یہ حالت ہو جاتی تو کیا ہم اپنے اونٹوں کو تیز بھگا کر اس کی آزادی کی کوشش نہ کرتے تھے؟ حالانکہ اس قیدی کے رشتہ دار اپنے بستروں پر میٹھی نیند سو رہے ہوتے تھے۔ ہم اس وقت تک چین سے نہ بیٹھتے جب تک مال کو خرچ کر کے اس کی بیڑیوں کو کھلوا نہ دیتے اور اسے آزاد نہ کرا دیتے۔ اچھا اور قابل قدر کام کرنے والے کی تعریف کی جاتی ہے۔''

تشریح

مذکورہ اشعار میں حضرت حسان بن ثابت نے اپنے قبیلے کے لوگوں کی سخاوت اور قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کا ذکر کیا ہے۔

7- وَأَنْشُدُكُمْ والبَغْيُ مُهْلِكٌ أهلِه اذا ما شِتَاءُ المَحْلِ هبَّتْ زَعَازِعه

8- اذا ما وَلِيدُ الحيّ لم يُسْقَ شَرْبَةً وَضَنّ عَلَيْهِ بالصَّبوحِ مَرَاضِعُهُ

9- وَرَاحتْ جِلادُ الشوْلِ حُدباً ظهورُنا الى مسْرَحٍ بالجَوّ جَدْبٍ مَرَاتِعُهُ

10- ألسْنَا نكِبُّ الكُومَ وَسطَ رِحَالِنَا ونَستَصْلِحُ المَوْلى اذا قلّ رَافِعُهُ

11- فانْ نَابَهُ أمْرٌ وَقَتْهُ نُفوسُنَا وَما لَنَا مِنْ صَالِحٍ فهوَ وَاسِعُهُ

''میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں (ساتھ یہ بھی کہتا ہوں کہ جھوٹ اور سرکشی انسان کو ہلاک کر دیتی ہے) کہ جب قحط سالی اپنے ڈیرے جما لیتی اور بچوں کو پینے کے لئے دودھ کا ایک قطرہ

بھی نہ ملتا اور دودھ پلانے والی عورتیں بچوں کو دودھ پلانے میں
بھی بخل سے کام لیتیں اور بھوک کی وجہ سے جانوروں کے پیٹ کمر
سے لگ جاتے اور وہ چراگاہوں سے بھوکے واپس آنے لگتے۔
جب یہ حالات پیدا ہوتے تو کیا ہم لوگ اپنی موٹے کوہانوں
والے اعلیٰ نسل کے اونٹوں کو ذبح نہیں کیا کرتے تھے؟ اور کیا ہم
اپنے عزیزوں کی حالت درست نہیں کیا کرتے تھے جب اس کو
تنگ دستی لاحق ہو جاتی؟ اگر اسے کوئی مصیبت پیش آتی تو ہمارے
ذریعہ سے دور ہوا کرتی تھی اور ہماری طرف سے آنے والی ہر خیر
وسیع ہوا کرتی تھی''

تشریح

مذکورہ اشعار میں حضرت حسان بن ثابت نے سخت قحط کی حالت میں اپنے قبیلے کو لوگوں کی دریا دلی، مہمان نوازی اور حسن سلوک کا ذکر کیا ہے کہ ایسے مشکل حالات میں انہوں نے بھوکوں کو کھانا کھلایا اور تنگ دستوں کی مدد کی ہے۔ اگلے اشعار میں بہادری کا ذکر ہے:

12- وأنشُدُكُمْ والبغيُ مُهلِكُ أهْلِهِ اذا الكبشُ لم يوجدْ لَهُ من يُقارِعُه
13- ألَسْنَا نُوَازِيهِ بِجَمْعٍ كأنّهُ أتِيٌّ أبَدّتهُ بِلَيْلٍ دَوَافِعُهْ
14- فَنكثُرُكُمْ فِيهِ ونَصْلى بحرّهِ ونَمْشي الى أبْطالِهِ فَنُماصِعُهْ

''میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں (ساتھ یہ بھی کہتا ہوں کہ
جھوٹ اور سرکشی انسان کو ہلاک کر دیتی ہے) کہ لشکر کے سپہ
سالار کو دشمن پر حملہ کرنے کے لئے جب افراد کی ضرورت پڑتی
ہے تو ہم ہی ہیں جو اس کے لشکر میں اضافہ کرتے ہیں اور اسے
دشمن سے مقابلہ کرنے کی طاقت فراہم کرتے ہیں۔ ہمارا لشکر
سیل رواں کی طرح معلوم ہوتا ہے اور ہم تمہاری تعداد میں
اضافہ کر دیتے ہیں اور دشمن سے برسر پیکار ہو کر تلواروں سے

قتال کرتے ہیں''

15- وأنشُدُكُمْ والبَغيُ مُهلِكٌ أهلِهِ اذا الخصْمُ لم يوجَدْ لَهُ مَن يُدافعُهُ

16- ألَسْنَا نُصَادِيهِ ونَعدِلُ مَيْلَهُ وَلا نَنْتَهي أوْ يخلُصَ الحقُّ ناصِعه

17- فَلا تكْفُرُونَا مَا فَعَلنَا اليْكُمُ وَأثنُوا بِهِ والكُفُر بُورٌ بَضَائعهُ

18- كما لَوْ فَعَلتُمْ مثلَ ذَاكَ اليهِمِ لأثنُوا بِهِ ما يأثُرُ القوْلَ سامعُهُ

''میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں (ساتھ یہ بھی کہتا ہوں کہ جھوٹ اور سرکشی انسان کو ہلاک کر دیتی ہے) کہ کسی فریق کو دفاع کرنے کے لئے کوئی قوت نہ ملے تو کیا ہم مقابلہ کر کے حق کو نافذ کر کے دم نہیں لیتے تھے؟ جب تم نے ہمارے یہ سارے کارنامے سن تو ہماری صفات کا انکار نہ کرو اور ہماری تعریف میں بخل سے کام نہ لو، حق کا انکار تو ایک نقصان دہ تجارت کی طرح ہے۔ اگر تم کوئی ایسا قابل تعریف کام کرتے تو یقیناً اس کی بھی تعریف ہوتی اور ان باتوں کو سنا جاتا''

بنو معیص کا ذکر

[من الوافر]

1- فَلاوَاللّٰهِ ماتدري مَعِيصٌ اَسَهْلٌ بطْنُ مَكّةَ أمْ يفاعُ

2- وكلُّ مُحارِبٍ وَبَنى نِزَارٍ تبيّنَ فى مَشافِرِهِ الرَّضاعُ

''خدا کی قسم! قبیلہ معیص والوں کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ انہیں یہ بھی پتہ نہیں کہ بطن مکہ کی سرزمین نرم اور سیدھی ہے یا ڈھلوان اور ٹیلا نما ہے۔ قبیلہ محارب اور بنو نزار کا یہ حال ہے کہ ان کے ہونٹوں سے دودھ پینے کے آثار ظاہر ہوتے ہیں''

تشریح

دوسرے شعر میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے قبیلہ محارب اور قبیلہ بنونزار پر دو اعتبار سے طنز کیا ہے:

1- وہ ایسے خسیس اور معمولی لوگ ہیں کہ بکریوں اور اونٹنیوں کے تھنوں سے منہ لگا کر دودھ پیتے ہیں اور اس کے آثار ان کے ہونٹوں سے واضح ہوتے ہیں۔

2- ان کے لئے "مشافرۃ" کا لفظ استعمال کیا ہے، "مشافر" اونٹ کے ہونٹوں کو کہتے ہیں۔اس طرح انہیں اونٹ سے تشبیہ دی ہے۔

3- وما جُمَحٌ ولوْ ذُكِرَتْ بشیء ولا تَیْمٌ فَذلکُمُ الرَّعاعُ

4- لأنّ اللّوْمَ فیهِمْ مُستَبِینٌ اذا كان الوقائعُ والمِصَاعُ

5- وَمَخْزُومٌ هُمُ وَعَدِیُّ كَعْبٍ لِئَامُ النَّاسِ، لَیْسَ لَهُمْ دِفَاعُ

"قبیلہ جمح والے اور بنو تیم بھی قابل ذکر لوگ نہیں۔ یہ سب معمولی اور گری پڑی قومیں ہیں۔ کیونکہ جب قتال اور جنگ کا موقع آتا ہے تو ان کی بزدلی اور کمینگی ظاہر ہوجاتی ہے، بنومخزوم اور بنو عدی معمولی لوگوں میں سے ہیں اور ان کے پاس اپنے دفاع کی صلاحیت نہیں ہے"

بنو اسلم کا تذکرہ

[من البسیط]

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی کا تعلق قبیلہ بنو اسلم سے تھا، اس نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی ہجو بیان کی۔ اس کے جواب میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنو اسلم کی مذمت میں درج ذیل اشعار کہے:

1- لَقَدْ أتى عن بَنى الجَرْباءِ قولُهُمْ   وَدُونَهُمْ دُفُّ جمدانٍ فموْضوعُ
2- قَدْ عَلِمَتْ أسْلَمُ الأنْذالُ أنّ لَهَا   جاراً سَيَقْتُلُهُ فى دارِهِ الجُوعُ
3- وَأنْ سيمْنَعُهُم ممّا نَوَوْا حَسَبٌ   لَن يبلُغَ المجدَ وَالعَلياءَ مقْطُوعُ
4- قد رَغِبُوا زَعموا عنى بأُختِهِمِ   وفى الذّرَى نَسَبى وَالمجدُ مرْفوعُ

''میرے پاس ایک خارش زدہ عورت کے بیٹوں کا کلام آیا ہے اور ان تک پہنچنے سے پہلے ''جمدان'' اور ''موضوع'' نامی پہاڑوں کی بلندیاں ہیں۔ بنو اسلم کے کمینے لوگوں کو علم ہو جائے کہ ان کا پڑوسی بھوک سے مر رہا ہے تو پھر بھی اس کو کھانے کے لئے کچھ نہیں دیتے۔ ان کا نامکمل اور ادھورا نسب انہیں ان کی مطلوبہ چیزوں تک پہنچنے نہیں دیتا۔ وہ ہرگز بزرگی اور بلندی تک نہیں پہنچ سکتے۔ انہوں نے اپنی بہن کی وجہ سے مجھ سے بے رخی برتی ہے حالانکہ میرا نسب عظمت کی چوٹیوں پر ہے اور میری بزرگی بہت بلند ہے''

﴿ایک انمول قصیدہ﴾

[من الكامل]

1- قَدْ حانَ قوْلُ قصيدةٍ مشهورَةٍ   شَنْعَاءَ أُرْصِدُهَا لِقوْمٍ رُضَّعِ
2- يَغلى بها صَدرِى وَأُحسِنُ حوكَهَا   وَأخَالُهَا سَتُقَالُ انْ لَمْ تُقْطَعِ
3- ذَهَبَتْ قُرَيْشٌ بالعَلاءِ وَأنتُمْ   تمشُونَ مَشْىَ المومِساتِ الخُرّعِ
4- فدعوا التخاجؤ وَامنعوا أستاهَكم   وَامشوا بمَدْرَجةِ الطريقِ المهْيَعِ
5- أنتُمْ بقِيّةُ قَوْمِ لوطٍ فاعْلَموا   والى خِناثِكُمُ يُشارُ باصْبَعِ
6- وَاذا قُرَيْشٌ حُصّلتْ أنسابُهَا   فبآلِ شجْعٍ فافخَرُوا فى المجمعِ
7- خُرْقٌ مَعازِيلٌ اذا جَدّ الوَغَى   بُطُنٌ اذا ماجارُهُم لم يَشْبَعِ

''شہرت پانے والے اور دشمن کو رسوا کردینے والے قصیدے کو کہنے کا وقت آ گیا ہے، جسے میں دودھ پینے والی قوم کے لئے لکھوں گا میرا سینہ اس قصیدہ کی وجہ سے کھول رہا ہے اور میں نے اس کی بناوٹ کو حسین بنانے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ میں اس کے بارے میں خیال کرتا ہوں کہ اگر اس کی روایت منقطع نہ ہوئی تو زبانیں اسے ہمیشہ بولتی رہیں گی۔ قریش عزت ورفعت کو پا گئے لیکن تم ذلیل اور فاحشہ عورتوں کی طرح ذلت کی زندگی گزار رہے ہو۔ غلط اور اونچے نیچے راستوں پر چلنے کی وجہ سے تمہارے سرین سوجھ چکے ہیں لہٰذا تم سیدھے اور صاف ستھرے راستوں پر چلنا شروع کردو۔ جان لو کہ تم قوم لوط کے باقی ماندہ لوگ ہو اور تمہاری رسوائی کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جاتا ہے۔ جب قریش کے نسب ناموں کو بیان کیا جائے گا تو تم مجالس میں آل شجع پر فخر کرو گے۔ جب لڑائی زور پکڑتی ہے تو تم بزدل اور کمزور ثابت ہوتے ہو اور جب تمہارے پڑوسی کے پاس بھوک مٹانے کے لئے بھی کھانا نہیں ہوتا تو تم پیٹ بھر کر کھا رہے ہوتے ہو''

﴿عاصی بن ہشام مخزومی کے بارے میں﴾

[من الطویل]

1- بنی القَینِ هَلاّ اذْ فخَرتُمْ بربعکم　　فخَرتُم بکِیرٍ عِنْدَ باب ابنِ جُنْدُعِ

2- بَناهُ ابوکم قَبلَ بُنیانِ دارِهِ　　بخَرْسٍ فاخفُوا ذِکرَ قَینٍ مُدَفَّعِ

3- والقُوا رَمادَ الکِیرِ یُعرَفُ وَسطکمْ　　لدی مَجلسٍ منکم لئیمٍ ومَفجَعِ

''اے لوہار کے بیٹو! تم اپنی جائیداد پر فخر کرنے کے بجائے اس

پھونکنی پر فخر کرو جو "ابن جندع" کے دروازے کے پاس پڑی ہے۔
تمہارے باپ نے یہ پھونکنی مکان بنانے سے پہلے چوری چھپے بنائی تھی، پس تم اس معمولی اور دھتکارے ہوئے لوہار کے ذکر کو پوشیدہ رکھو۔ تم اپنی شناخت کو چھپانے کے لئے جتنا بھی پھونکنی کی خاک کو اتارو لیکن تمہاری ذلت ورسوائی پھر بھی آشکارا ہو جائے گی"

﴿زرہوں کے چور کا قصہ﴾

[من الطويل]

ایک مرتبہ حضرت رفاعہ نے شام سے آیا ہوا کچھ آٹا اور اسلحہ خرید کر اپنے گھر میں رکھا تو بشیر بن ابیرق ابوطعمہ ظفری نے نقب لگا کر آٹا اور زرہیں چوری کرلیں، نیز آٹے کی بوری میں سوراخ کر کے ایک یہودی کے مکان تک لے گیا جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ چوری یہودی نے کی ہے، پھر یہ کیا کہ جب چوری کی خبر مشہور ہوگئی اور لوگوں کو ابن ابیرق پر شک ہونے لگا تو زرہیں یہودی کے پاس رکھوادی اور یہودی پر الزام لگا دیا۔
اہل علاقہ نے جب یہودی کے مکان کی تلاشی لی تو سارا سامان اس کے پاس سے برآمد ہوگیا اور حضور ﷺ نے بھی یہودی کو مجرم قرار دے دیا کیونکہ صورت حال سے یقینی طور پر یہی معلوم ہو رہا تھا۔
اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء کی درج ذیل آیات کو نازل فرمایا:
﴿وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا﴾(1)

(1) النساء 108-107

''اور مت جھگڑ ان کی طرف سے جو اپنے جی میں دغا رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں جو کوئی دغا باز اور گناہ گار ہو۔ شرماتے ہیں لوگوں سے اور نہیں شرماتے اللہ سے اور وہ ان کے ساتھ جبکہ مشورہ کرتے ہیں رات کو اس بات کا جس سے اللہ راضی نہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں سب اللہ کے قابو میں ہے''

جب بشیر بن ابیرق کا جرم ثابت ہو گیا تو وہ مکہ بھاگ کر کفر اختیار کر لیا، اگر منافق تھا تو اس کا کفر ظاہر ہو گیا اور اگر مسلمان تھا تو مرتد ہو گیا۔ مکہ جا کر اس نے سلافہ بنت سعد بن شہید انصاریہ کے پاس سکونت اختیار کی۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار اسی واقعہ کے بارے میں ہے:

1- وَمَا سَارِقُ الدِّرْعَينِ ان كنتَ ذاكِراً بذى كَرَمٍ مِنَ الرِّجالِ أُوَادِعُهُ
2- فَقَدْ أَنْزَلَتْهُ بنتُ سعدٍ فأصْبحتْ يُنازِعُهَا جِلْدَ اسْتِهَا وَتُنَازِعُهُ
3- فَهَلاَّ أَسِيداً جِئتَ جَارَكَ رَاغِباً اِلَيْهِ ولَمْ تَعمِدْ لَهُ فتُرَافِعُهُ
4- ظَنَنتم بأنْ يخفى الذى قد صَنعتُمُ وَفِينَا نبيٌّ عِندَهُ الوَحيُ وَاضِعُهُ
5- فَلَوْلا رِجالٌ منكُمْ أنْ يَسُوءَ هُمْ هِجائى لَقَدْ حلّتْ عليكم طوَالعُهُ
6- فان تذكُرُوا كَعْباً اذا مَا نَسِيتُمُ فهلْ مِنْ أديمٍ لَيْسَ فِيهِ أُكارِعُه
7- هُمُ الرَّأسُ وَالأذنابُ فى الناس أنتُم فَلَمْ تك الاّ فى الرّؤوسِ مسامعُهُ

''اے مخاطب! اگر تجھے یاد ہو تو تو جانتا ہوگا کہ زرہوں کا چور معزز اور اچھے لوگوں میں سے نہ تھا۔ سعد کی بیٹی سلافہ نے اسے اپنے پاس ٹھہرایا ہے اور اس اپنے بہت قریب بٹھاتی ہے۔ اے چور! تو نے اپنی غلطی کو تسلیم کر کے توبہ کیوں نہ کی تاکہ تجھے بلند درجہ مل جاتا۔ تم یہ خیال کرتے تھے کہ تمہارا جرم چھپ جائے گا حالانکہ ہمارے اندر ایسے نبی ﷺ ہیں جن کے پاس وحی اترتی ہے۔ اگر تم میں ایسے لوگ نہ ہوتے کہ جن کو میری ہجو بری لگے گی تو میں تمہاری بدبختی کا ستارہ طلوع کر دیتا۔ بنو کعب میں تمہارا درجہ ایسا ہے جیسے

جسم میں پنڈلی کے نچلے حصے کا ہوتا ہے، یہ سر کے درجہ میں ہیں تو تم
دم کے درجہ میں ہو اصل چیز تو سر ہے''

تشریح

آخری شعر میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ تمہارا بنو کعب کی طرف منسوب ہونا انہیں کوئی نقصان نہ دے گا کیونکہ وہ ان کے لئے دم کے درجہ میں ہیں اور تمہاری حیثیت اس قبیلہ میں انتہائی ذلیل اور رسوا کن ہے۔ جبکہ وہ اعلیٰ، معزز اور رفعت والے لوگ ہیں۔

قافية "الفاء"

کفار کے دو مقتول

[من الكامل]

درج ذیل اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے قبیلہ طی کے ابوالحقیق اور کعب بن اشرف کے قتل کا ذکر کیا ہے:

1- لِلّٰهِ دَرُّ عِصَابَةٍ لاقَيْتَهُمْ يا ابنَ الحُقيقِ وَأنتَ يا ابن الأشرَفِ

2- يَسْرُونَ بالبِيضِ الرّقاقِ اليكُمْ مَرَحاً كأُسْدٍ في عرينٍ مُغْرِفِ

3- حتّى أتوْكُمْ في مَحلّ بلادِكُمْ فَسَقَوكُمْ حَتْفاً بِبيضٍ قَرْقَفِ

4- مُسْتَبصِرِينَ لِنَصْرِ دِينِ نَبِيِّهِمْ مُستَصْغِرِينَ لِكُلّ أمرٍ مُجحِفِ

"اے ابن حقیق اور اے ابن اشرف! اس جماعت کے کیا کہنے جس کا تم سے مقابلہ ہوا تھا۔ وہ تیز دھار سفید تلواروں کو لے کر رات کے وقت میں بہت نشاط کے ساتھ تمہاری طرف چلے تھے۔ اس وقت وہ لمبے بالوں والے شیر کی طرح محسوس ہوتے تھے جو اپنی کچھار میں بیٹھا ہو۔ وہ تمہارے علاقوں میں آئے اور انہوں نے لشکتی تلواروں کے ذریعہ تمہیں موت کا جام پلایا۔ ان

کا مقصد اپنے نبی ﷺ کے دین کی مدد کرنا اور ہر نقصان دہ چیز کا خاتمہ کرنا تھا"

ایک حسین محبوبہ کا ذکر

[من الخفيف]

1- لمنِ الدّارُ والرّسومُ العَوافی بَیْنَ سَلْعٍ وَأبْرَقِ العَزّافِ

2- دارُ خَوْدٍ تَشْفی الضّجیعَ بعذبِ الظّ ـعْمِ مُزّ وَبارِدٍ كالسُّلافِ

3- مَاتَرَاهَا عَلی التّعطّلِ والبِذْ لَةِ الاّ كَدُرّةِ الأصْـــدافِ

"مقام سلع اور مقام ابرق العزاف کے درمیان موجود مکانات اور مٹے ہوئے نشانات کس کے ہیں؟ یہ اس خوبصورت ،نوجوان اور حسین محبوبہ کے دیار ہیں جو ساتھ لیٹنے والے کو ایسی لذت فراہم کرتی تھی جیسا شراب کا مزا آتا ہے۔ جب وہ بناؤ سنگھار سے خالی ہو اور زینت کے اسباب نہ بھی اختیار کرے پھر بھی سیپی کے حسین موتیوں کی طرح دکھائی دیتی تھی"

غزوہ خندق کا ذکر

[من الطويل]

1- لَقَدْ جُدّعتْ آذانُ كَعْبٍ وعامرٍ بقتْلِ ابنِ كَعْبٍ ثمّ حُزّتْ أُنوفها

"ابن کعب کے قتل کے بعد بنو کعب اور بنو عامر کے کان اور ناک

کٹ گئے“

تشریح

ابن کعب ایک صحابی کا نام ہے جو غزوہ خندق میں شہید ہوئے تھے۔
اس شعر کا معنی یہ ہے کہ ابن کعب کی شہادت کے بعد ہم نے بنوکعب اور بنو عامر کے کان اور ناک کاٹ دیئے یعنی انہیں ذلیل کر دیا۔

2- فَوَلّتْ نَطِيحاً كَبْشُهَا وَجُمُوعُهَا ثُبَاتٍ عِزِينَ مَا تُلامُ صُفُوفُهَا

3- وَحَازَ ابنُ عبدٍ اذهوَى فى رِماحِنَا كَذاكَ المَنَايَا حَيْنُهَا وَحُتوفُهَا

”ان کا قائد اپنے لشکر کو لے کر ذلت کے ساتھ الٹے پاؤں بھاگ گیا اور مشرکین ایک منتشر ریوڑ کی طرح میدان جنگ سے فرار ہو رہے تھے۔ عمرو بن عبدود بھی ہمارے نیزوں کا سامنا کرتے ہوئے ہلاک ہو گیا، موت میدان جنگ میں اس کا انتظار کر رہی تھی“

تشریح

عمرو بن عبدود مشرکین کا ایک انتہائی طاقت ور اور بہادر پہلوان تھا، جسے غزوہ خندق میں ابوتراب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا، اس کا تفصیلی واقعہ گزر چکا ہے۔

4- أُصِيبَتْ بِهِ فِهْرٌ فلاانجبرَتْ لَهَا مَصَائِبُ بَادٍ حُرُّهَا وَشَفِيفُهَا

”عمرو بن عبدود کے قتل سے قبیلہ فہر والوں پر بہت بڑی مصیبت ٹوٹی، اللہ کرے کہ قبیلہ فہر پر گرمی وسردی کی مصیبتیں نازل ہوتی رہیں یعنی وہ ہر طرح کی مصیبتوں کا شکار رہیں“

تشریح

اس شعر میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ قبیلہ فہر والوں کو بددعا دے رہے ہیں۔

5- وَاُخرَى بِبدْرٍ حارَ فِيهَا رجاؤهمْ فلمْ تُغْنِ عَنْهَا نَبلُها وَسيُوفُهَا

''ایک دوسری مصیبت قریش پر غزوہ بدر میں بھی اتری تھی جب ان کی تمام امیدیں خاک میں مل گئیں، ان کے تیر اور تلواریں ان کے کسی کام نہ آئے''

تشریح

اس شعر میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ مشرکین کو غزوہ بدر کی ذلت آمیز شکست یاد دلا رہے ہیں۔

6- وَأُخرَى وَشيكاً لَيسَ فيها تحوُّلٌ يُصِمُّ المُنادى جَرْسُهَا وَحفيفُهَا

''عن قریب ایک اور مصیبت تم پر ٹوٹنے والی ہے جس سے فرار کا تمہارے لئے کوئی موقع نہ ہوگا۔ اس کی شدت اتنی زیادہ ہوگی کہ بولنے والوں کی آوازیں گلے میں بند ہوکر رہ جائیں گی''

تشریح

غالباً اس شعر میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فتح مکہ کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں۔

ایک ساتھی کے بارے میں

[من الوافر]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو اپنے ایک ساتھی کے بارے میں غلط فہمی پیدا ہوگئی تھی، اس غلط فہمی کی بنا پر انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

1- لَوَ أنّ اللّؤمَ يُنسَبُ كان عَبْداً قَبِيحَ الوَجْهِ أعْوَرَ مِنْ ثَقِيف

2- تركْتَ الدِّينَ والايمانَ جَهْلاً غَدَاةَ لَقِيتَ صاحبةَ النَّصِيفِ

3- وَرَاجَعْتَ الصِّبا وذكرْتَ لَهْواً من الأحشاءِ وَالخصْرِ اللطيفِ

’’قبیلہ ثقیف سے تعلق رکھنے والا وہ کانا اور بری شکل والا ایک معمولی
غلام ہے، اے شخص! تو نے اپنی جہالت کی وجہ سے اس دن دین
وایمان کو پس پشت ڈال دیا جب تو نے ایک عورت سے ملاقات کی،
اس دن تو پھر سے بے دینی کا شکار ہو گیا اور باریک کمر اور پتلے پیٹ
کے عشق میں مبتلا ہو گیا‘‘

تشریح

ارباب تاریخ نے لکھا ہے کہ اپنے ساتھی کے بارے میں ان کی یہ بدگمانی بعد میں دور ہو گئی تھی اور پہلے والا تعلق لوٹ آیا تھا۔

شارحین کا خیال ہے کہ یہ اشعار حضرت مغیرہ بن شعبہ کے بارے میں کہے گئے تھے۔

بنو بکر بن عبد مناۃ کے بارے میں

[من الطویل]

بنو بکر بن عبد مناۃ، قبیلہ کنانہ کی ایک شاخ کا نام ہے، حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار انہی کے بارے میں ہیں:

1- أَظَنَّتْ بَنُو بَكْرٍ كِتَابَ مُحَمَّدٍ كَارُمَائِهَا مِنْ أَوْفَضٍ وَرَصَافِ

’’بنو بکر کے لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خط مبارک کو یوں سمجھ رہے ہیں
جیسے مقام اوفض اور مقام رفاف کے درمیان پتھر پھینک دیا گیا ہو‘‘

تشریح

اس شعر کا معنی یہ ہے کہ بنو بکر کے لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کی طرف بھیجے گئے خط کو مذاق سمجھ رہے ہیں یہ ان کی بہت بڑی غلطی ہے انہیں چاہئے کہ اسے سنجیدگی اور فراست کی آنکھ سے دیکھیں ورنہ بہت بڑے نقصان کا شکار ہو سکتے ہیں۔

2- لأنتُمْ بحَمْلِ المُخْزِياتِ وجمعِهَا أحقُّ منَ أن تستجْمِعُوا لِعفافِ
3- فَقَالُوا عَلى خَطّ النبيّ فاصْبحوا أثامَى بِنَعْلَى بِغُضَةٍ وَقِرَافِ

''تم صرف رسوا کن اور ذلیل کر دینے والے کاموں کے رسیا ہو، عزت وسلامتی کے کاموں سے تمہیں کوئی غرض نہیں۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کو جھوٹا قرار دیا اور اس کی تکذیب کی جس کے نتیجہ میں گناہ گار اور نافرمان ثابت ہوئے اور کینہ وتہمت میں مبتلا ہو گئے''

بغاث، زمانہ جاہلیت کی ایک لڑائی

[من المنسرح]

''بغاث'' زمانہ جاہلیت کی مشہور ترین لڑائیوں میں سے ایک کا نام ہے، اس میں قبیلہ اوس اور قبیلہ خزرج کے درمیان خون ریز جنگ ہوئی تھی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ قبیلہ اوس کے ایک شخص سمیر اوسی نے مالک بن عجلان کے ایک متعلق بجیر کو قتل کر دیا تھا جس کی وجہ سے ان دونوں قبیلوں کے درمیان میدان کارزار گرم ہو گیا۔

یہ لڑائی اپنے زوروں پر تھی کہ قبیلہ اوس کے ایک آدمی نے مالک بن عجلان کو خدا اور تعلق نسبی کی قسم دیکر کہا ''اپنی قوم میں سے ایک ثالث مقرر کر دو، جو بجیر کے قتل کا فیصلہ کر دے''

مالک بن عجلان نے اس تجویز کو قبول کیا اور عمرو بن امرؤ القیس کو ثالث بنا دیا۔ عمرو بن امرء القیس نے یہ فیصلہ کیا کہ مالک بن عجلان کو اس کے متعلق کی دیت ادا کر دی جائے۔

مالک بن عجلان دیت کے بجائے قصاص کا متمنی تھا اس لئے اس نے یہ فیصلہ ماننے سے انکار کیا اور جنگ کا اعلان کر دیا۔

بنو حارث نے اس کے اس فیصلہ کی بھرپور مذمت کی اور ایک قصیدہ کہا جس کے دو شعر یہ ہیں:

انّ سُمَیْراً أری عَیشرَتَہُ قَدْ خدبوا دونَہُ وَقَدْ أنِفُوا
ان یکن الظنُّ صادقی ببنی النَّجَّ جارِ لا یَطعَموا الذی عُلِفُوا

''میں یہ سمجھتا ہوں کہ سمیر کا قبیلہ اس کی وجہ سے انتہائی غضبناک ہے اور زیادتی پر تلا ہوا ہے، اگر بنو نجار کے بارے میں میرا گمان سچا ہے تو وہ اس زیادتی کو ہرگز قبول نہ کریں گے جو ان کے ساتھ کی جارہی ہے''

اس کے بعد عمرو بن امرؤ القیس نے مالک بن عجلان کو مخاطب کرتے ہوئے یہ اشعار کہے:

یَا مَالِ والسّیّدُ المُعَمَّمُ قَدْ یُبطِرُہُ بعضُ رَأیِہِ السَّرِفُ
نَحْنُ بِمَا عِندَنَا وَأنتَ بِمَا عِندَکَ رَاضٍ والرّأیُ مُختِلفُ
یَا مَالِ والحَقُّ انْ قنِعتَ بِہِ فالحَقُّ فِیہِ لأمْرِنَا نَصَفُ
خالفْتَ فی الرّأیِ کلَّ ذی فَخَرٍ والحَقُّ یَا مَالِ غیرُ ماتَصِفُ
انّ بُجَیْراً مَولًی لِقَوْمِکُمْ والحَقُّ یُوفَی بِہِ وُیعتَرَفُ
انّ سُمَیْراً أبَتْ عَشِیرَتُہُ أنْ یعرِفُوا فوْقَ مابِہِ نُطِفُوا
أوْ تَصْدُرَ الخیلُ وھیَ جافِلَۃٌ تَحْتَ صُوَاھَا جماجِمٌ جُفُفُ

''اے مالک بن عجلان! اے عمامہ باندھے ہوئے سردار! بعض اوقات تیری حد سے بڑھی ہوئی رائے تجھے سرکشی پر اتار دیتی ہے۔ جو ہمارے پاس ہے ہم اس سے راضی ہیں اور جو تیری پاس ہے تو اس سے راضی ہے یقیناً رائے میں اختلاف ہوسکتا ہے۔ اے مالک! اگر تو حق کو قبول کرلے تو حق ہی وہ چیز ہے جس میں انصاف ہے۔ تو ہر سمجھدار آدمی کی رائے کی مخالف کررہا ہے اور جو تو کہہ رہا ہے اس میں حق نہیں ہے۔ ٹھیک ہے بجیر تمہاری قوم کا تعلق والا شخص

تھا لیکن ہمیں حق کو ماننا چاہئے اور اس کا اعتراف کرنا چاہئے۔ سمیر کا قبیلہ تمہارے اس مطالبہ کو پورا نہیں کر سکتا کہ وہ سمیر کو تمہارے حوالے کردیں اب یہی ہے کہ یا تو تم ہمارے فیصلے کو قبول کرلو یا پھر تیز رفتار گھوڑے ہوں گے اور قبروں کے اندر انسانوں کی کھوپڑیاں ہوں گی یعنی شدید جنگ ہوں اور بہت سے لوگ مریں گے“

قیس بن خطیم نے اسے جواب دیتے ہوئے کہا:

أَبْلِغْ بنى جَحْجبى وقَوْمَهُمُ خَطْمَةَ أنّا وَرَاءَ هُمْ أُنُفُ

وأنّنا دونَ ما يسومُهُمُ الْ أعداءُ مِن ضَيمِ خطّةٍ نُكُفُ

نَفْلى بحدّ الصّفيحِ هامَهُمُ وَفَلْيُنَا هامَهُمْ بِهَا جَنَفُ

”بنو جحجبیٰ اور ان کی قوم کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ان کے پیچھے ایک ایسی قوم ہے جو ہر طرح کے ظلم وزیادتی کو دور کرنے اور ان کی مدد کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ ہم دشمن کے ہر وار کا دفاع کر سکتے ہیں اور اسے ناکوں چنے چبوانے کی قوت رکھتے ہیں۔ ہم تلواروں کے وار سے ان کی کھوپڑیوں کو مار گرائیں گے اور ان کی کھوپڑیاں کاٹنا ہمارے لئے معمولی بات ہے“

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار سے اس کو جواب دیا اور اپنی قوم کی قوت، شان وشوکت اور بہادری کا ذکر کیا:

1- ما بَالُ عَينى دموعُهَا تكِفُ مِن ذكْرِ خَوْدٍ شَطّتْ بها قَذَفُ

2- بَانَتْ بها غَرْبَةٌ تؤمُّ بِهَا أَرْضاً سِوَانَا وَالشّكْلُ مُخْتَلِفُ

3- ما كنتُ أدرى بوَشْكِ بَيْنِهِمُ حتّى رَأيتُ الحُدوجَ قَدْ عزَفُوا

4- فَغَادَرُونى والنّفسُ غَالِبُهَا مَا شَفَّهَا والهمومُ تعتكِفُ

5- دَعْ ذا وَعَدِّ القرِيضَ فى نَفَرٍ يربحونَ مدحى ومِدْحى الشرفُ

”میں اپنی آنکھوں کا کیا کروں جو ایک دل نشیں محبوبہ کی جدائی میں آنسو بہا رہی ہیں۔ جدائی نے اسے ہم سے الگ کرکے ایک ایسی

زمین میں آباد کر دیا جہاں ہم نہیں ہیں۔ میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کبھی ہم جدا ہوں گے لیکن جب میں نے ان کی سواریوں کو جاتے ہوئے دیکھا تو مجھے یقین آ گیا کہ جدائی کی گھڑی سر پر آن پڑی ہے۔ جب انہوں نے مجھے الوداع کہا تو میرا دل ان کی چاہت میں بے قرار اور عشق کا شکار تھا اور میری تمام تر خواہشات انہی کے ساتھ وابستہ تھیں۔ اے دوست! ان باتوں کو چھوڑ اور اس جماعت کی شان میں شعر کہہ جو میری تعریف کو مفید چیز سمجھتی ہے اور درحقیقت میری تعریف شرافت وفضیلت کی چیز ہے''

تشریح

ان اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک موضوع سے دوسرے موضوع کی طرف انتقال فرمایا ہے، پہلے محبوبہ اور اس کے مقامات کا ذکر کیا اب اصل موضوع کی طرف لوٹ رہے ہیں۔

ادب کی اصطلاح میں اس طرز کلام کو ''اقتضاب'' کہا جاتا ہے۔

6- انْ تَدْعُ قَوْمی للمجْدِ تُلفِهِمُ أهْلَ فعالٍ يبْدو اذا وُصِفُوا

7- بَلِّغْ عَنّی النَّبِيتَ قافِيَةً تُذِلُّهُمْ انّهُمْ لَنَا حَلَفُوا

8- باللّهِ جَهْداً لَنَقْتُلَنَّكُمْ قَتْلاً عَنيفاً والخَيْلُ تنكشِفُ

9- أوْ تَدْعُ فی الأوْسِ دَعوَةً هَرَباً وقد بدا فی الكتِيبَةِ النَّصَفُ

10- كنتُمْ عَبِيداً لَنَا نُخوِّلُكُمْ مَنْ جاء نا والعبيدُ تُضْطَعَفُ

11- كَيْفَ تَعَاطُونَ مَجْدَنَا سفَهاً وَأنتُم دِعْوَةٌ لَهَا وَكَفُ

12- شَانِكُمْ جَدُّكُمْ وأكْرَمَنَا جَدٌّ لَنَا فی الفَعَالِ ينتصِفُ

13- نَجْعَلُ مَن كانَ المجدُ مَحتِدَهُ كأعْبُدِ الأوسِ كلّما وُصِفُوا

14- هَلاّ غَضِبْتُمْ لأعْبُدٍ قُتِلُوا يَوْمَ بُعاثٍ أظَلَّهُمْ ظَلَفُ

15- تَقْتُلُهُمْ والسيوفُ تأخذُهمْ أخْذاً عَنيفاً وَأنتُمْ كُشُفُ

16- وَكَمْ قَتَلنا من رَائسٍ لكُمُ فى فَيْلَقٍ يَجتدِى لَهُ التَلَفُ
17- وَمِنْ لئيمٍ عَبدٍ يُحالِفُكُمْ ليْستْ لَهُ دِعْوَةٌ وَلا شَرَفُ
18- انّ سُمَيْراً عبدٌ طَغَى سَفَهاً سَاعَدَهُ أعْبُدٌ لَهُمْ نَطَفُ

''اگر تم میری قوم کو عزت وشرافت کے کسی کام کے لئے بلاؤ تو انہیں ایسے کارنامے سرانجام دیتے ہوئے دیکھو گے جو اسی وقت سمجھ میں آسکتے ہیں۔ میری طرف سے ''نبیت'' نامی سردار کو یہ قافیہ پہنچا دو جو انہیں ہمارا حلیف بننے پر مجبور کردے گا۔ خدا کی قسم! ہم پوری کوشش وقوت کے ساتھ تمہارے خلاف برسر پیکار ہوں گے اور ہمارے گھوڑے تیز رفتاری کے جوہر دکھا رہے ہوں گے۔ ہم تم سے اس وقت تک جنگ کریں گے جب تک تم اوس میں بھاگنے کا اعلان نہ کردو۔ تم ہمارے غلام تھے اور ہمارے مہمانوں کی خدمت کیا کرتے تھے۔ تم ہمارے نسب پر انگلی کیسے اٹھا سکتے ہو حالانکہ تم لوگ جو اپنے حقیقی آباء کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب ہو۔ تمہارے اجداد نے تمہیں ذلیل کیا جبکہ ہمارے آباء نے اپنے کارناموں سے ہمیں عزت وشرافت بخشی ہے۔ جو شخص ہم سے دشمنی لے یا جنگ کرے ہم اسے اوس کے غلاموں کی طرح معمولی اور بے عزت بنا دیتے ہیں۔ تم ان غلاموں کی وجہ سے غضبناک کیوں نہیں ہوئے جو بعاث کی جنگ میں مار دیئے گئے اور ان پر سختی اور مصیبت چھا گئی تھی۔ ہم نے ان پر تلواروں کے زوردار وار کئے اور تم شکست کھا کر بھاگ رہے تھے۔ ہم نے تمہارے کتنے ہی سردار اس لشکر میں ہلاک ڈالے جسے موت تلاش کر رہی تھی۔ وہ ذلیل غلام تمہارے حلیف ہیں جن کا نہ کوئی نسب ہے اور نہ کوئی عزت۔ سمیر ایک بے وقوف غلام ہے جس نے سرکشی اور حماقت کا کام کیا ہے اور کچھ کمینے غلاموں نے اس میں اس کی مدد کی ہے''

قافية ''القاف''

میرے نسب کے مایہ ناز لوگ

[من البسيط]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ اپنے نسب وخاندان پر فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

1- أَلَمْ تَرَنَا أَولادَ عَمرِو بنِ عامرٍ لَنَا شَرَفٌ يَعْلو على كلِّ مُرْتقى
2- رَسَا فى قَرَارِ الأَرْضِ ثمَّ سمتْ لَهُ فُرُوعٌ تُسامى كلَّ نَجْمٍ مُحلّقِ
3- مُلُوكٌ وَأبناءُ الملوكِ كأنّنَا سَوَارِىْ نجُومٍ طالِعاتٍ بمَشرِقِ
4- اذا غَابَ منها كوكَبٌ لاحَ بَعْدَهُ شِهَابٌ متى ما يبْدُ للأرْض تُشرِقِ
5- لِكُلِّ نجيبٍ مُنجِبٍ زَخَرتْ بِهِ مُهذَّبَةٌ أعْرَاقُهَا لَمْ تُرَهَّقِ
6- كجَفنَةَ والقمقامِ عمرِو بنِ عامرٍ وَأولادِ ماءِ المُزْنِ وَابنَىْ مُحرّقِ
7- وَحارِثةَ الغِطرِيفِ أوْ كابْنِ مُنذِرٍ وَمثل أبى قابوسَ رَبِّ الخَوَرْنق

''اے مخاطب! کیا تو ہمیں یعنی عمرو بن عامر کی اولاد کو نہیں دیکھتا کہ ہمیں اللہ نے وہ عزت عطا کی جو ہر بلند مرتبہ پر فائق اور بلند ہے۔ ہمارے نسب کی جڑیں زمین میں مضبوطی سے جمی ہوئی ہیں اور اس کی شاخیں ہر بلند ستارے سے اونچی ہیں۔ ہم بادشاہ ہیں

اور شہزادے ہیں ہم ان چلنے والے ستاروں کی طرح ہیں جو مشرق میں طلوع ہوتے ہیں۔ جب ہم میں سے کوئی ستارہ غروب ہو جاتا ہے تو اس کی جگہ ایک دوسرا ستارہ آ کر زمین کو روشن کر دیتا ہے۔ ہر اعلیٰ نسل والے خاندانی شخص کا ہمارے نسب سے تعلق ہے اور ہمارے نسب میں کسی قسم کا کھوٹ یا کج روی نہیں ہے۔ ہمارے خاندان میں جفنہ، وسیع فضل والے عمرو بن عامر، ماء المزن کی اولاد، محرق کے دو بیٹوں، حارثہ غطریف، ابن منذر اور خورنق نامی محل کے بانی ابو قابوس جیسی مایہ ناز شخصیات ہیں''

تشریح

جفنہ سے مراد ''جفنہ بن عمرو'' ہیں۔شام میں غسان کے اولین بادشاہ آلِ جفنہ سے تعلق رکھتے تھے۔

عمرو بن عامر سے مراد مزیقیاء ہیں جو کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے جدامجد ہیں۔

''ماء المزن'' سے مراد ''ماء السماء'' ہیں، ''ماء السماء'' ابو عمرو عامر کا لقب ہے۔انہیں یہ لقب ان کی فیاضی اور سخاوت کی وجہ سے دیا گیا تھا۔

ام منذر بن امرؤ القیس کا لقب بھی ''ماء السماء'' تھا۔

''محرق'' حارث بن عمرو کا لقب ہے اس کا تعلق آلِ جفنہ سے تھا۔

حارثہ غطریف سے مراد ابو عامر ابی عمرو مزیقیاء ہے۔

ابن منذر سے مراد عمرو بن ہند ہے، ہند اس کی والدہ کا نام تھا۔ یہ حیرہ کے بادشاہوں میں سے ہے۔

''ابو قابوس'' نعمان بن منذر بن امرؤ القیس کی کنیت ہے۔ ''خورنق'' اس کے تعمیر کردہ محل کا نام ہے جو عراق میں ہے۔

8۔ أُولئك لا الأَوْغادُ فی كلّ مأقِطٍ   یَرُدّونَ شَأوَ العارِضِ المتألِّقِ

9۔ بطعنٍ كایزَاغِ المخاضِ رَشاشُه   وضَرْبٍ یُزِیلُ الهامَ من كلّ مفرِقِ

10- أتانا رَسولُ اللّهِ لمّا تجهّمَتْ لهَ الأرْضُ يرْميهِ بها كلُّ مُوفِق
11- تُطرِّدُهُ أفناءُ قيْسٍ وخِندِفٍ كتائبُ ان لا تغدُ للرّوْعِ تطرُقِ
12- فكنّا لهُ من سائرِ النّاسِ مَعقِلا أشَمَّ مَنيعاً ذا شماريخَ شُهَّقِ
13- مُكلّلَةٍ بالمَشرَفيّ وَبِالقَنَا بها كلُّ أظمى ذي غرَارَين أزْرَق
14- تَذُودُ بِهَا عَنْ أرْضِهَا خزْرَجيّةٌ كأُسْدِ كَرَاءٍ أوْ كجِنّةِ نَمنَق
15- تؤازِرُهَا أوْسِيّةٌ مالكيّة رِقاقُ السيوفِ كالعقائقِ ذُلّق
16- نَفى الذَّمَّ عنّا كلَّ يوْمِ كريهةٍ طِعانٌ كتضْرِيمِ الأباءِ المُحرَّقِ

"یہ لوگ لڑائی میں کبھی بزدلی نہیں دکھاتے اور دشمن کے حملے کو نیست و نابود کرنا اور اسے ناکوں چنے چبوانا جانتے ہیں۔ دشمن کو مار بھگانے کے لئے یہ تیزی سے وار کرنے والے نیزے اور سروں کو تن سے جدا کردینے والی تلواروں کا وار کرتے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کو ان کے علاقے کولوگوں نے ہجرت پر مجبور کردیا تو آپ ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے، قیس اور خندف کے منتشر لوگوں نے آپ ﷺ کو بہت ستایا اور یہ ایسے بزدل لوگ ہیں کہ جب انہیں جنگ یا لڑائی کے علاوہ کسی کام کے لئے بلایا جائے تو دوڑ کر آتے ہیں لیکن لڑائی میں شریک ہونے کی ان میں جرأت نہیں ہے۔ جب ان لوگوں نے آپ ﷺ کو ستایا اور تکالیف پہنچائیں تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے پاس ٹھہرایا اور آپ کی مدد کی۔ آپ ﷺ کی حمایت کے لئے ہم ایسے بہادر لوگ ثابت ہوئے جنہوں نے تلواروں اور مضبوط نیزوں کا تاج پہن رکھا تھا۔ خزرج اور اوس کی جماعتوں نے تیز دھار تلواروں کے ذریعہ اپنی سرزمین کا دفاع کیا وہ مقام کراء کے شیروں اور مقام نمنق کے جنات کی طرح بہادر اور جرأت مند ہیں۔ وہ اپنی سرزمین سے ایسی جنگ کے ذریعہ دشمنوں کو دور کرتے ہیں اس کی جنگ کے

شعلے بھڑکتی ہوئی آگ کی طرح محسوس ہوتے ہیں''

17- واکرَامُنَا أضیافَنَا ووفا ء نا بِمَا کَانَ منْ اِلّ علینا وَمَوْثِقِ

18- فَنَحْنُ وُلاۃُ الناس فی کلّ موْطنٍ متی ما نقل فی النّاس قوْلاً نُصَدَّقِ

19- تُوَفّقُ فی أحْکامِنَا حُکماؤنا اذا غَیْرُھُمْ فی مثلِھَا لم یوَفَّقِ

''ہم اپنے مہمانوں کے اکرام اور اپنے وعدوں کے پورا کرنے میں سب سے ممتاز اور بڑھے ہوئے ہیں۔ ہم ہر جگہ لوگوں کے سردار اور قائد ہوتے ہیں اور جب بھی ہم کوئی بات کرتے ہیں تو اس کی تصدیق کی جاتی ہے۔ ہمارے سمجھ دار لوگ ہمارے احکامات کی پیروی کرتے ہیں اور ایسی پیروی کرتے ہیں جو ہمارے علاوہ کسی کی نہیں کی جاتی''

حضرت خبیب بن عدی انصاری صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں

[من البسیط]

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تفصیل واقعہ گزر چکا ہے، یہ اشعار ان کی یاد میں ہیں:

1- ما بالُ عَینِكَ لا تَرْقا مَدامِعُھَا سَحّاً علی الصّدْرِ مثلَ اللؤلؤ الفَلِقِ

2- علی خُبَیبٍ وفی الرّحمنِ مصرَعُهُ لا فَشِلٍ حِینَ تَلْقَاہُ ولا نَزِقِ

3- فاذْھَبْ خُبَیبُ جَزَاكَ اللّٰهُ طَیّبَةً وَجنّةَ الخلدِ عندَ الحُورِ فی الرُّفَقِ

''میں اپنی آنکھوں کا کیا کروں جن کے آنسو میرے سینہ پر موتیوں کی طرح بہہ رہے ہیں۔ میری آنکھیں خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ پر آنسو بہاتی ہیں جو اللہ کے راستہ میں شہید ہو گئے ان کی شہادت بزدلی یا خواہش نفسانی کی بنا پر نہ تھی۔ اے خبیب! اللہ تجھے بدلہ دے! تو پاکیزہ زندگی کی طرف چلا جا، جنت الفردوس میں چلا جا جہاں حوریں تیری منتظر ہیں وہاں اپنے ساتھیوں یعنی صلحاء اور انبیاء کے پاس پہنچ جا''

آگے حضرت حسان رضی اللہ عنہ، حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

4- ماذا تقولونَ انْ قَالَ النبیُّ لکُمْ حینَ الْملائِکةُ الأبْرَارُ فی الأفُقِ

5- فِیمَا قَتَلْتُمْ شَهِیدَ اللّٰهِ فی رَجُلٍ طاغٍ قدَ اَوْعَثَ فی البلدان والطُّرُقِ

''جس دن فرشتے افق سے نیچے اتریں گے یعنی قیامت کے دن اگر نبی کریم ﷺ نے تم سے پوچھ لیا کہ تم نے اللہ کے شہید یعنی خبیب کو کیوں قتل کیا تھا؟ کیا اس سرکش آدمی کی وجہ سے جو شہروں اور راستوں میں فساد مچاتا پھرتا تھا''

تشریح

آخری شعر میں جس سرکش آدمی کا ذکر آیا ہے اس سے مراد ''حارث بن عامر بن نفیل'' ہے، حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر میں اسے قتل کیا تھا۔

6- أبَا اهابٍ فبینْ لی حدیثکُمْ أینَ الغزَالُ مُحلّی الدُّرِّ وَالوَرَقِ

''اے ابواہاب! میرے سامنے اپنا واقعہ بیان کر کہ وہ کعبہ کی ہرنیں کہاں چلی گئیں جن پر موتی اور چاندی چڑھی ہوئی تھی''

تشریح

ابواہاب وہ آدمی تھا جس نے اپنے بھانجے عقبہ بن حارث کے لئے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو خریدا تھا تاکہ وہ انہیں اپنے باپ حارث بن عامر کے بدلے میں شہید کر دے۔

ابواہاب ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے زمانہ جاہلیت میں کعبہ کے ہرن چوری کئے تھے۔

کعبہ کی ہرنوں کی چوری کا واقعہ کچھ اس طرح ہے:

''مقیس بن عبد قیس بن قیس'' کے گھر میں مکہ کے اوباش نوجوانوں کا ڈیرہ تھا۔ یہاں یہ لوگ شراب کے جام چلاتے اور لہو ولعب میں مشغول رہا کرتے تھے۔ یہاں مجلس جمانے والوں میں ابولہب بن عبد المطلب، حکم بن ابی العاص، حارث بن عامر، فاکہ بن

مغیرہ، ملیح بن حارث وغیرہ شامل تھے۔

ایک مرتبہ ان لوگوں کو خبر ہوئی کہ شام سے ایک قافلہ شراب لے کر آرہا ہے اور مقام ابطح میں ٹھہرا ہوا ہے، ان کے دل میں اس شراب کو خریدنے کی خواہش پیدا ہوئی تو ابولہب نے کہا ''تمہارا ناس ہو، کیا تمہارے پاس شراب خریدنے کے پیسے ہیں؟''

انہوں نے کہا ''ہمارے پلے تو کچھ بھی نہیں''

ابولہب نے کہا ''خانہ کعبہ میں پڑی ہوئی سونے کی ہرنیں چوری کرلو، وہ میرے باپ کی ہیں اور انہیں بئر زمزم کی کھدائی کے دوران ملی تھیں''

پس ان اوباش نوجوانوں نے خانہ کعبہ کے وہ ہرن چوری کر لئے اور شراب خرید لی۔ مشرکین مکہ کو ان مقدس ہرنوں کے چوری ہونے کا بہت ملال تھا اور وہ چور کی تلاش میں تھے۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ سرگرم عبداللہ بن جدعان تھا۔ بالآخر عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اطلاع پر چوروں کا علم ہوگیا۔

7- لا تَذكُرَنّ اذا ماكنتَ مُفتخراً أبا كُثَيْبَةَ قد أسرَفْتَ فی الحُمُقِ

8- ولا عَزیزاً فانّ الغَدْرَ مَنْقَصَةٌ انّ عَزیزاً دَقِیقُ النّفسِ وَالخُلُقِ

''جب تم عزت وافتخار کی کوئی بات کرو تو ابوکثیبہ اور عزیز کا تذکرہ نہ کرنا، اے کثیبہ! تو بے وقوفی کی انتہا کو پہنچا ہوا ہے اور عزیز اپنی عادات اور جسم کے اعتبار سے انتہائی کم درجہ کا انسان ہے، دھوکہ دینا انسان کو رسوا کر دیتا ہے''

عتبہ بن ابی وقاص کا تذکرہ

[من الطویل]

عتبہ بن ابی وقاص نے غزوہ احد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک تیر مارا تھا، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوگئے اور ہونٹ وچہرہ مبارک میں زخم آیا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرے سے خون کو صاف کرتے ہوئے فرما رہے تھے:

''وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جو اپنے نبی کے چہرے کو خون سے رنگین کر دے حالانکہ وہ انہیں اللہ کی طرف بلا رہا ہے''

اس کے بعد حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا ''یا رسول اللہ! آپ کے ساتھ یہ کس نے کیا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ کی طرف اشارہ فرمایا، حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ عتبہ پر ٹوٹ پڑے، اسے مار گرایا اور اس کا گھوڑا لا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔

درج ذیل اشعار میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کفار کو عار دلا رہے ہیں اور عتبہ بن ابی وقاص کی مذمت کر رہے ہیں:

1- اذا اللّٰهُ حَیّا مَعْشَراً بفَعالِهِمْ وَنَصْرِهِمِ الرّحمنَ رَبَّ المشارِقِ

2- فأخزَاكَ ربّی یا عُتَیبَ بنَ مالكٍ ولقّاكَ قبلَ الموْتِ احدی الصّواعِقِ

3- بَسَطْتَ یَمِیناً للنّبیّ برَمْیَةٍ فادْمیْتَ فاهُ قُطّعتْ بالبَوَارِقِ

4- فَهلاّ خَشِیتَ اللّٰهَ وَالمنزِلَ الذی تَصِیرُ الَیْهِ بعدَ احْدی الصّفائقِ

5- لَقَدْ کان خِزْیاً فی الحیاةِ لقوْمِهِ وفی البعْثِ بعد الموْتِ احدی العوالِقِ

''جب اللہ تعالیٰ ایک جماعت کو ان کے اعلیٰ کارناموں اور تمام جہانوں کے پروردگار کے دین کی مدد کرنے کی وجہ سے عزت بخش رہا تھا تو اس وقت اے عتبہ بن مالک! اللہ نے تجھے ذلیل کر دیا اور موت سے پہلے ہی تجھ پر بجلیوں جیسی سختی ٹوٹ پڑی۔ اے بد بخت! تو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تیر کا وار کیا اور آپ کے چہرہ مبارک کو زخمی کر دیا، اللہ کرے تیرے ہاتھ تلواروں سے کاٹے جائیں۔ تجھ پر نہ اللہ کا خوف طاری ہوا نہ تو اس ٹھکانہ سے ڈرا جہاں تو نے مرنے کے بعد جانا ہے۔ تیرا یہ عمل زندگی میں تیری قوم کے لئے عار اور ذلت کا سبب ہے اور مرنے کے بعد جب اٹھایا جائے گا اس وقت بھی مصیبت اور شرمندگی کا ذریعہ ہوگا''

''شعر'' انسان کا نتیجہ فکر

[من البسیط]

1- وانما الشِّعْرُ لُبُّ المرْء يَعْرِضُهُ على المجالس ان كَيساً وان حُمُقا

''شعر آدمی کا نتیجہ فکر ہے جسے وہ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے،
سمجھ دار ہو تو اس کی دانش مندی عیاں ہوتی ہے اور اگر بے وقوف
ہو تو اس کی نادانی کا پتہ چلتا ہے''

2- وَانّ أشْعَرَ بَيْتٍ أنْتَ قائِلُهُ بَيْتٌ يُقالُ اذا أنشدتَهُ صَدَقا

''تیرا بہترین شعر وہ ہے کہ جب تو اسے کہے تو اس کے بارے
میں سب کی رائے یہی ہو کہ تو نے سچ کہا''

تشریح

ان اشعار میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ جب تک آدمی بولے نہیں اس کی علمیت اور حقیقت پوشیدہ رہتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((المرء مخبوءٌ تحت لسانه))

''انسان اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے''(1)

تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

''جب تک آدمی بات نہیں کرتا اس کے عیب و ہنر پوشیدہ رہتے ہیں''

---

(1) المرتضٰی از مولانا ابوالحسن علی ندوی، ص: 291

قافية ''الكاف''

مشرکین کی بزدلی

[من الطويل]

واقعہ بدر کے بعد قریش مکہ مسلمانوں سے اس قدر مرعوب اور خوف زدہ ہو گئے کہ ان کے چھیڑ چھاڑ کے اندیشے سے اپنا قدیم راستہ ہی چھوڑ دیا۔ چنانچہ بجائے شام کے راستہ کے عراق کا راستہ اختیار کیا اور رہبری کے لئے فرات بن حیان عجلی کو اجرت پر ہمراہ لیا اور ایک قافلہ بغرض تجارت مکہ سے مال کثیر لے کر براہ عراق روانہ ہوا جس میں ابوسفیان بن حرب، صفوان بن امیہ، حویطب بن عبدالعزی اور عبداللہ بن ابی ربیعہ بھی تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس قافلہ کی اطلاع ہوئی تو صحابہ کی جمعیت کو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی امارت اور سرکردگی میں روانہ فرمایا۔

ان لوگوں نے پہنچ کر حملہ کیا۔ قافلہ حاصل کر لینے میں تو کامیاب ہو گئے مگر اعیان قوم، اشراف خاندان اور قافلہ والے سب بھاگ گئے۔ صرف فرات بن حیان عجلی کو گرفتار کر کے اپنے ہمراہ لائے، وہ مدینہ پہنچ کر مسلمان ہو گئے۔

اس سریہ کے مال غنیمت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس کا خمس جو نکالا گیا تو اس

کی تعداد بیس ہزار درہم تھی، تو معلوم ہوا کہ غنیمت کی مجموعی تعداد ایک لاکھ درہم تھی۔ (1)

یہ سریہ جمادی الاولی سن ۳ ہجری میں پیش آیا۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار اسی سریہ کے بارے میں ہیں:

1- أَقَمْنَا عَلَى الرَّسِّ النَّزِيعِ لَيَالِياً بِأَرْعَنَ جَرَّارٍ عَرِيضِ المَبارِكِ

2- بكلِّ كُمَيْتٍ جوزُهُ نِصْفُ خلْقِهِ وَقُبٍّ طِوَالٍ مُشْرِفاتِ الحَوارِكِ

3- تَرى العَرْفَجَ العاميَّ تَذْرى أُصُولَهُ مَنَاسِمُ أَخْفافِ المَطيِّ الرَّوَاتِكِ

''ہم نے کم گہرائی والے کنویں کے پاس کچھ دن ایک ایسے لشکر کے ساتھ قیام کیا جو پہاڑوں کی طرح مضبوط، ٹھاٹھیں مارتے سمندر کی طرح وسیع اور جنگ کے لئے بالکل تیار تھا، اس وقت ہمارے پاس ایسے چستکبرے گھوڑے بھی تھے جو بڑے سینے والے، چست وہوشیار، لمبے قد والے اور اونچے کندھوں والے تھے۔ اس لشکر کے چلنے کی قوت ایسی تھی کہ ایک سال پرانی ''عرفج'' نامی گھاس ہماری شاندار سواریوں کے کھروں کے پڑنے کی وجہ سے جڑ سے اکھڑ رہی تھی''

تشریح

''عرفج'' ایک صحرائی گھاس کا نام ہے جو نرم زمین پر اگتی ہے۔ اس کا جسم ایک گز سے زیادہ نہیں ہوتا، اس پودے پر بہت سے پھول لگتے ہیں، اس کی ایک خاص بات یہ ہے کہ جب اسے آگ میں ڈالا جائے تو پھر بھی سبز رہتا ہے۔

4- اذا ارْتَحلوا من مَنزِلٍ خِلْتَ أنَّهُ مُدمَّنُ أَهْلِ الموْسِمِ المُتعارِكِ

''جب وہ لشکر کسی منزل سے کوچ کرتا ہے تو اس جگہ کے بارے میں آپ یہ خیال کریں گے کہ یہاں بہت سے خانہ بدوشوں نے اپنا وقت گزارا ہے''

---

(1) سیرۃ المصطفی (182/2)، بحوالہ طبقات ابن سعد

تشریح

اس شعر میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے لشکر کی بھرپور جمعیت اور نقل وحرکت کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں کہ وہ اتنا بھرپور لشکر ہے کہ ان کے پڑاؤ کے بعد علاقہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے خانہ بدوشوں کی بہت بڑی جماعت نے یہاں وقت گزارا ہے۔

5- نَسِيرُ فلا تَنجو اليَعافيرُ وَسْطَنا ولَوْ وَألَتْ مِنّا بِشَدٍّ مُوَاشِكِ

6- دُعوا فَلَجاتِ الشامِ قد حال دونَها جلادٌ كأفواه المَخاضِ الأوارِكِ

7- بأيدى رِجالٍ هاجَرُوا نحوَ رَبّهِمْ وَأنْصارِهِ حقّاً وَأيْدى المَلائِكِ

''جب ہمارا لشکر چلتا ہے تو ہرنیں ہمارے درمیان سے عبور نہیں ہوسکتیں خواہ وہ پوری شدت سے تیزی کے بھاگنا چاہیں تو پھر بھی نہیں بھاگ سکتیں۔ اے کفار! تم شام کی وادیوں کو چھوڑ دو کیونکہ تمہارے راستے میں اراک نامی گھاس کھانے والے اونٹوں جیسے مضبوط اور توانا لوگ ہیں جو جنگ کرنا خوب جانتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ کی طرف ہجرت کرنے والے اور اس کے دین کے حامی ومددگار ہیں اور انہیں فرشتوں کی مدد اور نصرت بھی حاصل ہے''

تشریح

ان اشعار میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کی دلیری کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں نیز شام کا راستہ چھوڑنے کی وجہ سے کفار پر طنز بھی کیا ہے۔

8- اذا سلكت للغور من رمل عالجٍ فقولا لها ليسَ الطريقُ هنالِكِ

9- فانْ نَلْقَ فى تَطْوَافِنَا والتِماسِنَا فُرَاتَ بنَ حيّانٍ يكُنْ وَهنَ هالِكِ

10- وَانْ نَلْقَ قَيْسَ بنَ امرِىء القيسِ بعلَه نَزِدْ فى سَوادِ وَجهِهِ لوْنَ حالِكِ

11- فأبْلغْ أبا سُفيانَ عنّى رِسالَةً فانّكَ مِنْ شَرّ الرّجالِ الصّعالِكِ

''اب جب تم مقام عالج کی نشیبی ریت میں چلو گے تو کہو گے کہ

راستہ تو یہاں سے نہیں تھا۔ اگر ہمیں اس تلاش اور سفر میں فرات بن حیان مل گیا تو وہ ذلت والی موت کا شکار ہوگا، اگر قیس بن امرؤ القیس مل گیا تو ہم اس کے چہرے کو اور زیادہ کالا کر دیں گے۔ ابو سفیان کو میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو کہ تو بدترین اور نادار و تنگ دست لوگوں میں سے ہے"

موتیوں کی طرح حسین لوگ

[من الطویل]

1- فانْ تكُ عنّا مَعشرَ الأسْدِ سائلاً ... فنحنُ بَنو الغَوْثِ بنِ زَيْد بنِ مالِكِ

2- لِزَيْدِ بْنِ كَهْلانَ الذى نالَ عِزُّهُ ... قَديماً دَرَارِيَّ النّجومِ الشّوَابِكِ

3- اذا القَوْمُ عَدّوا مجْدَهمْ وَفعالَهُمْ ... وَآيّامَهُمْ عِندَ الْتقاءِ المَنَاسِكِ

4- وَجَدْتَ لَنَا فَضْلاً يُقِرُّ لَنَا بِهِ ... اذا ما فَخَرنَا كلُّ باقٍ وهالِكِ

"اے قبیلہ اسد کے لوگو! اگر تم ہم سے ہمارے بارے میں سوال کرو گے تو ہم تمہیں بتائیں گے کہ ہم غوث بن زید بن مالک کی اولاد ہیں جو کہ زید بن کہلان جیسے معزز آدمی کے فرزند تھے۔ ہمیشہ سے ہم ان ستاروں کی طرح ہیں جو موتیوں کی طرح آپس میں ملے ہوتے ہیں۔ جب کوئی قوم ان کی عزت اور کارناموں سے دشمنی کرے اور ان کی مفاخرانہ مجلسوں کا انکار کرے تو تم ہماری ایسی فضیلت کو دیکھو گے کہ جب ہم اپنی قابل فخر باتوں کو بیان کریں گے تو ہر زندہ اور مردہ ہماری فضیلت کا اعتراف کرنے لگے گا"

﴿بنو خطمہ سے مفاخرہ﴾

[من الرمل]

بنو نجار اور خطمہ نامی قبیلوں کے درمیان بنو نجار کے ایک حلیف عروہ بن ورد کے بارے میں اختلاف تھا، اس کا تعلق عبس بن بغیض سے تھا۔ ایک دن ان دونوں قبیلوں میں لڑائی چھڑ گئی، دونوں کے بہت سے افراد زخمی ہوئے لیکن کوئی جانی نقصان نہ ہوا۔ البتہ بنو نجار اپنے حلیف کو بچا کر لے گئے۔

اس پر حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اپنے قبیلہ بنو نجار کی برتری کو بیان کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

1- فَفِداً اُمّی لِعَوْفٍ کلِّها وبَنی الأبْیضِ فی یوْم الدَّرَكْ
2- مَنَعوا ضَیمی بضرْبٍ صائبٍ تحتَ أطْرَافِ السَّرَابیلِ هَتَك
3- وَبَنَانٍ نَادِرٍ أطْرَافُهَا وَعَرَاقِیبَ تَفَسّا کالفِلَكْ

''جنگ کے دن بہادری دکھانے کی وجہ سے میری ماں بنو عوف اور بنو ابیض پر قربان ہو جائے۔ انہوں نے میرے اوپر ہونے والے ظلم کو ایسے وار سے روکا جو زرہ کے اندر جسم کے حصہ کو عیاں کرنے والا ہے، اس کے لئے انہوں نے ایسے ہاتھ استعمال کئے کہ ایسے ہاتھ شاید ہی کسی کو عطا ہوئے ہوں۔ وہ اس حملہ کے لئے ایسے ٹانگوں کے ذریعہ چل کر گئے جو اونٹ کی ٹانگوں کی طرح مضبوط تھیں''

یہ اشعار سن کر یزید بن طعمہ خطمی نے کہا:

اذا تَنَادَوْا یا لَعَوْفٍ ارکبوا لَیْسَ سِیّینٍ قَوِیٌّ وَرُکُكْ
فاجتمعنا ففضَضْنا جمعَهُم بالصُّعَیْداءِ وفی یوْم الدَّرَكْ
قَذَفوا سیِّدَهُم فی وَرْطَةٍ قذفَكَ المَقْلَةَ وَسطَ المُعتَرَكْ

''اے بنو عوف! جب یہ اعلان ہوا کہ سوار ہو جاؤ، کیونکہ بزدل اور طاقت ور برابر نہیں ہو سکتے تو ہم جمع ہو گئے اور ہم نے مقام صعیداء میں جنگ کے دن دشمن کی جمعیت کو منتشر کر دیا۔ ہم نے ان کے سردار کو اس طرح ہلاکت میں پھینک دیا جس طرح پانی ناپنے والے پتھر کو پانی میں پھینکا جاتا ہے''

تشریح

''المقلة'' پانی ناپنے والے پتھر کو کہا جاتا ہے، اہل عرب جب سفر پر روانہ ہوتے تو ان کے پاس پانی کا محدود ذخیرہ ہوا کرتا تھا، اس لئے سب کو برابر پانی مہیا کرنے کے لئے پانی ناپ کر دیا جاتا تھا، اس کے لئے وہ ایک پتھر استعمال کرتے جسے پانی میں ڈال کر پانی کا اندازہ کیا جاتا تھا۔

أَبْلِغَا عَوْفاً بأنّا مَعْقِلٌ نمنَعُ الضّيمَ وَفَرْعٌ مشتبِك

واذا مَا مَلِكٌ حارَبَنَا ضَمِنَ الخوْفُ لنا قَلْبَ المَلِكْ

''اے میرے دوستو! بنو عوف کو یہ خبر پہنچا دو کہ ہم مظلوموں کا ملجاء ہیں اور اپنے خاندان کی مضبوط شاخ ہیں۔ جب کوئی بادشاہ ہم سے جنگ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ہمارا خوف چھا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ ہماری جنگ سے باز آ جاتا ہے''

حضرت حسان رضی اللہ عنہ اور ابوسفیان

[من الوافر]

ایک مرتبہ ابوسفیان بن حارث نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی مذمت میں یہ شعر کہا:

أَلا مَنْ مُبلِغٌ حسّانَ عنّی خلفتُ أبی ولم تخلُفْ أبَاكَ

''حسان کو میری طرف سے یہ پیغام کون پہنچائے گا کہ میرے باپ
نے مجھے اپنا خلیفہ بنایا ہے لیکن تیرے باپ نے تجھے خلیفہ نہیں بنایا''

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا:

۱- لأنّ أبی خِلافَتُهُ شدِیدٌ وَأنّ أباكَ مثلُكَ ما عَداكَ

''اس لئے کہ میرے باپ کی شان ایسی اعلیٰ تھی کہ اس کی خلافت کا
بوجھ اٹھانا میرے لئے ممکن نہ تھا، لیکن تیرے باپ کی صفات میں
اور تیری عادتوں میں کوئی امتیاز نہیں ہے وہ تیری طرح کا ایک
معمولی آدمی تھا اس لئے اس نے تجھے اپنا خلیفہ بنایا ہے''

قافية "اللام"

شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں چند اشعار

[من البسيط]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدیم رفیق، اسلام کے سب سے پرانے جان نثار، محرم اسرارِ نبوت، ثانی اثنین فی الغار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نشین منتخب ہوئے۔

آپ کا نام عبد اللہ، کنیت ابوبکر اور صدیق عتیق لقب ہے، والد کا نام قحافہ تھا، آپ قریش کی شاخ بنی تمیم سے تعلق رکھتے تھے۔ چھٹی پشت پر آپ کا نسب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ آپ کا گھرانہ زمانہ جاہلیت سے نہایت معزز چلا آتا تھا۔ قریش کے نظام سیاسی میں خون بہا کے مال کی امانت داری کا عہدہ آپ ہی کے گھر میں تھا۔ (1)

اسلام سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا شغل تجارت تھا۔ آپ ابتداء ہی سے سلیم الفطرت تھے۔ چنانچہ زمانہ جاہلیت میں بھی آپ کا دامن اخلاق عرب کے عام مفاسد سے بالکل پاک رہا اور اس زمانہ کے لوگوں پر آپ کے حسن اخلاق، راست بازی اور متانت وسنجیدگی کا سکہ بیٹھا ہوا تھا اور شرفائے مکہ میں آپ بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

---

(1) کنز العمال (312/6)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گہرے دوست تھے، بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتے ہوئے گھر سے نکلے، راستہ میں ملاقات ہوئی تو پوچھا ''اے ابو قاسم! (حضور رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) آپ اپنی قوم کو مجالس میں دکھائی نہیں دیتے اور آپ کی قوم کے لوگ آپ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ آپ ان کے باپ دادا کو برا بھلا کہتے ہیں؟''

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں اللہ کی طرف سے رسول بنایا گیا ہوں اور میں تجھے اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں'' جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گفتگو سے فارغ ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں وہاں سے رخصت ہوئے کہ مکہ کے دو پہاڑوں کے درمیان اس وقت آپ سے زیادہ خوش اور مسرور کوئی آدمی نہ تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں سے ملاقات کے لئے چلے گئے۔ اور حضرت عثمان بن عفان، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن عوام اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو اسلام کی دعوت دی اور وہ سب کے سب دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

اگلے دن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسلام کی تبلیغ کے لئے حضرت عثمان بن مظعون، حضرت ابوعبیدہ بن جراح، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابو سلمہ بن عبدالاسد اور حضرت ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لے گئے۔ اور ان سب نے بھی اسلام قبول کرلیا۔(1)

قبول اسلام کے بعد اسلام کی تبلیغ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست راست بن گئے اور راہ خدمت میں جان و مال اور عزت و آبرو سب نثار کردی اور میدان جان نثاری میں کوئی دوسرا اصحابی آپ سے بازی نہ لے جا سکا۔ بعض مواقع پر گھر کا سارا اثاثہ اللہ کی راہ میں دے دیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ کچھ اہل و عیال کے لئے بھی چھوڑا ہے تو عرض کیا:

(1) حیاۃ الصحابہ (1/77)، البدایۃ و النہایۃ (3/29)

''ان کے لئے اللہ اور اس کا رسول کافی ہیں''

دورِ نبوی ﷺ میں کسی صحابی کی اسلامی خدمات آپ کے برابر نہیں ہیں، اس کی مختصر فہرست یہ ہے:

1- قریش کے سن رسیدہ لوگوں میں سب سے اول اسلام قبول کیا اور مکہ کی پر خطر اور مظلومیت کی زندگی کے ہر مرحلے میں آنحضرت ﷺ کے پشت پناہ رہے۔

2- تبلیغ اسلام میں حضور ﷺ کی رفاقت کرتے، جہاں حضور ﷺ تشریف لے جاتے ساتھ جاتے اور اپنے جاننے والوں سے آپ ﷺ کا تعارف کراتے۔(1)

3- حضرت عثمان، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابو عبیدہ بن جراح، حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم جیسے اکابرین اسلام آپ ہی کی کوششوں سے مشرف با سلام ہوئے۔

4- کفار کے ظلم وجور کے مقابلہ میں سینہ سپر رہے۔

5- حضرت بلال، حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہما اور متعدد غلاموں کو اپنے مال سے آزاد کرایا جو اسلام کے جرم میں اپنے مشرک آقاؤں کے ظلم وجور کا نشانہ تھے۔

6- ہجرت کے بعد جب آنحضرت ﷺ نے مسجد کی تعمیر کا ارادہ فرمایا تو اس کی زمین کی قیمت جو دو یتیموں کی ملکیت تھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ادا کی۔ اس طرح مدینہ میں سب سے پہلا اللہ کا گھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مدد سے تعمیر ہوا۔(2)

7- غزوات بدر، بنی مصطلق، حدیبیہ، خیبر، فتح مکہ، حنین وطائف وغیرہ تمام معرکوں میں مجاہدانہ شریک ہوئے اور سب میں نمایاں اور امتیازی خدمات سر انجام دیں۔

8- ۵ ہجری میں امارات حج کا منصب تفویض ہوا۔

غرض آغاز اسلام سے لے کر وفات نبوی ﷺ تک ہر مرحلہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کی جانثارانہ رفاقت کی۔ آپ ﷺ پر ان قربانوں کا

---

(1) کنز العمال(319/6)

(2) فتح الباری(192/7)

اتنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے:

''جان و مال کے لحاظ سے مجھ پر ابو بکر سے زیادہ کسی احسان نہیں''(1)

اس رفاقت اور خدمات کی بناء پر صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اسلام کے سب سے بڑے محسن اور اسرار نبوی ﷺ کے محرم تھے۔ اس لئے وہ قدرتاً نیابت نبوی کے سب سے زیادہ اہل و مستحق تھے اور آنحضرت ﷺ کی حیات ہی میں خاص خاص مواقع پر اس کا شرف حاصل ہوتا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ کے مرض الموت میں جب نقل و حرکت کی طاقت آپ ﷺ میں نہ رہی تو اس وقت آپ ﷺ نے نبوت کا سب سے بڑا منصب یعنی مسجد نبوی کی امامت کا شرف حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ جو در حقیقت آپ کی جانشینی کی طرف اشارہ تھا۔ لیکن اسلام کا نظام شوریٰ پر ہے اس لئے آپ ﷺ اپنی جانب سے کسی کو اپنا جانشین مقرر کر کے اس کو توڑنا نہیں چاہتے تھے۔ اس لئے صراحۃً کسی کو جانشین نامزد نہیں فرمایا۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ آپ ﷺ کی صحبت اور آپ ﷺ کی تعلیم نے آپ کے حاشیہ نشینوں میں ایسی صحیح بصیرت اور قوت فیصلہ پیدا کر دی تھی کہ آپ ﷺ کے بعد اسلامی نظام کے قیام میں کسی غلطی کا امکان باقی نہ رہ گیا تھا۔ اس لئے آپ ﷺ نے آئندہ کے بارے میں تصریح سے سکوت فرمایا۔(2)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تعلیم اسلام کا زندہ پیکر اور اخلاق نبوی ﷺ کی مجسم تصویر تھے۔ آپ کے دور کی یہ خاص خصوصیت ہے کہ اس میں کوئی ایسا کام نہیں ہونے پایا جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نہ ہوا۔ آپ کو کل سوا دو سال مسلمانوں کی خدمت کا موقع ملا۔ اس قلیل مدت میں آپ نے اسلام اور مسلمانوں کی وہ گراں قدر خدمات انجام دیں اور آئندہ حکمرانوں کے لئے ایسا نمونہ چھوڑ گئے جو دوسروں سے برسوں میں ممکن نہیں تھا۔

آپ رضی اللہ عنہ نے سب سے زیادہ اس کا لحاظ رکھا کہ کسی امر میں عہد نبوی سے سر مو تجاوز نہ ہونے پائے۔ گو عہد رسالت کے قریب کے اثر سے اس کے تدارک کی ضرورت کم پیش آتی تھی لیکن جہاں شائبہ بھی نظر آتا تھا، سختی کے ساتھ اس کا تدارک

---

(1) رواہ البخاری

(2) تاریخ اسلام(1/133-135)

فرماتے تھے۔ جہاں تک فتوحات اور نظام خلافت میں وسعت کا تعلق ہے، خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کا زمانہ آپ کے زمانہ سے زیادہ مہتم بالشان تھا۔ لیکن یہ اسی بنیاد کا نتیجہ تھا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رکھ گئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے ساتھ ہی جدید الاسلام عربوں نے جزیرۃ العرب میں شمع اسلام کو گل کر دینا چاہا تھا اور قریب قریب سارا عرب مرتد ہو گیا تھا۔ جو قبائل اسلام پر قائم بھی تھے۔ انہوں نے اسلام کے ایک رکن عظیم زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ جھوٹے مدعیان نبوت علیحدہ اسلام کو زیر وزبر کر دینا چاہتے تھے۔ ان نازک حالات میں محض ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روشن ضمیری اور استقلال نے اسلام کی کشتی کو بھنور سے نکالا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے استقلال نے بزور ان سے زکوٰۃ وصول کر کے انہیں اسلام پر دوبارہ قائم کیا۔ (1)

وفات سے پہلے انتخاب خلیفہ کی اہم ذمہ داری سے فراغت کے بعد اپنی پیاری بیٹی ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر فرمایا:

"میرے بعد بیت المال کا جو قرض میرے ذمہ ہے، اسے ادا کرنا۔ میرے پاس مسلمانوں کے مال سے ایک لونڈی اور دو اونٹنیاں ہیں اسے عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھجوا دینا۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اور چیز نکل آئے تو اسے بھی بیت المال میں جمع کرا دینا"

کفن کے متعلق فرمایا:

"میرے بدن پر جو کپڑا ہے اس کو دھو کر کفن دینا"

پھر پوچھا "آج کون سا دن ہے؟"

معلوم ہوا "پیر"

پوچھا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس دن انتقال فرمایا تھا؟"

عرض کیا گیا "اسی دن"

آپ نے فرمایا "میری بھی یہی آرزو ہے"

---

(1) تاریخ اسلام (1/151)

یہ آرزو پوری ہوئی اور ۲۱ جمادی الثانی ۱۳ ہجری کو پیر کا دن گزرنے کے بعد شب کو انتقال فرمایا۔ انتقال کے وقت عمر ۶۳ سال تھی، مدت خلافت دو سال تین مہینہ اور دس دن ہے۔

وصیت کے مطابق رات کو ہی تجہیز و تکفین ہوئی۔ آپ کی بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے غسل دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم جن کی رفاقت میں ساری عمر گزری تھی، ان کے پہلو میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔

وفات کے بعد عبداللہ، عبدالرحمٰن، اسماء اور عائشہ (ام المومنین) رضی اللہ عنہم سمیت کئی اولاد یادگار چھوڑیں۔ ایک صاحبزادی وفات کے بعد پیدا ہوئیں۔

☆☆☆

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں کچھ نامناسب باتیں کیں، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وصلوۃ بیان کی اور فرمایا:

''اے لوگو! میری ذات پر مال وجان کے اعتبار سے ابوبکر سے بڑھ کر کسی کا احسان نہیں، جب تم سب نے مجھے جھٹلایا تو ابوبکر نے میری تصدیق کی، اگر میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو اپنا خلیل بناتا یعنی اللہ کے علاوہ کسی کو اپنے دل میں خصوصی جگہ دیتا تو ابوبکر اس قابل تھے کہ میں انہیں اپنا خلیل بناتا''

اس خطبہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

''اے حسان! وہ اشعار سناؤ جو تم نے میرے اور ابوبکر کے بارے میں کہے ہیں''

اس پر حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار کہے:

1- اذا تذکّرتَ شجواً من أخی ثِقَةٍ فاذکُرْ أخاكَ أبابکرٍ بما فَعَلا

2- التّالیَ الثّانیَ المَحْمودَ شیمَتَهُ وَأوّلَ النّاس طُرّاً صَدّقَ الرّسُلا

3- وَالثّانیَ اثنَین فی الغارِ المُنیفِ وَقَدْ طافَ العَدُوُّ بِه اذْ صَعّدَ الجَبَلا

4- وكان حِبَّ رسولِ اللهِ قد علِموا مِنَ البَرِيّةِ لَمْ يعدِلْ بهِ رَجُلا

5- خَيْرُ البَرِيّةِ أتقاها وَأرْأفُها بَعْدَ النبيّ وَأوْفاها بما حَمَلا

6- عَاشَ حَمِيْدًا، لِأمْرِ اللّٰهِ مُتَّبِعًا بِهَدْيِ صَاحِبِهِ الْمَاضِيْ، وَمَا انتقلا

''جب تم کسی با اعتماد اور دل سے محبت کرنے والے شخص کے غم کو یاد کرنا چاہو تو تم اپنے بھائی ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے کارناموں کو یاد کرو۔ وہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا مرتبہ انہی کا ہے۔ ان کے اخلاق قابل تعریف ہیں اور وہ لوگوں میں سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ دشمن نے پہاڑ پر چڑھ کر جس غار کا چکر لگایا تھا اس میں پناہ لینے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں اور یہ بات سب جانتے ہیں کہ مخلوق میں کوئی ان کے برابر نہیں ہوسکتا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ساری مخلوق میں سب سے زیادہ متقی، پاکباز، وعدے کو پورا کرنے والے اور امانت داری کرنے والے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، انہوں نے قابل تعریف زندگی گزاری، ہمیشہ اللہ کے حکم اور اپنے ساتھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اتباع کی اور اس سے کبھی روگردانی نہ کی''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشعار سنے تو تین مرتبہ فرمایا:

((صدقت يا حسان! دعوا لي صاحبي))

''اے حسان! تم نے بالکل سچ کہا، میرے ساتھی کو بلا لاؤ''

غزوہ احد کے بارے میں ابن زبعریٰ کو جواب

[من الرمل]

عبداللہ بن زبعریٰ سہمی شاعر نے غزوہ احد میں مسلمانوں کے نقصان کے بارے میں ایک قصیدہ کہا، جس میں مندرجہ ذیل شعر بھی تھے:

یا غُرَابَ البَیْنِ أُسمعْتَ فقُلْ انما تَنْطِقُ شَیئاً قد فُعِلْ
انْ للخَیرِ وللشّرّ مَدًی وكِلا ذلكَ وَجْهٌ وَقَبَلْ

''اے جدائی کی خبر دینے والے کوے! تجھے تو حقیقت سنا دی گئی ہوگی، پس تو ہمیں بھی بتا دے تو ہمیشہ وہی بات بتاتا ہے جو واقعی رونما ہوتی ہے۔ خیر ہو یا شر دونوں کی ایک انتہاء ہے اور ان دونوں نے شروع ہو کر ختم ہو جانا ہوتا ہے''

والعَطِیّاتُ خِسَاسٌ بینهُمْ وسَوَاءٌ قَبْرُ مُثْرٍ وَمُقِلّ
كلُّ عیْشٍ ونَعیمٍ زائِلٌ وبَنَاتُ الدّهْرِ یلعبْنَ بكُلّ

''لوگوں کو عطیات اور بخششیں مل جانا کوئی بڑی بات نہیں، قبر میں جانے کے بعد مال دار اور نادار سب برابر ہیں۔ ہر عیش اور ہر نعمت نے زائل ہو جانا ہے اور زمانہ کے حوادثات ہر ایک کے ساتھ کھیلتے ہیں''

أبْلِغا حسّانَ عنّی آیَةً فقَرِیضُ الشعرِ یَشفی ذا الغُلل
كم تَرى بالجرّ من جُمجمةٍ وأكُفٍّ قدْ أُتِرَتْ وَرِجِلْ
وسَرَابِیلَ حِسَانٍ سُرِیَتْ عن كماةٍ أُهلكوا فی المُنتزَلْ
كمْ قتلنا من كریمٍ سیّدٍ ماجدِ الجَدّینِ مِقدامٍ بطَلْ
صادقِ النجدةِ قَرْمٍ بارعٍ غیْرِ مِلتاثٍ لدَى وَقعِ الأسَلْ

''حسان کو میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو، کیونکہ شعر کہنا دل کی گرمی کو کم کرتا ہے اسے یہ پیغام پہنچاؤ کہ تو نے پہاڑ کی جڑ میں کتنی کھوپڑیاں، ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے دیکھے ہیں، اور کتنی خوبصورت زرہیں دیکھی ہیں جنہیں سپہ سالاروں کے بدن سے کھینچ کر اتارا گیا تھا اور وہ میدان جنگ میں ہلاک ہو گئے۔ ہم نے کتنے ہی بہادر، سخی، شجاع، شہسوار اور جنگ میں آگے بڑھنے والے نوجوانوں کو مار ڈالا جو اعلیٰ خاندانوں والے، بہادری وقوت والے اور دشمن پر ٹوٹنے کا حوصلہ رکھنے والے تھے جب نیزے چلتے تو وہ بزدلی یا ضعف کا شکار نہ ہوتے تھے''

لَيْتَ أشْيَاخي بَبَدْرٍ شَهِدُوا جزَعَ الخزْرَجِ منْ وَقعِ الأسَلْ

فاسْألِ المِهرَاسَ مَن ساكِنُهُ بعدَ أقحافٍ وَهامٍ كالحجَلْ

''کاش بدر میں مارے جانے والے میرے بڑے بزرگ بھی دیکھ لیتے کہ نیزے چلتے وقت خزرج کے خوف کا کیا عالم تھا۔ مہراس نامی ندی سے پوچھ کہ اب وہاں کون ٹھہرے گا کہ کھوپڑیاں تو جسموں سے جدا ہو چکی ہیں''

عبداللہ بن زبعریٰ کے یہ اشعار حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو پہنچے تو آپ نے فرمایا:

1- ذَهَبَتْ بابْنِ الزِّبَعْرَى وَقعةٌ كانَ مِنّا الفضْلُ فيها لوْ عَدَلْ

2- ولَقَدْ نِلتُمْ وَنِلنا منكمْ وكَذَا الحَرْبُ أحْياناً دُوَلْ

3- اذ شَدَدْنَا شِدّةً صادَقَةً فأجأناكُمْ الى سَفْحِ الجَبَلْ

4- اذْ تُوَلّونَ على أعْقابِكُمْ هَرَباً في الشِّعبِ أشْباهَ الرَّسَلْ

5- نَضَعُ الخَطّيَّ في أكْتافِكُمْ حيْثُ نهوى عَلَلاً بعدَ نَهَلْ

6- فَسَدَحْنَا في مَقامٍ وَاحِدٍ مِنكُمُ سَبْعِينَ غيرَ المُنتحَلْ

7- وَأسَرْنَا مِنكُمْ أعدادَهُمْ فانصرَفتُمْ مثلَ افلاتِ الحجَلْ

8- تَخْرُجُ الأَضْياحُ مِنْ أَسْتاهِهِمْ كَسُلاحِ النِّيبِ يأكُلْنَ العَصَل

''ابن زبعریٰ کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا ہے اگر انصاف کیا جائے تو اس میں ہماری برتری اور فضیلت ہی ثابت ہوگی۔ کچھ نقصان ہم نے تمہارا کیا اور کچھ تکلیف تم نے ہمیں پہنچائی، جنگ میں تو ایسے حالات آیا ہی کرتے ہیں۔ جب ہم پوری قوت کے ساتھ تمہاری طرف لپکے اور پہاڑ کی طرف سے تم پر ٹوٹ پڑے تو تم الٹے پاؤں بھاگ گئے اور بھاگتے ہوئے اونٹوں کے ریوڑ کی طرح محسوس ہو رہے تھے۔ ہم نے تم پر نیزوں کے پے در پے وار کئے اور نیزوں کو تمہارے کندھوں میں گھسا دیا۔ یہ بات بالکل حق ہے کہ اس سے پہلے غزوہ بدر کو یاد کرو جس میں ہم نے ایک مقام پر تمہارے ستر آدمیوں کو قتل کیا اور اتنی ہی تعداد میں تمہارے آدمیوں کو قیدی بنایا۔ پھر تم چکوری کی طرح چلاتے ہوئے میدان جنگ سے فرار ہو گئے تھے۔ اس شکست کا تم پر اتنا بوجھ تھا کہ اس کی وجہ سے تمہارا پاخانہ بھی خطا ہو گیا جس طرح موٹی اونٹنی عصل نامی گھاس کھالے تو اس کا پاخانہ جاری ہو جاتا ہے''

9- لَمْ يَفُوتُونَا بِشَيءٍ سَاعَةً غَيْرَ أَنْ وَلّوا بجَهْلٍ وَفَشَلْ

10- ضَاقَ عنّا الشِّعْبُ اذ نجْزَعُهُ وَمَلأنَا الفُرْطَ منهُمْ وَالرِّجَلْ

11- بِرِجَالٍ لَسْتُمُ أمْثَالَهُمْ أُيِّدُوا جبرِيلَ نَصْراً فَنَزَلْ

12- وَعَلَوْنَا يَوْمَ بَدْرٍ بالتُّقَى طاعَةَ اللّهِ وتصْدِيقَ الرُّسلْ

13- بِخَنَاطِيلَ كَجِنّانِ المَلا مَنْ يُلاقوهُ من النّاسِ يُهَلْ

14- وَتَرَكْنَا فِى قُرَيْشٍ عَوْرَةً يَوْمَ بَدْرٍ وَأحاديثَ مَثَلْ

15- وَتَرَكْنَا من قُرَيْشٍ جَمعَهُمْ مثلَ جُمّعَ فى الخِصْبِ الهَمَلْ

16- فَقَتَلْنَا كلَّ رَأسٍ منهُمْ وَقَتَلْنَا كلَّ جَحْجاحٍ رِفَلْ

17- نَحْنُ لا أنتُمْ بَنى أَسْتاهِهَا نَحْنُ فى البَأسِ اذا البَأسُ نَزَلْ

''وہ ایک لمحے کے لئے بھی ہمارے قابو سے باہر نہیں ہوئے، البتہ جب وہ جہالت اور بزدلی کی وجہ سے پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے تو ہمارے اختیار سے نکل گئے۔ جب ہم گھاٹی کو پار کر رہے تھے تو وہ ہمارے وسیع لشکر کی وجہ سے گھاٹی، پہاڑ کی ڈھلوان اور پانی کا راستہ سب تنگ پڑ گئے تھے۔ اس لشکر میں بے مثال لوگ تھے جنہیں جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ مدد فراہم کی گئی تھی۔ غزوہ بدر میں ہماری فتح تقویٰ، اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی وجہ سے تھے۔ اس وقت ہمارے ساتھ کشادہ سرزمین کے جنات جیسی جماعتیں تھیں جو بھی ان کا مقابلہ کرے اس کے نصیب میں شکست لکھی جائے گی۔ ہم نے غزوہ بدر کے دن قریش کو عبرت کا نشان بنا دیا اور ان کے بارے میں بہت سی باتیں چھوڑی ہیں۔ ہم نے قریش کی جمعیت کو یوں چھوڑا جس طرح چراگاہ میں اونٹوں کو بغیر چرواہے کے چھوڑا جاتا ہے۔ ہم نے ان کے ہر سرکردہ اور تکبر سے کپڑا گھسیٹنے والے سردار کو قتل کر دیا۔ اے معمولی اور بزدل لوگو! مصیبت اور جنگ میں صبر کرنا ہمارا کام ہے یہ تمہارے بس کا روگ نہیں''

عمرو بن حارث بادشاہ کے دربار میں

[من الطويل]

حضرت حسانؓ بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں عمرو بن حارث کے پاس گیا، دربانوں نے مجھے اندر داخل ہونے سے روک لیا۔ میں نے ان سے کہا ''اگر تم نے مجھے اندر نہ جانے دیا تو میں پورے یمن والوں کی ہجو بیان کروں گا اور یہاں سے چلا جاؤں گا''

میری یہ بات سن کر انہوں نے مجھے جانے دیا، میں نے دیکھا کہ عمرو بن حارث کے دائیں طرف نابغہ ذبیانی اور بائیں طرف علقمہ بن عبدہ بیٹھا تھا۔ عمرو بن حارث نے مجھ سے کہا "اے ابن الفریعہ! میں نے غسان میں تمہارے نسب اور خاندان کو جان لیا تھا، تم یہاں سے واپس چلے جاؤ، میں تمہیں سالانہ خرچہ بھیج دیا کروں گا اور مجھے شعر کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے خوف ہے کہ یہ دونوں درندے نابغہ اور علقمہ تمہیں رسوا کر دیں گے اور تمہاری رسوائی میری رسوائی ہے۔ اور تم اس طرح کے شعر نہیں کہہ سکتے:

رِقاقُ النّعالِ طیّبٌ حُجُزَاتُهُمْ ۔۔۔ یُحیَّونَ بالرَّیْحانِ یومَ السّباسبِ

"وہ بادشاہ ہیں وہ جوتیوں کو گھسٹ کر نہیں چلتے۔ وہ پاکدامن اور بدکاریوں سے محفوظ ہیں۔ وہ اپنی عید کے دن ریحان کا پھول مبارکباد کے طور پر پیش کرتے ہیں"

تشریح

"یوم السباسب" کو "یوم الشعانین" بھی کہتے ہیں، اس دن عیسائی عید منایا کرتے تھے۔ عمرو بن حارث چونکہ عیسائی تھا اس لئے وہ اس دن عید مناتا تھا۔

تُحَیِّیهِمُ بِیضُ الوَلائِدِ بینَهُمْ ۔۔۔ وَأکسِیَةُ الاضرِیجِ فوْقَ المشاجِبِ

یَصُونونَ أجْساداً قدیماً نعِیمُهَا ۔۔۔ بخالِصَةِ الأرْدانِ خُضرِ المناکِبِ

وَلا یَحسَبونَ الخَیرَ لا شرَّ بعدَهُ ۔۔۔ وَلا یحسبونَ الشّرَّ ضرْبَةَ لازِبِ

حَبَوْتُ بها غَسّانَ اذ کُنْتُ لاحِقاً ۔۔۔ بِقوْمی واذ أعیَتْ علیّ مَذاهِبی

"وہ ایسے خوشحال اور مال دار بادشاہ ہیں کہ گوری خوبصورت باندیاں ان کی خدمت کرتی ہیں اور ان کے ریشمی کپڑے حفاظت کی غرض سے کھونٹی پر لٹکائے جاتے ہیں۔ وہ اپنے جسموں کی حفاظت ایسے سفید کپڑوں سے کرتے ہیں جن کے کندھے سبز ہیں (اس زمانے میں یہ بادشاہوں کا لباس تھا) وہ زمانے کے حوادثات سے خوب اچھی طرح واقف ہیں جب انہیں کوئی خیر پہنچتی ہے تو وہ اسے دائمی

سمجھ کر عجب کا شکار نہیں ہوتے اور جب کوئی مصیبت پیش آتی ہے تو
مایوس اور ناامید نہیں ہوتے اور جانتے ہیں کہ یہ مصیبت عنقریب ٹل
جائے گی۔ جب میں اپنی قوم سے ملا تو ان کے پاس اپنا یہ قصیدہ
لے گیا حالانکہ میرے لئے راستے کافی مشکل ہو گئے تھے"

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کی بات کا انکار کیا اور کہا "میرے لئے اشعار کہنا اب ضروری ہو گیا ہے" عمرو بن حارث نے کہا "تیرا معاملہ اب ان دونوں کے حوالے ہے" میں نے ان دونوں سے کہا "تمہیں بادشاہ کے حق کی قسم! تم مجھے پہلے شعر کہنے کا موقع دو" انہوں نے اس کی اجازت دی تو حارث بن عمرو نے کہا "اے ابن الفریعہ! شعر کہو" اس پر میں نے یہ اشعار کہے:

1- أَسَأَلْتَ رَسْمَ الدَّارِ أَمْ لَمْ تَسْأَلِ   بینَ الجوابی فالبُضَیعِ فحَوْمَلِ
2- فالمَرْجِ مرْجِ الصُّفَّرَیْنِ فجاسِمٍ   فَدِیارِ سلْمی دُرَّساً لم تُحْلَلِ
3- دِمَنٌ تَعَاقَبُها الرِّیاحُ دَوَارِسٌ   والمُدْجِنَاتُ من السِّماكِ الأَعْزَلِ

"تو ان جگہوں کے نشانات کے بارے میں سوال کرے یا نہ کرے
جو مقام جوابی کے درمیان ہے جس کے بعد بضیع پہاڑ ہے پھر مقام
حومل ہے۔ پھر مقام مرج الصفرین ہے، پھر مقام جاسم ہے پھر سلمیٰ
کے مکانات ہے جن کے نشانات مٹ چکے ہیں اور وہاں اب کوئی
نہیں ٹھہرتا۔ تیز ہواؤں اور برسنے والے بادلوں نے ان مکانوں
کے نشانات کو مٹا دیا ہے"

تشریح

مقام جوابی سے مراد جولان ہے، جولان دمشق اور اردن کے درمیان ایک علاقہ کا نام ہے۔ دمشق سے اردن جانے کے لئے یہ بطور راستہ کے استعمال کیا جاتا ہے۔

"بضیع" شام میں ایک چھوٹے سیاہ پہاڑ کا نام ہے۔

"حومل" بھی ایک جگہ کا نام ہے، شارحین کو اس کی تفصیل دستیاب نہیں ہو سکی۔

''مرج الصفرین'' دمشق میں ایک جگہ کا نام ہے جہاں مسلمانوں کی رومیوں کے ساتھ جنگ ہوئی تھی۔

''جاسم'' دمشق سے آٹھ فرسخ کے فاصلے پر ایک بستی کا نام ہے۔

یہ تمام مقامات آل جفنہ کے غسانی بادشاہوں کے قیام کی جگہ ہوا کرتی تھیں۔

4- دارٌ لِقَوْمٍ قدْ أراهُمْ مَرّةً فوْقَ الأعِزّةِ عِزُّهمْ لمْ يُنقَلِ

5- للهِ دَرُّ عِصابَةٍ نادَمْتُهُمْ يوْم بجِلّقَ فی الزّمانِ الأوَّلِ

''یہاں ایک ایسی قوم کے گھر ہیں جنہیں میں نے دیکھا ہے ان کی عزت تمام لوگوں کی عزت سے زیادہ ہے اور ان کی عزت کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اس جماعت کے کیا کہنے! جن کے ساتھ میں نے کبھی مقام جلق میں شراب نوشی کی تھی''

تشریح

مقام ''جلق'' کے بارے میں شارحین کا اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ یہ دمشق کا دوسرا نام ہے، جبکہ بعض کا خیال یہ ہے کہ ''جلق'' دمشق کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔

6- یمشونَ فی الحُللِ المُضاعَفِ نسجُها مَشْیَ الجمالِ الی الجمالِ النُزّلِ

7- الضّارِبون الكَبْشَ یبرُقُ بیْضُهُ ضَرْباً یَطِیحُ لَهُ بَنانُ المَفْصِلِ

8- وَالخالِطونَ فَقِیرَهمْ بِغنیّهِم والمُنعِمونَ علی الضّعیفِ المُرْمِلِ

''وہ ایسے جوڑے زیب تن کرتے ہیں جن کی بناوٹ انتہائی مضبوط ہے اور انہیں پہن کر وہ شاہانہ چال چلتے ہیں۔ ان کی بہادری کا یہ عالم ہے کہ وہ دشمن کے سردار پر ایسا وار کرتے ہیں کہ اس کے خود سے بجلی نکلنے لگتی ہے اور انگلیوں کے پورے تک کاٹ کے رکھ دیتے ہیں۔ ان کی سخاوت کا یہ عالم ہے کہ وہ ناداروں اور مالداروں پر فیضانِ کرم برساتے ہیں اور تہی دامن شخص پر خوب نعمتیں لٹاتے ہیں''

9- أوْلادُ جَفْنَةَ حوْلَ قبرِ أبیهِم قبْرِ ابْنِ مارِیَةَ الكریمِ المُفضِلِ

''وہ جفنہ کی اولاد ہیں وہ اپنے والد جو کہ ماریہ کا بیٹا ہے اور معزز اور فضیلت والا ہے، کی قبر کے اردگرد خوش وخرم اور عیش کی زندگی گزار رہے ہیں''

تشریح

''جفنہ'' کا اصل نام جفنہ بن عمرو مزیقیاء ہے۔ جفنہ، شام کے غسانی بادشاہوں کے جدامجد کا نام ہے۔

10- يُغشَوْنَ حتى ما تهِرُّ كلابُهُمْ   لا يَسْألونَ عنِ السّوَادِ المُقْبِلِ

11- يَسْقونَ منْ وَرَدَ البَرِيصَ عليهِمِ   بَرَدَى يُصَفَّقُ بالرّحِيقِ السَّلسَلِ

12- يُسقونَ دِرْياقَ الرّحِيقِ ولمْ تكنْ   تُدْعى ولائِدُهُمْ لنَقفِ الحَنْظَلِ

13- بِيضُ الوُجُوهِ كريمَةٌ أحسابُهُمْ   شُمُّ الأنوفِ من الطّرَازِ الأوّلِ

14- فَلَبِثْتُ أزْماناً طِوَالاً فِيهِمِ   ثمّ ادّكَرْتُ كأنّني لمْ أفْعَلِ

''ان کے پاس مہمانوں کی اتنی کثرت ہے کہ ان کے کتے کسی آنے والے پر نہیں بھونکتے، کیونکہ وہ ہر آنے والے سے مانوس ہو چکے ہیں۔ ان کی خوشحالی کا یہ عالم ہے کہ وہ اس بات کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے کہ ان کے پاس کون آ رہا ہے لوگوں کی بڑی تعداد کی آمد بھی انہیں پریشان نہیں کرتی۔ جو ان کے پاس آتا ہے وہ اسے دمشق کی بریص اور بردی نامی نہروں کا پانی سفید شراب کے ساتھ ملا کر پلاتے ہیں جو پینے میں انتہائی خوشگوار معلوم ہوتا ہے۔ انہیں بھی شاندار شراب پلائی جاتی ہے۔ ان کی باندیوں کو خظل جمع کرنے کے لئے نہیں بلایا جاتا جو کہ معمولی لوگوں کا کام ہے۔ وہ سفید چہروں والے، اعلیٰ حسب ونسب والے اور عزت وسرداری والے ہیں۔ میں بہت عرصہ ان کے پاس ٹھہرا ہوں لیکن اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ میں ان کے پاس بالکل نہیں رہا یعنی وہاں گزرے

ہوئے دنوں کی تیزی کا مجھے اندازہ ہی نہیں ہوا''

15- امّا تَرَى رَأسي تَغَيّرَ لَوْنُهُ شَمَطاً فأصْبَحَ كالثَّغامِ المُحْوِلِ

16- وَلَقَدْ يَرَاني مُوعِدِيّ كأنّني في قَصْرِ دومَةَ أوْ سوَاءَ الهيْكلِ

17- وَلَقَدْ شرِبْتُ الخمرَ في حَانوتِها صَهباءَ صافيَةً كطَعمِ الفُلفلِ

18- يَسعَى عليّ بكأسِهَا متنَطِّفٌ فيَعُلُّني مِنهَا وَلَوْ لم أُنْهَلِ

19- انّ الّتي نَاوَلْتَني فَرَدَدْتُهَا قُتِلَتْ قُتِلْتَ فهاتِهَا لم تُقتَلِ

20- كِلْتاهُمَا حَلَبُ العَصيرِ فَعَاطِني بِزُجاجَةٍ أرْخاهُمَا للمِفْصَلِ

21- بِزُجاجَةٍ رَقَصَتْ بما في قَعْرِهَا رَقْصَ القَلوصِ براكِبٍ مُستعجِلِ

''(حضرت حسان رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں) اگر اب تو دیکھ رہی ہے کہ میرے بالوں میں سفیدی اتر چکی ہے تو کیا ہوا میرے دشمنوں نے مجھے اس حال میں بھی دیکھا ہے کہ میں آل جفنہ کے ساتھ دومۃ الجندل کے محل میں اور عیسائیوں کے ہیکل میں عیش وعشرت کی زندگی گزارا کرتا تھا۔ میں نے وہاں کے شراب خانے میں صاف ستھری اور مرچ جیسی تیز شراب بھی پی تھی۔ ایک غلام بار بار شراب لے کر میرے پاس آتا تھا اور مجھے بار بار اس سے سیراب کرتا تھا۔ میں اسے کہتا جو شراب تو مجھے دی ہے وہ پانی کے ساتھ ملی ہوئی تھی، تو ہلاک ہو پانی میں ملی ہوئی بھی لا اور آمیزش سے پاک شراب بھی لا کیونکہ یہ دونوں ہی زبان کو لذت دینے والی اور منہ کے ذائقہ کو خوش گوار بنا دینے والی ہیں۔ مجھے ان کا جام پلا، ایسا جام جس میں شراب یوں رقص کر رہی ہو جیسے تیز سوار کے برانگیختہ کرنے پر جوان اونٹنی رقص کرتی ہے''

22- نَسَبي أَصِيلٌ في الكِرَامِ ومِذْوَدي تَكْوي مَوَاسِمُهُ جُنوبَ المصْطلي

23- وَلَقَدْ تُقلّدُنا العَشِيرَةُ أمْرَهَا ونَسودُ يوْمَ النّائباتِ ونَعتلي

24- وَيَسُودُ سَيِّدُنَا جَحَاجِحَ سَادَةً وَيُصِيبُ قَائِلُنَا سَوَاءَ الْمَفْصِلِ

25- وَنُحَاوِلُ الأَمْرَ الْمُهِمَّ خِطَابُهُ فِيهِمْ وَنَفْصِلُ كُلَّ أَمْرٍ مُعْضِلِ

26- وَتَزُورُ أَبْوَابَ الْمُلُوكِ رِكَابُنَا وَمَتَى نُحَكَّمْ فِي الْبَرِيَّةِ نَعْدِلِ

27- وَفَتًى يُحِبُّ الْحَمْدَ يَجْعَلُ مَالَهُ مِنْ دُونِ وَالِدِهِ وَإِنْ لَمْ يُسْأَلِ

''میرا تعلق ایک اعلیٰ نسل کے معزز خاندان سے ہے اور جو شخص میری عزت کو مجروح کرنے کی کوشش کرے گا میری زبان اسے جا پکڑے گی یعنی میں اس کی ہجو بیان کروں گا۔ قبیلے والوں نے ہمیں اپنے معاملات کا ذمہ دار بنا دیا ہے پس ہم جنگ کے دنوں میں پیش قدم رہتے ہیں اور خوب ڈٹ کر اپنے لوگوں کی طرف سے دفاع کرتے ہیں۔ ہمارے سردار، سرداری کا حق ادا کرتے ہیں اور ہماری خطیب لاثانی خطبے کہتے ہیں۔ ہم ہر ناممکن کو ممکن بنا دیتے ہیں اور ہر مشکل سے مشکل مسئلے کا فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، ہماری سواریاں بادشاہوں کے دروازوں کی زیارت کرتی ہیں اور جب ہمیں لوگوں میں ثالث بنایا جائے تو ہم انصاف سے کام لیتے ہیں۔ جو شخص تعریف کو پسند کرتا ہے وہ مال کو اپنی اور اپنے والد کی عزت کی خاطر قربان کر دیتا ہے خواہ اس سے مال کا سوال نہ کیا جائے''

28- بَاكَرْتُ لَذَّتَهُ وَمَا مَاطَلْتُهَا بِزُجَاجَةٍ مِنْ خَيْرِ كَرْمٍ أَهْدَلِ

''مجھے اپنے ان دوستوں کے ساتھ پی ہوئی شراب کی لذت آج بھی صبح کے وقت یاد آتی ہے جو میں نے جام میں ڈال کر پی تھی اور وہ شراب ایسے رس بھرے انگوروں سے بنائی گئی تھی جن کے گچھے بوجھ کی وجہ سے جھکے ہوئے تھے''

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار ساتھی

[من الطويل]

1- أهاجَكَ بالبَيْداءِ رَسْمُ المنازِلِ نعمْ قد عفاها كلُّ أسحمَ هاطِلِ
2- وجرّتْ عليها الرّامساتُ ذُيولَهَا فلم يبقَ منها غيرُ أشعثَ مائِلِ
3- دِيارُ الّتى رَاقَ الفؤادَ دلالُها وعَزّ علَيْنَا أن تجودَ بِنائِلِ
4- لها عَينُ كحْلاءِ المدافع مُطفِلٍ تُرَاعِى نَعاماً يرْتعى بالخمائِلِ
5- دِيارُ التى كادَتْ ونحنُ على مِنًى تَحُلُّ بنا لَوْ لا نجاءُ الرّواحلِ

''جن دیار و مقامات کے نشانوں کو بارشوں نے مٹا دیا ہے انہوں نے تیرے دل کو بے قرار کر دیا ہے۔ تیز و تند ہوائیں بھی ان نشانات کو مٹا کر انہیں زمین کے برابر کر رہی ہیں اور وہاں خیمے کی کیلوں اور بانسوں کے علاوہ کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ یہ اس خوبصورت محبوبہ کے دیار ہیں جس کی محبت دل میں بیٹھ چکی ہے اور اس کے بغیر رہنا اب مشکل ہے۔ اس کی آنکھیں اس بچوں والی ہرنی کی طرح کالی تھیں جو گھنے جنگل میں چر رہی ہو، یہ اس محبوبہ کے دیار ہیں کہ اگر ان کی سواریاں بہت تیز نہ ہوتیں تو جب ہم منیٰ میں تھے وہ ہمارے پاس ٹھہر جاتی''۔

تشریح

ان اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک موضوع سے دوسرے موضوع کی طرف انتقال فرمایا ہے ادب کی اصطلاح میں اس طرز کلام کو ''اقتضاب'' کہا جاتا ہے۔

عرب شعراء کے دستور کے مطابق پہلے محبوبہ اور اس کے مکانات کا ذکر تھا، آگے اپنے ساتھیوں اور قبیلہ والوں کے کارناموں کا ذکر کر رہے ہیں۔

6- ألا أيّها السّاعي لِيُدرِكَ مجْدَنا نأتْكَ العُلى فارْبعْ عليك فسائلِ

7- فهل يستوي ماء انِ أخضرُ زاخِرٌ وحِسْيٌ ظَنونٌ ماؤه غيرُ فاضِلِ

8- فمن يعدلُ الأذنابَ ويحكَ بالذّرَى قدِ اختلَفا برٌّ يَحُقٌّ بباطِلِ

9- تناوَلْ سُهيلاً في السماءِ فهاتِهِ سَتُدرِكُنا انْ نِلْتَهُ بالأنامِلِ

10- ألَسْنَا بِحلاّلينَ أرْضَ عَدُوّنا تأرّ قليلاً سلْ بِنَا في القبائلِ

11- تجِدنَا سبقْنا بالفعال وبالنّدى وأمْرِ العَوالي في الخطوبِ الأوَائلِ

12- تجدنا سبقْنا النّاسَ مجْداً وسؤدَداً تَليداً وذِكراً نامياً غيرَ خامِلِ

13- لَنَا جَبلٌ يعلو الجِبالَ مُشَرّفٌ فنحْنُ بأعْلى فَرْعِهِ المُتطاوِلِ

14- مساميحُ بالمعرُوفِ وَسطَ رِحالِنَا وشُبّانُنَا بالفُحشِ أبخَلُ باخِلِ

15- وَمَنْ خَيرُ حيّ تعلَمونَ لِسائلٍ عَفافاً وعانٍ موثَقٍ في السّلاسِلِ

16- ومَن خَيرُ حيّ تعلَمونَ لجارِهِمْ اذا اختارَهُمْ في الأمنِ أوْ في الزّلازِلِ

17- وَفينا اذا ما شُبّتِ الحربُ سادةٌ كُهولٌ وفِتيانٌ طِوالُ الحمائلِ

"اے وہ شخص جو مرتبہ و مقام میں ہمارے برابر ہونے کی کوشش کر رہا ہے بلندیاں تجھ سے بہت دور ہیں، تھوڑا ٹھہر اور انتظار کر۔ کیا تو نہیں جانتا کہ ٹھاٹھیں مارتا سبز سمندر اور ایک کنواں کیسے برابر ہو سکتے ہیں؟ جانوروں کی دم چوٹیوں کا مقابلہ کیسے کر سکتی ہے؟ حق اور باطل ایک کیسے ہو سکتے ہیں؟ تو آسمان سے سہیل نامی ستارے کو لے آ، جب تو اسے لائے گا تو اسے ہماری انگلیوں کے پوروں پر دیکھے گا۔ کیا ہم وہ لوگ نہیں جو دشمن کی زمین میں اتر جاتے ہیں اگر تجھے اس کا علم نہیں تھوڑی دیر ٹھہر اور ہمارے بارے میں دوسرے قبائل سے پوچھ لے۔ تو ہمیں اعلیٰ کارناموں اور سخاوت میں سب سے بڑھا ہوا پائے گا اور جنگ کے میدانوں میں نیزے چلانے

میں ہم سے بہتر تجھے کوئی نہ ملے گا، تو ہمیں دیکھے گا کہ ہم سرداری اور عظمت میں سب لوگوں پر فائق ہیں اور ہم کوئی گم نام یا معمولی لوگ نہیں۔ ہماری عظمت کا پہاڑ سب پہاڑوں سے بلند ہے اور ہماری جڑ انتہائی مضبوط اور طاقت ور ہے۔ ہم اپنے خاندان کے لوگوں اور پڑوسیوں پر خوب سخاوت کرتے ہیں اور ہمارے نوجوان ہر بری چیز سے اجتناب کرتے ہیں۔ کسی عفیف سوالی کے لئے اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے قیدی کے لئے ہم سے بہتر لوگ کون ہوسکتے ہیں۔ امن اور جنگ کی حالت میں کسی بھی قبیلے کے لئے ہم سے بہتر ساتھی کون ہوسکتا ہے۔ جب جنگ اپنا زور پکڑتی ہے تو ہم میں ایسے باعمر اور نوجوان لوگ ہوتے ہیں جن کی تلواروں کے پرتلے لمبے ہیں یعنی وہ جنگ کے لئے پوری طرح تیار ہوتے ہیں''

18- نَصَرْنَا وآوَينا النبيّ وَصَدّقتْ أوَائِلُنا بالحَقّ أوّلَ قائِلِ

19- وكُنّا مَتَى يَغْزُ النبيُّ قبيلَةً نَصِلْ حافَتَيْهِ بالقَنا والقنابلِ

20- ويومَ قرَيْشٍ إذْا أتونا بجمعهِمْ وَطِئْنَا العَدُوّ وَطأةَ المُتَثَاقِلِ

21- وفي أُحُدٍ يومٌ لهم كان مخزياً نُطاعِنُهُمْ بالسّمهرِيّ الذّوابِلِ

22- وَيوْمَ ثَقيفٍ اذ أتَيْنا ديارَهمْ كتائِبَ نمشي حوْلها بالمنَاصِلِ

''ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کی اور انہیں اپنے پاس ٹھہرایا۔ ہمارے پہلے لوگوں نے حق کے قائل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی قبیلہ کے ساتھ جنگ کرتے تھے تو ہم اپنی تلواروں اور نیزوں کو لے کر آپ کے شانہ بشانہ لڑتے تھے۔ قریش کے دن یعنی غزوہ بدر میں جب ہم نے دشمن کے لشکر پر حملہ کیا تو ان کو اپنے پاؤں کے نیچے کچل ڈالا۔ احد کا دن بھی ان کی رسوائی کا سبب تھا، جب ہم انہیں تیز اور مضبوط نیزوں سے ہلاک کررہے تھے۔ ثقیف کے دن ہم نے ان کے علاقے پر حملہ کیا تو

اس وقت ہم ایک عظیم لشکر کی صورت میں تھے اور ہاتھ میں تلواریں
لے کر ان کے علاقے کے ارد گرد چکر لگا رہے تھے“

تشریح

ثقیف کے دن سے مراد طائف کا محاصرہ ہے۔ جو غزوہ حنین کے بعد پیش آیا۔

غزوہ حنین سے فارغ ہونے کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا قصد فرمایا۔ مالک بن عوف نصری سپہ سالار ہوازن مع اپنی فوج کے آپ کے پہنچنے سے پہلے ہی طائف کے قلعہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کر چکا تھا اور کئی سال کا غلہ اور خورد ونوش کا سامان قلعہ میں فراہم کر لیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف پہنچ کر ان کا محاصرہ کیا اور منجنیق کے ذریعہ سے ان پر پتھر برسائے گئے۔ ان لوگوں نے قلعہ کی فصیل پر تیر اندازوں کو بٹھا دیا، انہوں نے ایسی سخت تیر باری کی کہ بہت سے مسلمان زخمی ہوئے اور بارہ آدمی شہید ہو گئے۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کو دست بدست مقابلہ کے لئے بلایا مگر جواب یہ ملا کہ ہمیں قلعہ سے اترنے کی ضرورت نہیں۔ سالہا سال کا غلہ ہمارے پاس موجود ہے، جب یہ ختم ہو جائے گا تب ہم تلواریں لے کر اتریں گے۔

مسلمانوں نے ”دبابہ“ میں بیٹھ کر قلعہ کی دیوار میں نقب دینے کی کوشش کی انہوں نے اوپر سے لوہے کی گرم سلاخیں برسانی شروع کیں جس سے مسلمانوں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ یہ دیکھ کر آپ نے باغات کے کٹوانے کا حکم دیا، اہل قلعہ نے آپ کو اللہ کا اور قرابتوں کا واسطہ دیا۔ آپ نے فرمایا ”میں اللہ اور قرابتوں کے لئے ان کو چھوڑ دیتا ہوں“

بعد ازاں قلعہ کی دیوار کے قریب یہ اعلان کروا دیا کہ جو غلام قلعہ سے اتر کر ہمارے پاس آ جائے گا وہ آزاد ہے، چنانچہ بارہ تیرہ غلام نکل کر ادھر آ ملے۔

اسی اثنا میں آپ نے ایک خواب دیکھا کہ ایک دودھ کا پیالہ آپ کے سامنے پیش کیا گیا، ایک مرغ نے آ کر اس میں چونچ ماری جس سے وہ دودھ گر گیا۔ آپ نے یہ خواب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، انہوں نے کہا ”غالباً یہ قلعہ ابھی فتح نہ ہوگا“

آپ نے نوفل بن معاویہ دیلمی رضی اللہ عنہ کو بلا کر دریافت فرمایا ”تمہاری کیا رائے ہے؟“

نوفل نے کہا ''یا رسول اللہ! لومڑی اپنے بھٹ میں ہے اگر ٹھہرے رہیں تو پکڑ لیں گے اور اگر چھوڑ دیں تو آپ کا کوئی نقصان نہیں''

اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یا نبی اللہ! ان کے حق میں بددعا کیجئے''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ نے مجھے اجازت نہیں دی''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''پھر ہمیں ان سے لڑنے کی کیا ضرورت ہے''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کا حکم دیا اور چلتے وقت یہ دعا دی:

((اللھم اھد ثقیفا وائت بھم))

''اے اللہ! ثقیف کو ہدایت دے اور ان کو مسلمان کر کے میرے پاس پہنچا''

چنانچہ بعد میں یہ قلعہ خود بخود فتح ہو گیا اور سب لوگ مسلمان ہو گئے اور ان کا سردار مالک بن عوف خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو گیا۔ (1)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ اسی واقعہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں، چنانچہ آگے فرماتے ہیں:

23- فَفَرّوا وَشدّ اللّٰهُ رُكْنَ نَبيّهِ بكلّ فتًى حامي الحقيقةِ بَاسِلِ

24- ففرّوا الى حصْنِ القُصُورِ وغلّقوا وكائنْ ترَى من مُشفقٍ غيرِ وَائِلِ

25- وَأعطوْا بأيديهمْ صَغاراً وتابعوا فأوْلى لكم أوْلى حُداةَ الزّوَاملِ

''دشمن اس دن پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور اللہ تعالیٰ نے بہادر اور جرأت مند جوانوں کے ذریعہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قوت عطا فرمائی۔ وہ اپنے قلعوں میں جا چھپے اور اس کے دروازوں کو بند کر دیا، لیکن ان کا چھپنا اور دروازوں کو بند کر لینا ان کے کسی کام نہ آیا کیونکہ وہ خود سر تسلیم خم کر کے ہمارے پاس آ گئے اور ہماری اطاعت اختیار کر لی، اے اونٹوں کو حدی سنانے والو! تمہارے لئے بہتر یہی تھا''

26- وانّي لَسَهْلٌ للصّديقِ وانّني لأعْدِلُ رأسَ الصُعرِ المُتمايِلِ

27- وَأجعلُ مالي دونَ عِرْضي وِقايةً وأحْجُبُهُ كيْ لا يَطِيبَ لآكِلِ

(1) الطبقات الكبرى لابن سعد (115/2)

28- وَأيُّ جديدٍ ليسَ يُدرِكهُ البلى وأيُّ نَعِيمٍ لَيسَ يوْمًا بزَائِلِ

''میں دوست کے لئے نرم ہوں اور تکبر سے ٹیڑھا چلنے والا سر سیدھا کر دیتا ہوں۔ میں اپنے مال کو اپنے عزت کے لئے ڈھال بناتا ہوں اور میں اپنی عزت کو پردے میں رکھتا ہوں تا کہ اس کا حصول دشمن کے لئے آسان نہ ہو، وہ کون سے نئی چیز ہے جسے پرانا نہیں ہونا اور وہ کون سی نعمت ہے جس نے زائل نہیں ہونا''

حارث بن ہشام سے خطاب

[من الوافر]

1- ألا أبْلغْ أبا مَخْزُومَ عنّي وبعضُ القوْل ليس بذى حَوِيلِ

2- أمَا وأبيكَ لوْ لبّثْتَ شيئاً لألحقَكَ الفَوَارِسُ بِالجَلِيلِ

3- ولكِنْ قَدْ بكَيْتَ وَأنتَ خِلوٌ بَعِيدُ الدّارِ من عَوْنِ القَتيلِ

''ابومخزوم کو میری طرف سے ایک پیغام پہنچا دو اور اسے بتا دو کہ بعض باتیں دھوکہ اور مزاح سے خالی بھی ہوتی ہیں۔ اگر تو تھوڑی دیر ٹھہرتا اور بھاگنے میں جلدی نہ کرتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے شہ سوار تجھ تک بھی پہنچ جاتے اور تجھے قتل کر دیتے۔ لیکن تو جنگ کی صورت حال کو دیکھ کر رو پڑا اور تو نے قتل ہونے والے کی مدد سے بے تعلقی برتی اور اپنے کو اس معاملہ سے دور رکھا''

تشریح

ابومخزوم، حارث بن ہشام کی کنیت ہے، ان اشعار میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ انہی کو خطاب کر رہے ہیں۔

حارث بن سوید کا واقعہ

[من البسیط]

مجذر بن زیاد بن عمرو بلوی کو انصار میں سے شمار کیا جاتا تھا، ان کا نام عبد اللہ اور لقب مجذر ہے۔

زمانہ جاہلیت میں ہونے والی جنگ بعاث میں انہوں نے سوید بن صامت کو قتل کیا تھا۔ سوید کے بیٹے حارث بن سوید نے بظاہر اسلام تو قبول کر لیا تھا لیکن اس کے دل میں اپنے باپ کے انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی، چنانچہ غزوہ احد میں موقع پا کر اس نے مجذر بن زیاد کو شہید کر دیا اور مکہ چلا گیا۔ مکہ سے اس نے اپنے بھائی جلاس بن خویلد کو خط لکھا اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے امن حاصل کرنے درخواست کی، اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو بھیج کر حارث بن سوید کے قتل کا حکم دیا، لہٰذا فتح مکہ کے بعد اسے قتل کر دیا گیا۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار اسی واقعہ کے بارے میں کہے تھے:

1- يا حارِ في سِنَةٍ مِن نَوْمِ أَوّلِكُمْ أَمْ كنتَ وَيحكَ مُغتَرًّا بِجِبْرِيلِ

2- أم كنتَ يا بْنَ زِيادٍ حين تقتُلُهُ بِغِرّةٍ في فَضَاءِ الأَرْضِ مجْهولِ

3- وقُلْتُمُ لنْ نُرَى واللهُ مُبصِرُكُم وَفيكُمْ مُحْكَمُ الآياتِ وَالقِيلِ

4- محَمّدٌ والعَزِيزُ اللّهُ يُخبِرُهُ بمَا تُكِنُّ سَرِيرَاتُ الأَقاوِيلِ

''اے حارث! تو اپنے سے بڑوں کی نیند کی اونگھ میں تھا اور جب تو عبد اللہ بن زیاد کو قتل کر رہا تھا تو جبرئیل علیہ السلام کے بارے میں دھوکے کا شکار تھا اور سمجھتا تھا کہ قرآن تیرے بارے میں نازل نہیں ہو گا۔ اے ابن زیاد! تو میدان جنگ کے اندر دھوکے سے مارا گیا۔ اے کافرو! تم سمجھتے تھے کہ تمہیں کوئی نہیں دیکھ رہا حالانکہ اللہ تعالیٰ تمہاری ہر چیز دکھا دیتا ہے اور تمہارے بارے میں قرآن کی آیات

اتر جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان چیزوں کی خبر بھی دے دیتا ہے جو تمہارے دلوں میں سربستہ رازوں کی صورت میں ہیں''

میں گواہی دیتا ہوں......!

[من الطویل]

1- شَهِدْتُ باذنِ اللّٰهِ أنّ مُحَمّداً رَسولُ الذی فوْقَ السمواتِ مِن عَلُ

2- وَأنّ أبا يَحْيَىٰ ويحيى كِلاهُمَا لَهُ عَمَلٌ فی دينِهِ مُتَقَبَّلُ

''میں اللہ کے حکم سے اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ ابو یحییٰ اور یحییٰ علیہما السلام کا عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں قابل قبول ہے''

تشریح

''یحییٰ'' سے مراد حضرت یحییٰ علیہ السلام ہیں، نصاریٰ انہیں ''یوحنا معمدان'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

''ابو یحییٰ'' سے مراد حضرت زکریا علیہ السلام ہیں۔

3- وَأنّ الذی بالجِزْعِ مِنْ بطنِ نخْلَةٍ وَمَنْ دانَها فِلٌّ من الخَيْرِ مَعزِلُ

''میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ بطن نخلہ میں موجود ''عزیٰ'' نامی بت اور اس کی عبادت کرنے والے سب لوگ خیر سے خالی ہیں''

تشریح

''بطن نخلة'' طائف اور مکہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔

''عزیٰ'' قریش اور بنو کنانہ کے ایک بت کو کہا جاتا ہے۔ تاریخ کی کتابوں میں یہ

بھی لکھا ہے کہ عزیٰ قبیلہ غطفان کے ایک بت کا نام تھا، وہ اس کی عبادت کیا کرتے تھے اور انہوں نے اس کے لئے ایک خوبصورت کمرہ بنوا رکھا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا انہوں نے اس کمرے کو گرا کر بت کو آگ لگا دی تھی۔

4- وَأَنَّ الذی عادَی الیهودُ ابنَ مریَمٍ رَسولٌ أتی من عندِ ذی العرْش مُرْسَلُ

5- وَأَنَّ أخَا الأحْقافِ اذ یعْذُلونَهُ یَقومُ بِدینِ اللّٰهِ فیهِمْ فیَعْدِلُ

''میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ ابن مریم جن سے یہودیوں نے عداوت کی ہے وہ اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔ میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ احقاف والے نبی یعنی حضرت ہود علیہ السلام احقاف کے لوگوں میں اللہ کے دین کو لے کر کھڑے ہوئے تھے اور انہیں صحیح بات بتاتے تھے''

تشریح

''اخو الاحقاف'' سے مراد حضرت ہود علیہ السلام ہیں۔ احقاف سے مراد قوم عاد کا علاقہ ہے، جو کہ یمن میں واقع ہے۔

جنگ بعاث اور ہماری بہادری

[من الطویل]

''جنگ بعاث'' زمانہ جاہلیت کی ایک شہرہ آفاق لڑائی ہے، جس کا سبب اور پس منظر آپ ملاحظہ فرما چکے۔

درج ذیل اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اس جنگ میں اپنے قبیلے کی بہادری اور شجاعت کا ذکر کر رہے ہیں:

1- منعْنا علی رَغمِ القبائلِ ضَیمَنا بمُرْهَفَةٍ کالمِلحِ مُخلَصَةِ الصَّقلْ

2- ضربنا هُمُ حتى استباحتْ سيوفُنا　حِماهُمْ وَرَاحوا موجَعينَ من القتلِ

3- وردْ سَرَاةُ الأوْسِ اذ جاء جمعُهم　بِطَعْنٍ كأفْواهِ المُخَيَّسَةِ الهُدْلِ

4- وَذَلَّ سُمَيْرٌ عَنْوَةً جَارَ مالِكٍ　على رَغْمِهِ بعدَ التخمّطِ والجهلِ

5- وَجاءَ ابْنُ عَجْلانٍ بِعِلْجٍ مجدّعٍ　فأدْبَرَ مَنقوصَ المُروءةِ والعَقْلِ

6- وصارَ ابنُ عَجْلانٍ نَفِيّاً كأنّهُ　عَسيفٌ على آثارِ أفصِلَةٍ هُمْلِ

''ہم نے مختلف قبائل کی طرف سے ہونے والی زیادتی کو نمک جیسی سفید، تیز دھار اور صیقل شدہ تلواروں کے ذریعہ روکا۔ ہمیں نے ان پر وار کئے اور ہماری تلواروں نے ہمارے لئے ان کے علاقے میں داخل ہونے کا راستہ آسان کردیا، جبکہ وہ قتل کی تکلیفوں کو سہتے رہے۔ اوس کے بے مثال فرزندوں نے ان کے لشکر کو ایسے نیزوں سے روکا جو اونٹ کے منہ کی طرح کشادہ سروں والے تھے۔ سمیر نے مالک بن عجلان کے غلام بجیر کو مار ڈالا اور اس کے تکبر و جہالت کا خاتمہ کردیا۔ ابن عجلان موٹے اور کان کٹے شخص کو لایا لیکن جب واپس گیا تو اس کی عقل و دانش میں نقص آچکا تھا۔ اس واقعہ کے بعد مالک بن عجلان ایک نامراد شخص ثابت ہوا جو اونٹوں کی خدمت پر مزدوری حاصل کرتا ہے''

واقعۂ افک

[من الطویل]

جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ بنی المصطلق میں جس کو غزوۂ مریسیع بھی کہا جاتا ہے سن ۶ ہجری میں تشریف لے گئے تو امہات المومنین میں سے حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا ساتھ تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ جس پر ان کا ہودج (پردہ دار شغدف) ہوتا تھا اور چونکہ اس وقت پردہ کے احکام کے نازل ہو چکے تھے تو معمول یہ تھا کہ صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ہودج میں سوار ہو جاتیں پھر لوگ اس ہودج کو اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیتے تھے۔ غزوۂ سے فراغت اور مدینہ طیبہ کی طرف واپسی میں ایک روز یہ قصہ پیش آیا کہ ایک منزل میں قافلہ ٹھہرا آخر شب میں کوچ سے پہلے اعلان کیا گیا کہ قافلہ روانہ ہونے والا ہے تاکہ لوگ اپنی اپنی ضرورتوں سے فارغ ہو کر تیار ہو جائیں۔

حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو قضاء حاجت کی ضرورت تھی اس سے فراغت کے لئے جنگل کی طرف چلی گئیں وہاں اتفاق سے ان کا ہار ٹوٹ کر گر گیا اس کی تلاش میں ان کو دیر لگ گئی۔

جب واپس اپنی جگہ پہنچیں تو دیکھا کہ قافلہ روانہ ہو چکا ہے ان کے اونٹ کا قصہ یہ ہوا کہ جب کوچ ہونے لگا تو عادت کے مطابق حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہودج یہ سمجھ کر اونٹ پر سوار کر دیا گیا کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا اس میں موجود ہیں اٹھاتے وقت بھی کچھ شبہ اس لئے نہ ہوا کہ اس وقت حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر کم اور بدن نحیف تھا کسی کو یہ اندازہ ہی نہ ہوا کہ ہودج خالی ہے چنانچہ اونٹ کو ہانک دیا گیا۔

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی جگہ واپس آ کر قافلہ کو نہ پایا تو بڑی دانشمندی اور وقار و استقلال سے کام لیا کہ قافلہ کے پیچھے دوڑنے یا ادھر اُدھر تلاش کرنے کے بجائے اپنی جگہ چادر اوڑھ کر بیٹھ گئیں اور خیال کیا کہ جب آنحضرت ﷺ اور رفقاء کو یہ معلوم

ہوگا کہ میں ہودج میں نہیں ہوں تو مجھے تلاش کرنے کے لئے یہاں پہنچیں گے، اگر میں ادھر اُدھر کہیں اور گئی تو ان کو تلاش میں مشکل ہوگی اس لئے اپنی جگہ پر چادر میں لپٹ کر بیٹھی رہیں۔ آخر رات کا وقت تھا نیند کا غلبہ ہوا وہیں لیٹ کر آنکھ لگ گئی۔

دوسری طرف قدرت نے یہ سامان کیا کہ حضرت صفوان بن معطل صحابی رضی اللہ عنہ جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی خدمت کے لئے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ قافلہ کے پیچھے رہیں اور قافلہ روانہ ہونے کے بعد گری پڑی کوئی چیز رہ گئی ہو تو اس کو اٹھا کر محفوظ کر لیں۔ وہ صبح کے وقت اس جگہ پہنچے، ابھی روشنی پوری نہ تھی اتنا دیکھا کہ کوئی آدمی پڑا سو رہا ہے۔ قریب آئے تو حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو پہچان لیا کیونکہ انہوں نے پردہ کے احکام نازل ہونے سے پہلے ان کو دیکھا تھا۔ پہچاننے کے بعد انتہائی افسوس کے ساتھ ان کی زبان سے انا للہ وانا الیہ راجعون نکلا، یہ کلمہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کان میں پڑا تو آنکھ کھل گئی اور چہرہ ڈھانپ لیا۔

حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے اپنا اونٹ قریب لا کر بٹھا دیا۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا اس پر سوار ہو گئیں اور خود اونٹ کی نکیل پکڑ کر پیادہ چلنے لگے یہاں تک کہ قافلہ میں مل گئے۔

عبداللہ بن ابی بڑا خبیث منافق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا اس کو ایک بات ہاتھ لگ گئی اور کم بخت نے واہی تباہی بکنا شروع کیا اور بعض بھولے بھالے مسلمان بھی سنی سنائی اس کا تذکرہ کرنے لگے۔ جیسے حضرت حسان وحضرت مسطح رضی اللہ عنہم مردوں میں سے اور حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا عورتوں میں سے۔

جب اس منافق کے بہتان کا چرچا ہوا تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے سخت صدمہ پہنچا۔ صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو انتہائی صدمہ پہنچنا ظاہری ہے عام مسلمانوں کو بھی اس سے سخت رنج وافسوس ہوا۔ ایک مہینہ تک یہی قصہ چلتا رہا۔

آخر اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت اور بہتان باندھنے یا اس میں شریک ہونے والوں کی مذمت میں قرآن مجید کی آیات نازل فرمائیں۔ قرآنی ضابطہ کے مطابق تہمت لگانے والوں سے شہادت کا مطالبہ کیا گیا وہ تو ایک بالکل ہی بے بنیاد خبر تھی گواہ کہاں سے آتے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے تہمت لگانے والوں پر شرعی ضابطہ کے مطابق حد قذف جاری کی، ہر ایک کو اسی اسی کوڑے لگائے۔ بزار اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے تین مسلمانوں پر حد قذف جاری فرمائی۔ مسطح، حمنہ حسان رضی اللہ عنہم۔ اور طبرانی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر عبداللہ بن ابی منافق جس نے اصل تہمت گھڑی تھی اس پر دوہری حد جاری فرمائی۔ پھر مومنین نے توبہ کر لی اور منافقین اپنے حال پر قائم رہے۔(1)

واقعہ افک کے بعد حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں درج ذیل اشعار کہے، جن میں ان سے معذرت کی اور اپنی غلطی کا اظہار کیا ہے:

1- حَصَانٌ رَزَانٌ ما تُزَنُّ بِرِيبَةٍ وتُصْبِحُ غَرْثَى من لحومِ الغوَافلِ

2- حَلِيلَةُ خَيْرِ الناسِ ديناً وَمنصِباً نَبِيِّ الهُدى والمَكْرُماتِ الفَواضِلِ

3- عَقِلَيَةُ حَى مِن لُؤَىّ بْنِ غَالِبٍ كِرَامِ المَساعى مجْدُها غيرُ زائِلِ

4- مُهذَّبَةٌ قدْ طَيَّبَ اللّٰهُ خِيمَها وَطهّرَها من كلّ سُوءٍ وباطِلِ

5- فان كنتُ قد قلتُ الذى قد زَعمْتُمُ فَلا رَفَعَتْ سَوْطى الىّ أنامِلى

6- وانّ الذى قدْ قِيلَ لَيْسَ بلائطٍ بها الدّهرَ بل قوْلُ امرِيءٍ بىَ ماحِلِ

7- فكَيْفَ وَوُدّى ما حَيِيْتُ ونُصرَتى لآلِ نبىّ اللّٰهِ زَيْنِ المَحافِلِ

8- لَهُ رَتَبٌ عالٍ عَلى النّاسِ كلّهِمْ تَقَاصَرُ عَنْهُ سَورَةُ المُتطاوِلِ

9- رأيْتُكِ ولْيَغفِرْ لكِ اللّٰهُ حُرّةً مِنَ المُحصَناتِ غيرَ ذاتِ غَوائِلِ

''وہ پاکدامن ہیں، سنجیدہ اور باوقار ہیں، مشتبہ نہیں ہیں، پاکدامن لوگوں کی عزتیں ان سے محفوظ ہیں، دین ومنصب کے اعتبار سے لوگوں میں سے بہترین ہستی کی زوجہ محترمہ ہیں، ہدایت اور بہترین مراتب والے نبی کی اہلیہ ہیں۔ لؤی بن غالب کے ایک قبیلہ کی معزز خاتون ہیں، بزرگی وبرتری والے افعال سرانجام دیتی ہیں

(1) معارف القرآن (6/364)

اور ان کی رفعت شان کبھی ختم نہ ہوگی۔ اعلیٰ اخلاق ان کی فطرت میں داخل ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی طبیعت کو پاکیزہ بنایا ہے اور انہیں ہر بری اور نامناسب بات سے پاک کیا ہے۔ اگر میں آئندہ وہ بات کہوں جس کا لوگ میرے بارے میں گمان کرتے ہیں تو میرے ہاتھ شل ہو جائیں یا میں ہلاک ہو جاؤں۔ جو بات کہی گئی ہے وہ ایک بے بنیاد اور جھوٹی بات ہے، بلکہ ایک ایسے شخص کی بات ہے جو چغل خوریاں کرتا ہے اور فساد مچاتا ہے۔ میں اس بات کا عقیدہ کیسے رکھ سکتا ہوں حالانکہ میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ جب تک زندہ ہوں میری محبت اور نصرت مجلسوں کو زینت بخشنے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے لئے خاص رہے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے اعلیٰ مرتبے والے ہیں اور ان درجات کو حاصل کر چکے ہیں کہ بھرپور کوشش کرنے والا بھی انہیں پا نہیں سکتا۔ اے عائشہ صدیقہ! اللہ آپ کی مغفرت فرمائے! میں آپ کو شریف اور پاکدامن عورت سمجھتا ہوں، آپ کا بری عورتوں سے ہرگز کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے"

روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ مصرع کہا:

"وَتُصْبِحُ غَرْثَیٰ مِن لحومِ الغَوافِلِ"

"پاکدامن لوگوں کی عزتیں ان سے محفوظ ہیں"

یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

"لکنك یا حسان! ما تصبح غرثان من لحومهن"

"لیکن اے حسان! پاک دامن لوگوں کی عزتیں تجھ سے محفوظ نہیں رہ سکیں"

حکمت کی باتیں

[من البسیط]

1- کم لِلْمنازِلِ من شَهرٍ وَأحْوَالِ کما تَقَادَمَ عَهْدُ المُهْرِقِ البَالی
2- بالمُستوی دونَ نَعْفِ القَفّ من قَطَنٍ فالدّافِعاتِ أُولاتِ الطَّلْحِ والضّالِ
3- أمْسَتْ بَسابِسَ تَسْتَنُّ الرّیاحُ بها قدْ أُشْعِلَتْ بحصَاها أَیَّ اشْعالِ

''ان مکانوں پر کتنے زمانے اور احوال گزر گئے جو پرانے کاغذ کی طرح بوسیدہ ہو چکے ہیں، وہ ایک بالکل ہموار زمین پر ہیں۔ ان کے آگے پانی کے ایسے راستے ہیں جن میں کیکر اور بیری کے درخت ہیں۔ یہ مکان ویران ہو چکے ہیں، ہوائیں ان پر چلتی ہیں اور انہیں ویران سے ویران تر کرتی چلی جاتی ہیں''

تشریح

عربی طرز کے مطابق اس قصیدے کو بھی دیار و مکانات کے تذکرے سے شروع کیا گیا ہے۔

4- ما یَقْسِمِ اللّٰهُ أقْبَلْ غیرَ مُبتئِسٍ مِنْهُ وَاقعُدْ کریماً ناعِمَ البَالِ
5- ما ذا یُحاوِلُ أقْوَامٌ بِفعْلِهِمِ اذ لا یَزَالُ سَفِیهٌ هَمُّهُ حَالی
6- لَقَدْ عَلِمْتُ بأنّی غالِبی خُلُقی علی السّماحةِ صُعلوکاً وَذا مالِ
7- وَالمَالُ یَغْشَی أُناساً لاطَبَاخَ لَهُمْ کالسیلِ یغشی أُصُولَ الدِّنْدِنِ البَالی
8- أصُونُ عِرْضی بمَالی لا أُدَنِّسُهُ لا بارَکَ اللّٰهُ بعدَ العِرْضِ فی المالِ
9- أحْتالُ للمالِ ان أوْدی فأجْمَعُهُ ولسْتُ لِلعِرْضِ ان أوْدی بمُحتالِ
10- وَالفَقْرُ یُزْرِی بأقوامٍ ذَوِی حسَبٍ ویُقتَدی بِلِئامِ الأصْلِ أنْذَالِ

''جو تقسیم اللہ تعالیٰ نے کردی ہے اس پر خوشی سے راضی ہو جا اور دل کو مطمئن کر کے آرام سے بیٹھ جا۔ لوگ نہ جانے اپنے افعال سے کیا چاہتے ہیں کیونکہ بے وقوف آدمی کا مقصد ہمیشہ وقتی اور عارضی ہوا کرتا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ سخاوت میری فطرت میں شامل ہے، تنگ دستی ہو یا خوش حالی مجھے ہر حال میں مال لٹانا ہے۔ مال ان لوگوں کو پریشانی کی طرف دھکیلتا ہے جو بے وقوف اور خیر سے خالی ہیں جیسے پانی پرانے اور خشک درختوں کی جڑوں میں سرایت کرتا ہے۔ میں اپنے عزت کی مال کے ذریعے حفاظت کرتا ہوں اور اس مال میں کوئی خیر نہیں جو عزت کو ضائع کر کے حاصل ہو۔ اگر مال ضائع ہو جائے تو اسے محنت کر کے حاصل کیا جا سکتا ہے لیکن اگر عزت داغ دار ہو جائے تو اس نقصان کی تلافی نہیں کی جا سکتی۔ ناداری کی وجہ سے اعلیٰ اور صلاحیت والے لوگ بھی معیوب سمجھے جاتے ہیں جبکہ مال داری کمینے اور بے حیثیت لوگوں کو مقتدا بنا دیتی ہے''

11- كم من أخي ثِقةٍ محْضٍ مضارِبُهُ فارَقْتُهُ غيرَ مَقْليٍّ وَلا قالي

12- كالبَدْرِ كانَ على ثَغْرٍ يُسَدُّ بِهِ فأصْبَحَ الثّغرُ منهُ فَرْجُهُ خالي

13- ثمّ تَعَزّيْتُ عنهُ غيْرَ مُختَشِعٍ على الحوادِثِ في عُرْفٍ واجمال

''کتنے ہی با اعتماد اور امین ساتھی ایسے ہیں جن کے ساتھ میں نے کچھ اچھے دن گزارے لیکن جدائی کا وقت آنے پر انہیں عمدہ طریقے سے چھوڑ دیا لیکن اس ترک ملاقات کی وجہ سے ہمارے درمیان کسی قسم کی دوری پیدا نہ ہوئی اور ہماری محبت باقی رہی۔ یہ معاشرت اور یہ جدائی اس چاند کی طرح ہے جو کسی شگاف کو روشن کرے اور چاند کے ہٹ جانے بعد وہ شگاف پھر سے تاریک ہو جائے، پھر میں نے اپنے دل کو عمدگی اور خوبصورتی کے ساتھ تسلی دی اور زمانے کے

حوادثات کے آگے گردن نہیں جھکائی"

تشریح

ان اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ آدمی کو زمانے کے حالات کے پیش نظر اپنے دوستوں اور بھائیوں سے جدا بھی ہونا پڑتا ہے لیکن سمجھ داری کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی ان حالات میں اپنے جذبات پر قابو رکھے اور اس جدائی کو صبر وتحمل سے برداشت کرے۔

انصار صحابہ کے کارنامے

[من الطویل]

درج ذیل اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اعزازات اور کارناموں کا ذکر کیا ہے، اس تذکرے میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ کا ذکر بطور خاص آیا ہے:

1- وکُنّا ملوكَ الناسِ قبلَ محمّدٍ فلما أتی الاسلامُ كان لنا الفضلُ

"ہم نبی کریم ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے بھی بادشاہ تھے اور
جب اسلام آیا تو پھر بھی فضیلت ہمارے حصے میں آئی"

تشریح

انصار نے نبی کریم ﷺ کو اپنے پاس ٹھہرایا اور آپ کی مکمل نصرت وحمایت کی، یہ ایسی فضیلت ہے کہ کوئی اعزاز ومرتبہ اس سے بڑھ نہیں سکتا، حضرت حسان رضی اللہ عنہ اسی کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں:

2- واکْرمَنا اللهُ الذی لیسَ غیرُهُ الٰه بأیّامٍ مَضَتْ ما لها شَكْلُ

3- بِنَصْرِ الالهِ للنّبيّ وَدِينِهِ وَأكرَمَنا باسمٍ مَضَى مالَهُ مِثلُ
4- أُولئكَ قَوْمي خير قَوْمٍ بأسرِهِمْ وليسَ على معرُوفهِمْ أبداً قُفُلُ
5- يربّون بالمعرُوفِ معرُوفَ مَن مضَى فما عُدّ مِن خيرٍ فقوْمي له أهلُ
6- اذا اختبطوا لم يُفحشوا في نديّهم وليسَ على سُؤّالهِمْ عندهمُ بخلُ
7- وحاملَهم وافٍ بكلّ حمالَةٍ تَحَمّلَ لا غُرْمٌ عليه ولا خذُلُ
8- وجارُهمُ فِيهِمْ بعلياءَ بيْتُهُ له ما ثَوى فينا الكرامةُ والبَذلُ
9- وَقائلُهُمْ بالحَقّ أوّلُ قائلٍ فحكمُهمُ عدلٌ وقوْلهمُ فصْلُ
10- اذا حارَبوا أوْ سالموا لم يُشبّهوا فحرْبهمُ خوْفٌ وسلمهمُ سَهْلُ
11- وَمِنّا أمِينُ المُسلِمِينَ حَيَاتَهُ وَمَنْ غَسّلَتْهُ من جنابَتِهِ الرُّسل

اس اللہ نے ہمیں عزت عطا فرمائی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور عزت بھی ایسی جو کسی کو نہیں ملی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور ان کے دین کی مدد فرمائی اور ہمیں بے مثال اعزاز عطا فرمائے۔ یہ میری قوم ہے جس کا ہر فرد بہترین ہے، نیک کاموں کے انجام دینے کے لئے کبھی ان کے دروازے پر تالا نہیں لگا یعنی وہ ہمیشہ خیر کے کام سرانجام دیتے رہتے ہیں۔ وہ اسلاف کے انداز اور ان کی تربیت کے مطابق زندگی گزارتے ہیں اور جو کوئی خیر دنیا میں ہو سکتی ہے وہ ان میں موجود ہے۔ جب وہ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں تو بدگوئی اور فحش باتیں نہیں کرتے اور جب کوئی ان سے مانگتا ہے تو بخل سے کام نہیں لیتے۔ ان کی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے والے ہر طرح کے بوجھ کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اس معاملے میں کبھی کمزوری کا شکار نہیں ہوتے۔ ان کے پاس ٹھہرنے والا دوست اور ساتھی بھی ان میں اعلیٰ درجہ رکھتا ہے اور جب تک وہ ٹھہرا رہے اس کی عزت کی جاتی ہے اور اس پر خرچ کیا جاتا ہے۔ جب یہ بات کرتے ہیں تو حق کی بات کرتے ہیں اور جب فیصلہ کرتے ہیں تو

انصاف کے مطابق کرتے ہیں۔ یہ جنگ کریں یا امن کی حالت میں ہوں کوئی ان کی مشابہت اختیار نہیں کرسکتا، ان کی جنگ دشمن پر خوف ورعب کا سبب ہے اور ان کا امن سہل اور سلامتی کا موقع ہے۔ مسلمانوں کے امین (سعد بن معاذ) ہم میں سے ہیں اور وہ صحابی بھی ہمارے قبیلہ سے ہیں جنہیں جنابت کا غسل فرشتوں نے دیا تھا یعنی حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ''

تشریح

آخری شعر میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے انصار سے تعلق رکھنے والے دو صحابہ کرام کا ذکر کیا ہے، ایک حضرت سعد بن معاذ اور دوسرے حضرت حنظلہ بن ابی عازم رضی اللہ عنہما۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جن کی وفات پر اللہ تعالیٰ کا عرش جھوم اٹھا تھا۔

بنو قریظہ کی غداری کے بعد جب مسلمانوں نے ان کے قلعہ کا محاصرہ کیا تھا تو قبیلہ اوس کے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ خزرج کی التماس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنونضیر کے ساتھ جو معاملہ فرمایا اسی طرح کا معاملہ ہماری استدعا پر بنو قریظہ کے ساتھ فرمائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہارا فیصلہ تم ہی میں سے ایک شخص کردے''

انہوں نے کہا'' یارسول اللہ! سعد بن معاذ جو فیصلہ کردیں وہ ہمیں منظور ہے''

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بنو قریظہ کے لئے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ ان کے لڑنے والے مرد قتل کردیئے جائیں، عورتیں اور بچے قید کر کے باندی اور غلام بنالئے جائیں اور ان کا تمام مال واسباب مسلمانوں میں تقسیم کردیا جائے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بے شک تو نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے''

غزوہ خندق کے دن حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بازو میں ایک تیر لگا جس کی وجہ سے رگ میں گہرا زخم پیدا ہو گیا تھا۔ علاج کی غرض سے انہیں ایک معالجہ عورت کے پاس منتقل کر دیا گیا جس کا ''رفیدہ'' تھا۔

ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام یا کوئی اور فرشتہ آیا اور اس نے کہا آپ کی امت میں سے آج رات کون فوت ہوا ہے جن کے مرنے پر آسمان والے خوش ہو رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اور تو مجھے کوئی معلوم نہیں، البتہ سعد رات کو بہت بیمار تھے، سعد کا کیا ہوا؟'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ ان کا انتقال ہو گیا تھا ان کی قوم کے لوگ انہیں اُٹھا کر اپنے محلّہ میں لے گئے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی طرف تشریف لے چلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے تیز چلے کہ صحابہ کو دقت پیش آنے لگی اور تیزی کی وجہ سے ان کے جوتوں کے تسمے ٹوٹنے لگے اور ان کی چادریں کندھوں سے گرنے لگیں۔ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے تو لوگوں کو مشقت میں ڈال دیا۔ آپ نے فرمایا مجھے یہ ڈر ہے کہ جیسے فرشتوں نے ہم سے پہلے حنظلہ کو غسل دے دیا تھا کہیں ان کو بھی نہ دے دیں۔ (1)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سعد بن معاذ کی وجہ سے ایسے ستر ہزار فرشتے اترے ہیں جنہوں
نے اس سے پہلے کبھی زمین پر قدم نہیں رکھا''

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ دفن ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''سبحان اللہ! اگر قبر کے بھینچنے سے کسی کو چھٹکارا ملتا تو سعد کو ضرور مل جاتا'' (2)

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بڑے بھاری بھرکم جسیم آدمی تھے جب ان کا انتقال ہوا اور لوگ ان کا جنازہ لے کر جا رہے تھے تو منافق بھی ان

---

(1) طبقات ابن سعد (427/2)

(2) طبقات ابن سعد (429/3)

کے جنازے کے پیچھے چل رہے تھے۔ منافق کہنے لگے ہم نے آج جیسا ہلکا آدمی تو کبھی دیکھا نہیں (یہ ان کے گناہ گار ہونے کی نشانی ہے) اور کہنے لگے کیا آپ جانتے ہیں ایسا کیوں ہے؟ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے بنو قریظہ کے یہودیوں کے بارے میں غلط فیصلہ کیا تھا۔

جب حضور ﷺ سے اس بات کا تذکرہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! فرشتے ان کا جنازہ اُٹھائے ہوئے تھے" (اس لئے ان کا جنازہ ہلکا لگ رہا تھا)(1)

حضرت محمد بن شرحبیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک آدمی نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قبر سے ایک مٹھی مٹی لی، جب اس نے مٹھی کھولی تو وہ مشک تھی۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا" سبحان اللہ، سبحان اللہ" اور خوشی کے آثار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر نظر آرہے تھے۔ (2)

☆☆☆

حضرت حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایات میں آتا ہے کہ غزوہ احد کے دن جب ابلیس نے لوگوں میں اعلان کر دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ حالت جنابت میں جنگ کے لئے نکل آئے اور فرمایا:

"اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو آپ کے بعد زندگی میں کوئی خیر نہیں"

اس کے بعد لڑتے لڑتے شہید ہو گئے اور فرشتوں نے ان کی میت کو غسل دیا۔ اسی وجہ سے انہیں "غسیل الملائکۃ" کہا جاتا ہے۔

تاریخ کی کتابوں میں ان کا واقعہ کچھ یوں درج ہے:

"جنگ اُحد کے دن قبیلہ بنو عمرو بن عوف کے حضرت حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ کا اور حضرت ابو سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کا (جو کہ اس

---

(1) طبقات ابن سعد(430/3)

(2) کنز العمال(41/7)، طبقات ابن سعد(431/3)

وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) مقابلہ ہوا، جب حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوسفیان پر غالب آگئے تو شداد بن اسود (جسے "ابن شعوب" کہا جاتا تھا) نے دیکھا کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ پر چڑھ بیٹھے ہیں تو اس نے تلوار کے وار سے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ جنگ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے اس ساتھی کو (یعنی حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو) فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ ان کے گھر والوں سے پوچھو کہ کیا بات ہے؟ ان کی بیوی سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا جونہی انہوں نے مسلمانوں کی شکست کی آواز سنی تھی اسی وقت گھر سے چل پڑے تھے اور اس وقت انہیں نہانے کی حاجت تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی وجہ سے فرشتوں نے انہیں غسل دیا ہے" (1)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی یاد میں

[من السريع]

1- أتعْرِفُ الدّارُ عَفا رسْمُها بعدَكَ صَوْبَ المُسبل الهاطلِ

2- بينَ السرَاديحِ فأُدمانَةٍ فمدَفعِ الرّوْحاء في حائلِ

3- سألْتُها عن ذاك فاستعجمتْ لم تَدرِ ما مرْجوعةُ السائِلِ

4- دَعْ عنكَ داراً عفا رسمُها وَابكِ على حمزَةَ ذي النائلِ

"کیا تو اس مکان کے بارے میں کچھ جانتا ہے جس کے نشانات کو بارش نے مٹا دیا، وہ مکان ان وادیوں کے درمیان ہے جن کے بعد مقام ادمانہ ہے، پھر ایک پہاڑ میں مقام روحاء کے پانی کا

(1) حلية الأولياء(1/357)، الاصابة(1/361)، مستدرك الحاكم(3/204)

راستہ ہے۔ میں نے اس سے بھی اس بارے میں سوال کیا تھا لیکن
اس کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہ تھا۔ اے دوست! ان اس
مکان کی باتوں کو چھوڑ جس کے نشانات مٹ چکے ہیں اور سخاوت
کے پیکر حمزہ پر آنسو بہا"

تشریح

ان اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک موضوع سے دوسرے موضوع کی طرف انتقال فرمایا ہے ادب کی اصطلاح میں اس طرز کلام کو "اقتضاب" کہا جاتا ہے۔

پہلے دیار و مقامات کا ذکر تھا اب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی توصیف شروع کر رہے ہیں:

5- المالیءِ الشیزَی اذا أعصَفَتْ غبرَاءُ فی ذی الشَّبَمِ الماحِلِ

"ان کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ جب سارا عرب قحط سالی اور بھوک
کا شکار ہو جاتا تھا تو اس وقت بھی حمزہ رضی اللہ عنہ لوگوں کے پیالے کو بھرا
کرتے تھے"

تشریح

اس شعر میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی سخاوت کا بیان ہے کہ جب ہر شخص کو اپنی جان کے لالے پڑے ہوتے تھے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس وقت بھی لوگوں کو سیراب کرتے اور ان کی بھوک مٹایا کرتے تھے۔

6- التَّارِکِ القِرْنَ لدی لِبْدِهِ یَعْثُرُ فی ذی الخُرُصِ الذابلِ

7- واللاَّبسِ الخیلَ اذا أحجمَتْ کاللَّیثِ فی غاباتاہ الباسِلِ

"ان کی بہادری کا یہ عالم تھا کہ اپنے دشمن کو اس حال میں چھوڑتے
کہ وہ اپنے زین کے پاس اپنے ہی مضبوط نیزوں میں الجھا ہوا پڑا
ہوا تھا۔ گھوڑے جب ڈر کر پیچھے ہٹنے لگتے تو وہ انہیں جنگل کے
بہادر شیر کی طرح آگے بڑھایا کرتے تھے"

تشریح

ان اشعار میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہادری اور شجاعت کا بیان ہے۔

8- أَبْيَضَ فِى الذِّرْوَةِ من هاشمٍ لَمْ يَمرِ دونَ الحقِ بالباطِلِ

9- ما لِشَهيدٍ بَيْنَ أرحامكُمْ شَلَّتْ يَدا وَحشيٍّ مِن قاتِلِ

10- انّ امْرَأً غُودِرَ فِى ألَّةٍ مَطْرُورَةٍ مارِنَةِ العامِلِ

11- أظْلَمَتِ الأرْضُ لِفقدانهِ وَاسوَدَّ نورُ القَمرِ الناصِلِ

''ان کی اعلیٰ نسبی کا یہ حال تھا کہ وہ بنو ہاشم کے سرکردہ لوگوں میں سے تھے۔ ان کا انصاف ایسا تھا کہ وہ کبھی باطل کے لئے حق کو نہ جھٹلاتے تھے۔ وہ ایک بے مثال شہید تھے، اللہ کرے کہ انہیں قتل کرنے والے وحشی غلام کے ہاتھ شل ہو جائیں۔ انہیں ایک تیز دھار اور انتہائی مضبوط نیزے سے شہید کیا گیا۔ ان کے چلے جانے کی وجہ سے زمین تاریک ہوگئی ہے اور چاند بھی بے نور محسوس ہو رہا ہے''

12- صلّى عليكَ اللّهُ فى جنّةٍ عالِيَةٍ مُكرَمَةِ الدّاخِلِ

13- كُنّا نَرى حَمزَةَ حِرْزاً لنا مِنْ كلّ أمرٍ نابَنا نَازِلِ

14- وكانَ فى الاسْلامِ ذا تُدْرَاٍ لَمْ يكُنْ بِالوَانى ولا الخاذِلِ

''اے حمزہ! اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے، آپ بلند اور عالی شان جنت میں چلے گئے جو ہر داخل ہونے والے کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔ جب بھی ہم پر کوئی مصیبت آتی تھی تو حمزہ رضی اللہ عنہ اس مصیبت کے مقابلے میں آڑ بن جایا کرتے تھے۔ وہ اسلام کے دشمنوں کو نیست و نابود کرنا جانتے تھے اور اس معاملہ میں بزدلی یا کمزوری نہ دکھاتے تھے''

تشریح

مذکورہ بالا اشعار میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اوصاف کا ذکر تھا، آگے ہند کو خطاب کرتے ہوئے غزوہ بدر کے واقعات اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے کارنامے بتا رہے ہیں، جب مشرکین کو اپنے بڑے سرداروں سے ہاتھ دھونا پڑے تھے۔

یہ ''ہند'' ہی وہ خاتون تھیں جنہوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے پر وحشی کو انعام دینے کا وعدہ کیا تھا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چبایا تھا۔ ان کا تعارف اور قبول اسلام کا واقعہ گزر چکا ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

15- لا تفرَحی یا هِنْدُ واستحِلبی دمعاً وأذری عَبرَةَ الثاکلِ

16- وابکی علی عُتبةَ اذْ قَطَّهُ بالسَّیْفِ تحتَ الرَّهَجِ الجائلِ

17- اذْ خرَّ فی مَشیخَةٍ منکُمُ من کلّ عاتٍ قلبُهُ جاهلِ

18- أرْداهُمُ حمزَةُ فی أُسْرَةٍ یمْشونَ تحتَ الحَلَقِ الفاضلِ

19- غَداةَ جِبریلُ وَزیرٌ لَهُ نِعْمَ وَزیرُ الفارِس الحامِلِ

''اے ہند! خوش نہ ہو بلکہ آنسو بہا اور اس عورت کی طرح رو جس کا سب کچھ لٹ گیا ہو، عتبہ پر بھی اشک بہا جسے بدر کے دن تلوار سے کاٹ کر خاک وخون میں نہلا دیا گیا۔ وہ تمہارے جاہل اور فساد مچانے والے سرداروں میں منہ کے بل گرا پڑا تھا۔ حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسے ایسے لوگوں میں قتل کیا تھا جو اسلحہ کے بوجھ میں لدے چل رہے تھے یعنی مکمل اسلحے سے لیس تھے۔ یہ اس دن کی بات ہے جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو حضرت جبرئیل کی مدد حاصل تھی، لوگوں کی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے والے اس شہ سوار کو کیا اچھا ساتھی اور وزیر ملا تھا''

بنو قریظہ کی عبرت ناک شکست

[من الوافر]

غزوہ بنو قریظہ ذی قعدہ ۵ھ کو پیش آیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے صبح کی نماز کے بعد واپس ہوئے، آپ نے اور تمام مسلمانوں نے ہتھیار کھول دیئے۔ جب ظہر کا وقت قریب آیا تو جبرئیل امین ایک خچر پر سوار عمامہ باندھے ہوئے تشریف لائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر کہا:

''کیا آپ نے ہتھیار اتار دیئے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہاں ہم نے ہتھیار اتار دیئے ہیں''

جبرئیل امین نے عرض کیا ''فرشتوں نے تو نہ ابھی تک ہتھیار کھولے ہیں اور نہ ہی وہ واپس ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنی قریظہ کی طرف جانے کا حکم دیا ہے اور میں خود بنی قریظہ کی طرف جا رہا ہوں''

جبرئیل امین رخصت ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کوئی شخص سوائے بنو قریظہ کے کہیں نماز عصر نہ پڑھے۔

بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے کر روانہ فرمایا، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو یہود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلم کھلا گالیاں دیں جو ایک مستقل اور ناقابل معافی جرم ہے۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بہ نفس نفیس روانہ ہوئے اور پہنچ کر بنو قریظہ کا محاصرہ کیا، پچیس روز تک ان کو محاصرہ میں رکھا، اس اثناء میں ان کے سردار کعب بن اسد نے ان کو جمع کر کے کہا:

''میں تین باتیں تم پر پیش کرتا ہوں ان میں سے جس کو چاہو اختیار کرلو تا کہ تم اس مصیبت سے نجات پالو۔ اول یہ کہ ہم اس شخص یعنی

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں اور اس کے مستقل پیرو بن جائیں کیونکہ خدا کی قسم! تم پر یہ بات بالکل واضح اور روشن ہو چکی ہے کہ وہ بلاشبہ اللہ عزوجل کے نبی اور رسول ہیں اور یہ وہی نبی ہیں جن کو تم تورات میں لکھا پاتے ہو اگر ایمان لے آؤ گے تو تمہاری جان اور مال بچے اور عورتیں سب محفوظ ہو جائیں گے"

بنو قریظہ نے کہا "ہم کو یہ منظور نہیں کہ ہم اپنا دین چھوڑ دیں"

کعب نے کہا "اچھا اگر یہ منظور نہیں تو دوسری بات یہ ہے کہ بچوں اور عورتوں کو قتل کر کے بے فکر ہو جاؤ اور شمشیر بکف ہو کر پوری ہمت اور تن دہی کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرو اگر ناکام رہے تو بچوں اور عورتوں کا کوئی غم نہ ہوگا اور اگر کامیاب ہو گئے تو عورتیں بہت ہیں ان سے بچے بھی پیدا ہو جائیں گے"

بنو قریظہ نے کہا "بلاوجہ عورتوں اور بچوں کو قتل کر کے زندگی کا کیا لطف باقی رہے گا"

کعب نے کہا "اگر یہ بھی منظور نہیں تو میری رائے یہ ہے کہ آج ہفتہ کی شب ہے عجب نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب غافل اور بے خبر ہوں اور ہماری جانب سے مطمئن ہوں کہ یہ دن یہود کے نزدیک محترم ہے اس میں وہ حملہ نہیں کر سکتے، مسلمانوں کی اس بے خبری اور غفلت سے یہ نفع اٹھاؤ کہ یکایک ان پر شب خون مارو، بنو قریظہ نے کہا "اے کعب! تجھ کو معلوم ہے کہ ہمارے اسلاف اسی دن کی بے حرمتی کی وجہ سے بندر اور سور بنا دیئے گئے پھر بھی تو ہم کو اسی کا حکم دیتا ہے"

الغرض بنو قریظہ نے کعب کی ایک بات کو نہ مانا۔

بالآخر مجبور ہو کر بنو قریظہ اس پر آمادہ ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو حکم دیں وہ ہمیں منظور ہے۔

جس طرح خزرج اور بنو نضیر میں حلیفانہ تعلقات تھے اسی طرح اوس اور بنو قریظہ میں بھی حلیفانہ تعلق تھا۔ اس لئے اوس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ خزرج کی التماس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کے ساتھ جو معاملہ فرمایا اسی طرح کا معاملہ ہماری استدعا پر بنو قریظہ کے ساتھ فرمائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہارا فیصلہ تم ہی میں سے ایک شخص کردے''

انہوں نے کہا'' یا رسول اللہ! سعد بن معاذ جو فیصلہ کردیں وہ ہمیں منظور ہے''

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بنو قریظہ کے لئے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ ان کے لڑنے والے مرد قتل کردیئے جائیں، عورتیں اور بچے قید کر کے باندی اور غلام بنا لئے جائیں اور ان کا تمام مال واسباب مسلمانوں میں تقسیم کردیا جائے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' بے شک تو نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے''

اس کے بعد تمام بنو قریظہ گرفتار کر کے مدینہ لائے گئے اور ایک انصاری عورت کے مکان میں انہیں محبوس رکھا گیا، بازار میں ان کے لئے خندقیں کھدوائی گئیں، بعد ازاں دو دو چار چار کو اس مکان سے نکلوایا جاتا اور ان خندقوں میں ان کی گردنیں ماری جاتیں۔ حیی بن اخطب اور سردار بنو قریظہ کعب بن اسد کی گردن بھی ماری گئی۔ عورتوں میں سوائے ایک عورت کے کوئی قتل نہیں ہوا جس کا جرم یہ تھا کہ اس نے کوٹھے سے چکی کا پاٹ گرایا تھا جس سے خلاد بن سوید رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔(1)

درج ذیل اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، بنو قریظہ کی اسی رسوائی اور مسلمانوں کی فتح کا ذکر کررہے ہیں:

1- لقدْ لقِيَتْ قُرَيظةُ ما عظاها وحلّ بحِصْنِها ذُلٌّ ذَلِيلُ

2- وَسَعْدٌ كان أنذَرَهمْ نصِيحاً بأنّ الهَهُمْ رَبٌّ جليلُ

3- فَمَا بَرِحُوا بِنَقْضِ الْعَهْدِ حَتّٰى غَزَاهُمْ فِيْ دِيَارِهِمُ الرَّسُوْلُ

4- أحاط بحِصْنِهِمْ منّا صُفوفٌ لهُ من حَرّ وَقعتِها صَلِيلُ

5- فَصَارَ المؤمنونَ بدارِ خُلدٍ أقامَ لها بها ظِلٌّ ظَلِيلُ

(1) غزوہ بنو قریظہ کے تفصیلی واقعہ کے لئے دیکھئے: فتح الباری (116/4)، البدایة والنهایة (128/4)، زرقانی (137/2)، ابن ھشام (145/2)، سیرة المصطفی (323-329/2)

''بنو قریظہ کو ایک ایسی مصیبت پیش آئی جس نے انہیں رسوا کر دیا اور ان کے قلعہ میں ہمیشہ باقی رہنے والی ذلت اتر آئی۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے انہیں سمجھایا تھا کہ ان کا معبود اللہ تعالیٰ ہے تم اسی کی بندگی کرو لیکن وہ نہ مانے۔ وہ لوگ اپنے عہد و پیماں کو توڑتے رہے یہاں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ان کے علاقے میں جا کر جہاد کیا۔ ہمارے مجاہدین کی صفوں نے ان کے قلعے کا محاصرہ کر لیا اور پھر اس جنگ کی آواز دور تک سنائی دی۔ شہید ہونے والے مسلمان ہمیشہ کی جنت میں چلے گئے جہاں ان کے لئے گہرے سائے ہیں''

غزوۂ حنین میں انصار کی دلیری

[من الكامل]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا درج ذیل شعر غزوہ حنین کے بارے میں ہے:

۱۔ نَصَرُوا نبيَّهُمُ وشدّوا أَزْرَه بحُنَينَ، يوْمَ تَواكُلِ الأبْطالِ

''غزوہ حنین میں انصار نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کی مدد کی اور ان کو بھرپور سہارا دیا جبکہ اس دن بڑے بڑے شہ سوار اور بہادر بھی کمزوری کا شکار ہو گئے تھے''

تشریح

غزوہ حنین ۶ شوال ۸ ہجری میں پیش آیا۔

حنین طائف اور مکہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے جہاں قبائل ہوازن اور ثقیف آباد تھے۔ یہ قبائل نہایت جنگ جو اور قادر تیر انداز تھے، فتح مکہ سے یہ خیال پیدا ہوا کہ

کہیں مسلمان ہم پر حملہ نہ کر دیں، اس لئے مشورہ سے یہ طے پایا کہ قبل اس کے کہ مسلمان ہم پر حملہ آور ہوں ہمیں چل کر ان پر حملہ کر دینا چاہئے۔ چنانچہ ان کا سردار مالک بن عوف نصری بیس ہزار آدمیوں کی جمعیت لے کر مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے چلا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو بارہ ہزار آدمیوں کو ساتھ لے کر مکہ سے روانہ ہوئے اور حنین کا قصد فرمایا۔

لشکر اسلام منگل کے دن شام کے وقت وادی حنین پہنچا، ہوازن اور ثقیف کے قبائل جو کمین گاہوں میں چھپے بیٹھے تھے، انہوں نے ایک دم مسلمانوں پر حملہ بول دیا اور مسلمانوں پر ہر طرف سے تیر برسنے لگے جس سے مسلمانوں کا لشکر سراسیمہ اور منتشر ہو گیا اور صرف رفقاء خاص آپ کے پاس رہ گئے۔ اس وقت آپ کے ہمراہ ابوبکر، عمر، علی، عباس، فضل بن عباس، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم اور چند آدمی تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ کے خچر کی لگام تھامے ہوئے تھے اور ابوسفیان بن حارث رکاب پکڑے ہوئے تھے۔

اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار پکار کے فرمایا:

''اے لوگو! ادھر آؤ میں اللہ کا رسول اور محمد بن عبداللہ ہوں''

أنا النبي لا كذب

أنا ابن عبد المطلب

''میں سچا نبی ہوں اللہ نے مجھ سے جو فتح و نصرت اور میری عصمت وحمایت کا وعدہ کیا ہے وہ بالکل حق ہے اس میں کذب کا امکان نہیں اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں''

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بلند آواز تھے، ان کو حکم دیا کہ مہاجرین وانصار کو آواز دیں، انہوں نے بآواز بلند یہ نعرہ لگایا:

''يا معشر الأنصار! يا أصحاب السمرة''

''اے گروہ انصار! اے وہ لوگوں جنہوں نے کیکر کے درخت کے نیچے بیعت رضوان کی تھی''

آواز کا کانوں میں پہنچنا تھا کہ ایک دم سب پلٹ پڑے اور منٹوں میں پروانہ وار آکر شمع نبوت کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ نے مشرکین پر حملہ کا حکم دیا، جب گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی اور میدان کارزار گرم ہو گیا تو آپ نے ایک مشت خاک لے کر کافروں کی طرف پھینکی اور یہ فرمایا:

((شاهت الوجوه))

''برے ہوئے یہ چہرے''

پھر کوئی انسان ایسا نہ رہا جس کی آنکھ میں مشت خاک کا غبار نہ پہنچا ہو اور ایک لمحہ نہ گزرا کہ دشمنوں کے قدم اکھڑ گئے بہت سے بھاگ گئے اور بہت سے اسیر کر لئے گئے۔ (1)

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ میں غزوۂ حنین کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر مشرکوں کے ساتھ تھا۔ اس میں پہلے تو حضرت عباس بن عبدالمطلب اور حضرت ابو سفیان بن حارث رضی اللہ عنہما کے سوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ شکست کھا گئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے ایک مٹھی اٹھا کر ہمارے چہروں پر پھینکی جس سے ہمیں شکست ہو گئی اور مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ ہر درخت اور ہر پتھر ہمارے پیچھے دوڑ رہا ہے۔ (2)

حضرت عبدالرحمٰن ان صحابی سے نقل کرتے ہیں جو غزوۂ حنین میں حالت کفر میں شریک ہوئے تھے اور بعد میں مسلمان ہوئے تھے وہ فرماتے ہیں جب میدانِ جنگ میں ہمارا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آمنا سامنا ہوا تو مسلمان ہمارے سامنے اتنی دیر بھی نہیں ٹھہر سکے جتنی دیر میں ایک بکری کا دودھ نکالا جاتا ہے ان کے پاؤں اُکھڑ گئے اور انہیں شکست ہو گئی اور ہم تلواریں ہلاتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پہنچ گئے۔ جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر چھا گئے تو ایک دم ہمارے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایسے لوگ آ گئے جن کے چہرے بڑے خوبصورت تھے انہوں نے کہا (تمہارے) چہرے بگڑ جائیں لہٰذا ہم

---

(1) غزوۂ حنین کی تفصیل کے لئے دیکھئے فتح الباری (34/8)، عیون الأثر (192/2)، سیرۃ المصطفیٰ (2/ 62-58)

(2) کنز العمال (5/ 304)

واپس چلے جاؤ۔ بس ان لوگوں کی اتنی سی بات سے ہمیں شکست ہوگئی۔ (1)

غزوہ حنین میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ مسلمانوں کی مدد فرمائی تھی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا غزوہ بدر کے دن فرشتوں کی نشانی سفید پگڑیاں تھیں جن کے شملے پشت پر لٹکے ہوئے تھے (بعض فرشتوں کی پگڑیاں سفید تھیں اور بعض کی زرد) اور غزوہ حنین کے دن ان کی نشانی سبز پگڑیاں تھیں اور غزوہ بدر کے دن تو فرشتوں نے جنگ کی تھی باقی کسی غزوے کے دن جنگ نہیں کی تھی، البتہ شریک ہوکر مسلمانوں کی تعداد بڑھاتے تھے اور ان کی مدد کرتے تھے کسی کافر پر حملہ نہیں کرتے تھے۔ (2)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوہ حنین کے دن ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور لوگ لڑ رہے تھے میری آسمان پر اچانک نظر پڑی تو مجھے ایک کالی چادر آسمان سے اترتی ہوئی نظر آئی جو ہمارے اور کافروں کے درمیان آ کر گری۔ وہ چیونٹیاں تھیں جو بکھر گئیں اور ساری وادی میں پھیل گئیں اس کے بعد کافروں کو ایک دم شکست ہوگئی۔ ہمیں ان چیونٹیوں کے فرشتے ہونے میں کوئی شک نہیں تھا۔ (3)

قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات غزوہ حنین کے بارے میں نازل ہوئی ہیں:

﴿وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئاً وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ ثُمَّ أَنَزلَ اللّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنزَلَ جُنُوداً لَّمْ تَرَوْهَا وَعذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُواْ وَذَلِكَ جَزَاء الْكَافِرِينَ﴾ (4)

''اور حنین کے دن جبکہ تمہاری کثرت نے تم کو خود پسندی میں ڈال دیا پس وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود وسیع

(1) البداية والنهاية (332/4)، التفسير لابن كثير (345/3)

(2) دلائل النبوة، ص 170

(3) البداية والنهاية (334/4)

(4) التوبة 26-25

ہونے کے تم پر تنگ ہوگئی پھر تم پشت پھیر کر بھاگے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص تسکین اتاری اپنے رسول اور اہل ایمان کے قلوب پر اور ایسے لشکر اتارے جن کو تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کو سزادی اور یہی سزا ہے کافروں کی"

"ابی" نامی دوست کے بارے میں

[من المتقارب]

ایک مرتبہ انصار کے ایک آدمی "ابی" کو قبیلہ غسان والوں نے قید کرلیا تھا، حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار اسی شخص کے بارے میں ہیں:

1- يخافُ أُبَيٌّ جنانَ العَدُوِّ وَيَعلمُ أنّى أنا المَعْقِلُ
2- فَلا وأخيكَ الكريمِ الّذى فَخَرْتَ بهِ لا تُرَى تُعتَلُ
3- فلا تَقْنَعِ العامَ فى دارِهِمْ ولا أُسْتَهَدُّ ولا أُنْكَلُ
4- أباً لكَ لا مُستَجافُ الفُؤادِ يوْمَ الهِياجِ ولا أعزَلُ

"ابی" دشمن کے غصے اور عداوت سے ڈر رہا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ میں اس کی جائے پناہ ہوں۔ اے "ابی" گھبراہٹ کا شکار مت ہو اپنے جس بھائی پر تو فخر کر رہا ہے وہ کبھی خادم نہیں بنایا جا سکتا۔ تو دشمنوں کے گھر میں ان سے آزادی کا سوال نہ کرنا کیونکہ میں آ رہا ہوں، مجھے نہ کمزور کیا جا سکتا ہے اور نہ میرے حملے کو کوئی روک سکتا ہے۔ جنگ کے دن میں بزدلی نہیں دکھاتا اور نہ ہی ہتھیاروں سے خالی ہوتا ہوں لہٰذا میں تجھے رسوا نہیں کروں گا اس لئے تو بزدلی اور خوف کا شکار مت ہو"

''ہمارے فیصلے''

[من الوافر]

1- رَضیتُ حکومَةَ المِرقالِ قَیْسٍ وما أحسَستُ اذ حکّمتُ حالی
2- لهُ کَفٌّ تَفیضُ دَماً، وکَفٌّ یُباری جُودُها سَحَّ الشَّمالِ
3- ونَحْنُ الحاکمونَ بکلّ أمرٍ قَدیماً، نبتَنی شرَفَ المَعالی
4- ولا یَنفَكُّ فینا ما بَقینا مُنیرُ الوَجهِ، أبیَضُ کالهِلالِ
5- ألا یا مالِ لا تَزْدَدْ سَفاهاً قَضیّةَ ماجِدٍ، ثَبتِ المَقالِ

''میں جرأت منداور باصلاحیت ''قیس'' کے فیصلے پر راضی ہوں اگر میں اپنے ماموں کو ثالث بناتا تو مجھے زیادہ خوش نہ ہوتی۔ اس کی ایک ہتھیلی ایسی ہے جو دشمنوں کا خون اوردوسری ہتھیلی سخاوت کے دریا بہاتی ہے۔ ہم لوگ ہر معاملہ میں فیصلہ کرنے والے ہیں اور ہم اعلیٰ کردار کی عمارت قائم کرتے ہیں۔ جب تک ہم باقی ہیں ہمارے اندر ایک روشن اور چاند کی طرح سفید چہرے والی شخصیت بھی موجود ہے۔ اے مالک! ایک شریف النسب اور مضبوط بات کہنے والے شخص کے فیصلہ میں اپنی بے وقوفی کی وجہ سے عیب نہ نکال!''

حضرت حسان اوران کی بیٹی کا قصہ

[من الطویل]

ایک مرتبہ رات کے وقت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی طبیعت خوش گوار ہوئی اور شاعرانہ کیفیت طاری ہوئی تو انہوں نے یہ شعر کہا:

1- وَقافِيَةٍ عَجّتُ بليلٍ رَزينةٍ تلقّيتُ من جوّ السماءِ نُزُولَهَا

''رات کے وقت میں ایک شاندار اور محکم قافیہ کی آواز بلند ہوئی
ہے جو آسمان سے میرے دل میں الہام کیا گیا ہے''

یہ شعر کہنے کے بعد طبیعت میں ملال آ گیا اور آگے کچھ نہ کہہ پائے۔ ان کی بیٹی نے جو کہ خود بھی شاعرہ تھیں یہ صورتحال دیکھی تو پوچھا:

''ابا جان! طبیعت شریفہ میں کچھ بے زاری معلوم ہوتی ہے!''

فرمایا ''ہاں''

اس پر بیٹی نے یہ شعر کہا:

2- يَرَاها الذى لا ينطِقُ الشعرَ عندَهُ ويَعجزُ عن أمثالِهَا أن يقولَهَا

''بڑے سے بڑا شاعر بھی ایسا شعر کہنے سے تہی دامن ہے اور کوئی
بھی اس جیسا شعر کہنے کی طاقت نہیں رکھتا''

بیٹی کا یہ شعر سن کر حضرت حسان کو جوش آیا تو یہ شعر کہا:

3- مَتارِيكُ أذنابِ الحقوق اذا التوَتْ أخذْنا الفُرُوعَ واجتَنَيْنا أُصُولها

''ہم اپنے حقوق کو چھوڑ دینے والے ہیں جبکہ ان کی ادائیگی مشکل
ہو جائے۔ ہم فروع کو پکڑتے ہیں اور اصول کے پھل کو چنتے ہیں''

اس کے بعد ان کی بیٹی یہ شعر کہا:

4- مَقاوِيلُ بالمعرُوفِ خُرْسٌ عنِ الخَنا كِرَامٌ مَعَاطٍ للعَشيرَةِ سُؤْلَهَا

''ہم ہمیشہ خیر کی بات ہی کہتے ہیں، بے ہودہ گوئی سے ہماری
زبانیں گنگ رہتی ہیں، ہم سخی اور شریف لوگ ہیں اور خاندان
والوں کو وہ چیز عطا کرتے ہیں جس کا وہ سوال کریں''

یہ شعر سن کر حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا ''جب تک تو زندہ ہے میں شعر نہیں کہوں گا''

بیٹی بولی ''کیا میں نے آپ کو پریشان کر دیا؟''

فرمایا ''تیری حاضر جوابی اور ذہانت دیکھ کر تو میں واقعی حیران و سرگرداں ہوں''

بیٹی کہنے لگی ''اگر یہ بات ہے تو آپ کی زندگی میں مجھے شعر نہیں کہنے چاہئے''

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی یاد میں

[من الکامل]

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا لقب ذوالجناحین (دو پروں والا) ہے، اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ان کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے گئے تھے، ان کی اس حالت کی اطلاع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی تو آپ نے فرمایا تھا:

"جعفر کو جنت میں دو پر عطا کردیئے گئے اور وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں اڑتے پھرتے ہیں"

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے بھائی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے تھے اور اسلام قبول کرنے والوں میں آپ کا چھبیسواں نمبر تھا۔ آپ کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

غزوہ موتہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر مقرر فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اگر زید قتل ہوجائیں تو جعفر بن ابی طالب امیر لشکر ہوں اور اگر جعفر بھی قتل ہوجائیں تو عبد اللہ بن ابی رواحہ سردار ہوں اور اگر عبد اللہ بھی قتل ہوجائیں تو مسلمان جس کو چاہیں اپنا امیر بنالیں۔(1)

غزوہ موتہ میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انتہائی بہادری اور دلیری سے دشمن کے خلاف برسرپیکار ہوئے اور جام شہادت نوش فرمایا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت جعفر بن ابی طالب کو شہداء میں پایا، ان کے جسم پر نوے سے زیادہ تیروں اور نیزوں کے زخم تھے۔(2)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی

(1) صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة مؤتة من أرض الشام، رقم 3928

(2) صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة مؤتة من أرض الشام، رقم 3928

غزوہ موتہ میں بہادری اور شجاعت کا نقشہ کھینچا ہے:

1- ولقدْ بكَيْتُ وعَزّ مَهلِكُ جعفرٍ حبُّ النبيّ على البرِيّةِ كلّها
2- ولقد جزِعتُ وقلتُ حينَ نُعيتَ لي مَنْ للجلادِ لدى العُقابِ وَظِلّها

''میں نے اشک بہائے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے محبوب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ تمام انسانوں سے زیادہ معزز اور برتر ہو گئے۔ میں نے غم کا اظہار کیا اور جب مجھے حضرت جعفر کی شہادت کی خبر ملی تو میں نے کہا کہ ''عقاب'' کے پاس اس کے سائے کی نیچے زوردار لڑائی کون لڑے گا''

تشریح

''عقاب'' حضور ﷺ کے جھنڈے کا نام ہے جو آپ ﷺ نے غزوہ موتہ کے لئے جانے والے مجاہدین کو عطا فرمایا تھا۔

3- بالبيضِ حينَ تُسلُّ مِنْ أغمادِها يوْماً وانهالِ الرّماحِ وَعَلّهَا
4- بعْدَ ابْنِ فاطِمةَ المُبارَكِ جَعفرٍ خَيْرِ البَرِيّةِ كُلِّها وَأجَلّها
5- رُزْءاً وأكرَمِها جَميعاً مَحْتِداً وأعَزِّها مُتَظَلّماً وأذَلّهَا
6- للحَقّ حينَ يَنُوبُ غيرَ تَنَحّلٍ كَذِباً وأغمَرِها نَدًى وأقَلّها
7- فُحشاً وأكثرِها اذا ما تُجتَدَى فَضلاً وأبذَلِهَا نَدًى وأدَلّها
8- عَ الخَيرِ بَعدَ مُحَمّدٍ لا شِبهُهُ بَشَرٌ يُعَدُّ من البَرِيّةِ جُلّها

''حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ایک شاندار تلوار اور پے در پے نیزوں کے وار کے ذریعہ میدان جنگ میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھاتے تھے۔ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم کے صاحب زادے جعفر محمد ﷺ کے بعد تمام لوگوں میں سب سے بہتر، خاندانی لیاقت میں سب پر فائق، سخاوت کے اعتبار سے سب سے اعلیٰ، تنگی کے حالات میں سب سے معزز، حق کی اتباع میں سے سب آگے، جھوٹ سے پاک، سخاوت کے دریا بہانے والے، بے ہودہ گوئی سے مکمل پرہیز

کرنے والے، رفعت کی تلاش میں سب سے آگے، مال کو خرچ
کرنے والے اور خیر کے راستوں کی راہ نمائی کرنے والے
ہیں۔لوگوں میں سے کوئی شخص ان کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا''

تشریح

''ع الخیر'' کا معنی ہے ''علی الخیر''

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی مدح میں

[من الطویل]

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے والد ''عوام بن خویلد بن اسد عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب لوئی القریشی اسدی'' ہیں۔آپ کی والدہ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں اور دولت اسلام سے سرفراز ہوئیں اور مدینہ کی طرف ہجرت بھی کی۔حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے مگر آپ کی والدہ آپ کو ابو طاہر کہا کرتی تھیں۔ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کی پھوپھی ہیں۔آپ نے پندرہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا اور اسلام کی خاطر سب سے پہلے تلوار اٹھانے کا اعزاز حاصل کیا۔مدینہ اور حبشہ ہر دو ہجرتیں کیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگی معرکوں میں شریک ہوتے رہے اور ایسی شجاعت اور دلیری کا مظاہرہ کیا کہ جسم کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جہاں زخم کا نشان نہ ہو۔ان چھ اصحاب میں سے ایک ہیں جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت خلافت کے لئے پیش کیا تھا۔

آپ کی شہادت بروز جمعرات جمادی الاولیٰ 36 ہجری میں ستتر سال کی عمر میں ہوئی۔(1)

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت اٹھائیس سال کے

(1) الریاض النضرۃ فی اصحاب العشرۃ للمحب الطبری۔عشرہ مبشرہ از قاضی حبیب الرحمن، سیر الصحابۃ از شاہ معین الدین ندوی

تھے، بچپن کے حالات بہت کم معلوم ہیں لیکن اس قدر یقینی ہے کہ ان کی والدہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے ابتداء ہی سے ان کی ایسی تربیت کی تھی کہ وہ جوان ہو کر ایک بہادر اور اولوالعزم مرد ثابت ہوں، چنانچہ وہ بچپن ہی میں عموماً انہیں مارا کرتیں اور سخت سے سخت محنت ومشقت کے کاموں کا عادی بناتی تھیں۔

ایک دفعہ نوفل بن خویلد جو اپنے بھائی عوام کے انتقال کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے سرپرست تھے، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا پر برہم ہوئے کہ ''کیا تم اس بچے کو اسی طرح مارتے مارتے مار ڈالوگی'' اور بنو ہاشم سے کہا ''تم لوگ صفیہ رضی اللہ عنہا کو سمجھاتے کیوں نہیں؟'' حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حسب ذیل رجز میں اس خفگی کا جواب دیا:

من قال انی ابغضه فقد کذب

انما اضربه لکی یلب

ویهزم الجیش ویاتی بالسلب

''جو شخص اس بات کا قائل ہے کہ میں زبیر رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتی ہو تو وہ شخص جھوٹا ہے، میں تو اسے اس لئے مارتی ہوں کہ یہ سمجھدار ہوشیار رہو جائے اور لشکروں کو شکست دے اور مال غنیمت لے کر آئے''

اس تربیت کا یہ اثر تھا کہ وہ بچپن ہی سے بڑے بڑے مردوں کا مقابلہ کرنے لگے تھے، ایک دفعہ مکہ میں ایک نوجوان آدمی سے مقابلہ پیش آیا، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے ایسا ہاتھ مارا کہ اس کا بازو ٹوٹ گیا، لوگ اسے اٹھا کر شکوہ کی غرض سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس لائے تو انہوں نے معذرت کے بجائے سب سے پہلے پوچھا کہ ''تم نے زبیر کو کیسا پایا؟ بہادر یا بزدل'' (1)

جنگ احد کے دن طلحہ بن ابی طلحہ عبدری مشرکین کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھا، اس نے مسلمانوں کو اپنے مقابلے پر میدان میں نکلنے کی دعوت دی، چنانچہ لوگ ایک دفعہ تو اس کے ڈر کی وجہ سے رک گئے (اس کے مقابلہ کے لئے جانے پر کسی نے ہمت نہ کی) پھر حضرت زبیر عوام رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ کے لئے نکلے اور چھلانگ لگا کر اس کے اونٹ پر

(1) الاصابة، جلد اول، تذکرۃ زبیر بن العوام

اس کے ساتھ جا بیٹھے (اور اونٹ پر ہی لڑائی شروع ہوگئی) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے مشرک طلحہ کو اوپر سے نیچے زمین پر پھینک کر اسے اپنی تلوار سے ذبح کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف فرمائی اور فرمایا کہ ''ہر نبی کا کوئی حواری (جان نثار) ہوا کرتا ہے، میرے حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہیں'' پھر فرمایا ''چونکہ میں نے دیکھا تھا کہ لوگ اس کے مقابلہ میں جانے سے رک گئے تھے اس وجہ سے اگر زبیر رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ میں نہ جاتے تو میں خود جاتا'' (1)

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
جو شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں

نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ نے غزوہ خندق کے دن دشمن کی صف سے باہر نکل کر مسلمانوں کو اپنے مقابلہ کے لئے نکلنے کی دعوت دی، چنانچہ اس کے مقابلہ کے لئے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نکلے اور اس پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کے ٹکڑے کر دیئے، اس کی وجہ سے ان کی تلوار میں دندانے پڑ گئے واپس آتے ہوئے یہ شعر پڑھ رہے تھے:

انی امرء حمی واحتمی
عن النبی المصطفی الامی

''میں ایسا آدمی ہوں کہ دشمن سے اپنی بھی حفاظت کرتا ہوں اور نبی اُمی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی حفاظت کرتا ہوں'' (2)

☆☆☆

ایک دن حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اشعار سن رہے تھے، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے محسوس کیا کہ لوگوں میں نشاط اور رغبت کی کمی ہے، وہ بھی ان کے ساتھ بیٹھ گئے اور فرمایا:

''تم ابن فریعہ یعنی حسان بن ثابت کے اشعار کو رغبت اور شوق سے

---

(1) البدایۃ والنہایۃ (20/4)

(2) البدایۃ والنہایۃ (107/4)

کیوں نہیں سنتے، یاد رکھو! یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اشعار سنایا
کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اشعار کو شوق اور توجہ سے سماعت
فرماتے اور انہیں انعام سے نوازا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے
اشعار کے دوران کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہوتے تھے''

اس پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی مدح میں درج ذیل اشعار کہے:

1- أقامَ على عَهدِ النّبيّ وهَدْيِهِ حَوَارِيُّهُ والقَولُ بالفِعلِ يُعدَلُ
2- أقامَ عَلى مِنهاجِهِ وطَرِيقِهِ يُوَالي وَليَّ الحقِّ والحقُّ أعدَلُ
3- هُوَ الفارِسُ المشهورُ والبطلُ الذي يَصُولُ اذا ما كانَ يوْمٌ مُحَجَّلُ
4- اذا كشَفَتْ عن ساقِها الحرْبُ حشّها بأبْيضَ ساقٍ الى المَوْتِ يُرْقِلُ
5- وَإنّ امْرأً كانَتْ صَفِيّةُ أُمَّهُ ومَنْ أسَدٌ في بيتِها لمُرَفَّلُ
6- لَهُ من رَسولِ اللهِ قُرْبَى قَرِيبَةٌ ومن نُصرَةِ الاسلامِ مَجدٌ مُؤثَّلُ
7- فكمْ كُرْبَةٍ ذَبّ الزّبَيْرُ بِسيفِهِ عن المُصْطفى واللهُ يُعطي فَيُجْزِلُ
8- فما مِثْلُهُ فِيهِمْ وَلا كانَ قَبْلَهُ ولَيْسَ يَكونُ الدّهرَ ما دامَ يذْبُلُ
9- ثَناؤكَ خَيرٌ مِن فَعالِ مَعاشِرٍ وَفِعلُكَ يا ابْنَ الهاشِمِيّةِ أفضَلُ

''نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری حضرت زبیر آپ رضی اللہ عنہ کے طریقہ اور تعلیمات پر پوری طرح قائم رہے، کسی بھی شخص کی بات کا اس کے فعل سے پتہ چلتا ہے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں اور احکامات کی مکمل پیروی کی اور انہوں نے حق کے ولی کا ساتھ دیا، وہ مشہور شہ سوار ہیں اور ایسے بہادر ہیں جو جنگ کے دن خوب حملے کرتا ہے۔ جب لڑائی اپنے زوروں پر ہوتی ہے تو وہ اپنی سفید تلوار کے ذریعے موت کی طرف لپکتے ہیں۔ یہ وہ صاحب زادے ہیں جن کی والدہ کا نام صفیہ ہے یہ وہ خاتون ہیں جن کے گھر میں اس شیر نے تربیت پائی ہے۔ ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریبی رشتہ

داری ہے یعنی وہ آپ ﷺ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں۔ اسلام کی نصرت ابتداء ہی سے ان کا شعار رہی ہے۔ کتنے ہی مواقع ایسے آئے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پریشانی کو دور کیا اور اللہ تعالیٰ اجر دینے والا ہے اور اس جیسا اجر کون دے سکتا ہے۔ جب تک نجد کا "یذبل" نامی پہاڑ باقی اس وقت تک لوگوں میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جیسا شخص پیدا نہیں ہوسکتا۔ اے ابن ہاشمیہ! تیرا فعل بہت افضل ہے اور تیری تعریف کرنا ایک بہترین کام ہے"

اچھے دوست کی خصوصیات

[من الوافر]

1- أخِلاءُ الرّخاءِ هُمُ كثيرٌ وَلكنْ فى البلاءِ همُ قَلِيلُ
2- فلا يغرُرْكَ خُلّةُ مَن تُواخي فما لكَ عندَ نائبَةٍ خَليلُ
3- وكُلُّ أخٍ يقولُ أنا وَفيٌّ ولكنْ ليسَ يفعَلُ ما يَقولُ
4- سِوَى خِلٍّ لهُ حسَبٌ وَدينٌ فذاكَ لِمَا يقولُ هو الفَعُولُ

"خوشحالی اور عیش کے زمانے میں تو دوستی کا اظہار کرنے والے بہت ہوتے ہیں لیکن جب مصیبت اور پریشانی آتی ہے تو ان دعویداروں میں سے کوئی نظر نہیں آتا۔ بہت سے لوگوں کے اظہار محبت سے دھوکہ نہ کھا جانا جب تیرے اوپر کوئی مشکل آئے گی تو کوئی دوست تیرے قریب بھی نہ آئے گا۔ ہر ساتھی یہی کہتا ہے کہ میں تیرا وفادار ہوں لیکن جو وہ کہتا ہے وہ کر کے نہیں دکھاتا، البتہ اگر کوئی شخص اعلیٰ اخلاق کا حامل، اچھے خاندان والا اور دین دار ہو تو وہ جو کہتا ہے وہ کر کے بھی دکھاتا ہے"

تشریح

ان اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اچھے دوست کی خصوصیات اور برے دوست کی عادات پر روشنی ڈالی ہے، یہ اشعار معاشرتی زندگی اور دوست کے انتخاب میں اولین اصول کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اپنی بیٹی کی یاد میں

[من الطویل]

عَلِمْتُكِ، وَاللهِ الْحَسِيْبِ عَفِيْفَةً مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ غَيْرِ ذَاتِ غَوَائِلِ
حِصَانًا رِزَانَ الرَّجُلِ يَشْبَعُ جَارُهَا وَتُصْبِحُ غَرْثٰى مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ
وَمَا قُلْتُ فِيْ مَالٍ تُرِيْدِيْنَ أَخْذَهُ بُنَيَّةَ مَهْلًا، اِنِّيْ غَيْرُ فَاعِلِ

''اے بیٹی! خدا کی قسم! تو ایک پاکیزہ اور عفیف بچی تھی، تو ایمان والی عورتوں میں سے تھی اور برائی کا ارتکاب کرنے والی نہ تھی، تو پاک دامن، شرم وحیا والی اور پڑوسی کا خیال رکھنے والے تھی، تو پاکدامن لوگوں کے بارے میں زبان نہ کھولتی تھی، تو نے جب بھی مال لینے کا ارادہ کیا تو میں نے تجھے کبھی اس سے منع نہ کیا تھا''

بوسیدہ ہڈی

[من الوافر]

ایک مرتبہ ابی بن خلف جمحی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بوسیدہ ہڈی لے کر آیا اور کہنے لگا ''اے محمد! تمہارا دعوی یہ ہے کہ تمہارا رب مردوں کو زندہ کرے گا، یہ بتاؤ اس ہڈی کو کون زندہ کرے گا؟''

اس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی اس آیت کو نازل فرمایا:

﴿وَضَرَبَ لَنَا مَثَلاً وَّنَسِیَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ﴾(1)

''وہ ہمارے لئے مثال بیان کرتا ہے اور اپنی تخلیق کو بھول گیا وہ کہتا ہے کہ اس ہڈی کو کون زندہ کرے گا جو کہ بوسیدہ ہو چکی ہے آپ اس سے کہہ دیجئے کہ اسے وہی زندہ کرے گا جس نے پہلی مرتبہ اسے پیدا کیا تھا وہ اپنی پیدا کردہ ہر چیز کو جانتا ہے''

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار اسی موقع پر کہے:

1- لقد وَرِثَ الضّلالةَ عن أبيهِ أُبَيٌّ يومَ فَارَقَهُ الرّسولُ

2- أجِئْتَ مُحَمّدًا عظماً رَميماً لِتُكذِبَهُ وَأنتَ بهِ جَهُولُ

3- وقد نالَتْ بنو النجّارِ منكُمْ أُمَيّةَ اذْ يُغَوِّثُ يَا عَقِيلُ

4- وَتَبّ ابْنا رَبيعةَ اذْ أطاعَا أباجَهْلٍ لأمّهما الهُبُولُ

''جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن خلف کو چھوڑا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ اسے اپنے باپ سے گمراہی ورثہ میں ملی ہے۔ اے نادان ابی! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بوسیدہ ہڈی لا کر کہتا ہے کہ اسے کون زندہ کرے گا، تیرے اس فعل کا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ تو ایک انتہائی جاہل آدمی ہے۔ اے بنو عقیل! جب امیہ فریاد کر رہا تھا اور چیخ رہا تھا تو بنو نجار نے تمہارا خوب نقصان کیا تھا۔ ربیعہ کے دونوں بیٹے ہلاک ہوں اور ان کی ماں انہیں گم کرے انہوں نے ابو جہل کی اطاعت کی ہے''

(1) یٰس 79-78

بنو ثقیف کے بارے میں

[من الوافر]

1- اذ الثقفیُّ فَاخرَکمْ فقولوا هَلُمّ فعُدّ شأنَ أبی رِغالِ

''جب بنو ثقیف کا کوئی آدمی تمہارے سامنے فخر کرے تو تم اسے کہو

''ادھر آؤ اور ابو رغال کی شان بیان کرو کیونکہ تم اسی کی اولاد میں سے ہو''

تشریح

''ابو رغال'' کون تھا اس بارے میں مختلف اقوال ہے:

1- ''ابو رغال'' گذشتہ زمانوں کا ایک ظالم آدمی تھا، اس کی قبر مکہ اور طائف کے درمیان ہے، جس پر لوگ پتھر مارتے ہیں۔

2- ''ابو رغال'' حضرت شعیب علیہ السلام کے غلام کا نام ہے۔

3- حبشہ کے لوگ جب مکہ کی طرف آرہے تھے تو یہ ان کا راہبر تھا لیکن راستہ ہی میں اس کا انتقال ہو گیا۔

4- راجح قول یہ ہے کہ ''ابو رغال'' کا اصل نام زید بن مخلف تھا، یہ صالح علیہ السلام کا غلام تھا۔ یہ ایک ایسی قوم کے پاس آیا جن کے پاس ایک بکری تھی جس کا دودھ ایک بچے کو پلایا جاتا تھا، اس بچے کی ماں انتقال کر چکی تھی، ابو رغال نے انہیں حکم دیا کہ اس بکری کا دودھ آئندہ مجھے دیا جائے گا۔ لوگوں نے اس کی بہت منت سماجت کی لیکن وہ باز نہ آیا۔ اس کی اس حرکت کے بدلے میں آسمان سے ایک بجلی آئی اور اسے جلا کر بھسم کر دیا۔ صالح علیہ السلام کو جب اس کے اس عمل کی خبر ہوئی

تو انہوں نے اس پر لعنت کی۔اس کی قبر مکہ اور طائف کے درمیان ہے اور لوگ اس پر پتھر مارتے ہیں۔

2- أبوكُمْ ألأمُ الآباءِ قِدْماً وأنتُمْ مُشْبِهوهُ عَلى مِثالِ

3- مِثالِ اللّؤمِ قد عِلمتْ مَعَدٌّ فليسوا بالصّريحِ ولا المَوالي

4- ثَقيفٌ شَرٌّ من رِكبِ المَطايا وأشباهُ الهجارِسِ فى القِتالِ

5- ولوْ نَطقتْ رِحالُ المَيْسِ قالتْ ثَقيفٌ شَرٌّ مَنْ فوْقَ الرّحَالِ

6- عَبيدُ الفِرْزِ أوْرَثَهُمْ بَنيهِ وآلى لا يَبيعُهُمْ بمَالِ

''تمہارا باپ ایک انتہائی معمولی اور ذلیل شخص تھا اور تم بھی اس کے مشابہ ہو۔تمہاری ذلت کی مثال قبیلہ معد والے جانتے ہیں کہ تم نہ تو ان کے اصل خاندان سے تعلق رکھتے ہو نہ ان کے موالی ہو۔ سواریوں پر سوار ہونے والوں میں بدترین لوگ بنوثقیف والے ہیں اور میدان جنگ میں لومڑیوں کی طرح بھاگتے پھرتے ہیں۔ اگر کجاوے بول سکتے تو وہ کہہ دیتے ''کجاووں پر سوار بدترین مخلوق بنوثقیف ہے'' یہ لوگ فزر کے غلام ہیں جس نے انہیں اپنے بیٹے کو وراثت میں دیا تھا اور اسے قسم دی تھی کہ انہیں مال کے بدلے فروخت نہ کردینا''

تشریح

''فزر'' کا اصل نام سعد بن زید تھا، کہا جاتا ہے کہ ثقیف سعد بن زید کی بیٹی کا غلام تھا لیکن اس کے پاس سے بھاگ گیا اور سرزمین عدوان میں گیا اور عامر بن ظرب کے ہاں مزدوری کرنے لگا، پھر عامر نے اس سے اپنی بیٹی کی شادی کرادی تھی۔

7- وما لِكرَامةٍ حُبِسوا ولكِنْ أرادَ هَوَانَهُمْ أُخرَى اللّيَالي

''انہیں اعلیٰ عادات کے حصول سے روکا نہیں گیا بلکہ بات یہ ہے کہ ان کے نصیب میں ہی بدنامی اور رسوائی لکھی جاچکی ہے''

قبیلہ مزینہ کے بارے میں چند اشعار

[من البسیط]

1- جاءَتْ مُزَينةُ من عَمْقٍ لتنصرَهمْ   فِرّی مزَينَةُ فی أستاهِكِ الفُتُلُ
2- فكلُّ شیءٍ سوَی أن تذكرُوا شرَفاً   أوْ تبلُغوا حسَباً منْ شانكُمْ جلَلُ
3- قوْمٌ مَدانِيسُ لا يمْشی بعَقوَتِهِمْ   جارٌ وليسَ لهمْ فی موْطنٍ بَطَلُ

''قبیلہ مزینہ والے ذلت کی گہرائیوں سے نکل کر ہمارے دشمنوں کی مدد کے لئے آگئے ہیں۔ اے مزینہ والوں! بھاگ جاؤں تمہاری سرینوں میں دھاگے ہیں۔ سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ تم اپنے کسی اعزاز کا ذکر کرو یا اپنی کسی خوبی کو بیان کرو۔ تم میلے کچیلے اور کنجوس لوگ ہو جس کی وجہ سے تمہارا پڑوسی مدد کے لئے تمہارے پاس نہیں آتا اور تم لوگ بہادری و شجاعت سے بالکل تہی دامن ہو''

عبید بن نافذ بن اصرم کے بارے میں

[من البسیط]

1- أبْلغْ عُبَيْداً بأنّ الفَخْرَ مَنقصَةٌ   فی الصّالحينَ فلا يذهبْ بكَ الجذَلُ
2- لمّا رَأيتَ بَنی عَوْفٍ وَاخوَتَهُمْ   عَوْفاً وَجمْعَ بنی النجّارِ قد حفَلوا
3- قوْمٌ أباحوا حِماكم بالسيوفِ ولَمْ   يفعَلْ بكمْ أحَدٌ فی الناس ما فعلوا
4- اذ أنتُمْ لا تُجيبون المُضافَ واذْ   تُلقی خِلال الديارِ الكاعبُ الفُضُلُ

''میری طرف سے عبید بن نافذ کو یہ پیغام پہنچا دو کہ بے جا فخر کرنا

اعلیٰ لوگوں کے لئے عیب کی بات ہے۔ اتنا خوش نہ ہو کہ کہیں تیری خوشی تجھے ہلاک نہ کردے۔ جب میں بنی عوف، ان کے ساتھیوں اور بنو نجار کو دیکھتا ہوں تو حیران ہو جاتا ہوں، یہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اپنی تلواروں کے ذریعے تمہارے علاقے کو فتح کیا اور انہوں نے وہ کام کر دکھایا جو تمہارے لوگوں میں سے کوئی نہ کر سکا۔ انہوں نے اس وقت بہادری کے جوہر دکھائے جب تم مظلوم کی مدد کرنے کے بجائے نوجوان عورتوں سے ملاقات میں مشغول تھے"

بنو اسد بن خزیمہ کے بارے میں

[من الوافر]

1- وما كَثُرَتْ بنو أسدٍ فتُخْشَى لكَثْرَتِهَا وَلا طابَ القَلِيلُ
2- قُبَيِّلَةٌ تُذَبْذَبُ في مَعَدٍّ أُنوفُهُمُ أذَلُّ من السَّبيلِ
3- تمنّى أن تكونَ الى قُرَيْش شَبيهَ البَغْلِ شَبَّهَ بالصَّهيلِ

"بنو اسد زیادہ ہوں تو ڈرنے کی ضرورت نہیں اور اگر کم ہوں تو کوئی خوشی کی بات نہیں، کیونکہ یہ بزدل ہیں کمی زیادتی سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ یہ ایک معمولی اور چھوٹا قبیلہ ہے جو معد کی طرف اپنی نسبت میں شک کا شکار ہے۔ یہ لوگ راستوں سے بھی زیادہ ذلیل اور روندے ہوئے ہیں۔ یہ خواہش کرتے ہیں کہ قریش کی طرح ہو جائیں جس طرح ایک معمولی خچر کوشش کرتا ہے کہ وہ ایک اعلیٰ نسل کے تیز رفتار گھوڑے کی طرح بن جائے"

ابوجہل کے نام، ایک پیغام

[من الکامل]

-1 سمّاهُ مَعشَرُهُ أبا حَكَمٍ وَاللّٰهُ سَمّاهُ أبَاجَهْلِ

-2 فما يجيءُ الدّهْرَ مُعتمِراً الاّ ومِرْحَلُ جهلهِ يَغْلی

-3 وكانّهُ مِمّا يجيشُ بِهِ مُبدی الفُجورِ وسَورةِ الجهلِ

-4 يُغْرَی بِهِ سُفْعٌ لَعامِطَةٌ مثلُ السباعِ شرَعنَ فی الضَّحلِ

-5 أبْقَتْ رِياسَتُهُ لمَعْشَرِهِ غَضَبَ الالهِ وَذِلّةَ الأصْلِ

-6 ان ينتصِرْ يدْمَی الجبينُ وَانْ يلْبَثْ قليلاً يُودَ بالرَّحْلِ

''ابوجہل کے خاندان نے اس کا نام ''ابوحکم'' رکھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے ''ابوجہل'' کا نام دیا ہے۔ جب تک زمانہ باقی رہے گا اس کے دل میں جہالت کی ہنڈیا ابلتی رہے گی۔ اس کا دل گناہوں اور جہالت کا منبع ہے۔ وہ سیاہ اعمال والا اور شہوت کا رسیا شخص برے اعمال کی طرف اس طرح لپکتا ہے جس طرح پیاسے جانور پانی پینے جاتے ہیں۔ اس کی سرداری اس کی قوم کے لئے ذلت کا نشان اور اللہ کے غضب کا ذریعہ بنتی رہے گی۔ اس کی بزدلی اور ضعف کا یہ حال ہے کہ اگر کسی سے انتقام لینے جائے تو خون آلود پیشانی اور شکست آلود چہرہ لے کر واپس آتا ہے اور اگر کسی ساتھی کا تاوان دے تو اس کی چوری کر لیتا ہے''

تشریح

مذکورہ اشعار میں ابوجہل کی مذمت کا بیان تھا اب ان شعراء سے خطاب ہے جو

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہجائیہ اشعار کہتے ہیں:

7- قدْ رَامَنی الشعرَاءُ فانقلَبوا منّی بأفْوَقَ ساقطِ النَّصْلِ

8- وَيَصُدُّ عنّی المُفحَمونَ كما صَدّ البِكارَةُ عن حَرَی الفحلِ

9- يخْشَوْنَ من حسّانَ ذا بَرَدٍ هزِمَ العشيّةِ صَادقَ الوَبلِ

”شعراء نے میری عزت خراب کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ان کے ہاتھ کچھ بھی نہیں آیا، وہ لاجواب ہوکر واپس بھاگ گئے اور مجھ سے اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح ایک کنواری اونٹنی ایک عمر رسیدہ اونٹ سے بھاگتی ہے۔ وہ حسان سے اس طرح ڈرتے ہیں جیسے موسلا دھار بارش اور گرجتے بادلوں سے گھبراتے ہیں“

تشریح

آخری شعر میں ”حسان“ سے مراد حضرت حسان رضی اللہ عنہ خود بھی ہو سکتے ہیں، نیز ”حسان“ عربی میں تیز دھار تلوار کو بھی کہتے ہیں اس صورت میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ اپنی زبان کو تیز دھار تلوار سے تشبیہ دے رہے ہیں۔

﴿بنو ثقیف کے نسب کی حقیقت﴾

[من الطويل]

1- وَانّ ثَقيفاً كانَ فاعترَفوا بهِ لئيماً اذا ما نُصّ للمجدِ معقِلُ

2- وَأغضُوا فانّ المجدَ عنكم وَأهلَهُ على ما بِكُمْ من لؤمكم مُتعزِّلُ

3- وَخلُّوا مَعَدًّا وانتساباً اليهِمِ بهِمْ عنكمُ حقّاً تَناءٍ ومَزْحَلُ

4- وقوْلَ السفاهِ وَاقصِدوا لأبيكُمُ ثقيفٍ فانّ القصْد فی ذاك أجملُ

5- فانّكمُ ان ترْغبوا لا يَكُنْ لكُمْ عنَ أصْلِكُمُ فی جِذمِ قَيْس معوّلُ

6- وَمَا لَكُمْ فِي خِنْدِفٍ فِي وِلَادَةٍ ولا فی قديم الخيرِ مجدٌ مُؤَثَّلُ

''جب معزز لوگوں کے نسب نامے بیان کئے جائیں گے تو لوگوں کو اس بات کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ بنو ثقیف معمولی اور بے حیثیت لوگ ہیں۔ اے ثقیف کے لوگو! تمہاری کمینگی کی وجہ سے عزت و بزرگی تم سے بہت دور جا چکی ہے۔ تمہیں چاہئے کہ قبیلہ معد کا پیچھا چھوڑ دو اور ان کی طرف منسوب ہونے کی کوشش نہ کرو، کیونکہ حق یہی ہے کہ تمہارا ان سے کوئی واسطہ نہیں۔ نادانی کی یہ بات چھوڑ دو اور اپنے باپ ثقیف کی طرف منسوب ہو جاؤ اس معاملے میں تمہارے لئے یہی بہتر ہے۔ اگر تم اس سے اعراض کر بھی لو تو پھر بھی تو اس بات سے کیسے انکار کر سکتے ہو کہ تم قیس کی اولاد میں سے ہو۔ خندف نامی خاتون سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے اور تمہارے لئے ماضی میں کبھی کوئی عزت اور شرافت نہ تھی''

تشریح

''خندف'' الیاس بن مضر بن نزار کی بیوی کا نام ہے۔

میدان بدر میں......!

[من الطويل]

1- وَيَوْمَ بدْرٍ لقيناكُمْ لنا مَدَدٌ فيرْفَعُ النصْرَ مِيكالٌ وجِبْرِيلُ

''اے مشرکین مکہ! بدر کے دن ہم تمہارے سامنے جنگ کے لئے آئے تو اللہ کی طرف سے ہماری لئے مدد نازل ہوئی تھی، اس مدد کو میکائیل اور جبرئیل علیہما السلام نے اٹھا رکھا تھا''

تشریح

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ نے بینائی جانے کے بعد فرمایا:

''اے میرے بھتیجے! میں اور تم اگر میدان بدر میں ہوتے اور اللہ تعالیٰ میری بینائی واپس کر دیتے تو میں تمہیں وہ گھاٹی دکھاتا جہاں سے فرشتے نکل کر ہمارے لشکر میں آئے تھے اور اس بات میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے''(1)

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت جبرائیل علیہ السلام جنگ بدر کے دن حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی شکل وصورت پر اترے تھے انہوں نے سر پر زرد رنگ کی پگڑی باندھی ہوئی تھی جس کا کچھ کپڑا ان کے چہرے پر بھی تھا۔(2)

حضرت عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے سر پر غزوہ بدر کے دن زرد پگڑی تھی جس کا کچھ کپڑا ان کے چہرے پر تھا، چنانچہ فرشتے آسمان سے اترے تو ان کے سروں پر بھی زرد پگڑیاں تھیں۔(3)

حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے جنگ بدر کے دن بہت سے گورے چٹے آدمی دیکھے جو چتکبرے گھوڑوں پر آسمان اور زمین کے درمیان سوار تھے ان پر نشانیاں لگی ہوئی تھیں وہ بعد میں جنگ بھی کر رہے تھے اور کافروں کو قید بھی کر رہے تھے۔(4)

غزوہ بدر میں ایک انصاری صحابی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو قید کر کے لائے (حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس وقت تک اپنا مسلمان ہونا ظاہر نہیں کیا تھا اس لئے وہ جنگ بدر میں کافروں کے ساتھ تھے) حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! انہوں نے مجھے قید

---

(1) البداية النهاية(3/280)

(2) حياة الصحابة(3/578)

(3) المستدرك للحاكم(3/361)، كنز العمال(5/268)

(4) كنز العمال(5/268)

نہیں کیا بلکہ مجھے تو ایسے آدمی نے قید کیا ہے جس کے سر کا شروع کا حصہ گنجا تھا اور اس کی شکل وصورت ایسی اور ایسی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان انصاری سے فرمایا اللہ نے ایک کریم فرشتے کے ذریعہ تمہاری مدد فرمائی ہے۔(1)

حضرت ابو اُمامہ بن سہل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میرے والد (حضرت سہل رضی اللہ عنہ) نے فرمایا اے میرے بیٹے! ہم نے غزوۂ بدر میں اللہ کی غیبی نصرت کی وجہ سے اپنا یہ حال دیکھا تھا کہ ہم میں سے کوئی آدمی کسی مشرک کے سر کی طرف اشارہ کر دیتا تو اس کا سر تلوار لگنے سے پہلے ہی جسم سے کٹ کر نیچے گر جاتا۔(2)

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابو بردہ حارثی رضی اللہ عنہ جنگ بدر کے دن (مشرکوں کے) تین سر اُٹھائے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں دیکھا تو فرمایا تمہارا دایاں ہاتھ کامیاب رہا، انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! ان میں سے دو کو تو میں نے قتل کیا اور تیسرے کی صورت یہ ہوئی کہ میں نے ایک خوبصورت خوبرو اور گوراچٹا آدمی دیکھا جس نے اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ فلاں فرشتہ تھا۔(3)

بنو ثقیف اور ذلت، ساتھ ساتھ!

[من الکامل]

1- اللّؤمُ خَيْرٌ من ثَقِيفٍ كُلّها حسَبًا وما يَفْعَلْ لئيمٌ تَفْعَلِ
2- وَبَنى المَلِيكُ من المخازى فَوْقَهُمْ بيتاً أقامَ عليهِمِ لم يُنْقَلِ
3- انْ هُمْ أقاموا حلّ فَوْقَ رقابهِمْ أبداً وانْ يتحوّلوا يَتَحَوّلِ

(1) مسند أحمد(6/76)، كنز العمال(5/266)

(2) البداية والنهاية(3/281)، المستدرك للحاكم(3/409)

(3) حياة الصحابة(3/584)

4- قَوْمٌ اذا ما صِيحَ فی حُجُرَاتِهِمْ لاقَوا بِأَنْذالٍ تَنَابَلَ عُزّلِ

"تمام بنوثقیف سے ذلت کا نسب اچھا ہے، جو کام معمولی اور گھٹیا آدمی کرتا ہے وہ سارے کام بنوثقیف کے لوگوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اوپر ذلت کا ایک گھر بنا دیا ہے جو کسی حال میں ان سے جدا نہیں ہوتا، اگر وہ ٹھہریں رہیں تو وہ مکان بھی ان کی گردنوں کے اوپر رہتا ہے اور اگر وہ چلیں تو وہ بھی ان کے ساتھ چلتا ہے، یہ ایسے بزدل لوگ ہیں کہ اگر انہیں ان کے خیموں میں سے مدد کے لئے چیخ کر بلایا جائے تو کوتاہ جسموں کے ساتھ اور اسلحہ سے خالی ہو کر اس کے پاس پہنچیں گے"

خیبر والوں کے بارے میں

[من الخفيف]

"خیبر" مدینہ سے تقریباً سو میل کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام ہے جہاں غزوہ خیبر رونما ہوا تھا۔

1- بِئْسَ ما قاتَلَتْ خَيابِرُ عَمّا جمّعَتْ مِن مَزَارِعٍ ونَخيلِ
2- كرِهوا المَوْتَ فاستُبيحَ حِماهُمْ وَأقاموا فِعْلَ اللّئيمِ الذّليلِ
3- أمِنَ المَوْتِ تَرْهَبونَ فانّ المَوْتَ مَوْتَ الهُزَالِ غيرُ جميلِ

"خیبر کے لوگ بھی کتنے برے ہیں کہ انہوں نے کھیتیوں اور کھجور کے درختوں کے لئے جنگ کی ہے۔ وہ موت سے ڈرتے رہے لیکن موت ان تک پہنچ ہی گئی۔ انہوں نے ذلیل اور کمینے آدمیوں والا کام کیا ہے۔ کیا تم موت سے ڈرتے ہو حالانکہ بھوکے اور لاغر شخص کی موت انتہائی بری اور رسوا کن موت ہے"

ابوسفیان کے بارے میں

[من المتقارب]

1- لسْتَ مِنَ المَعْشرِ الأكْرَمِ ينَ لا عَبْدِ شمسٍ وَلا نوْفلِ
2- ولَيْسَ أبُوكَ بِساقي الحَجِيْـ ج فاقعُدْ على الحسبِ الأرْذلِ
3- ولكنْ هَجِينٌ مَنوطٌ بِهِمْ كما نُوِّطَتْ حَلقَةُ المِحمَلِ
4- تجِيشُ من اللؤمِ أحسابُكُمْ كجيشِ المُشاشَةِ في المِرْجل
5- فلوْ كنتَ من هاشمٍ في الصّمِيْـ مِ لم تهجُنا وَرِكّيْ مُصْطلي

''اے ابوسفیان! تو کسی معزز قبیلہ سے تعلق نہیں رکھتا نہ تیرا تعلق عبد شمس سے ہے اور نہ ہی نوفل سے۔ تیرے باپ کو یہ سعادت نہیں ملی کہ وہ حاجیوں کو پانی پلائے، پس تو اپنے بے حیثیت نسب پر اکتفا کر کے بیٹھ جائے۔ تو ایک معمولی غلام ہے اور اعلیٰ خاندانوں کے ساتھ اس طرح لگا ہوا ہے جیسے تلوار کا پرتلہ تلوار سے لگا ہوتا ہے۔ تمہارے نسب نامے ذلت کی وجہ سے اس طرح جوش مارتے ہیں جس طرح مغز سے خالی ہڈی ہنڈیا کے اندر بھڑکتی ہے۔ اے معمولی اور بے حیثیت انسان! اگر تیرا تعلق بنو ہاشم کے کسی اچھے خاندان سے ہوتا تو تو کبھی میری ہجو نہ کرتا''

انصار کے بہادر لوگ، خوشگوار سرزمین اور نصرت نبی ﷺ

[من الطويل]

1- لكِ الخَيْرُ عضّى اللَّوْمَ عني فانّني أُحبُّ من الأخلاقِ ما كان أجملا
2- ذَرِيني وَعلمي بالأمورِ وَشيمَتي فما طائري يوْماً عليكِ بأخيَلا

3- فانْ كنتِ لا منی ولا من خليقَتی　فمنكِ الذی أمسَى عن الخيرَ أعزَلا
4- ألمْ تعْلمی أنّی أری البُخلَ سُبّةً　وَأُبغِضُ ذا اللّوْنينِ وَالمُتنقِّلا
5- اذا انصرَفتُ نفسی عن الشیء مرّةً　فلسْتُ اليهِ آخِرَ الدّهرَ مُقْبِلا

''اللہ تمہارا بھلا کرے، میری ملامت سے رک جاؤ، میں صرف ایسے اخلاق کو پسند کرتا ہوں جو اچھے اور قابل تعریف ہوں۔ مجھے اور میری فطرت کو ہمارے حال پر چھوڑ دو، حق کے معاملے میں میری ہلاکت آپ کو کوئی نقصان نہ دے گی۔ اگر تمہیں مجھ سے یا میری طبیعت سے کوئی الجھن ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں خیر کی باتوں اور اچھی چیزوں سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ کیا تو نہیں جانتی کہ میرے نزدیک بخل ولالچ ایک گالی ہے اور میں منافق اور متلون مزاج شخص سے نفرت کرتا ہوں۔ جب ایک مرتبہ میرا دل کسی چیز سے اچاٹ ہو جائے تو پھر کبھی اس کی طرف دوبارہ مائل نہیں ہو سکتا''

تشریح

پہلے محبوبہ سے تخیلاتی کلام کا ذکر تھا، آگے حضرت حسان رضی اللہ عنہ اپنی اونٹنی کی صفات کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

6- وَانّی اذا ما الهمُّ ضافَ قريْتُهُ　زَماعاً ومِرْقالَ العشيّاتِ عيهَلا
7- مُلَمْلَمَةً خطّارَةً لَوْ حَمَلْتُهَا　علی السّيفِ لم تعدِلَ عن السيْفِ معدِلا
8- اذا انبعثَتْ من مَبرَكٍ غادَرَتْ بهِ　تَوَائِمَ أمثالَ الزّبائبِ ذُبّلا
9- فانْ برَكتْ خوّتْ علی ثِفناتِها　كأنّ علی حيزُومِها حَرْفَ أعبَلا
10- مُرَوّعَةً لَوْ خلفها صُرّ جُندُبٌ　رايتَ لها من رَوْعةِ القلبِ أفْكلا

''جب مجھے کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہے تو میں اسے لے کر بیٹھ نہیں جاتا بلکہ اسے دور کرنے کے لئے ایسی اونٹنی کو بھگاتا ہوں جو نڈر، تیز رفتار، مضبوط، نشاط کے ساتھ چلنے والی اور خوب دوڑنے والی

ہے، اگر میں اسے تلوار پر چلاؤ تو اس پر چلے گی۔ جب میں اسے کسی جگہ بٹھاؤ تو اٹھتے ہوئے کشمش کے برابر مینگنیاں وہاں چھوڑ جاتی ہے۔ اگر وہ کسی جگہ بیٹھے تو اٹھتے ہوئے اس کے گھٹنے زمین سے یوں چپک جاتے ہیں جیسے ان پر کوئی پہاڑ رکھ دیا گیا ہو"

تشریح

آخری دو اشعار میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اپنی اونٹنی کی مشقتوں کی طرف اشارہ کیا ہے کہ لمبے لمبے سفروں اور کم غذا نے اس کا یہ حال کردیا ہے کہ اس کی مینگنیاں کشمش کی طرح چھوٹی چھوٹی ہیں اور اسے اٹھنے میں اتنی تکلیف اور مشقت ہوتی ہے جیسے اس کے گھٹنوں پر پہاڑ رکھ دیا گیا ہو۔

11- مُرَوَّعَةً لَوْ خلفها صُرَّ جُندُبٌ رأیتَ لها من رَوْعةِ القلبِ أَفْكلا

"میری اونٹنی مضبوط دل کی مالک ہے، اگر کوئی مصیبت ٹوٹ پڑے یا ہلاکت خیز حالات پیدا ہوجائیں تو اس کے دل پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا"

تشریح

اگلے اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کے لوگوں کی بہادری، سخاوت، سرداری، خطابت، شاعری اور جنگی مہارت کا تذکرہ کیا ہے:

12- وانّا لَقَوْمٌ ما نُسوِّدُ غادِراً ولا ناكِلاً عِندَ الحمالَةِ زُمَّلا

13- ولا مانِعاً للمَالِ فيما يَنُوبُهُ ولاَ عاجزاً في الحرْبِ جبساً مغفّلا

14- نُسوِّدُ مِنّا كلَّ أشيَبَ بارِعٍ أغَرَّ تَراهُ بالجَلالِ مُكَلَّلا

15- اذا ما انتدى أجنى وابتنى العُلا وَأُلفِيَ أخا طوْلٍ على مَنْ تطوّلا

16- فَلسْتَ بِلاقٍ ناشِئاً مِنْ شبابِنا وان كانَ أندى من سوَانا وَأحوَلا

17- نُطيعُ فِعالَ الشيخ منّا اذا سما لأمرٍ ولا نَعْيا اذا الأمرُ أعضَلا

18- لَهُ أُرْبَةٌ في حزْمِهِ وَفِعالِهِ وان كانَ منّا حازِمَ الرّأى حُوّلا

19- وما ذاكَ الاّ أنّنا جَعَلَتْ لنَا أكابرُنا في أوّل الخيْرِ أوّلا
20- فنحن الذُّرَى من نَسل آدمَ والعُرَا تَرَبّعَ فِينا المجْدُ حتى تأثّلا
21- بنى العِزُّ بَيْتاً فاستقَرّتْ عِمادُهُ عَلينا فأعْيا الناسَ أنْ يَتحَوّلا
22- وانّكَ لن تلْقى منَ الناسِ مَعشَراً أعَزَّ من الأنصَارِ عِزاً وأفضَلا
23- وأكثرَ أنْ تلقَى اذا ما أتيْتَهُمْ لهُمْ سيّداً ضَخمَ الدسيعَةِ جَحفلا
24- وَأشيَبَ ميمونَ النّقيبةِ يُبْتَغي بهِ الخَطرُ الأعْلىٰ وطفلاً مؤمّلا
25- وَأمْرَدَ مُرتاحاً اذا ما نَدَبْتَهُ تَحمّلَ مَا حَمّلْتَهُ فتَرَبّلا
26- وَعِدّاً خَطيباً لا يُطاقُ جوَابُهُ وذا أُرْبَةٍ في شِعْرِهِ مُتَنَخّلا
27- وَأصْيدَ نهّاضاً الى السيْفِ صَارِماً اذا ما دعا داعٍ الى الموْتِ أرْقلا
28- وَأغيَدَ مختالاً يَجُرُّ ازَارَهُ كثيرَ النّدى طَلْقَ اليدين معذّلا

''ہم ایک ایسی قوم ہیں جو کسی بزدل، کمزور، بخیل اور جنگ میں مہارت نہ دکھانے والے شخص کو اپنا سردار نہیں بناتے، بلکہ ہمارا سردار ایسا جوان ہوتا ہے جو خوبصورت اور روشن چہرے والے ہو، اس کے سر پر جلال وعزت کا تاج ہوتا ہے، جب اس سے سخاوت طلب کی جاتی ہے تو وہ اس کے دریا بہاتا ہے اور عظمت کی عمارت قائم کرکے چھوڑتا ہے۔ جب اس سے دشمن کے خلاف مدد طلب کی جاتی ہے تو وہ ایسی مدد کرتا ہے جو اس کے حامیوں کو فتح سے ہمکنار کراتی ہے۔ آپ ہمارے کسی ایسے نوجوان سے نہیں ملیں گے جو اپنے امور میں سنجیدگی اور مہارت نہ رکھتا ہو اس کے ساتھ ساتھ سخاوت اور ہوشیاری بھی ان کی فطرت میں داخل ہے۔ جب بھی کوئی مشکل معاملہ پیش آجائے تو ہم اپنے بزرگوں کے افعال اور آراء کی پیروی کرتے ہیں، کیونکہ ہمارے بزرگ عقل ودانش اور افعال واعمال کا بہترین ملکہ رکھتے ہیں، اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہمارے بڑے ہمیشہ ہمیں بہترین خیروں سے سرفراز کرتے ہیں۔

ہم آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے بہترین لوگ ہیں اور بزرگی ہمیں گھٹی میں دی گئی ہے۔ عزت ورفعت نے ہمارے اوپر اپنا گھر بنا رکھا ہے اور وہ کسی وقت ہم سے جدا نہیں ہوتی لوگ اسے ہٹانے کی کوشش میں تھک جائیں گے لیکن عزت ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے گی۔ تمہیں لوگوں میں کوئی ایسی جماعت نہیں ملے گی جو انصار سے زیادہ معزز اور محترم ہو، جب تم ان کے پاس آؤ گے تو ان کے بہادر، سخی اور مہمان نواز سردار سے ملاقات کرو گے۔ تمہیں ہم میں ایسے بہادر نوجوان ملیں گے جو بابرکت اور نفیس طبیعت کے مالک ہیں، بڑے خطرات میں انہی سے مدد لی جاتی ہے، تمہیں ایسے بچے ملیں گے جن کے مستقبل میں ان سے خیر کی امید رکھی جاتی ہے۔ تمہیں ایسے لڑکے ملیں گے جو خیر کا شوق رکھنے والے ہیں اور نیکی کر کے خوشی محسوس کرتے ہیں۔ جب بہادری دکھانے کا کوئی موقع آتا ہے تو طاقتور اور مضبوط شیر ثابت ہوتے ہیں۔ تمہیں ایسے شناور خطیب ملیں گے جن کے خطبے جواب نہیں رکھتے، تمہیں شاعری میں اپنا نام رکھنے والے ماہر شعراء بھی ملیں گے، تمہیں ایسے بہادر جنگجو ملیں گے جو تیز تلوار کی طرف لپکنے والے اور موت کے بلاوے کی طرف بھاگ کر جانے والے ہیں۔ تمہیں ایسے سخی ملیں گے جو اپنی سخاوت پر نازاں اور فرحاں ہیں، غریبوں پر عطایا کے دریا بہانے والے اور دل کھول کر خرچ کرنے والے ہیں''

تشریح

درج ذیل اشعار میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ اپنی سرزمین اور علاقے کی تعریف کر رہے ہیں، اپنے باغات اور کھیتوں کی زرخیزی اور شادابی کو بیان کرتے ہیں اور وہاں کے موسم کی خوش گواری اور پانی کی کثرت کا تذکرہ کر رہے ہیں:

29- لَنَا حَرَّةٌ مَأطورَةٌ بِجبالِها بَنى المجْدُ فيها بيتَهُ فتأهّلا
30- بها النخْلُ وَالآطامُ تجرى خِلالَها جداوِلُ قد تعلو رِقاقاً وَجرْوَلا
31- اذا جَدْوَلٌ منها تصرّمَ ماؤه وَصَلْنا اليْهِ بالنّواضِحِ جَدوَلا
32- على كل مِفهاقٍ خسيفٍ غُروبُها تُفَرِّغُ فى حوْضٍ من الصّخرِ أنجلا
33- لَهُ غَلَلٌ فى ظِلّ كلِّ حديقةٍ يُعارِضُ يَعبوباً مِنَ الماءِ سلسَلا

''ہمارے پاس کالے پتھروں والی ایک ایسی سرزمین ہے جس کے اردگرد پہاڑوں کے قلعے ہیں۔ اس زمین میں عظمت ورفعت نے اپنا مکان بنا رکھا ہے اور یہی بلندیوں کا ٹھکانہ ہے۔ یہاں کھجوروں کے درخت اور قلعے ہیں جن کے درمیان نہریں بہتی ہیں جن کا پانی بہت زیادہ اور خوب بہنے والا ہے۔ جب کسی نہر کا پانی خشک ہو جاتا ہے تو ہم دوسری نہر کے ذریعے اس کے پانی کو جاری کر دیتے ہیں۔ پتھروں میں کھودے ہوئے پانی سے بھرپور کنوؤں کا پانی ہمارے یہاں چٹانوں میں بنے ہوئے کشادہ حوضوں میں ڈالا جاتا ہے۔ ان کنوؤں کا پانی درختوں کے درمیان باغ کے سایے میں چلتا ہے اور پانی سے جاری نہروں سے ٹکراتا ہے''

تشریح

اگلے اشعار میں اپنے قبیلے کی بہادری، شجاعت اور ان کے گھوڑوں، اونٹوں اور ہتھیاروں کی تعریف کر رہے ہیں:

34- اذا جئتَهَا ألفيْتَ فى حَجَرَاتِهَا عَناجيجَ قُبّاً والسَّوامَ المُؤبّلا
35- جَعَلْنَا لَهَا أسْيافَنَا وَرِماحَنَا من الجيش والأعرابِ كهفاً ومعقِلا
36- اذا جمَعوا جَمْعاً سمَوْنَا اليهِمِ بهِندِيّةٍ تُسقَى الذُّعافَ المثمَّلا

''جب تم ان کے پاس جاؤ گے تو وہاں تیز رفتار اعلیٰ نسل کے گھوڑے اور خوب چرنے والوں اونٹ دیکھو گے، ہم اپنی تلواروں

اور نیزوں کے ذریعے دیہاتیوں کے حملوں اور دشمنوں کے لشکروں
کو روکتے ہیں۔ جب دشمنوں کا کوئی لشکر ہماری طرف بڑھتا ہے تو
ہم زہر میں بجھی ہوئی مضبوط تلواروں سے انہیں مار بھگاتے ہیں"

تشریح

اگلے اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری اور انصار کی جانب سے ملنے والی نصرت وحمایت کا تذکرہ کررہے ہیں، اس سلسلہ میں اپنے ساتھیوں کے کارناموں پر بھی روشنی ڈالی ہے:

37- نَصَرْنَا بها خَيْرَ البريّةِ كلِّها اماماً ووقّرْنا الكِتابَ المُنزّلا
38- نَصَرْنَا وآوَيْنا وقومَ ضرَبْنا لهُ بالسيوفِ مَيلَ مَن كان أميَلا
39- وانّكَ لنْ تلقَى لنَا من مُعنّفٍ وَلا عائبٍ الاّ لئيماً مُضلّلا
40- وَالاّ امْرأً قَدْ نالهُ من سُيوفِنَا ذُبابٌ فأمْسَى مائلَ الشقّ أعزَلا
41- فَمَن يَأتِنَا أوْ يَلْقَنا عَنْ جِنَايَةٍ يَجِدْ عِنْدَنَا مَثْوًى كَرِيْمًا وَمَوْئلًا
42- نُجيرُ فلا يَخشَى البوَادرَ جارُنا ولاقَى الغِنى فى دُورِنا فتموّلا

"ہم نے دنیا کے بہترین انسان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کا اعزاز
حاصل کیا جو کہ انسانیت کے امام ہیں، ہم نے قرآن مجید کی تعظیم کی
اور اس پر ایمان لائے۔ ہم نے ان کی نصرت کی، انہیں اپنے پاس
ٹھہرایا اور ہماری تلواروں نے ان کو قوت بخشی۔ ہمارے قبیلے کے
لوگ صرف اس شخص کو برا کہتے ہیں۔ جو ذلیل اور گمراہ ہو اور جو
ہمارے مقابلے میں آئے تو ہماری تلواروں کا ہدف بن کر ہلاک
ہوجائے گا، ایسے شخص پر شر ہمیشہ کے لئے مسلط ہوجاتا ہے۔ جو
شخص تعاون کے لئے ہمارے پاس آئے یا کسی جنایت کے بارے
میں ہماری مدد چاہے تو وہ مطمئن ہوکر ہمارے یہاں سے واپس
جائے گا اور اسے ہمارے پاس بہترین مہمان نوازی اور عزت

واکرام ملے گا۔ ہم اپنے پڑوسیوں کے ساتھ ایسا تعاون کرتے ہیں کہ انہیں کسی مشکل وقت کا خوف نہیں رہتا اور انہیں ہمارے یہاں سے اتنا مال مل جاتا ہے کہ وہ خود مالدار ہو جاتے ہیں"

سچائی، میرا اشعار

[من الطويل]

1- أَجِدَّكَ لم تهْتَجْ لِرَسْمِ المَنازِلِ وَدارِ ملوكٍ فوْق ذاتِ السلاسِلِ
2- تَجودُ الثّرَيّا فوْقها وتضَمَّنَتْ لهَا بَرَداً يَذرى أُصُولَ الأسافِلِ
3- اذا عَذِرَاتُ الحيّ كان نِتاجُهَا كُرُوماً تَدَلّى فوْق أعرَقَ ماثل
4- دِيارٌ زَهاها اللّهُ لم يعتلجْ بهَا رِعاءُ الشوىّ من وَرَاء السوَائِلِ

"تجھے کیا ہوگیا ہے کہ مقام ذات السلاسل کے قریب واقع دوستوں کے مکانات اور بادشاہوں کے گھر کے شوق نے تجھے برانگیختہ کیوں نہیں کیا، وہاں ایسی شاندار بارش برتی ہے کہ پانی درختوں کی جڑوں کو نیچے تک سیراب کر دیتا ہے۔ بعض اوقات ایسی موسلا دھار اور دھویں دھار بارش ہوتی ہے کہ درخت اپنی جگہوں سے اکھڑ جاتے ہیں اور تیز ہوا چلنے لگتی ہے۔ اس علاقے میں جب پھلوں کی اترائی کا وقت آتا ہے تو باغ کی فصیل پر انگوروں کے بڑے بڑے گچھے لٹک رہے ہوتے ہیں۔ یہ ایک ایسا علاقہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے رونق بخشی ہے، یہ بادشاہوں کا علاقہ ہے یہاں عرب بدوؤں کے خیموں کی طرح دودھ دینے کے لئے بکریوں کے چرواہوں کا رش نہیں ہوتا"

5- فمهما يكنْ منى فلستُ بكاذبٍ ولسْتُ بخوّانِ الأمينِ المُجامِلِ

6- وانّی اذا ما قُلْتُ قوْلاً فَعَلْتُهُ وَأُعرِضُ عمّا لَيْسَ قلبی بفاعِلِ
7- وَمَن مُكرِهِی ان شئتُ أن لا أقولَهُ وَفَجْعُ الأمينِ شِيمةٌ غيرُ طائِلِ

''میں کبھی جھوٹ نہیں بولتا ہوں اور کبھی معاملہ کرنے والے امانت دار شخص کے ساتھ خیانت نہیں کرتا۔ جب میں کوئی بات کہتا ہوں تو اسے کر کے دکھا تا ہوں اور جس چیز کو میرا دل تسلیم نہ کرے اس سے مکمل اعراض کر لیتا ہوں، اگر میں کوئی بات نہ کرنا چاہوں تو کوئی مجھے اسے کے لئے مجبور نہیں کر سکتا، اچھے اور امین آدمی کو تنگ کرنا اور اسے تکلیف پہنچانا ایک گری ہوئی اور فضول حرکت ہے''

''بنوحماس'' کے بارے میں

[من الكامل]

ایک مرتبہ بنوحماس کے ''نجاشی'' نامی شاعر نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ اور آپ کے قبیلے کے بارے میں ہجویہ اشعار کہے، جس پر حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے قبیلے کے لوگ باہم مشورے کے بعد حارث بن معاذ بن عفراء کی قیادت میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان اشعار کا جواب دینے کی فرمائش کی، جس پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار کہے:

1- أبنی الحماس أليسَ منكم ماجدٌ انّ المُروءة فی الحِما س قلیلُ
2- يا وَيْلَ أُمّكمُ وَوَيلَ أبيكمُ وَيْلاً تَرَدّدَ فيكمُ وَعويلُ
3- هاجيتمُ حسّانَ عندَ ذكائهِ غَيٌّ لمَنْ وَلَدَ الحِماسُ طويلُ
4- انّ الهِجاءَ اليْكُمُ لَبِعِلّةٍ فتحشحشوا انّ الذليلَ ذَليلُ
5- لاتجزَعوا وأن تُنسَبوالأبيكُمْ فاللّوْمُ يَبْقى والجبالُ تزُولُ
6- فَبنو زِيادٍ لَمْ تلِدْكَ فُحولُهمْ وَبَنو صَلاءَةَ فحلُهمْ مشغولُ

7- وسرَى بكم تيْسٌ أجمُّ مجذّرٌ ما للذّما مَةِ عنكمُ تَحوِيلُ

8- فاللؤمُ حلّ على الحِماس فما لهمْ كهْلٌ يَسودُ وَلا فتًى بُهلولُ

''اے بنو حماس! کیا تم میں کوئی شریف اور سمجھ دار آدمی نہیں ہے، یہ بات بھی ایک حقیقت ہے کہ بنو حماس میں دانش اور بھائی چارگی کا عنصر کم ہی پایا جاتا ہے۔ تمہاری ماں کا برا ہو اور تمہارے باپ کا بھی برا ہو اور مختلف قبیلوں کی طرف تمہاری غیر یقینی نسبت کی وجہ سے تمہارا بھی برا ہو، تم نے حسان کی مذمت کی اور اسے برا بھلا کہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حماس کی اولاد میں پائی جانے والی سرکشی کی کوئی انتہاء نہیں ہے۔ اگر میں تمہاری مذمت کرتا ہوں تو اس کی کوئی وجہ ہے، یعنی تمہارے شاعر نجاشی نے ہمارے بارے میں نامناسب باتیں کی ہیں۔ یاد رکھو! ذلیل ذلیل ہی ہوتا ہے۔ تم اپنی نسبت اپنے باپ کی طرف کرنے میں گھبراہٹ محسوس نہ کرو کیونکہ پہاڑ تو اپنی جگہ سے ٹل سکتے ہیں لیکن کسی کے حصے میں لکھی گئی ذلت ختم نہیں ہو سکتی۔ تمہیں بنو زیاد بن عبدالمدان کے اعلیٰ لوگوں نے جنم نہیں دیا اور نہ ہی تمہارے اجداد میں بنو صلاءہ کے معزز لوگ آتے ہیں۔ تمہارے نسب میں ایک لمبے بالوں والا کمینہ پہاڑی بکرا ہے جس کی وجہ سے تمہاری ذلت کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ ذلت اور گھٹیا پن نے بنو حماس پر ڈیرے ڈال دیئے ہیں اور اس سے نہ ان کا کوئی جوان بچا ہے نہ کوئی بوڑھا''

تشریح

حارث بن معاذ کہتے ہیں کہ ان اشعار کو کہنے کے بعد حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

''جیسے اشعار میں کہنا چاہتا تھا ویسے نہ کہہ سکا البتہ تم یہ اشعار تختیوں

پر لکھ بچوں کے گلے میں ڈال دو اور انہیں بنو حماس کے پاس بھیجو
تا کہ انہیں ان کی بات کا جواب مل جائے''

نجاشی شاعر کا اصل نام ''قیس بن عمرو'' تھا، اسے نجاشی کہنے کی وجہ یہ تھی کہ اس کا رنگ حبشہ والوں سے ملتا تھا اس کی کنیت ابو الحارث اور ابو المحاسن تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی شان

[من الطویل]

عبداللہ نام، ابو العباس کنیت، والد کا نام عباس رضی اللہ عنہ اور والدہ کا نام ام الفضل لبابہ تھا، شجرہ نسب یہ ہے:

''عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم اور ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے، کیونکہ ان کی والدہ حضرت ام الفضل حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی بہن تھیں۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ہجرت سے تین سال قبل مکہ کی اس گھاٹی میں تولد پذیر ہوئے جہاں مشرکین قریش نے تمام خاندان ہاشم کو محصور کر دیا تھا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان کو بارگاہ نبوت میں لے کر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ میں لعاب دہن ڈال کر دعا فرمائی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بظاہر فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا، لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے ابتدا ہی میں داعی توحید کو لبیک کہا تھا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ ۸ھ اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت گیارہ برس سے زیادہ نہ تھی، لیکن وہ اپنے والد کے حکم سے اکثر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوتے تھے۔ ایک روز انہوں نے واپس آ کر بیان کیا ''میں نے رسول اللہ کے پاس ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کو میں نہیں جانتا ہوں، کاش

مجھے معلوم ہوتا کہ وہ کون تھے؟''

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا آپ نے ان کو بلا کر فرط محبت سے اپنے آغوش عاطفت میں بٹھایا، اور سر پر ہاتھ پھیر کر دعا فرمائی:

''اے خدا اس میں برکت نازل فرما اور اس سے علم کی روشنی پھیلا''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ گو فطرۃ ذہین، سلیم الطبع، متین اور سنجیدہ تھے، تاہم انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت کا جو زمانہ پایا وہ درحقیقت ان کا عہد طفولیت تھا، جس میں انسان کو کھیل کود سے دل آویزی ہوتی ہے، فرماتے ہیں کہ میں لڑکوں کے ساتھ گلیوں میں کھیلتا پھرتا تھا۔ پھر ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیچھے آتے ہوئے دیکھا تو جلدی سے ایک گھر کے دروازہ میں چھپ گیا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر مجھے پکڑ لیا اور سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا ''جا معاویہ کو بلا لا'' وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے، میں نے جا کر ان سے کہا ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو یاد فرماتے ہیں، کوئی خاص ضرورت ہے''

ام المومنین حضرت میمونہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں اور ان کو نہایت عزیز رکھتی تھیں، اس لیے وہ اکثر ان کی خدمت میں حاضر رہتے، کبھی کبھی رات کے وقت بھی ان ہی کے گھر سو رہتے تھے، اس طرح ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مستفیض ہونے کا بہترین موقع میسر تھا، فرماتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ میں رات کے وقت اپنی خالہ حضرت میمونہ کے پاس سو رہا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور چار رکعت نماز پڑھ کر استراحت فرما ہوئے، پھر کچھ رات باقی تھی کہ بیدار ہوئے اور مشکیزہ کے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھنے لگے میں بھی اٹھ کر بائیں طرف کھڑا ہو گیا، آپؐ نے میرا سر پکڑ کر مجھے داہنی طرف کر لیا۔

اس سلسلہ میں بارہا خدمت گزاری کا شرف بھی حاصل ہوا، ایک مرتبہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے بیدار ہوئے، انہوں نے وضو کے لیے پانی لا کر رکھ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرما کر پوچھا، پانی کون لایا تھا؟ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا نام لیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر دعائیں دیں اور فرمایا:

((اللھم فقھه فی الدین و علمه التاویل))

''اے اللہ! اس کو مذہب کا فقیہ بنا اور تاویل کا طریقہ سکھا''

کسی کی بزم نے دنیائے دل ڈالی
خودی کے ساتھ گیا بے خودی کے ساتھ آیا

☆☆☆

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی جماعت میں گو عمر میں چھوٹے تھے لیکن آپ کا علمی مقام بہت بلند تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''ابن عباس ادھیڑ عمر والوں میں نوجوان ہیں، ان کی زبان سائل اور ان کا ذہن رسا ہے''

مجاہد تابعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

''میں نے ابن عباس کے فتاویٰ سے بہتر کسی شخص کا فتوی نہیں دیکھا، علاوہ اس شخص کے جو قال رسول اللہ کہے''

طاؤس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

''میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ سو اصحاب کو دیکھا ہے کہ جب وہ کسی مسئلہ میں ابن عباس سے مباحثہ کرتے اور دونوں میں اختلاف رائے ہوتا تو آخر میں ابن عباس کی رائے پر ہی فیصلہ ہوتا''

عبید اللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

''میں نے عبد اللہ بن عباس سے زیادہ سنت کا عالم، ان سے زیادہ صائب الرائے، ان سے بڑا دقیق النظر کسی کو نہیں دیکھا، حضرت عمرؓ باوجود اپنے ملکہ اجتہاد اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے ابن عباسؓ کو مشکلات کے لئے تیار کرتے تھے''

قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ جو کہ مدینہ منورہ کے مشہور سات فقہاء میں سے ایک ہیں، فرماتے ہیں:

''ہم نے ابن عباس کی مجلس میں کبھی کوئی باطل تذکرہ نہیں سنا اور

ان سے زیادہ کسی کا فتوی سنت نبوی ﷺ کے مشابہ نہیں دیکھا''(1)

جب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''آج اس امت کا عالم اٹھ گیا، امید ہے کہ اللہ تعالی ابن عباس کو ان کا نائب بنائے گا''(2)

ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، جب کچھ دیر بعد اٹھ کر چلے گئے تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''ایک دن یہ شخص امت کا سب سے بڑا عالم ثابت ہوگا''(3)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنے وفور علم کی وجہ سے ''حبر الامۃ'' یعنی امت کے سب سے بڑے عالم کہلائے جانے لگے۔

۶۸ھ میں پیمانہ حیات لبریز ہوگیا، ایک روز سخت بیمار ہوئے، بستر علالت کے اردگرد احباب و معتقدین کا ہجوم تھا، بولے ''میں ایک ایسی جماعت میں دم توڑوں گا جو روئے زمین پر خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب و مقرب ہے، اس لیے اگر میں تم لوگوں میں مروں تو یقیناً تم ہی وہ بہترین جماعت ہو'' غرض ہفت روزہ علالت کے بعد طائر روح نے قفس عنصری چھوڑا، محمد بن حنفیہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور سپرد خاک کر کے کہا ''خدا کی قسم! آج دنیا سے ''حبر امت'' اٹھ گیا غیب سے ندا آئی:

﴿يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً﴾(4)

''یعنی اے نفس مطمئن اپنے خدا کی طرف خوشی خوشی لوٹ آ''

(1) مذکورہ اقوال کے لئے دیکھئے: سیر الصحابہ(2/ 269)

(2) الاصابۃ(4/92)

(3) الاصابۃ(4/98)

(4) الفجر 28-27(تفصیل کے لئے: سیر الصحابۃ (2/ 235)، أسد الغابۃ، تذکرۃ ابن عباسؓ)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم انصار کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ مقرر کردہ والی سے ایک ضروری کام تھا۔ ہم لوگ حضرت عبداللہ بن عباس کو اور چند صحابہ رضی اللہ عنہم کو (سفارش کے لئے) ساتھ لے کر گئے۔ چنانچہ (ہماری سفارش کے لئے) حضرت ابن عباس نے بھی گفتگو کی اور باقی صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی کی اور ان سب نے انصار کا اور ان کے مناقب اور فضائل کا خوب تذکرہ کیا لیکن والی نے (قبول کرنے سے) عذر کر دیا۔ ہم جس کام کے لئے گئے تھے وہ بہت اہم تھا ہمیں اس کی شدید ضرورت تھی وہ حضرات والی سے اپنی بات کو بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم تو انہیں معذور سمجھ کر وہاں سے (ناامید ہوکر) کھڑے ہو گئے لیکن حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا:

"نہیں، اللہ کی قسم! پھر تو انصار کا کوئی مرتبہ اور درجہ نہ ہوا۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کی اور ٹھکانہ دیا"

پھر ان کے فضائل ذکر کرنے لگ گئے اور (حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) یہ بھی کہا:

"یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دفاع کیا کرتے تھے"

غرض یہ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کے سامنے جامع اور مدلل کلام پیش کرتے رہے اور والی کی ہر دلیل کا جواب دیتے رہے۔ آخر والی نے جب کوئی چارہ نہ دیکھا تو ہمارا کام کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری ضرورت ان کی زوردار گفتگو کے ذریعے سے پوری کر دی۔

باہر آکر میں نے حضرت عبداللہ کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا میں ان کی تعریف کر رہا تھا اور ان کے لئے دعا کر رہا تھا پھر میں مسجد میں ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس سے گزرا جو حضرت عبداللہ کے ساتھ (والی کے پاس) گئے تھے لیکن انہوں نے حضرت عبداللہ جتنا زور نہیں لگایا تھا میں نے بلند آواز میں اس طرح کہا کہ یہ حضرات بھی سن لیں کہ ابن عباس کو ہمارے ساتھ آپ لوگوں سے زیادہ لگاؤ اور تعلق ہے (آج ہمارے حق میں یہ بہتر ثابت ہوئے) انہوں نے کہا بے شک پھر میں نے حضرت عبداللہ سے کہا:

''یہ نبوت کے بقیہ اثرات ہیں اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت ہیں جس
کے یہ تم سے زیادہ حقدار ہیں''

پھر میں نے حضرت عبداللہ کی تعریف میں یہ اشعار کہے:

1- اِذَا قَالَ لَمْ یَتْرُكْ مَقَالاً لِقَائِلٍ بِمُلْتَقَطَاتٍ لَاتَریٰ بَیْنَهَا فَصْلاً

''وہ (ابن عباس) جب بات کرتے ہیں تو ایسی جامع اور زوردار
بات کرتے ہیں جس میں تمہیں کوئی بیکار زائد بات نظر نہ آئے گی
اور وہ کسی کے لئے مزید بات کرنے کی گنجائش نہیں چھوڑتے ہیں''

2- کَفیٰ وَشَفیٰ مَافِی الصُّدُوْرِ فَلَمْ یَدَعْ لِذِی اِرْبَةٍ فِی الْقَوْلِ جِدًّا وَّلَاهَزْلاً

''ان کی گفتگو تمام پہلوؤں کے لئے کافی ہوتی ہے۔ اور سب کے
دل اس سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔ ضرورت مند کے لئے مزید کسی
قسم کی بات کرنے کی گنجائش نہیں چھوڑتے ہیں''

3- سَمَوْتَ اِلَی الْعُلْیَا بِغَیْرِ مَشَقَّةٍ فَنِلْتَ ذُرَاهَالَا دَنِیًّا وَّلَا وَغْلاً

''(اے ابن عباس!) آپ بلند ہو کر بغیر مشقت کے عالی مرتبہ پر
پہنچ گئے اور اس کی انتہائی بلندی پر پہنچ گئے، آپ نہ کم عزت ہیں
اور نہ کمزور''

قافیۃ "المیم"

عبداللہ بن زبعریٰ کا قبول اسلام

[من الکامل]

عبداللہ نام، باپ کا نام زبعری تھا۔

قبول اسلام سے پہلے اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت دشمن تھے، ان کا زر و مال ان کی قوت و طاقت ان کی شاعری اور زبان آوری سب مسلمانوں کی ایذا رسانی کے لیے وقف تھی، قریش کے بڑے آتش بیان شاعر تھے، اس کا مصرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو تھی، احد کے مشرک مقتولین کا نہایت زبردست مرثیہ کہا تھا، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیا۔(1)

فتح مکہ کے بعد جب معاندین اسلام کا جتھا ٹوٹا تو عبداللہ اور زہیر بن وہب نجران بھاگ گئے، عبداللہ، حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ پر بہت سے وار کر چکے تھے، عبداللہ کے فرار پر انہیں بدلہ لینے کا موقع ملا، چنانچہ اس موقع پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار کہے:

1- لا تَعْدَمَنْ رَجُلاً أَحَلَّكَ بُغضُه نَجْرَانَ فی عیشٍ أَحَذَّ لئیمِ

2- بُلِیَتْ قناتُكَ فی الحُروبِ فأُلفیتْ خمّانَةً جَوْفاءَ ذاتَ وُصُومِ

3- غَضِبَ الالهُ علی الزِّبَعْرَی وَابنِهِ وَعَذَابِ سُوءٍ فی الحَیاةِ مُقِیمِ

(1) الاستیعاب (367/1)

''اے عبداللہ! وہ آدمی ہمیشہ باقی رہے جس کی دشمنی نے تجھے نجران جا کر کمینگی اور ذلت کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا ہے۔ تیرے ہتھیار پرانے ہو گئے اور جنگ کے قابل نہیں رہے۔ تیرے شکست خوردہ اور معمولی نیزے عیب دار ہو چکے ہیں۔ زبعریٰ اور اس کے بیٹے پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو اور زندگی بھر ان پر رسوائی کا عذاب مسلط رہے''

عبداللہ بن زبعریٰ نے سنا تو نجران سے لوٹ آئے، اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو گئے، گذشتہ خطاؤں پر سخت نادم و شرمسار تھے، آنحضرت ﷺ سے ان کی معافی چاہی، آپ نے معاف کر دیا، اور اب وہی زبان جو کلمہ شہادت پڑھنے سے قبل تیر و نشتر کی طرح مسلمانوں کے دلوں پر ہجو کے چرکے لگاتی تھی، نعت رسول ﷺ کے پھول برسانے لگی، حافظ ابن حجر کے بیان کے مطابق اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے نعت کے صلہ میں انہیں ایک حلہ بھی مرحمت فرمایا تھا۔(1)

قبول اسلام کے بعد متعدد غزوات میں شریک ہوئے اور جہاد فی سبیل اللہ کا شرف حاصل کیا۔(2)

حارث بن ہشام کا قبول اسلام

[من الکامل]

حارث بن ہشام بن مغیرہ قرشی مخزومی، ابوجہل بن ہشام کے بھائی تھے۔ غزوہ بدر میں اپنے بھائی ابوجہل کے ساتھ کافروں کی طرف سے شریک ہوئے اور مسلمانوں کا غلبہ دیکھ کر میدان جنگ سے فرار ہو گئے۔

---

(1) الاصابۃ (367/1)

(2) الاستیعاب (367/1)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار میں حارث بن ہشام کو عار دلائی اور میدان جنگ سے فرار پر ان کو بزدل اور کمزور قرار دیا ہے:

1- تَبَلَتْ فؤادَكَ في المنامِ خَرِيدَةٌ تَسقي الضّجيعَ بِبارِدٍ بَسّامِ

2- كالمِسكِ تَخْلِطُهُ بماءِ سحابةٍ أوْ عاتِقٍ كدمِ الذبيحِ مُدامِ

3- نُفُجُ الحقيبةِ بَوْصُها مُتنضِّدٌ بلهاءُ غيرُ وَشيكةِ الأقْسامِ

4- بُنِيَتْ على قَطَنٍ أجمَّ كأنّهُ فُضُلاً اذا قعدَتْ مَداكُ رُخامِ

5- وتكادُ تكسَلُ أن تجيءَ فِراشَها في لينِ خَرْعبةٍ وَحسنِ قَوامِ

6- أمّا النهارُ فلا أُفتِّرُ ذكرَها وَالليلُ توزِعُني بها أحلامي

7- أقسمتُ أنْساها وَأترُكُ ذكرَها حتى تُغَيَّبَ في الضّريحِ عظامي

8- يا مَن لِعاذِلَةٍ تَلومُ سَفاهَةً ولقد عصَيتُ الى الهَوَى لُوّامي

''خواب میں آنے والی اس حسینہ نے تیرے دل کو دیوانہ بنا دیا ہے جو ساتھ لیٹے ہوئے شخص کو اپنی محبت کا میٹھا اور ٹھنڈا پانی پلاتی ہے۔ اس کی محبت کا پانی اس مشک کی طرح خوشبودار ہے جسے بارش کے پانی میں ملایا گیا ہو اور اس شراب کی طرح نشہ آور ہے جو بہتے ہوئے خون کی طرح محسوس ہوتی ہے۔ وہ ایک پاکدامن اور پاکیزہ عورت ہے۔ اس کی طبیعت میں شرارت یا خباثت نہیں اور وہ زیادہ قسمیں بھی نہیں کھاتی۔ وہ پر گوشت، خوبصورت، پرکشش اور انتہائی خوبصورت ہے۔ اس کے جسم کی خوبصورتی اور جاذبیت سنگ مرمر کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ وہ نرم و نازک اور خوبصورت ناز و اندام کی حامل ہے۔ پورا دن میں کسی وقت اس کی یاد سے غافل نہیں ہوتا اور میری رات اس کے خواب دیکھتے ہوئے گزر جاتی ہے۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں کبھی اسے فراموش نہیں کروں گا یہاں تک کہ مجھے قبر میں اتار دیا جائے۔ میری اس محبت میں مجھے ملامت کرنے والوں کو بتا دو کہ اس محبت میں کسی ملامت کرنے والے کی

عیب بنی کی پرواہ نہیں کرتا''

9- بكرَتْ اليّ بسُحرَةٍ بعدَ الكرَى وتقارُبٍ منْ حادثِ الأيّامِ

10- زَعَمتْ بأنّ المرءَ يَكرُبُ عمرة عُدْمٌ لمُعتكِرٍ منَ الأصْرَامِ

11- انْ كنتِ كاذبةَ الذى حدّثتِنى فنجَوْتِ مَنْجَى الحارِثِ بن هشامِ

''زمانے کے مختلف حوادث گزرنے کے بعد ایک مرتبہ وہ سحری کے وقت میرے پاس آئی جبکہ میں نیند میں تھا اور اس نے مجھے نصیحت کی کہ مجھے فضول خرچی اور اسراف سے باز آ جانا چاہئے کیونکہ فقر اور مفلسی انسان کو موت کے قریب کر دیتے ہیں۔ میں نے اس کو کہا جو بات تو نے مجھ سے کی ہے اگر تو اس میں جھوٹی ہے تو تیری یہ بات اور حارث بن ہشام کا بھاگنا برابر ہو گئے''

تشریح

ان اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک موضوع سے دوسرے موضوع کی طرف انتقال فرمایا ہے ادب کی اصطلاح میں اس طرز کلام کو ''اقتضاب'' کہا جاتا ہے۔

عرب شعراء کے دستور کے مطابق پہلے محبوبہ اور اس کی یادوں کا ذکر تھا، اب اصل مقصود یعنی حارث بن ہشام کے تذکرے اور میدان جنگ سے فرار کا ذکر کر رہے ہیں:

12- ترَكَ الأحِبّةَ أن يُقاتِلَ دونَهمْ وَنجا برأسِ طِمِرّةٍ ولِجامِ

13- جَرْوَاءَ تمزَعُ فى الغُبارِ كأنّها سِرْحانُ غابٍ فى ظلالِ غمامِ

14- تَذَرُ العَناجيجَ الجِيادَ بقفرةٍ مَرَّ الدّموكِ بمُحصَدٍ وَرِجَامِ

15- مَلأَتْ به الفَرْجَيْنِ فارْمدّتْ بهِ وثوَى أحِبّتُهُ بِشَرّ مُقامِ

16- وبَنُوأبيهِ ورهطُهُ فى معرَكٍ نَصَرَ الالهُ بهِ ذوى الاسْلامِ

17- لَوْلا الالهُ وَجَرْيُها لترَكْنَهُ جَزَرَ السباعِ وَدُسْنَهُ بحوامى

18- طحَنَتهُمُ واللّهُ ينفذُ أمرَهُ حَرْبٌ يُشَبُّ سَعيرُها بِضِرامِ

19- مِنْ كلِّ مأسورٍ يُشَدُّ صِفادُهُ صَقرٍ اذا لاقَى الكتِيبَةَ حامى
20- وَمُجدَّلٍ لا يَستجيبُ لِدعوَةٍ حتّى تَزُولَ شَوامِخُ الأعلامِ

''حارث بن ہشام اپنے دوستوں کے شانہ بشانہ لڑنے سے عاجز آ گیا اور تیز رفتار گھوڑے پر بیٹھ کر بھاگ گیا۔ اس کا گھوڑا جنگ کے غبار میں بھاگتا ہوا یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی لومڑی گھنے بادلوں میں دوڑ رہی ہو۔ حارث کا گھوڑا ایسا سرپٹ بھاگ رہا تھا کہ بڑے بڑے اعلیٰ گھوڑوں کو پیچھے چھوڑ دے۔ اس کی رفتار تیزی سے گھومنے والی چکی کی طرح معلوم ہو رہی تھی۔ حارث خود تو آسائش اور آرام کی جگہ پہنچ گیا لیکن اس کے دوست، اس کے بھائی اور رشتہ دار بدترین ٹھکانے میں چلے گئے (یعنی غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہونے کی وجہ سے جہنم میں چلے گئے) اس غزوہ میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے خلاف مسلمانوں کی بھرپور مدد فرمائی۔ اگر حارث اس تیز رفتار گھوڑے پر بیٹھ کر بھاگ نہ جاتا تو میدان بدر میں ہم اسے بھی جانوروں کی خوراک بنا دیتے اور اس کی لاش جانوروں کے کھروں کے نیچے روندی جا رہی ہوتی۔ اس جنگ نے کفار کو تباہ و برباد کر دیا جس کی آگ بہت زیادہ بھڑکی تھی اور بے شک کہ اللہ تعالیٰ اپنے فیصلے کو نافذ کر کے رہتا ہے۔ غزوہ بدر کا نتیجہ یہ نکلا کہ کفار کے بہت سے بہادر اور نڈر جوانوں کو قید کر کے ان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی گئیں اور ان کے بہت سے لوگوں کی لاشیں میدان میں بکھری پڑی تھیں۔ اب وہ اس انجام کو پہنچ گئے کہ بلند و بالا پہاڑوں کو تو ان کی جگہ سے ہٹایا جا سکتا ہے لیکن ان لوگوں کو کسی میدان جنگ کے لئے بلانا ممکن نہیں''

21- وبالعارِ والذّلّ والمُبيَّنِ اذ رَأوْا بِيضَ السيوفِ تسوقُ كلَّ هُمامِ
22- بِيدَىْ أغَرَّ اذا انتمى لم يُخزِهِ نَسَبُ القِصَارِ سميدَعٍ مِقدامِ

23- بِيضٌ اذا لاقتْ حديداً صَمَّمتْ كالبرْقِ تحتَ ظِلالِ كلّ غَمامِ

24- ليسوا كيعمُرَ حينَ يشتجِرُ القَنا وَالخيلُ تَضْبُرُ تحتَ كلّ قَتامِ

''جب کفار نے تیز دھار والی لشکتی تلواروں کو دیکھا تو ان کے اوسان ہی خطا ہو گئے، یہ تلواریں خوبصورت روشن چہروں والے، اعلیٰ خاندانوں کے سردار اور بہادر لوگوں کے ہاتھوں میں تھیں، یہ تلواریں جب لوہے سے ٹکراتیں تو آسمانی بجلی کی طرح کڑک دار آوازیں نکالتی تھیں۔ جب لڑائی اپنے زوروں پر ہوتی ہے تو ان کی جرأت میں بھی اضافہ ہونے لگتا ہے اور ان کے گھوڑے جنگ اور تاریکی کے غبار میں دوڑتے پھرتے ہیں''

اگلے اشعار میں حارث بن ہشام کو خطاب ہے:

25- فَسلحتَ انّك من مَعاشرَ خَانةٍ سُلحٍ اذا حضَر القتالُ لِئامِ

26- فَدَعِ المكارِمَ انْ قوْمَكَ اُسرَةٌ منْ وُلْدِ شجْعٍ غيرُ جِدّ كِرامِ

27- من صُلبِ خِندِفَ ماجدٍ أعرَاقُهُ نَجَلتْ بهِ بيضَاءُ ذاتُ تَمامِ

''اے حارث! تیرا تعلق خائن لوگوں سے ہے اسی وجہ سے تو میدان جنگ سے یوں فرار ہوا جیسے ذلیل اور کمینے لوگ میدان چھوڑ کر بھاگتے ہیں۔ تو معزز لوگوں کی طرف منسوب ہونا چھوڑ دے کیونکہ تیرا تعلق بنو شجع سے ہے جو کہ بے حیثیت لوگ تھے، تیرا تعلق بنو خندف جیسے شریف قبیلے سے نہیں جنہیں ایک اعلیٰ خاتون نے جنم دیا تھا''

28- ومُرَنَّحٍ فِيهِ الأسِنّةُ شُرّعاً كالجفرِ غيرِ مُقاتَلِ الأعْمامِ

''بہت سے مدہوش اور مست لوگ ایسے ہیں جن کی ہڈیاں کمزور ہیں اور نیزے ان کی طرف تانے جا چکے ہیں لیکن وہ بکری کے بچے کی طرح بزدلی اور ضعف کا شکار ہیں۔ انہیں ماں باپ کی طرف سے اچھا اور اعلیٰ خاندان بھی نہیں ملا''

تشریح

آخری شعر کا ایک معنی تو وہ ہے جسے ترجمے میں نقل کیا گیا اس صورت میں یہ شعر حارث بن ہشام کے بارے میں ہوگا اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ انہی کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

اگر ''مرنخ'' کا عطف ''من ولد شجع'' پر کیا جائے تو اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا:

''بنو شجع کے مست لوگوں کی ہڈیاں کمزور ہیں اور نیزے ان کی طرف تانے جا چکے ہیں لیکن وہ بکری کے بچے کی طرح بزدلی اور ضعف کا شکار ہیں۔ انہیں ماں باپ کی طرف سے اچھا اور اعلیٰ خاندان بھی نہیں ملا''

تاریخی روایات میں مرقوم ہے کہ جب حارث بن ہشام تک حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار پہنچے تو انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا اور ان کے دل میں قبول اسلام کا داعیہ بھی پیدا ہو گیا تھا۔

فتح مکہ کے دن حارث بن ہشام اور عبداللہ بن ابی ربیعہ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ ان دونوں نے ان سے پناہ مانگی اور یوں کہا ہم تمہاری پناہ میں آنا چاہتے ہیں۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے ان دونوں کو پناہ دے دی پھر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وہاں آئے۔ ان کی نظر ان دونوں پر پڑی۔ وہ اپنی تلوار نکال کر ان پر حملہ کرنے کے لئے جھپٹ پڑے تو حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا (ان دونوں کو بچانے کے لئے) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لپٹ گئیں اور کہنے لگیں'' تمام لوگوں میں سے تم ہی میرے ساتھ ایسا کرنے لگے ہو۔ اگر تم نے مارنا ہی ہے تو پہلے مجھے مارو''

حضرت علی رضی اللہ عنہ (رک گئے اور) ان کو یہ کہہ کر چلے گئے کہ'' تم مشرکوں کو پناہ دیتی ہو''

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر عرض کیا'' یا رسول اللہ! میرے ماں جائے بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میرے ساتھ ایسا معاملہ کیا ہے کہ میرا جینا مشکل ہو گیا تھا۔ میں نے اپنے دو مشرک دیوروں کو پناہ دی تھی، وہ تو قتل

کرنے کے لئے ان پر جھپٹ پڑے"

حضور ﷺ نے فرمایا "انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا جس کو تم نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دے دی جسے تم امن دیا اسے ہم نے بھی امن دے دیا"

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے واپس آ کر ان دونوں کو ساری بات بتائی۔ وہ دونوں اپنے گھروں کو چلے گئے۔ لوگوں نے آ کر حضور ﷺ سے کہا کہ حارث بن ہشام اور عبداللہ بن ابی ربیعہ تو زعفران والی چادریں پہنے ہوئے اپنی مجلس میں اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اب تم لوگ ان کا کچھ نہیں کر سکتے ہو کیونکہ ہم ان کو امن دے چکے ہیں۔

حضرت حارث بن ہشام فرماتے ہیں کہ میں بہت دیر سوچتا رہا کہ حضور ﷺ نے مجھے مشرکین کی ہر لڑائی میں دیکھا ہے اب میں ان کی خدمت میں جاؤں گا اور ان کی نگاہ مجھ پر پڑے گی تو اس سے مجھے بہت شرم آئے گی لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ آپ بہت نیک اور نہایت رحم دل ہیں۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں حاضری کے لئے چل پڑا۔ جب میں آپ کے پاس پہنچا تو آپ مسجد حرام میں داخل ہو رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر آپ بہت خندہ پیشانی سے پیش آئے اور رک گئے۔ میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا اور کلمہ شہادت پڑھ لیا۔

آپ نے فرمایا "تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے تم کو ہدایت دی۔ تمہارے جیسے آدمی کو اسلام سے ناواقف نہیں رہنا چاہئے"

حضرت حارث نے کہا "میں بھی یہی سمجھتا ہوں کہ اسلام جیسے دین سے ناواقف نہیں رہنا چاہئے"(1)

ہے عیاں فتنہ تاتار کے افسانے سے
پاسبان مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

---

(1) المستدرك للحاكم (277/3)

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے قاتل

[من الطویل]

زہیر بن اغر اور جامع کا تعلق ہذیل بن مدرکہ سے تھا ان دونوں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ سے غداری کی، پہلے ان کی حفاظت کا وعدہ کیا پھر وعدہ خلافی کی اور ان کے دشمنوں کے ہاتھ انہیں فروخت کیا جنہوں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار زہیر بن اغر اور جامع کی مذمت میں ہیں:

1- فليتَ خُبَيْباً لم تخُنْهُ أمانَةٌ وليْتَ خُبَيْباً كان بالقوْمِ عالِمَا

2- شَرَاهُ زُهيرُ بنُ الأغَرّ وجامِعٌ وكانا قديما يرْكبانِ المحارِمَا

3- أجَرْتُمْ فلمّا أن أجرْتُمْ غَدَرْتُمُ وكنتمْ بأكنافِ الرّجيعِ لهَاذِمَا

''کاش! خبیب سے خیانت نہ کی جاتی، کاش! خبیب کو ان ظالموں کی حقیقت کا علم ہوتا، بنو عمرو کو میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو کہ ان کے بھائی کو ایسے شخص نے خرید لیا ہے جس کے ساتھ بدی پیوست ہو چکی ہے۔ انہیں زہیر بن اغر اور جامع نے فروخت کر دیا یہ دونوں ہمیشہ سے ایسے کام کرتے رہے ہیں جو انہیں نہ کرنے چاہئے تھے۔ تم لوگوں کو پناہ دیتے ہو اور جب پناہ دیتے ہو تو غداری کر جاتے ہو اور تم نے مقام رجیع میں بھی امانت کو ضائع کیا ہے''

ہماری قوم کے لوگ اور ان کے صفات

[من الطویل]

1- أَلَمْ تَسأَلِ الرَّبعَ الجديدَ التكلّما بِمَدْفَعِ أَشْداخٍ فَبُرقةِ أَظْلَما
2- أَبَى رَسْمُ دارِالحى أن يتكلّما وهل ينطِقُ المعروفَ مَن كان أبكما
3- بقاعٍ نقيعِ الجِزْعِ من طبن يَلبَنٍ تَحَمّلَ منهُ أهلُهُ فتَتَهَّما
4- دِيارٌ لِشعْثاءِ الفُؤادِ وَتِربِها ليالىَ تحتَلُّ المَرَاضَ فتغلَما
5- واذْ هىَ حوْرَاءُ المدامعِ ترتعى بِمُندفَعِ الوَادى أراكاً مُنظَّما
6- أقامتْ بهِ بالصّيفِ حتى بدا لها نَشاصٌ اذا هبّتْ له الرّيحُ أرْزَما
7- وقدْ ألّ من أعضادِهِ ودَنا لَهُ من الأرْضِ دانٍ جوْزُهُ فتحمحما
8- تَحِنُّ مَطافِيلُ الرِّباعِ خِلالَهُ اذا استنّ فى حافاتِه البرْقُ أثجَما
9- وكادَ بأكنافِ العقِيقِ وَئِيدُهُ يَحُطُّ من الجَمّاءِ رُكناً مُلَمْلَما

''کیا تم نے مقام اشداخ اور مقام برقۃ اظلم کے پاس موجود مکانات سے بولنے کا نہیں کہا تھا، ان کھنڈرات نے بولنے سے انکار کر دیا تھا کیونکہ جو خود گونگا ہو اس سے توقع کیسے رکھی جائے کہ کوئی خیر کی بات اس کے منہ سے نکلے گی۔ مقام یلبن کے قریب مقام نقیع الجزع میں کچھ مکانات ہیں جہاں اس کے رہنے والے رہا کرتے لیکن اب وہ تہامہ چلے گئے ہیں۔ یہ دل کو دیوانہ بنانے والی شعثاء کے مکانات اور اس کی استعمال کردہ جگہیں ہیں، وہ یہاں کچھ عرصہ رہی پھر وادی مراض اور پھر تغلمان نامی پہاڑ کے پاس جا کر رہائش پذیر ہوئی۔ وہ بڑی آنکھوں والی اس خوبصورت ہرنی جیسی تھی جو وادی میں لگی ہوئی تہ بہ تہ اراک نامی گھاس کو چر

رہی ہو۔ اس نے یہاں گرمی کا موسم گزارا پھر جب ہوا پانی سے بھرے ہوئے بادل کو لائی تو اس پر لرزا طاری ہوگیا۔ بادل کے کناروں سے بجلی نکلی، وہ زمین کے قریب ہوا اور کوئلے کی طرح کالا ہوگیا، جب بادل کے درمیان بجلی کڑکتی تھی تو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اونٹ اپنے بچوں کے لئے چلا رہے ہوں۔ پہلے وہ بادل مقام عقیق میں گرجتا رہا اور پھر وہ مقام جماء میں اپنی دہشت کو پھیلانے لگا''

تشریح

''عقیق'' ذات عرق سے پہلے مدینہ کی ایک وادی کا نام ہے، یہ پانی کی گزرگاہ ہے۔
''جماء'' مکہ اور مدینہ کے راستے میں مدینہ سے تین میل باہر کی طرف ایک جگہ کا نام ہے۔

10- فلمّا عَلا تُرْبانِ وانهلّ وَدْقُهُ تَدَاعَى وَألقى بَرْكَهُ وَتَهَزّما
11- وَأصْبَحَ مِنْهُ كلُّ مَدفَعِ تَلْعَةٍ يكُبُّ العِضَاةَ سيْلُهُ ما تصرّما
12- تَنادَوْا بليْلٍ فاستقلّتْ حمولُهُمْ وعالَينَ أنْماطَ الدّرَقْلِ المُرَقَّما
13- عَسَجْنَ بأعْناقِ الظّباءِ وَأبرَزَتْ حَواشي بُرُودِ القِطرِ وَشياً مُنمنَما
14- فأنّى تَلاقِيها اذا حَلّ أهْلُها بوَادٍ يَمانٍ منْ غِفارٍ وَأسلَما
15- تَلاقٍ بعيدٌ واختلافٌ من النّوَى تلاقِيكُما حتى تُوَافيَ مَوْسِما
16- سأُهْدِي لها في كلّ عامٍ، قصِيدَةً وَأقعُدُ مَكْفيّاً بِيثرِبَ مُكرَمَا

''جب وہ بادل تربان نامی جگہ پہنچا اور گرج وچمک کے ساتھ موسلا دھار بارش برسانے لگا تو یہ بادل ایک نہ رکنے والے طوفان کی طرح بارش برسا رہا تھا۔ بارش کا پانی اس تیزی سے بہنے لگا کہ اس کی وجہ سے درخت ٹوٹ ٹوٹ کر زمین پر جا پڑے۔ جب بارش کی یہ کیفیت ہوگئی تو شعثاء اور اس کے قبیلے نے یہاں سے کوچ

کرنے کا ارادہ کرلیا اور وہ یہاں سے چل پڑے۔ ان کی عورتیں ہرنی کی چال چلنے لگیں اور ان کے مختلف رنگوں کے کپڑے ایک جاذب اور دلکش منظر پیش کررہے تھے۔ جب یہ لوگ بنو غفار اور بنو اسلم کی وادی یمان میں جاٹھہریں گے تو وہاں ان سے کیسے ملاقات ہوگی۔ اس ملاقات میں اب لمبا عرصہ حائل ہوگا اور اس کے لئے لمبے سفر کئے جائیں گے، تم سے اس وقت تک ملاقات نہیں ہوسکتی جب تک موسم موافقت نہ کرے یا تم اس کے لئے تیار ہوجاؤ۔ میں ہر سال اس کے لئے ایک قصیدہ لکھا کروں گا اور مدینہ میں اس کی جگہ عزت کی زندگی گزاروں گا"

تشریح

مذکورہ اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنی محبوبہ سے محبت، جدائی اور وفاداری کا ذکر کیا ہے اور اگلے اشعار میں اپنی بہادری اور دوستوں سے وفاداری کا ذکر کررہے ہیں:

17- ألستُ بِنعمَ الجَارُ يولفُ بيتُهُ   لذی العُرْفِ ذا مالٍ كثيرٍ ومُعْدِما

18- وَنَدمانِ صِدْقٍ تمطُرُ الخيرَ كفُّهُ   اذا رَاحَ فيّاضَ العشيّاتِ خِضرِما

19- وَوصَلتُ بهِ رُكنی وَوَافقَ شيمتی   ولم أكُ عِضاً فی الندامی مُلوّما

"کیا میں بہترین پڑوسی اور مایہ ناز ساتھی نہیں ہوں، میرے گھر کا دروازہ ہروقت اچھے لوگوں کے لئے کھلا رہتا ہے خواہ وہ مال دار ہوں یا تنگ دست، میرے بہت سے شراب کے ساتھی ایسے ہیں جن کے ہاتھ بارش کی طرح مال برساتے ہیں اور رات کے وقت یعنی شراب کی مجلس میں ان کی سخاوت اور فیاضی کی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔ اس سلسلہ میں وہ میری اقتدا کرتے ہیں اور میری عادت کی پیروی کرتے ہیں۔ میرے شراب کے ساتھیوں میں میری حیثیت

ایک تکلیف دہ اور بیکار شخص کی نہیں ہوتی بلکہ میں عالی شان اور ممتاز فرد کی حیثیت سے ان کے درمیان بیٹھتا ہوں''

20- وَأبقى لنَا مَرُّ الحُرُوبِ وَرُزْؤها سُيوفاً وَأدرَاعاً وَجمعاً عرَمرَما

21- اذا اغبرّ آفَاقُ السّماءِ وَأمحَلَتْ كأنّ عليْها ثوْبَ عَصْبٍ مُسهَّما

22- حسِبتَ قدُورَ الصّادِ حوْلَ بيوتِنا قنابلَ دُهماً في المحلّةِ صُيَّما

23- يظَلُّ لَدَيْها الوَاغلونَ كأنّما يوافونَ بحراً من سُميحةَ مُفعَما

''جنگوں کی کثرت اور ان میں حاصل ہونے والی فتوحات کی وجہ سے ہمارے پاس بہت سی تلواریں، زرہیں اور زبردست لشکر جمع ہوگیا ہے۔ جب لوگوں پر قحط سالی اور بدحالی اپنے ڈیرے ڈال لے اور وہ چادر کی طرح ان پر چھا جائے تو تم ہماری تانبے کی دیگچیوں کو اس کثرت سے چولھوں پر چڑھا ہوا دیکھو گے جیسے سیاہ گھوڑوں کا قافلہ کسی جگہ قیام پذیر ہو۔ ہمارے دستر خوانوں پر سیراب ہونے کے لئے بہت سے بن بلائے لوگ بھی آتے ہیں وہ یوں محسوس ہوتے ہیں جیسے سمیحہ نامی کنویں سے پانی بھر رہے ہوں''

تشریح

ان اشعار میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اپنے قبیلے کے لوگوں کی سخاوت اور فیاضی کا ذکر کیا ہے۔

''سمیحہ'' مدینہ منورہ کے ایک کنویں کا نام ہے جہاں کا پانی بہت زیادہ اور گہرا تھا۔

24- لنا حاضرٌ فَعْمٌ وَبَادٍ كأنّهُ شمارِيخُ رَضْوَى عِزّةً وَتكرُّما

25- مَتى ما تَزِنّا من مَعَدٍّ بِعُصْبَةٍ وغسّانَ نمنَعْ حوْضَنا أن يُهدَّما

26- بكلّ فتًى عارى الأشاجعِ لاحَهُ قِرَاعُ الكماة يرْشحُ المِسكَ والدما

27- اذا استدبَرَتْنا الشمس دُرّتْ مُتونُنا كأنّ عرُوقَ الجوْفِ ينضَحن عَندما

28- وَلَدْنا بَنى العنْقاءِ وَابنىْ مُحرِّقٍ فأكرِمْ بنا خالاً وَأكرِمْ بن ابنما

29- نُسَوِّدُ ذا المالِ القليلِ اذا بَدَتْ مُرُوءتُهُ فِينا وان كانَ مُعدِما

30- وَانّا لنقرى الضّيْفَ ان جاء طارِقاً من الشحم ما أضحى صَحيحاً مسلّما

31- أَلَسْنا نَرُدُّ الكَبْشَ عَنْ طَيّةِ الْهَوٰى وَنُقَلِّبُ مُرّانَ الْوَشيْجِ مَحطّمًا

32- وَكَائِنْ تَرٰى مِنْ سَيّدٍ ذِىْ مَهابَةٍ أَبُوهُ أَبُونَا، وَابْنُ أُخْتٍ وَمَحْرَمَا

33- لَنا الجَفناتُ الغُرّ يلمعْنَ بالضّحى وَأسيافُنا يقطُرْنَ من نجدةٍ دمًا

34- أبَى فِعلُنا المعرُوفُ أن ننطِقَ الخنا وقائلُنا بالعُرْفِ الاّيتكلّما

35- أبَى جاهُنا عندَ المُلوكِ ودَفْعُنا ومِلْءُ جِفانِ الشّيْزِ حتى تهزّما

36- فكلُّ مَعَدٍّ قد جَزَيْنا بصُنْعِهِ فبُؤسَى ببُؤساها وبالنّعمِ أنعُما

''ہمارے پاس بہت سے شہری اور دیہاتی لوگ آتے ہیں اور انہیں ہماری طرف سے رضویٰ نامی پہاڑ کے برابر عزت ملتی ہے۔ جب تو کسی بھی قبیلے کے ساتھ ہمارا موازنہ کرے تو قبیلہ غسان کی قسم! ہم اپنی عزت کے حوض کو منہدم نہیں ہونے دیں گے۔ ہم اپنی عزت کو ایسے نوجوانوں کے ذریعے محفوظ رکھتے ہیں جن کے ہاتھ جنگوں کے عادی اور ماہر ہیں اور ان کے زخموں سے مشک کی خوشبو جیسا خون نکلتا ہے۔ جب دھوپ تیز ہوجائے اور ہماری کمر سے پسینہ نکلنے لگے تو یہ پسینہ انتہائی خوشبودار اور معطر معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے خاندان میں عنقاء یعنی ثعلبہ بن عمرو اور محرق یعنی حارث بن عمرو کے بیٹے پیدا ہوئے ہیں، دیکھو ہمارے ماموں اور ہمارے بیٹے کتنے معزز اور کتنے محترم ہیں۔ جو شخص بہادری اور قابلیت دکھاتا ہے، ہم اسے اپنا سردار مانتے ہیں خواہ وہ تنگ دست اور مال ودولت سے تہی دامن ہی کیوں نہ ہو۔ جب کوئی مہمان ہمارے پاس رات کو آتا ہے تو ہم اسے ایسے اونٹ کے کوہان کا گوشت کھلاتے ہیں جو بالکل صحیح اور تندرست حالت میں ذبح کیے گئے ہوں۔ کیا ہم دشمن کے سپہ سالار کو الٹے پاؤں بھاگنے پر مجبور نہیں کردیتے، اس طرح

ہم اس کے مقصد میں حائل ہو جاتے ہیں اور نیزوں کے ذریعے دشمن کو مار بھگاتے ہیں۔ ہم دشمن کے لشکر کو اس کے قائد سمیت مار بھگاتے ہیں اور ان کے نیزوں کو توڑ دیتے ہیں۔ تو دیکھے گا کہ بہت سے سرداروں کے ساتھ ہمارا خاندانی تعلق ہو گا۔ ہمارے پاس سفید پیالے ہیں یعنی ہمارے پیالے گوشت اور چربی کی کثرت کی وجہ سے سفید ہو گئے ہیں، اور ہماری تلواروں سے خون بہہ رہا ہوتا ہے۔ ہماری اچھی باتیں ہمیں برے کام کرنے سے روکتی ہیں اور ہمارے لوگ صرف خیر کی بات ہی زبان سے نکالتے ہیں۔ بادشاہوں کے دربار میں ہماری عزت ہمیں بے حیائی سے روکتی ہے اور ہم مہمانوں کو خوب پیالے بھر کر کھلاتے ہیں۔ ہم قبیلوں کے ساتھ وہی سلوک کرتے ہیں جیسا وہ ہمارے ساتھ، اگر وہ برا سلوک کریں تو انہیں برا بدلہ ملتا ہے اور اگر وہ بھلائی کا کام کریں تو انہیں بدلے میں خیر ملتی ہے''

انصار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کارنامے

[من المتقارب]

1- أُولٰئكَ قومي فان تسألي كِرَامٌ اذا الضّيفُ يوْماً ألَمّ

2- عِظامُ القُدُورِ لأيْسارِهِمْ يَكُبّونَ فيها المُسِنَّ السَّنِمْ

3- يُواسونَ مَوْلاهُمُ في الغِنى وَيَحْمونَ جارَهمُ ان ظُلِمْ

4- وكانوا مُلوكاً بأرْضِيهِمِ يُنادُونَ غَضْباً بأمرٍ غَشِمْ

5- مُلوكاً على النّاس لم يُمْلَكوا من الدّهرِ يوْماً كحِلِّ القَسَمْ

6- فأنبَوْا بِعادٍ وأشياعِها ثمودَ وبعضِ بَقايَا ارَمْ

7- بيثْرِبَ قد شيّدُوا فی النخيلِ حُصُوناً وَدُجّنَ فيها النَّعَم

8- نَوَاضِحَ قدْ عَلّمتها اليَهُو دُ عُلَّ اليكِ وقَوْلاً هَلُمّ

9- وفيما اشتهوْا من عصِيرِ القِطافِ وعيْشٍ رَخيّ على غيْرِهِمْ

10- فَسارُوا اليهِمْ بأثقالِهِمْ على كلّ فحلٍ هِجانٍ قَطِمْ

11- جيادُ الخُيولِ بأجنابِهِمْ وقدْ جلّلوهَا ثِخانَ الأدَمْ

12- فلَمّا أناخُوا بجَنبَىْ صِرَارٍ وَشدّوا السُّرُوجَ بِلَيّ الحُزُمْ

13- فما رَاعَهُمْ غيرُ مَعْجِ الخيو لِ والزّحفُ من خلفهم قد دهِمْ

14- فطارُوا سِلالاً وَقد أُفزِعوا وَطِرْنا اليهم كأُسدِ الأجَمْ

15- على كلّ سَلهَبَةٍ فی الصّيا نِ لا تستكينُ لطول السأمْ

16- وكلِّ كُميتٍ مُطارِ الفؤادِ أمينِ الفُصُوصِ كمثلِ الزّلَمْ

17- عليْها فوَارِسُ قدْ عاوَدُوا قِرَاعَ الكُماة وَضرْبَ البُهَمْ

18- لُيوثٌ اذا غضِبوا فی الحُرُو بِ لا يَنكِلون ولكن قُدُمْ

19- فَأُبْنا بِسادتِهِمْ والنّسَا ءِ وقَسْراً وَأموالِهِم تُقتَسَمْ

20- وَرِثْنا مساكنَهُمْ بعدَهُمْ وكُنّا مُلوكاً بها لمْ نَرِمْ

''اگر تو مجھ سے میری قوم کے بارے میں سوال کرے تو میں تجھے بتاؤں گا کہ یہ میری قوم ہے جو مہمانوں کے بارے میں انتہائی سخی اور فیاض ہے۔ ان کی دیگوں میں بڑی کوہان والے باعمر اونٹ ذبح کر کے ڈالے جاتے ہیں۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہر حال میں ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور جب ان کے پڑوسی پر ظلم کیا جائے تو اس کی حمایت کرتے ہیں۔ وہ اپنی سرزمینوں کے بادشاہ ہیں اور ظلم کرنے والے کو بھرپور بدلہ دیتے ہیں۔ وہ ہمیشہ سے لوگوں پر بادشاہ ہیں اور اگر اللہ نے چاہا تو انہیں کبھی مملوک نہ بنایا جا سکے گا۔ وہ قوم عاد، قوم ثمود اور قوم ارم کے واقعات سے خوب واقف ہیں، اور مدینہ منورہ میں انہوں نے قلعے تعمیر کیے ہیں اور

اپنے گھروں میں انہوں نے پالتو جانور پال رکھے ہیں، ان کے پاس ایسے اونٹ ہیں جنہیں یہودیوں نے خوب سدھا رکھا ہے۔ اے محبوبہ! تم ان باتوں کو خوب اچھی طرح سمجھ لو اور یاد رکھو۔ یہ لوگ انگوروں کے لٹکے ہوئے گچھوں کے دلدادہ ہیں اور آسانی وسہولت کی زندگی گزارنا پسند کرتے ہیں، یہ لذت کی زندگی کے لئے جہاں جانا چاہتے ہیں طاقت ور، مضبوط اور جوان اونٹوں پر بیٹھ کر چلے جاتے ہیں۔ ان کے پاس اعلیٰ نسل کے گھوڑے ہیں جنہیں مضبوط چمڑے کی لگامیں ڈالی گئی ہیں۔ سفر میں چلتے ہوئے جب ہمارے قبیلے کے لوگ صرار نامی پہاڑ کے پاس پڑاؤ ڈالتے ہیں اور جانوروں کی زینیں کھولتے ہیں تو انہیں پیچھے سے آنے والے تیز رفتار گھوڑوں کے لشکر کے حملہ کے علاوہ کسی چیز کا خوف نہیں ہوتا۔ اگر کوئی دشمن ہم پر حملہ کرے تو ہم شیروں کی طرح اس پر جھپٹتے ہیں، اس وقت ہم ایسے گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں جو بڑے اور موٹے ہیں اور انہیں آرام کر کے لطف نہیں آتا۔ ہم ایسے چتکبرے گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں جو بھاگنے کے دوران اڑتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں، ان کے جوڑ تیروں کی طرح سیدھے ہیں۔ ان گھوڑوں کی پشتوں پر ایسے گھڑ سوار ہیں جو انتہائی بہادر لوگوں سے لڑنے اور ماہر جوانوں کو گرانے کی صلاحیت اور مشق رکھتے ہیں۔ وہ ایسے شیر ہیں جو لڑائی کے دوران غضب ناک ہو جائیں تو پیچھے نہیں ہٹتے بلکہ آگے ہی بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ جب ہم میدان جنگ سے واپس آتے ہیں تو ہمارے پاس دشمنوں کے سردار، ان کی عورتیں اور اموال ہوتے ہیں جو ہم آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔ ہم ان کے بعد ان کے معمولی لوگوں کے وارث بن جاتے ہیں اور ہم ایسے بادشاہ ہیں کہ ہماری برابری نہیں کی جا سکتی''

تشریح

مندرجہ بالا اشعار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے قبیلے کی صفات کو بیان کیا ہے، اگلے اشعار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری، انصار کی نصرت اور بہادری کے واقعات کو ذکر فرما رہے ہیں:

21- فلمّا أتانَا رَسُولُ المَلِيكِ بالنُّورِ والحقّ بعد الظُّلَمْ

22- رَكَنّا اليْهِ ولمْ نَعصِهِ غداةَ أتانا منَ أرْضِ الحرَمْ

23- وقلنا صَدقتَ رَسولَ المليك هَلُمّ اليْنا وفِينا اقِمْ

24- فنشهَد أنّكَ عندَ المَلِيكِ أُرْسِلْتَ حقّاً بدينٍ قِيَمْ

25- فنَادِ بما كُنتَ أخفيْتَهُ نِدَاءً جِهاراً ولا تكتتِمْ

26- فانّا وَأوْلادَنا جُنّةٌ نَقِيكَ وَفى مالِنا فاحتكِمْ

27- فنحْنُ وُلاتُكَ اذ كذّبوكَ فنَادِ نِدَاءً وَلا تحتشِمْ

28- فطارَ الغُواةُ بأشْياعِهِمْ اليْهِ يَظُنّونَ أن يُخْتَرَمْ

29- فقُمْنا بأسْيافِنا دُونَهُ نُجالِدُ عَنْهُ بُغاةَ الأُمَمْ

30- بكلّ صَقِيلٍ لَهُ مَيْعَةٌ رَقِيقِ الذُّبابِ غَموسٍ خَذِمْ

31- اذا ما يُصَادِفُ صُمّ العِظا مِ لمْ يَنبُ عنها ولمْ ينثلِمْ

32- فذلِكَ ما أوْرَثَنا القُرُو مُ مجْداً تليداً وعِزًّا أشَمّ

34- اذا مَرّ قَرْنٌ كفى نَسْلُهُ وخلّفَ قَرْناً اذا مالنقصَمْ

35- فما انّ من الناسِ الاّ لنَا عليه وَان خاس فَضْلُ النّعم

"جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کی تکالیف سے دلبرداشتہ ہو کر ہمارے یہاں نور وحق کو لے کر تشریف لائے تو ہم نے ان کی پیروی کی اور کسی موڑ پر ان کی نافرمانی نہیں کی۔ ہم نے کہا "اے اللہ کے رسول! آپ سچ کہتے ہیں. آپ ہمارے یہاں تشریف لے آئیں اور ہمارے پاس قیام فرمائیں، ہم اس بات کی گواہی

دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا مضبوط دین دے کر اور نبی بنا کر بھیجا ہے۔ جو دعوت پہلے آپ پوشیدہ دیا کرتے تھے اب اعلانیہ دیجئے اور اسے مت چھپایئے۔ ہم اور ہماری اولاد آپ کے لئے ڈھال ہیں اور آپ کو ہر طرح کے نقصان سے بچائیں گے اور آپ ہمارے اموال کے بارے میں جو چاہیں فیصلہ کیجئے۔ جب لوگوں نے آپ کی تکذیب کی ہے تو ہم آپ کے حمایتی اور آپ کے ساتھی ہیں۔ آپ بلند آواز سے دل کھول کر دعوت دیجئے'' قریش کے سرکش لوگ اپنے سرداروں کو لے کر ان کی طرف بڑھے تو ہم اپنی تلواروں کو لے کر میدان جنگ میں کود پڑے اور ان سرکش لوگوں سے خوب مقابلہ کیا۔ ہمارے پاس پانی کی طرح شفاف، تیز دھار اور مضبوط تلواریں تھیں جب وہ کسی ہڈی سے ٹکراتیں تو اسے کاٹ ڈالتی تھیں۔ ہمارے معزز آباء واجداد نے ہمیں انہی صفات سے بہرہ ور کیا ہے اور انہوں نے ہمیں وراثت میں عزت، حکومت، مرتبہ اور حیثیت عطا کی ہے۔ جب ہماری ایک نسل ختم ہوتی ہے تو اس کی جگہ ایک اور اعلیٰ نسل لے لیتی ہے، تمام لوگوں میں کوئی شخص ایسا نہیں جس پر ہمارے احسانات نہ ہوں اگرچہ وہ اس انکار ہی کیوں نہ کریں لیکن حقیقت یہی ہے''

میرا مایہ ناز خاندان

[من الخفیف]

1- مَنَعَ النَّوْمَ بالعِشاءِ الهمومُ وَخيالٌ اذا تغورُ النّجومُ

2- مِن حبیبٍ أصابَ قلبكَ مِنهُ سَقَمٌ فهوَ داخلٌ ، مكتومُ

3- یا لَقَوْمٍ هلْ یقتلُ المرْءَ مِثلی وَاهنُ البَطشِ والعِظامِ سَؤومُ

4- همُّها العِطْر والفِرَاشُ وَيعْلو هَا لُجَيْنٌ وَلُؤلُؤ مَنظُومُ

5- لوْ يَدِبُّ الحَوْلِيُّ مِنْ ولدِ الذَّ رِّ علَيها لأَندَبَتها الكُلُومُ

6- لمْ تَفُقْها شمسُ النّهارِ بشيءٍ غيرَ أنّ الشّبابَ ليسَ يَدومُ

''جب رات چھا گئی اور ستارے بھی غائب ہو گئے لیکن مختلف خیالات اور محبوبہ کی یاد نے مجھے نیند نہ آنے دی۔اس کی محبت میرے دل کا روگ بن چکی ہے اور میرے دل میں رچی بسی ہوئی ہے۔اے میری قوم کے لوگو! تم ہی بتاؤ کہ کمزور ہڈیوں اور ناتواں پٹھوں والا انسان (یعنی محبوبہ) کسی بہادر دلیر آدمی کو مار سکتا ہے؟ اس کو صرف اپنی خوشبو اور بستر کی فکر ہے اور اس پر چاندی اور موتیوں کے ہار ہیں۔اس کی جلد ایسی نازک اور ملائم ہے کہ اگر اس پر سے چیونٹی کا بچہ بھی گزر جائے تو اس پر نشان ڈال دے۔سورج صرف ایک چیز میں اس پر فائق ہے کہ وہ باقی رہے گا جب کہ میرے محبوب کی جوانی نے ڈھل جانا ہے۔اس کے علاوہ سورج اور میرے محبوب میں کوئی فرق نہیں''

7- انّ خالي خَطيبُ جابِيةِ الجَوْ لانِ عندَ النُّعمانِ حينَ يقُومُ

''میرے ماموں مقام جولان کے خطیب ہیں جو''بنو نعمان'' کے دربار میں خطبے پڑھا کرتے تھے''

تشریح

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اس ماموں سے مراد''مسلمہ بن مخلد بن صامت'' ہیں۔

''بنو نعمان'' سے مراد آل جفنہ کے غسانی بادشاہ ہیں۔

8- وَأبي في سُميحةَ القائلُ الفا صِلُ يوْمَ التقَتْ عليه الخُصُومُ

''یوم سمیحہ میں دو متحارب قبیلوں میں فیصلہ کرنے والے شخص میرے والد ثابت بن منذر تھے''

تشریح

"یوم سمیحۃ" سے مراد زمانہ جاہلیت میں اوس اور خزرج قبیلوں کے اہم دنوں میں سے ایک دن ہے۔ جس میں اوس اور خزرج کے لوگ اپنا مقدمہ لے کر حضرت حسان کے والد ثابت بن منذر یا ان کے دادا منذر کے پاس آتے تھے۔

9- وَأنا الصّقرُ عندَ باب ابنِ سلمی یوْمَ نُعمانُ فی الكُبولِ مُقیمُ
10- وَأبَیٌّ وَوَافِدٌ أُطْلِقا لی ثمّ رُحنا وقُفلُهُمْ مخْطومُ
11- وَرَهَنْتُ الیدَیْنِ عنهمْ جمِیعاً كلُّ كفٍّ فیها جُزْءٌ مَقسُومُ

"جس دن نعمان بن قوفل کو بیڑیوں میں باندھ کر قید کیا گیا تھا تب میں وہ سردار تھا جو اس کی رہائی کے لئے ابن سلمٰی کے دروازے پر کھڑا تھا، اُبی اور وافد کو بھی میری وجہ سے چھوڑا گیا تھا اور ہم وہاں سے اس حال میں روانہ ہوئے کہ ان کی بیڑیوں کو کھول دیا گیا تھا۔ میں نے ان تمام لوگوں کی ضمانت دی تھی"

تشریح

"ابن سلمٰی" سے مراد نعمان بن منذر لخمی ہے۔

نعمان بن قوفل بن عمرو کو نعمان بن منذر نے قید کر رکھا حضرت حسان اور دوسرے لوگ وفد کی صورت میں اس کے پاس گئے اور نعمان بن قوفل اور دوسرے قیدیوں کو چھڑا کر لے آئے۔

"اُبی" سے مراد اُبی بن کعب بن قیس بن معاویہ بن عمرو ہیں۔

"وافد" سے مراد وافد بن عمرو بن اطنابہ بن عامر ہیں۔

12- وَسَطتُ نِسبَتی الذّوائبَ منهمْ كلُّ دارٍ أبٌ لی عظِیمُ
13- رُبّ حِلمٍ أضاعَهُ عَدَمُ المَا لِ وجهْلٍ غطّی علیه النعیمُ
14- مَا أُبالی أنَبّ بالحَزْنِ تَیْسٌ أم لَحانی بِظَهْرِ غَیْبٍ لئیمُ

"میرے نسب میں ایسے ہی اونچے اور سرکردہ خاندان کے لوگ

ہیں۔ایک نصیحت کی بات سنو کہ مال کے نہ ہونے کی وجہ سے بہت
سے عقل مند اور ذہین لوگوں کی صلاحیتیں ضائع ہو جاتی ہیں اور
جاہل کی جہالت کو اس کا مال چھپا دیتا ہے۔میرے نزدیک کسی
دشمن کا میری غیر موجودگی میں مجھے برا بھلا کہنا اور ایک بکرے کا
چلانا برابر ہے ان دونوں کے شور میں کوئی فرق نہیں''

تشریح

اپنے قبیلے کی بہادری، شجاعت، عزت ورفعت اور اعلیٰ نسبی کے بیان کے بعد حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ مشرکین کا ذکر کررہے ہیں اور غزوہ احد میں ان کی ناکامی اور ان کے جھنڈے کی توہین پر ان کی ہجو کرتے ہیں:

15- تِلْكَ أفْعالُنا وفِعْلُ الزِّبَعْرَى خامِلٌ فى صَدِيقِهِ مَذْمومُ

16- ولِيَ البأسَ منكمُ اذ حضرْتُم أُسْرَةٌ منْ بَنى قُصيٍّ صَميمُ

17- تِسعةٌ تحمِلُ اللواءَ وطارَتْ فى رَعاعٍ منَ القَنا مخزُومُ

18- لمْ يُوَلّوا حتّى أُبِيدوا جميعاً فى مَقامٍ وكلُّهُمْ مَذْمومُ

19- بدَمٍ عاتِكٍ وكانَ حِفاظاً أن يُقيموا انّ الكريمَ كريمُ

20- وَأقاموا حتّى أُزِيرُوا شَعوباً والقَنا فى نُحورِهِمْ محْطُومُ

21- وَقُرَيْشٌ تَلوذُ مِنّا لِوَاذاً لمْ يُقيموا وخَفّ منها الحُلُومُ

22- لمْ تُطِقْ حملَهُ العواتِقُ منهمْ انّما يحمِلُ اللّواءَ النّجومُ

''یہ تو ہمارے کارنامے ہیں اور اب ابن زبعریٰ کی بات سنو وہ
اپنے دوستوں کو رسوا کرنے والا اور ایک گھٹیا شخص ہے۔میدان
جنگ وہ ایک خالص نسب والے قبیلے بنو عبدالدار بن قصی کے شانہ
بشانہ لڑنے آیا وہ تو خوب لڑے اور ان کے نو آدمیوں نے جھنڈے
کو اٹھایا لیکن بنو مخزوم بزدلی اور ضعف کا شکار رہے۔بنو عبدالدار
کے لوگ اس وقت تک لڑتے رہے جب تک کہ وہ سب کے سب

ہلاک نہ ہو گئے اور ان کا خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔ ان کے لئے
ضروری تھا کہ وہ ڈٹ کر مقابلہ کرتے کیونکہ معزز آدمی تو معزز ہی
ہوتا ہے۔ وہ ڈٹے رہے یہاں تک کہ انہوں نے موت کو دیکھ لیا
اور اس حال میں نیزے ان کے جسموں میں ٹوٹے ہوئے تھے۔
قریش جو کہ ہم سے مذاق کیا کرتے تھے اس میدان میں قائم نہ رہ
سکے اور ان کی عقلیں اڑ گئیں۔ ان کے لوگ اپنے جھنڈے کو محفوظ
نہ رکھ سکے اور جھنڈے کو اٹھانا تو ستاروں جیسے معزز اور اعلیٰ لوگوں کا
کام ہے''

تشریح

''عبد الدار'' قریش کی ایک شاخ کا نام ہے، جو عبد الدار بن قصی کی اولاد ہیں۔ میدان جنگ میں جھنڈا انہی کا آدمی اٹھاتا تھا۔ حاجیوں کو پانی پلانا، پہرہ دینا اور دوسری ضروریات کا انتظام ان کے پاس ہوتا تھا۔

غزوۂ احد کے موقع پر ابوسفیان نے انہیں برانگیختہ کرنے کے لئے ان سے کہا تھا کہ غزوہ بدر میں جو کچھ ہمارے ساتھ ہوا وہ تم دیکھ چکے ہو، اب جھنڈا ہمیں دے دو پھر دیکھو ہم کیا کرتے ہیں۔ ابوسفیان کی یہ بات سن کر عبد الدار والوں کو بہت غصہ آیا اور انہوں نے جھنڈے کی حفاظت کی خاطر تن من نچھاور کرنے کا عزم کرلیا اور ابوسفیان چاہتے بھی یہی تھے۔

چنانچہ سب سے پہلے مشرکین کی طرف سے طلحہ بن ابی طلحہ نے جھنڈا تھاما، اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا، پھر اس کے بھائی عثمان بن ابی طلحہ نے جھنڈا تھاما، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا، پھر سعید بن ابی طلحہ نے جھنڈا اٹھایا، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اسے جہنم واصل کر دیا۔ پھر مسافع بن طلحہ بن ابی طلحہ نے جھنڈا سنبھالنے کی ذمہ داری لی، عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا، پھر ابو الجلاس بن طلحہ نے جھنڈا اٹھایا اسے بھی عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جہنم واصل کر دیا۔ پھر کلاب بن طلحہ نے جھنڈا تھاما اسے بھی

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا۔ پھر حارث بن طلحہ نے جھنڈا اٹھایا، اسے انصار کے حلیف قزمان نے مار ڈالا، پھر قاسط بن شریح بن عثمان نے جھنڈا اٹھایا اسے بھی قتل کر دیا گیا، پھر ان کے ایک حبشی غلام جس کا نام صواب تھا اس نے جھنڈا اٹھایا، جھنڈا اس کے ہاتھ میں تھا کہ اسے بھی قتل کر دیا گیا۔ پھر ان کی ایک عورت نے اس جھنڈے کو اٹھا لیا تو سارے مشرکین اس جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔

محبوبہ، شراب، اونٹنی اور میرا قبیلہ

[من السریع]

1- ماهاجَ حسّانَ رُسومُ المَقامْ وَمَظعَنُ الحيّ وَمَبنى الخيامْ

2- وَالنُّؤيُ قَدْ هَدَّمَ أعْضادَهُ تَقادُمُ العَهْدِ بِوادٍ تَهامْ

3- قَدْ أدْرَكَ الوَاشونَ ما حَاوَلوا فالحَبْلُ من شَعثاءَ رَثُّ الزِّمامْ

4- جِنّيّةٌ أرّقَني طَيْفُها تَذْهَبُ صُبْحاً وتُرى في المَنامْ

5- هَلْ هِيَ إلاّ ظَبْيَةٌ مُطْفِلٌ مَألَفُها السِّدْرُ بنَعْفَي بَرَامْ

6- تُزْجي غَزالاً فاتِراً طَرْفُهُ مُقارِبَ الخَطْوِ ضَعيفَ البُغامْ

7- كَأنّ فَاهَا ثَغَبٌ بَارِدٌ في رَصَفٍ تحتَ ظِلالِ الغَمامْ

"حسان کو مقامات کے نشانوں، قبیلے کے کوچ کرنے اور خیمے لگانے نے محبوب کی یاد دلا دی، اس نے وادی تہامہ میں اس گڑھے کو بھی دیکھا جسے خیموں میں بارش کا پانی جانے سے روکنے کے لئے بنایا گیا تھا اس گڑھے کے کنارے بالکل خستہ اور گرے ہوئے تھے۔ چغل خوری کرنے والوں نے اپنے مقصد کو حاصل کر لیا اور شعثاء سے تعلق کی رسی کمزور ہو چکی ہے۔ وہ ایک دکھائی نہ دینے والی ہستی بن چکی ہے جس کا خیال مجھے بیدار رکھتا ہے وہ دن کے وقت چلی جاتی ہے

اور رات کو خواب میں مجھے نظر آنے لگتی ہے۔ وہ اس ہرنی کی طرح
ہے جس کے پاس اس کے بچے ہوں اور وہ وادی کے کنارے بیری
کے درخت کے نیچے ٹھکانہ بنائے بیٹھی ہو۔ وہ ہرن اپنے کمزور اور
ناتواں بچے کو چھوٹے قدموں کے ساتھ چلاتی ہے اور ہلکی
آواز نکالتی ہے۔ شعثاء کا لعاب ٹھنڈی برف کی طرح ہے جو بادلوں
کے نیچے ایک جڑے ہوئے پتھر میں موجود ہو"

تشریح

شعثاء نامی خاتون کا تعارف پہلے بھی گزر چکا ہے، مذکورہ اشعار میں حضرت حسان نے انہی کا ذکر کیا ہے۔ آگے شراب کا ذکر ہے:

8- شُجَّتْ بِصَهْبَاءَ لَهَا سَوْرَةٌ من بيْتِ رَأسٍ عُتِّقتْ فی الخیامْ
9- عَتّقَها الحانوتُ دَهْراً فَقَدْ مرّ عَلَيْها فرْطُ عامٍ فعامْ
10- تَشْرَبُهَا صِرْفاً ومَمزُوجَةً ثم نُغَنّی فی بُیوتِ الرّخامْ
11- تدِبُّ فی الجِسْمِ دَبِیباً کما دَبّ دَبًی وَسطَ رَقاقٍ هَیامْ
12- کأساً اذا ماالشیخُ وَالی بهَا خَمْساً تَرَدّی بِرِدَاءِ الغُلامْ
13- مِنْ خمْرِ بَیْسانَ تَخَیّرْتُها تِرْیاقَةً تُسرِعُ فَتْرَ العِظامْ
14- یسْعی بها أحمَرُ ذو بُرْنُسٍ مُختلَقُ الذِفرَی شدیدُ الحِزَامْ
15- أرْوَعُ للدّعوَةِ مُستعجِلٌ لمْ یَثْنِهِ الشّانُ خفیفُ القِیامْ

"اس کا لعاب "صہبا" نامی شراب کے ساتھ ملا ہوا محسوس ہوتا ہے،
جس میں بیت راس نامی جگہ کی تیزی ہو اور اسے خیموں میں رکھ کر
پرانا کیا ہو۔ شراب بنانے والے نے اسے ایک عرصہ تک رکھ کے
پرانا کیا ہے اور پر تقریبا پندرہ سال گزر چکے ہیں۔ ہم اس شراب کو
پیتے ہیں اور پھر سنگ مرمر سے بنے محلات میں گانے گاتے ہیں۔
اس شراب کو پی کر جسم پر چیونٹی چلتی ہوئی محسوس ہوتی ہے جیسے نرم اور

سیدھی ریت پر چل رہی ہو۔ اگر اس شراب کے جام کو کوئی بوڑھا چڑھا لے تو وہ بھی ایک مست نوجوان کی طرح ہو جائے۔ شام کے علاقے بیسان کی شراب کو میں زہر کے تریاق کے طور پر استعمال کرتا ہوں جو تیزی سے ہڈیوں کے اندر اتر جائے۔ اس شراب کو سرخ رنگ کا وہ عجمی غلام پیش کرتا ہے، جس نے برنس نامی ٹوپی پہنی ہو، اور خلوق نامی خوشبو لگا رکھی ہو۔ اس غلام کی صفات یہ ہیں کہ وہ تیزی سے ہر پکار پر لبیک کہتا ہے اور اسے مہمانوں کی خدمت سے کوئی چیز نہیں روکتی اور وہ چاق و چوبند اور ہوشیار ہے"

تشریح

شراب کے اوصاف پر مشتمل مذکورہ اشعار انتہائی ادبی استعارات پر مشتمل ہیں۔

16- دَعْ ذِكْرَها وَانمِ الى جَسْرَةٍ جُلْذِيَةٍ ذاتِ مسرَاحٍ عَقَامْ

17- دِفِقَةِ المِشْيَةِ زَيّافَةٍ تهوِى خَنوفاً فى فُضُولِ الزّمامْ

18- تَحْسَبُها مَجْنُونَةً تَغْتَلى اذا لَفَعَ الآلُ رُؤُوسَ الاكام

"شراب کے ذکر کو چھوڑ و اور مضبوط، لمبی، تیز رفتار، قوی اور اعلیٰ نسل کی اونٹنی کا ذکر کرو جو چاق و چوبند اور بانجھ ہے۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتی ہے، ناز و انداز سے چلتی ہے اور نشاط کی وجہ سے اس کی ایک جانب جھک جاتی ہے۔ جب اتنی تیز دھوپ اور گرمی ہو کہ ٹیلوں پر سراب چھا جائے اس وقت بھی یہ دیوانہ وار بھاگتی چلی جاتی ہے"

تشریح

مذکورہ اشعار میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اپنی اونٹنی کی شاندار صفات کا تذکرہ کیا ہے۔

19- قَوْمى بَنُو النجّارِ اذْ أقبلَتْ شهْباءُ تَرْمى أهْلَها بالقَتامْ

20- لا نَخذُلُ الجارَ ولا نُسلِمُ الـ مَوْلى وَلا نُخصَمُ يوْمَ الخِصَامْ

21- مِنّا الذى يُحمَدُ معرُوفُهُ ويَفْرُجُ اللّزْبَةَ يوْمَ الزّحامْ

''میری قوم بنونجار ہے جب قحط سالی اور بدحالی چھا جاتی ہے تو ہم اپنی قوم کے لوگوں کے لئے کھانے کا انتظام کرتے ہیں۔ ہم اپنے ساتھیوں کو رسوا نہیں ہونے دیتے، اپنے غلاموں کا خیال رکھتے ہیں اور جنگ کے دن کبھی شکست نہیں کھاتے، ہم میں ایسے لوگ ہیں جن کے کارنامے قابل فخر ہیں اور ہم لوگ مشکل وقت کی تنگیوں کو دور کرنا جانتے ہیں''

تشریح

ان اشعار میں حضرت حسان بن ثابت نے اپنی قوم بنونجار کی سخاوت اور بہادری کا تذکرہ کیا ہے۔

﴿بنوتمیم کی آمد کے موقع پر﴾

[من الطويل]

بنوتمیم کی خدمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کا واقعہ تفصیل کے ساتھ گزر چکا ہے اور اس موقع پر کہے گئے لاجواب اشعار اور خطبات بھی آپ نے ملاحظہ فرمائے۔

بعض تاریخی روایات کے مطابق اس موقع پر حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار بھی کہے تھے:

1- هل المجدُ الا السُّوددُ العَوْدُ والندى وَجاهُ المُلوكِ وَاحتِمالُ العَظائِمِ
2- نَصَرْنا وَآوَيْنا النَّبِيَّ مُحَمَّداً على أنْفِ رَاضٍ مِن مَعَدٍّ وَرَاغِمِ
3- بحيٍّ حَرِيدٍ أصْلُهُ وَذِمارُهُ بجَابِيَةِ الجَوْلانِ وَسْطَ الأعاجِمِ
4- نَصَرْناهُ لَمّا حَلَّ وَسْطَ رِحالِنا بِأسْيافِنا مِنْ كُلِّ باغٍ وظالِمِ
5- جَعَلْنا بَنِينا دونَهُ وَبَناتِنا وَطِبْنا لَهُ نَفْساً بفَيْءِ المَغانِمِ

6- وَنحنُ ضرَبْنا الناسَ حتى تتابَعوا علی دِینِهِ بالمُرْهَفاتِ الصّوارِمِ

7- وَنحنُ وَلَدنا منْ قُرَيشٍ عَظیمَها وَلَدْنَا نَبیَّ الخَیْرِ مِنْ آلِ هاشِمِ

''یقیناً سرداری، سخاوت، بادشاہوں کی جاہ چشم اور بڑے امور کی برداشت کا نام ہی بزرگی اور رفعت ہے۔ ہم نے حضرت محمد ﷺ کو قبیلہ معد کے راضی اور ناراض لوگوں کی پرواہ کئے بغیر اپنے پاس ٹھکانہ دیا اور آپ ﷺ کی مدد ونصرت کا اعزاز حاصل کیا۔ ہم نے ایک قبیلے کے ساتھ ان کی نصرت کی جس کی اصل اور اس کے آباء غسان کے عجمی بادشاہوں کے درمیان مقام جولان میں پڑے ہیں۔ ہم نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو ان کے لئے آڑ بنا دیا اور ہم نے مال غنیمت کو خوشی کے ساتھ انہی کے لئے خاص کر دیا۔ ہم نے اسلام کے دشمنوں کو تیز دھار والی تلواروں سے مارا اور ان کے مرنے کے بعد لوگوں نے حضور ﷺ کے دین کی اتباع کی۔ قریش کے عظیم ترین شخص اور آل ہاشم کی افضل ترین ہستی یعنی حضرت محمد ﷺ کو ہمارے خاندان کی عورت نے جنم دیا ہے''

تشریح

آخری شعر میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی پیدائش کو اپنے خاندان کی طرف اس لئے منسوب کیا کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا قبیلہ بنو نجار حضور ﷺ کا ننھیال کہلاتا ہے کیونکہ حضور ﷺ کے دادا عبدالمطلب کی والدہ کا تعلق بنو نجار سے تھا۔

8- لنا المُلكُ فی الاشراكِ وَالسبقُ فی الهدیٰ وَنَصْرُ النّبیّ وابْتِناءُ المَكارِمِ

9- بَنی دارِمٍ لا تَفخُروا انّ فخرَكُمْ یَعودُ وَبالاً عندَ ذِكرِ المَكارِمِ

''جب ہم مشرک تھے تب بھی بادشاہ تھے اور اب ہدایت اختیار کرنے، حضور ﷺ کی مدد کرنے اور اعلیٰ عادات کو اختیار کرنے میں بھی ہم آگے ہیں۔ اے بنو دارم! تم فخر نہ کرو کیونکہ تمہارا فخر کرنا مکارم کے ذکر کے وقت وبال ثابت ہوگا''

تشریح

دارم، بنو تمیم کی ایک شاخ کا نام ہے۔ یہ خطاب دراصل بنو تمیم کو ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے مذکورہ دونوں اشعار میں ایطاء سے کام لیا ہے۔ ایطاء کا معنی ہے کہ ایک لفظ کو دو مرتبہ کسی قافیے میں استعمال کیا جائے، جیسے لفظ ''المکارم'' دونوں اشعار میں آ رہا ہے، شعراء کے نزدیک ایطاء کو شاعری کے عیوب میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاعر کا ذخیرہ الفاظ محدود ہے۔ لیکن جب حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار کہے تھے تو اس وقت چلتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا رہے تھے اس لئے ان کے ان اشعار کو معیوب قرار نہیں دیا جا سکتا۔

یہ بھی واضح رہے کہ ایطاء تمام شعراء کے نزدیک عیب نہیں، ابوعمرو بن العلاء کا کہنا ہے:

''الایطاء لیس بعیب''

''ایطاء عیب نہیں ہے''

ابن سلام جمحی کہتے ہیں:

''اذا کثر الایطاء فی قصیدة فھو عیب''

''جب کسی قصیدہ میں ایطاء زیادہ ہو تو یہ عیب ہے''

10- هِبِلْتُمْ عَلَيْنا تفخرُونَ وَأنتمُ ... لنَا خَوَلٌ مِنْ ظِئرٍ وَخادِمِ

11- فان كنتم جئتُمْ لحقنِ دِمائكُمْ ... وَأموَالِكُمْ أن تُقسَموا في المقاسِمِ

12- فَلا تَجْعلوا للهِ نِدّاً وَأسلِمُوا ... وَلا تلبَسوا زِيّاً كزِيّ الأعَاجِمِ

13- وإلاَّ أبَحناكُمْ وسُقْنا نِسائكُمْ ... بِصُمِّ القَنا والمُقْرَباتِ الصَّلادِمِ

14- وَأفضَلُ ما نِلْتُمْ من المجدِ والعُلى ... رِدافَتُنا عندَ احتِضارِ المَوَاسِمِ

''تمہارا کچھ نہ رہے! تم ہمارے سامنے آکر فخر کرتے ہو حالانکہ تم ہمارے تابع اور ہمارے خادم ہو۔ اگر تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم تمہیں قتل نہ کریں اور تمہارے مالوں کو غنیمت

میں تقسیم نہ کریں تو تمہیں چاہئے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، مسلمان ہو جاؤ اور بتوں کی عبادت سے توبہ کرلو، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تیز رفتار گھوڑوں اور مضبوط نیزوں کے ذریعے ہم تمہیں قتل کریں گے اور تمہاری عورتوں کو قیدی بنائیں گے۔ تمہارے لئے سب سے زیادہ فضیلت اور اعزاز کی بات یہ ہے کہ تم حج کے موقع پر ہماری نیابت اور تابعداری اختیار کرلو، اس طرح تم ہماری سب مجلسوں میں شریک ہو جاؤ گے"

ابن زبعریٰ کو جواب

[من الکامل]

عبد اللہ بن زبعریٰ نے غزوہ بدر میں ہلاک ہونے والے مشرکین کے بارے میں مرثیہ کہا، جس کے جواب میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار کہے:

1- ابْكِ بَكَتْ عيناكَ ثمّ تبادَرَتْ بدَمٍ يَعُلُّ غُرُوبَها سَجّامِ

2- ماذا بَكَيْتَ على الّذينَ تَتَابَعوا هَا ذَكَرْتَ مَكارِمَ الأَقْوَامِ

3- وَذكرْتَ مِنّا ماجِداً ذا هِمّةٍ سمْحَ الخَلائقِ ماجدَ الاقدامِ

4- أغنى النّبيّ أخا التكرّمِ والندى وَأبَرَّ مَن يُولى عَلى الأَقْسَامِ

5- فَلَمِثْلُهُ وَلَمِثْلُ ما يدعو لهُ كانَ المُمَدَّحَ ثمّ غيرَ كَهامِ

"اے ابن زبعریٰ! رو اور اتنا رو کہ تیری آنکھ سے آنسو خون کی طرح بہنے اور بارش کی طرح برسنے لگے، تجھے ان لوگوں پر کس چیز نے رلایا جو غزوہ بدر میں پے در پے مارے گئے، تو نے اچھے اخلاق اور اعلیٰ عادات والے لوگوں کو کیوں یاد نہ کیا، تجھے اس شخصیت کا خیال کیوں نہ آیا جو معزز، ہمت والے، مخلوق سے

سخاوت کا معاملہ کرنے والے اور بزرگی کے کام سرانجام دینے والے ہیں میری مراد حضرت محمد ﷺ ہیں، آپ لوگوں سے حسن سلوک فرماتے ہیں اور سخت دشمن کے ساتھ بھی نیکی کا معاملہ کرتے ہیں۔ آپ ﷺ اور آپ کی دعوت کے لئے مدحیہ الفاظ کہنے والے کو کوئی کمی نہیں کرنی چاہئے''

رات کا سورج

[من البسيط]

1- مَا بَالُ عَينيكَ يا حسّانُ لمْ تنَمِ ما انْ تُغمِّضُ الاّ مؤثِمَ القَسَمِ

2- لم أحسبِ الشمسَ تَبدو بالعِشاءِ فَقدْ لاقيْتَ شمساً تُجلّى ليْلَةَ الظُّلَمِ

3- فَرْعُ النساءِ وَفرْعُ القوْمِ وَالدُها أهْلُ الجلالةِ وَالايفاءِ بالذُمَمِ

4- لقدْ حلَفتَ ولم تحلِفْ على كذِبٍ يا ابْنَ الفُرَيعةِ ما كُلّفتَ من أمَمِ

''اے حسان! تیری آنکھوں کو کیا ہوا کہ وہ صرف اتنی دیر سوتی ہیں جتنی دیر میں قسم کھانے والا قسم کو توڑتا ہے۔ پہلے تو میں یہی خیال کرتا تھا کہ سورج رات کو نہیں نکل سکتا لیکن میں نے رات کی تاریکی میں سورج کو نکلے ہوئے دیکھا ہے یعنی اپنی محبوبہ کو رات میں دیکھا ہے۔ وہ تمام عورتوں میں سب سے اعلیٰ اور اس کا باپ قبیلے کا سردار ہے، وہ عزت والے اور وعدہ پورا کرنے والے لوگ ہیں۔ اے ابن فریعہ! تو نے قسم کھائی ہے کہ تو اپنے مقصد سے پیچھے نہیں ہٹے گا اور یہ ایک حقیقت ہے کہ تو نے کبھی جھوٹی قسم نہیں کھائی''

تشریح

''ابن فریعہ'' حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے۔

وفا کرو گے وفا کریں گے

[من الطویل]

1- أَلِينُ اذا لانَ العشيرُ فان تكُنْ بِهِ جِنَّةٌ فَجِنّتي أنا أقدمُ

2- قَرِيبٌ بَعِيدٌ خيرُهُ قبلَ شرِّهِ اذا طَلَبُوا مِنّي الغَرَامَةَ أغْرَمُ

''جب کوئی میرے ساتھ نرمی کرے تو میں بھی اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرتا ہوں لیکن اگر کوئی سرکشی پر اتر آئے تو میں دیوانہ پن میں اس سے آگے نکل جاتا ہوں۔ اگر لوگ میرے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں تو میری بھلائیاں دور نہیں ہیں اور اگر سختی کریں تو میرے شر سے بچ نہیں سکتے۔ جب لوگ اپنی دیت کی ادائیگی کے لئے مجھ سے مدد طلب کریں تو میں ان کی بھرپور مدد کرتا ہوں اور اس معاملہ میں تاخیر نہیں کرتا''

تشریح

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے مذکورہ اشعار کا مفہوم اردو کے ان اشعار سے بھی عیاں ہوتا ہے:

وفا کرو گے وفا کریں گے جفا کرو گے جفا کریں گے
ہم آدمی ہیں تمہارے جیسے جو تم کرو گے وہ ہم کریں گے

یا یوں کہیے:

ہمیں اپنی راہ سے ہٹا کے دکھاؤ
ذرا زور بازو چلا کے دکھاؤ
محبت میں مانگو تو جاں بھی تمہاری
غضب میں نگاہیں ملا کے دکھاؤ

وفا کا صلہ ہم وفا ہی سے دیں گے
جفا کر کے دامن بچا کے دکھاؤ

3- اذا ماتَ منّا سيّدٌ سادَ مثلُهُ رَحِيبُ الذّرَاعِ بالسيادةِ خِضرِمُ
4- يُجِيبُ الى الجُلّى وَيحتضِرُ الوَغَى أخو ثِقَةٍ يَزْدَادُ خيراً ويُكرَمُ

''ہمارے قبیلے کے کسی سردار کا جب انتقال ہو جاتا ہے تو اس کی جگہ ایک اور بہادر، سخی اور صاحب بصیرت سردار لے لیتا ہے۔ وہ ہر اہم معاملے کے تیار رہتا ہے اور لڑائی میں شرکت کرنے کا دلدادہ ہے، بااعتماد ساتھی ہے اور ہر وقت اس کی خیر اور اکرام میں اضافہ ہوتا رہتا ہے''

کسریٰ کا واقعہ

[من الطويل]

ایک مرتبہ ایران کے بادشاہ کسریٰ نے غسان کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا، حضرت حسان رضی اللہ عنہ چونکہ غسانی بادشاہوں کے لئے اشعار کہا کرتے تھے اس لئے انہوں نے اس آدمی کی حمایت میں کچھ اشعار کہے:

1- تَناوَلَنى كِسْرى ببُؤسي وَدونَهُ قِفافٌ منَ الصَّمّانِ فالمُتَثَلِّمِ
2- فَفَجّعَنى لا وَفّقَ اللّهُ أمْرَهُ بأبيضَ وَهّابٍ قليلِ التجهّمِ
3- لِتَعْفُ مِياهُ الحارِثَينِ وقدْ عَفَتْ مِياهُهُما منْ كلّ حيّ عَرَمْوَمِ

''کسریٰ نے مجھے بہت تکلیف پہنچائی ہے لیکن اس تک پہنچنے کے لئے درمیان میں اونچی اور مضبوط چٹانیں اور متثلم کا علاقہ ہے، اللہ اسے تباہ کرے اس نے آن ہی آن میں مجھے غمگین کر چھوڑا ہے اور

ایسے شخص کو قتل کر دیا جو سفید روشن چہرے والا اور خوب عطا کرنے والا تھا۔ اور سخاوت کے وقت ترش روئی سے کام نہ لیتا بلکہ خندہ پیشانی سے خرچ کرتا تھا۔ کسریٰ نے اس آدمی کو اس لئے مارا تاکہ دونوں ''حارثوں'' کی عظمت کے نشان کو مٹا دے حالانکہ ان کے نشانات تو بہت پہلے سے مٹ چکے ہیں''

تشریح

شارحین پر یہ بات پوری طرح واضح نہیں ہوسکی کہ ''الحارثین'' سے کون سے دو حارث مراد ہیں البتہ لسان العرب کے حوالے سے اتنا کہا جاسکتا ہے کہ اس سے مراد حارث اکبر اور اس کا بیٹا حارث اعرج ہیں جو کہ غسانی تھے۔

اس شعر میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ غسانی بادشاہوں کی جو شان پہلے ہوا کرتی تھی اگر باقی رہتی تو کسری اس فعل شنیع کی جرأت نہ کرسکتا تھا۔

4- وَأَقْفَرَ مِنْ حُضّارِهِ وِرْدُ أَهْلِهِ وقد كان يُرْوَى في قِلالٍ وَحنْتَمِ

5- وَقُلْتُ لِعَيْنٍ بالجُوَيّةِ يا اسْلَمي نَعَمْ ثمّ لَمْ تَنطِقْ ولم تتكلّمِ

6- دِيارُ مُلُوكٍ قَدْ أَراهُمْ بِغِبْطَةٍ زَمانَ عَمودُ المُلْكِ لَمْ يَتَهَدّمِ

''ان بادشاہوں کے سیرابی اور غنا کے طالب اپنی پیاس بجھانے آیا کرتے تھے اور وہ انہیں بڑے بڑے مٹکوں اور سبز گھڑوں کا پانی پلاتے تھے یعنی ان کی تمنا کو اعلیٰ پیمانے پر پورا کرتے، لیکن اب یہ بہاریں ختم ہو چکی ہیں۔ میں نے مقام جویہ کے چشمے کو کہا'' تجھے جو مصیبت اور درد پہنچا ہے اس کی وجہ سے تو رک جا'' وہ چشمہ خاموش رہا اور اس نے مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ یہ ان بادشاہوں کے گھر ہیں جنہیں میں رشک کی نگاہ سے دیکھا کرتا تھا ان لوگوں کی عظمت کے ستون ایک طویل عرصے تک منہدم نہیں ہوئے تھے''

تشریح

آخری شعر میں بادشاہوں سے مراد بنو جفنہ کے غسانی بادشاہ ہیں۔

7- لَعَمْری لَحَرْثٌ بینَ قُفٍّ وَرَمْلَةٍ بِبَرْثٍ عَلَتْ أنهارُهُ کلَّ مَخْرَمِ

8- لَدَی کلِّ بُنیانٍ رَفیعٍ وَمجْلسٍ تَشاوَی وکأسٍ أُخلِصَتْ لم تَصَرَّمِ

9- أَحَبُّ الی حسّانَ لوْ یَسْتَطِیعُهُ مِنَ المُرْقَصاتِ منْ غِفارٍ وَأسلمِ

''حسان کو قبیلہ غفار اور قبیلہ اسلم کے تیز رفتار اور اعلیٰ گھوڑوں سے زیادہ محبوب وہ کھیتی ہے جو ریتیلی اور پتھریلی زمین کے درمیان ایک ہموار جگہ پر ہو اور اس کی نہروں کا پانی خوب جاری ساری ہو، اس کے قریب ایک ایک بلند عمارت ہو اور میرے دوستوں کی مجلس ہو جس میں شراب کے جام چلائے جا رہے ہوں''

اللہ نے ہمیں عزت بخشی ہے!!!

[من الکامل]

1- اللّٰهُ أکْرَمَنا بنصرِ نبیّه وَبنا أقامَ دَعائِمَ الاسْلامِ

2- وَبنا أعَزَّ نَبِیَّهُ وَکِتابَهُ وَأعزَّنَا بالضَّرْبِ والاقْدامِ

3- فی کُلِّ مُعْتَرَكٍ تَطِیرُ سُیوفُنا فیه الجماجمَ عن فِرَاخِ الهامِ

4- یَنْتابُنا جِبْریلُ فی أبْیاتِنا بفَرَائِضِ الاسلامِ والأحکامِ

5- یتْلو علینا النورَ فیها مُحْکَماً قِسْماً لَعمرُكَ لیْسَ کالأقْسامِ

6- فَنکونُ أوّلَ مُستحِلِّ حَلالِهِ وَمُحَرِّمٍ لِلّهِ کُلَّ حَرَامِ

7- نَحْنُ الخِیارُ مِنَ البرِیّةِ کُلِّها وَنِظامُها وَزِمامُ کلِّ زِمَامِ

8- الخائضو غَمَراتِ کلِّ مَنِیّةٍ وَالضّامِنونَ حَوَادِثَ الأیّامِ

9- وَالْمُبْرِمُونَ قُوَى الأُمُورِ بِعَزْمِهِمْ وَالنَّاقِضُونَ مَرَائِرَ الأَقْوَامِ

10- سَائِلْ أَبَا كَرِبٍ وَسَائِلْ تُبَّعاً عَنَّا وَأَهْلَ الْعِتْرِ الأَزْلَامِ

''اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ اعزاز بخشا کہ اس نے اپنے نبی کی نصرت کا کام ہم سے لے لیا اور اللہ نے اپنے فضل سے ہمیں توفیق عطا فرمائی کہ اسلام کے ستون ہمارے ذریعے بلند ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذریعے اپنے نبی اور ان کی کتاب کو زمانے میں معزز بنایا اور ہمیں ہماری ثابت قدمی اور جرأت کی بنا پر عزت بخشی۔ ہر جنگ میں ہماری تلواریں اڑتی ہوئی جاتی ہیں اور دشمن کی کھوپڑیوں کو مار گراتی ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمیں اسلام کے احکام اور فرائض سکھاتے ہیں اور ہمارے لئے قرآن مجید کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں، یہ قرآن عام کلاموں کی طرح نہیں بلکہ اس کی شان بہت بلند ہے۔ ہم ہی وہ پہلے لوگ ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کی تصدیق کی اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حلال جانا اور اس کی حرام کردہ چیزوں کو حرام، ہم ساری مخلوق میں سب سے بہتر اور بہادر لوگ ہیں۔ ہم ایسی جگہوں میں کود پڑتے ہیں جہاں موت نے اپنی بانہیں پھیلا رکھی ہوں اور زمانے کے حوادثات کا مقابلہ کرنے کی ہم میں بھرپور سکت موجود ہے۔ ہم عزم وارادہ کی طاقت رکھتے ہیں اور ظلم کی مضبوط رسیوں کو توڑنا جانتے ہیں۔ ابو کرب، تبع، بتوں کے نام پر قربانی کرنے والوں اور تیروں کے ذریعے فال نکالنے والوں سے ہمارے بارے میں سوال کرکے دیکھ لو''

تشریح

''ابو کرب'' سے مراد ابو کرب یمانی ہے، اس کا نام اسعد بن مالک حمیری ہے، یہ

حمیر کے ایک بادشاہ کا نام ہے۔

''تبع'' تبابعہ کی جمع ہے، تبع یمن کے بادشاہوں کو کہا جاتا ہے۔

مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت حسان کی قوم بنونجار کی اصل یمن سے تعلق رکھتی تھی۔

11- وَاسألْ ذَوِی الألبابِ عن سَرَوَاتِهِم يَوْمَ العُهَيْنِ فَحاجِرٍ فرُؤامِ

12- انّا لَنَمْنَعُ مَنْ أرَدْنا مَنعَهُ وَنَجُودُ بالمعرُوفِ للمُعْتامِ

13- وَتَرُدُّ عَادِيَةَ الخَميسِ سيوفُنا ونُقيمُ رَأسَ الأَصْيَدِالقَمقامِ

14- مازَالَ وَقْعُ سيوفِنا وَرِماحِنا في كلِّ يَوْمِ تَجالُدٍ وَتَرَامِ

15- حتى تركنا الأَرْضَ سهلاً حَزْنَها مَنْظُومَةً مِنْ خَيْلِنا بِنِظامِ

16- وَنجا أرَاهِطُ أبْعَطوا وَلَوأنّهم ثَبَتُوا لمَا رَجَعوا اذاً بسلامِ

17- فَلئِنْ فخرْتُ بهم لَمِثْلُ قديمِهِمْ فَخَرَ اللّبيبُ بِهِ على الأقْوامِ

''عقل مند لوگوں سے پوچھ لو کہ عہین، حاجز اور رؤام کی لڑائیوں میں معزز اور اشراف لوگ ہمارے قبیلوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ہم جسے روکنے کا ارادہ کرلیں اسے روک کر رہتے ہیں اور ہم اپنے دوستوں پر سخاوت کا فیضان برساتے ہیں۔ لشکر کے حملوں کو ہماری تلواریں روک لیتی ہیں اور ہم بہادر اور عظیم سردار کے سر پر چوٹ لگاتے ہیں۔ جب بھی جنگ کا دن آتا ہے تو ہماری تلواریں اور نیزے خوب چلتے ہیں۔ ہمارے گھوڑے زمین پر اس قوت کے ساتھ بھاگتے ہیں کہ زمین ان کے سموں سے بالکل روندی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ جو لوگ ہماری دشمنی پر اتر آئیں اور اس پر پوری طرح ثابت قدم ہوں تو وہ میدان جنگ سے سلامتی کے ساتھ واپس نہیں جاسکتے۔ اگر میں اپنے ان ساتھیوں پر فخر کرتا ہوں تو کیا ہوا ان جیسے لوگوں پر ہمیشہ فخر کیا جاتا رہا ہے''

جبلہ بن ایہم غسانی کا واقعہ

[من الکامل]

جب جبلہ بن ایہم غسانی عیسائی ہوکر روم چلا گیا تو اس نے وہاں سے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے ایک بہت بڑا عطیہ بھیجا کیونکہ اسے یہ خبر پہنچی تھی کہ وہ بوڑھے ہوگئے ہیں اوران کی بینائی بھی ختم ہوچکی ہے۔

جب وہ آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے ہرقل اور جبلہ کے بارے میں پوچھا تو اس نے ان کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مکمل تفصیلات بتائیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''کیا تو نے کبھی جبلہ کو شراب پیتے ہوئے دیکھا ہے؟''

اس آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہاں میں جواب دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کرے کیونکہ اس نے دنیا کی فانی زندگی کو اختیار کرلیا اور آخرت کی باقی رہنے والی زندگی کو ضائع کردیا اس کی یہ تجارت انتہائی نقصان دہ اور بے فائدہ ہے''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''کیا اس نے تیرے ساتھ کوئی چیز بھیجی ہے''

اس آدمی نے کہا ''اس نے حضرت حسان کی طرف پانچ سو دینار اور ریشم کے پانچ کپڑے بھیجے ہیں''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے یہ چیزیں منگوایں اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو بلوایا۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے آتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور کہا ''اے امیر المؤمنین! مجھے آل جفنہ کی بو آرہی ہے''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''اللہ تعالیٰ نے اس بو کو تم سے دور کردیا اور تمہارے لئے مدد بھیجی ہے''

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ان چیزوں کو لیا اور یہ کہتے ہوئے چل پڑے:

1- انَّ ابنَ جَفنَةَ مِنْ بَقِيَّةِ مَعْشَرٍ لم يَغْذُهُمْ آباؤُهُمْ باللُّومِ

2- لَمْ ينسَنى بالشامِ اذْ هوَ رَبُّها كلاّ ولا مُتنصراً بالرّومِ

3- يُعطى الجَزيلَ وَلا يَراهُ عندهُ الاّ كبَعْضِ عطِيّةِ المَذمومِ

4- وَأتيتهُ يوماً فقرّبَ مجْلِسى وَسقى فَروّانى منَ الخُرطومِ

''ابن جفنہ ان لوگوں میں سے ہے جنہیں ان کے آباء نے ذلت کی غذا نہیں دی، جب وہ شام میں تھا اس وقت بھی مجھے نہیں بھولا اور روم میں جا کر جب عیسائی ہو گیا تو اس وقت بھی اس نے مجھے فراموش نہیں کیا۔ وہ مال کثیر عطا کر کے بھی یہ سمجھتا ہے کہ اس نے کچھ بھی نہیں دیا۔ ایک دن میں اس کے پاس گیا اور اس کی مجلس میں حاضر ہوا تو اس نے مجھے خالص انگوروں کی بنی ہوئی عمدہ شراب پلائی''

یہ اشعار سن کر ایک آدمی نے کہا ''کیا آپ ان لوگوں کا ذکر کر رہے جو پہلے بادشاہ تھے پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں فنا کر دیا؟''

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا ''اس آدمی کا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟''

اس نے کہا ''میں مزنی ہوں''

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا ''اگر رسول اللہ ﷺ سے تمہارا تعلق نہ ہوتا تو میں تمہارے گلے میں اس طرح پٹہ ڈالتا جیسے کبوتر کی گردن میں طوق نما حلقہ ہوتا ہے''

پھر حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے پوچھا جو جبلہ بن ایہم کی طرف سے تحفے لے کر آیا تھا ''تجھے رخصت کرتے ہوئے اس نے کیا کہا تھا؟''

اس آدمی نے بتایا کہ جبلہ نے مجھے یوں کہا تھا کہ اگر حسان زندہ ہوں تو یہ تحفے انہیں دے دینا اور اگر ان کا انتقال ہو گیا ہو تو ان کی قبر پر کپڑے ڈالنا اور ان دنانیر کے اونٹ خرید کر انہیں ان کی قبر پر ذبح کر دینا۔

یہ سن کر حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا'' کاش کہ تو مجھے مردہ حالت میں پاتا اور میرے ساتھ یہی معاملہ کرتا''

میرا قابل قدر اور عظیم خاندان

[من الطویل]

1- لِمَنْ مَنزِلٌ عَافٍ كَأَنّ رَسُومَهُ خَيَاعِيلُ رَيطٍ سابِرِيّ مُرَسَّمِ
2- خلاءُ المبادی مابهِ غیرُ رُكَّدٍ ثلاثٍ كأمثالِ الحمائمِ جُثَّمِ
3- وَغيرُ شَجيجٍ ماثِلٍ حالَفَ البِلى وَغيرُ بقايا كالسحيقِ المُنمنَمِ
4- تَعُلُّ رِياحُ الصّيفِ بالي هَشِيمهِ على مائلٍ كالحَوْضِ عافٍ مُثَلَّمِ
5- كَسَتهُ سَرَابيلَ البِلى بعدَ عهدِهِ وَجَوْنٌ سَرَى بالوَابِلِ المُتهزِّمِ
6- وَقدْ كانَ ذا أهْلٍ كبيرٍ وَغِبْطَةٍ اذا الحبلُ حبلُ الوَصْلِ لم يتصرّمِ
7- واذْ نحنُ جيرانٌ كثيرٌ بِغِبْطَةٍ واذْ مامضى من عَيْشِنا لم يُصَرَّمِ
8- وَكلُّ حَثيثِ الوَدْقِ مُنبعِقِ العُرَى مَتى تُزْجِهِ الرّيحُ اللّواقِحُ يَسجُمِ
9- ضَعيفِ العرَى دانٍ منَ الأرْضِ بَرْكُهُ مُسِفٍّ كمِثْلِ الطّوْدِ أكظَمَ أسْحَمِ

''یہ کھنڈرات بنے گھر کس کے ہیں،ان کے نشانات باریک اور بکھرے ہوئے کپڑے کی طرح ہیں۔ان کی بنیادیں کھلی ہو چکی ہیں جن میں سوائے چولہے کے پتھروں کے اور کچھ باقی نہیں یہ پتھر ان کبوتروں کی طرح ہیں جو زمین سے سینہ لگائے بیٹھے ہوں۔ وہاں خیموں کو ٹھہرانے کے لئے لگائے گئے سہاروں اور اجڑے نشانات کے سوا کچھ باقی نہیں۔ گرمیوں کی ہوائیں یہاں مستقل چلتی رہتی ہیں اور یہاں بنے حوضوں کو بھر رہی ہیں۔ ہواؤں نے ان دیار اور حوضوں کو قدامت کا لباس پہنا دیا ہے اور برسنے والے سیاہ بادلوں نے اس لباس کو مضبوط سے مضبوط تر کیا ہے۔ جب تک یہاں رہنے والوں نے اس علاقہ کو خیر باد نہ کہا تھا اس وقت

تک یہ عزت وشان والے قابل رشک لوگوں کا مسکن تھی۔ اس وقت ہم ان کے پڑوسی تھے اور ان پر رشک کرتے تھے لیکن جدائی کی گھڑیوں نے ہماری خوشیوں کو تار تار کردیا۔ یہاں پر تیز اور موسلادھار برسنے والی بارش نے ہلچل مچا رکھی ہے جس کا سیاہ اور گرج دار بادل زمین کے قریب ہوکر برستا ہے''

10- فان تكُ لَيْلى قد نأتْكَ ديارُها وَضَنّتْ بحاجاتِ الفُؤادِ المُتيّمِ

11- وَهمّتْ بصرْمِ الحبلِ بعدَ وِصَالهِ وَأصْغتْ لِقوْلِ الكاشِحِ المُتزَعِمِ

12- فما حَبلُها بالرّثّ عندى وَلا الذى يُغَيّرُه نأىٌ وانْ لَمْ تكلّمِ

13- لَعَمْرُ أبيكِ الخيرِ ماضاعَ سرُكم لَدَىّ فتجزِينى بِعاداً وتَصْرِمى

14- وما حبها لو وكلتنى بوصله ولو صرم الخلان بالمتصرم

15- وَلا ضِقتُ ذَرْعاً بالهوَى اذ ضَمنتهُ وَلا كُظّ صَدْرى بالحديثِ المُكتّمِ

16- وَلا كانَ ممّا كانَ ممّا تقَوّلوا عَلىّ وَنثوا غيرَ ظنّ مرَجّمِ

17- فانْ كُنتِ لمّا تُخبَرِينى فسائلى ذَوى العلمِ عنّا كيْ تنبّىْ فتعلمى

18- مَتَى تَسْألى عنّا تُنبّىْ بأنّنا كِرَامٌ وانّا أهلُ عِزٍّ مُقَدّمِ

''لیلیٰ کے مکانات تجھ سے دور ہوگئے ہیں اور اس نے ہمارے دل کی حاجات پورا کرنے میں بخل سے کام لیا ہے۔ اس نے تعلق کی رسی کو توڑ دیا اور کینہ پرور دشمن کی باتوں میں آگئی۔ لیکن میرے دل میں موجود اس کے تعلق کی رسی نہ تو پرانی ہوئی اور نہ ہی اس میں تبدیلی آئی ہے اگرچہ اس سے کوئی بات نہ بھی ہو لیکن تعلق جوں کا توں قائم ہے۔ تیرے سراپا خیر باپ کی قسم! میں نے تیرے رازوں کو افشاء نہیں کیا لیکن تو نے مجھے دوریاں بدلے میں دیں اور جدائیاں ڈال دیں۔ اگر وہ اپنی محبت کا کچھ حصہ مجھے دے دے تو اس کی محبت میرے دل سے کبھی جدا نہ ہوگی خواہ سب دوست جدا ہو جائیں۔ جب میں کسی سے وفا کا عہد کرلوں تو میرا دل اس کا احاطہ کرنا جانتا

ہے اور جب میں کسی بات کو دل میں چھپانے کا فیصلہ کرلوں تو اسے میرے دل سے اگلوایا نہیں جاسکتا۔ میرے دشمن جو باتیں میرے بارے میں گھڑ رہے ہیں یہ تمام الزامات بے بنیاد اور ناقابل یقین ہیں۔ اگر تجھے میرے بارے میں علم نہیں تو تجھے چاہئے کہ تو جاننے والوں سے ہمارے بارے میں پوچھ لے تاکہ تجھے بتادیا جائے اور تجھے علم ہوجائے، جب تو ہمارے بارے میں سوال کرے گی تو تجھے بتایا جائے گا ہم معزز اور قابل اکرام لوگ ہیں"

19- وَأنّا عَرَانِينُ صُقورٍ مَصَالِتٌ نَهُزّ قَنَاةً مَتْنُها لَمْ يُوَصَّمِ

20- لَعَمْرُكِ ما المُعْتَرُّ يأتى بلادَنا لِنمْنَعَهُ بالصّانِعِ المُتهَضَّمِ

21- وَمَا السيّدُ الجَبّارُ حِينَ يُرِيدُنا بِكَيْدٍ عَلى أرْماحِنا بِمُحرَّمِ

22- وَلا ضَيْفُنا عندَ القِرىٰ بِمُدفَّعٍ وَما جارُنا فى النائِباتِ بمُسْلَمِ

23- نُبيحُ حِمىٰ ذى العزّ حينَ نكيدُهُ وَنَحمى حِمانَا بالوَشيجِ المُقوَّمِ

24- وَنحنُ اذا لَمْ يُبرِمِ النّاسُ أمرَهُمْ نكونُ على أمْرٍ من الحقّ مُبرَمِ

25- وَلَوْ وُزِنَتْ رَضْوَى بحلْمِ سَرَاتِنا لَمَالَ بِرَضْوَى حِلمُنا وَيلَمْلَمِ

26- وَنحْنُ اذا ما الحرْبُ حُلّ صِرَارُها وَجادَتْ على الحُلاّبِ بالموْتِ والدمِ

27- وَلمْ يُرْجَ الاّ كلُّ أورع ماجِدٍ شَديدِ القُوى ذى عزّةٍ وتكرّمِ

28- نكونُ زِمامَ القائدينَ الى الوَغى اذا الفَشِلُ الرّعديدُ لم يتقدّمِ

29- فنحنُ كذاكَ الدّهرَ ما هبّتِ الصَّبا نَعودُ على جُهّالهم بالتحلُّمِ

30- فلْو فهِموا أوْ وُفّقوا رُشدَ أمرِهمْ لَعُدنا عليهمْ بعدَ بُؤسَى بأنعُمِ

31- وانّا اذا ما الأفُقُ أمسَى كأنّما على حافَتَيْهِ مُمْسِياً لوْنُ عَندمِ

32- لَنُطعمُ فى المَشتى ونطعنُ بالقَنا اذا الحرْبُ عادتْ كالحرِيقِ المُضرَّمِ

33- ونلقى لَدَى أبياتِنا حينَ نُجتدَى مجالِسَ فِيها كُلُّ كهلٍ معمَّمِ

34- رَفيعِ عِمادِ البيتِ يسترُ عِرْضَهُ من الذمّ ميمونِ النقيبةِ خِضرِمِ

35- ضَرُوبٍ بأعجازِهِ القِداحِ اذا شتَا سَريعٍ الى داعى الهِياجِ مُصَمّمِ

''ہم سرداری کی صلاحیت رکھنے والے اور معاملات کی سوجھ بوجھ رکھنے والے لوگ ہیں ہم میدان جنگ میں ایسے نیزے چلاتے ہیں جن کی دھار انتہائی تیز ہے۔ تیری عمر کی قسم! جب تک کوئی شخص اپنے مسائل کے حل کے لئے ہمارے پاس آتا رہے گا اس وقت تک ہم اس کی ضرورت پوری کریں گے۔ جب کوئی سردار کسی کے ظلم سے بچنے کے لئے ہمارے علاقے کا رخ کرے گا تو ہمارے نیزیں چلنے لگیں گے اور ہم اسے محروم نہیں کریں گے۔ ہمارے بلادعوت آنے والے مہمانوں کو ضیافت کے وقت اٹھایا نہیں جاسکتا۔ مشکل حالات میں ہمارے حمایتی کو کسی قسم کی پریشانی نہیں اٹھانی پڑتی۔ دلیر اور بہادر لوگوں کے علاقوں پر قبضہ کرنا ہمارے لئے آسان ہے جبکہ اپنے علاقے کی حفاظت کے لئے ہم نے مضبوط اور شاندار نیزے تیار کر رکھے ہیں۔ جب لوگوں کے لئے کوئی معاملہ مشکل اور پریشان کن بن جائے تو اس میں آسانیاں ہمارے ذریعے سے پیدا ہوتی ہیں۔ اگر ہمارے معزز لوگوں کی عقلیں ایک پلڑے میں اور رضوی پہاڑ دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو یلملم اور رضوی دونوں پہاڑوں سے وزنی ہمارے لوگوں کی سمجھ اور فہم ہوگی۔ جب جنگ اپنے بندھن کو کھول دیتی ہے تو ہم موت اور خون کے ذریعے اسے روکتے ہیں۔ جنگ کے موقع پر تو کسی باصفات، معزز، بہادر اور سخی آدمی سے ہی امید رکھی جاسکتی ہے، جب بزدل اور ضعیف لوگ کانپتے ہیں اور آگے بڑھنے سے انکار کردیتے ہیں تو اس وقت ہم ہی جنگ کے میدان میں آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ جب لوگ جہالت اور نادانی پر اتر آئیں تو ہم ان کی نادانی کا جواب حلم اور بردباری کے ساتھ دیتے ہیں۔ اگر لوگوں کو ٹھیک بات سمجھ میں آجائے اور انہیں درست راہ نظر پڑے تو

ہم جنگ کے بعد ان پر نعمتیں بھی لٹاتے ہیں، جب افق خون کی طرح سرخ ہو جائے یعنی جب قحط اور بھوک لوگوں پر ڈیرے ڈال لے تو ہم لوگوں کو مختلف قسم کے کھانے کھلاتے ہیں اور جب جنگ آگ کی طرح بھڑک جائے تو ہم نیزے چلاتے ہیں۔ جب کوئی شخص بخشش کی تلاش میں ہمارے دروازوں پر آئے تو اسے ہمارے علاقے میں ایسے باعمر سردار ملے گے جن کے سر پر پگڑیاں ہیں۔ وہ سردار مہمان نواز، اپنے عزت کے محافظ، بابرکت نفوس والے اور سخی باصفا ہیں۔ ان کے پاس ''میسر'' نامی کھیل کا انتظام ہوتا ہے اور وہ مظلوم کی آواز کی طرف لپک کر جاتے ہیں''

تشریح

''میسر'' سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں اہل لغت نے مختلف احتمالات ذکر کیے ہیں:

1- مراد تیروں سے کھیلا جانے والا جوا ہے۔

2- ہر وہ کھیل جس میں جوئے کی طرح بازی لگائی جائے، جیسے شطرنج وغیرہ یا بچوں کا اخروٹ کا ایک کھیل۔

3- وہ اونٹ جس پر جوا کھیلا جاتا تھا، عربوں میں یہ رسم تھی کہ اونٹ ذبح کرتے اور اس کے دس یا اٹھائیس حصے کرتے پھر تیروں سے قرعہ نکالتے جس کے نام پر بے نشان تیر نکلتا اس کو ذبح شدہ اونٹ کی قیمت ادا کرنا پڑتی تھی۔

عربوں میں میسر کے رواج کو پسندیدہ سمجھا جاتا تھا، ڈاکٹر یوسف الشیخ محمد البقاعی لکھتے ہیں:

''والمیسر کان عندھم من مکارم فعالھم''

''میسر'' عربوں کے قابل تعظیم افعال میں سے تھا''

36- أَشَمَّ طَوِيلِ السَّاعِدَيْنِ سَمَيْدَعٍ مُعِيدٍ قِرَاعِ الدَّارِعِينَ مُكَلَّمِ

''یہ سردار معزز، لمبی بازوؤں والے یعنی بہادر، خوبصورت جسم

والے، دشمن کو منہ توڑ جواب دینے والے اور کثرت لڑائی کی وجہ سے زخمی رہنے والے ہیں"

مطعم بن عدی کی تعریف میں کچھ اشعار

[من الطويل]

مطعم بن عدی قریش کے نرم دل اور خدا ترس بزرگوں میں تھے، ان کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کی ابتدائی زندگی میں جبکہ آپ کے پیش نظر ہر چاروں طرف سے مصائب و آلام کا ہجوم تھا، بڑی امداد ملی۔

مکہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغی کوششیں بارآور ہونے لگیں اور قریش کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فریضہ تبلیغ سے روکنے کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو آپس میں معاہدہ کر کے بنو ہاشم کا مقاطعہ کر دیا جس کی رو سے بنی ہاشم میں شادی بیاہ اور خرید و فروخت وجملہ معاشرتی تعلقات ناجائز قرار پائے اور یہ عہد نامہ خانہ کعبہ میں آویزاں کر دیا گیا، اس معاہدہ کی رو سے چونکہ قریش کی دوسری شاخوں کا میل جول بنی ہاشم کے ساتھ ممنوع ہوگیا تھا، اس لیے بنی ہاشم شعب ابی طالب میں چلے گئے، اور تین سال تک اس قید میں زندگی بسر کرتے رہے۔

اس طویل مدت میں شعب ابی طالب پر برابر قریش کا پہرا قائم رہا اور از قسم خورد و نوش کوئی چیز شعب ابی طالب میں نہ جانے پاتی تھی، لیکن اس گروہ اشقیا میں کچھ نرم دل بھی تھے، جو کھانے پینے کی چیزیں چرا چھپا کر پہنچا دیا کرتے تھے، آخر میں بعض منصف مزاجوں نے اس ظالمانہ معاہدہ کے خلاف صدا بلند کی اور کوشش کر کے اسے چاک کر دیا، ان اجتماع کرنے والوں میں ایک مطعم بن عدی بھی تھے۔ (1)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ابوطالب کے بعد جب مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی

(1) سیرة ابن هشام (1/204)

ظاہری سہارا باقی نہ رہا اور تبلیغ کے لئے آپ طائف تشریف لے گئے اور وہاں سے خاطر خواہ ردعمل کے بغیر واپس لوٹے تو اس وقت مکہ کا ذرہ ذرہ آپ کا دشمن ہو رہا تھا، بظاہر کوئی جائے پناہ باقی نہ تھی۔

مطعم کی نرم دلی سے آپ واقف تھے، اس لیے مکہ کے پاس پہنچ کر ان سے پناہ طلب کی، مطعم گو اس وقت کافر تھے، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درخواست پر آپ کو اپنی حمایت میں لے لیا، مطعم کو معلوم تھا کہ رسول اللہ کو اپنی حمایت میں لینا تمام مشرکین مکہ کو مقابلہ کی دعوت دینا ہے، اسی لیے حمایت میں لینے کے بعد ہی اپنے لڑکوں کو حکم دیا کہ ہتھیار لگا کر حرم میں آئیں، پھر خود حرم میں جا کر بآواز بلند اعلان کیا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے۔

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اسی منصف مزاج اور نرم دل باپ کے فرزند تھے، لیکن قومی عصبیت قبول حق سے مانع آتی تھی، مشرکین مکہ اور مسلمانوں کے درمیان سب سے پہلا معرکہ بدر ہوا، اس میں جبیر شریک نہ ہو سکے تھے، لیکن اپنے قیدیوں کو فدیہ دیکر چھڑانے آئے تھے، جس وقت وہ پہنچے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں مصروف تھے اور سورۂ طور کی آیات تلاوت فرما رہے تھے، جبیر مسجد میں داخل ہوئے تو کلام اللہ کی سحر انگیز آیتیں کانوں میں پڑیں، انہیں سن کر جبیر اس درجہ متاثر ہوئے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا تھا قلب پھٹ جائے گا۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے نماز قائم کرنے کے بعد انہوں نے آپ سے بدر کے قیدیوں کے بارے میں گفتگو کی آپ نے ان کے باپ کے احسانات کو یاد کر کے فرمایا:

((لو كان أباك الشيخ حيا فأتانا فيهم لأطلقتهم له))

"اگر تمہارے باپ زندہ ہوتے اور وہ سفارش کرتے تو میں ان قیدیوں کو چھوڑ دیتا" (1)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار مطعم بن عدی کی تعریف میں ہیں

---

(1) مسند احمد بن حبل (88/4)، الاستیعاب (90/1)

1- أعينِ ألا ابكی سيّدَ الناس وَاسفحی بدَمْع فان أنزَفتِهِ فاسكُبی الدَّمَا
2- وَبَكّی عَظيمَ المَشْعرَينِ وَرَبَّها على الناسِ معرُوفٌ لَهُ ما تكلّما
3- ولوْ أنّ مجْدًا أخلد الدهر واحِداً من الناس أبقى مجدُهُ الدهر مُطْعِما
4- أجَرْتَ رَسولَ اللّٰهِ منهم فأصْبحوا عِبادَكَ ما لَبّى مُلَبٍّ وَأحْرَمَا
5- فَلَوْ سُئِلَتْ عنهُ مَعَدٌّ بأسرِها وقحطَانُ أوْ باقی بقيّةِ جُرْهُما
6- لَقالوا هو المُوفى بخُفرَةِ جَارِهِ وَذِمّتِهِ يَوْماً اذا مَا تَذَمّمَا
7- فما تَطْلُعُ الشمْسُ المنيرَةُ فوْقهم على مِثْلِه منهُمْ أعَزَّ وأكرَما
8- اباءً اذا يأبَى وَأكرَمَ شِيمَةً وَأنْوَمَ عنْ جارٍ اذا اللّيلُ أظلَما

”اے آنکھ! لوگوں کے سردار مطعم بن عدی پر اشک بہا، اگر تو خشک ہو جائے تو خون کے آنسو رو، سب لوگوں سے عظیم اور اعلیٰ شخصیت پر آنسو بہا اور اس محسن پر رو جس کے احسانات اس وقت تک جاری رہے جب تک وہ زندہ رہا۔ اگر کسی کی بزرگی اور کارنامے اس کو زندہ رکھ سکتے تو مطعم اس قابل تھے کہ ان کو ہمیشہ کی زندگی عطا کردی جاتی۔ اے مطعم! آپ نے رسول اللہ ﷺ کو پناہ دی، جب آپ ﷺ کی پکار پر کسی نے لبیک نہیں کہا اور محرومی دکھائی، اس پناہ کی وجہ سے آپ اس مقام پر پہنچے کہ بنو ثقیف اور قریش آپ کے غلام بن گئے۔ اگر بنو معد، بنو قحطان اور دوسرے لوگوں سے مطعم کے بارے میں سوال کیا جائے تو وہ سب کہیں گے کہ وہ جب وعدہ کرتے تو اپنے وعدے کو پورا کر کے رہتے تھے۔ جن لوگوں پر سورج طلوع ہو رہا ہے ان سب میں مطعم سے زیادہ معزز اور سخی شخص کوئی نہیں ہو سکتا۔ وہ سب سے اچھے اخلاق والے اور تاریک رات میں اپنے پڑوسیوں کی مدد کرنے والے تھے۔“

حضرت حسان رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ کا ایک واقعہ

[من الطویل]

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے بنو اسلم کی ایک خاتون سے شادی کی تھی جس کا ذکر پہلے بھی گزرا، اس خاتون سے حضرت حسان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اس کی ہجو کرتے ہوئے کہا:

1- غُلامٌ أتاهُ اللؤمُ من شَطرِ خالِهِ لَهُ جانِبٌ وَافٍ وَآخَرُ أكثَمُ

''وہ ایک ایسا لڑکا ہے جسے اس کے ماموؤں کی طرف سے ذلت ملی ہے، اس کی ایک جانب مکمل اور دوسری جانب میں نقص ہے''

تشریح

یعنی باپ کی طرف سے اس کا نسب بہت اعلیٰ اور باوصف ہے لیکن اس کی ماں کا خاندان کچھ اچھا نہیں۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے یہ شعر سنا تو کہا:

غُلامٌ أتاهُ اللّؤمُ من نحوِ عمّهِ وَمِنْ خَيرِ أعْرَاقِ ابنِ حسّانَ أسلَمُ

''وہ ایک ایسا لڑکا ہے جسے اس کے چچا کی طرف سے ذلت ملی ہے، جبکہ ابن حسان کو بنو اسلم کی طرف سے بھلائی ہی ملی ہے''

﴿میں اپنے باپ سے برا ہوں!﴾

[من الکامل]

انّی لعَمْرُ أبيكَ شرٌّ من أبی وَلأنْتَ خيرٌ من أبيكَ وأكرَمُ
وَبَنوكَ نوْكَی كلُّهم ذو علّة ولأنتَ شَرٌّ من بَنِيكَ وَألأمُ

''تیرے باپ کی قسم! بلاشبہ میں اپنے باپ سے برا ہوں، اور یقیناً تو اپنے باپ سے بہتر اور زیادہ معزز ہے۔ تیرے بیٹے احمق اور عیوب کا شکار ہیں اور تو اپنے بیٹوں سے زیادہ برا اور ذلیل ہے۔''

﴿حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت﴾

[من الطویل]

زہیر بن اغر اور جامع کا تعلق ہذیل بن مدرکہ سے تھا ان دونوں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ سے غداری کی، پہلے ان کی حفاظت کا وعدہ کیا پھر وعدہ خلافی اور ان کے دشمنوں کے ہاتھ انہیں فروخت کیا جنھوں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار زہیر بن اغر اور جامع کی مذمت میں ہیں:

1- أبلغْ بَنی عَمرٍو بأنّ أخاهُمُ شَرَاهُ امرُؤ قد كان للشرّ لازما
2- شَرَاهُ زُهيرُ بنُ الأغرّ وجامعٌ وكانا قديما يرْكبانِ المحارِمَا
3- أجرْتُم فلمّا أن أجرتُم غَدَرْتُم وكنتُم بأكنافِ الرّجيعِ لهَاذِمَا
4- فليتَ خُبَيْباً لم تخنْهُ أمانَةٌ وليتَ خُبَيْباً كان بالقوْمِ عالِمَا

''بنو عمرو کو میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو کہ ان کے بھائی کو ایسے

شخص نے خرید لیا ہے جس کے ساتھ بدی پیوست ہو چکی ہے۔
انہیں زہیر بھی اغر اور جامع نے فروخت کر دیا یہ دونوں ہمیشہ سے
ایسے کام کرتے رہے ہیں جو انہیں نہ کرنے چاہئے تھے۔تم لوگوں
کو پناہ دیتے ہو اور جب پناہ دیتے ہو تو غداری کر جاتے ہو اور تم
نے مقام رجیع میں بھی امانت کو ضائع کیا ہے۔کاش! خبیب سے
خیانت نہ کی جاتی، کاش! خبیب کو ان ظالموں کی حقیقت کا علم ہوتا''

ولید بن مغیرہ کے بارے میں

[من الوافر]

1- وَصَقْعَبُ وَالِدٌ لأبيكَ قَيْنٌ لئيمٌ حلّ فی شُعَبِ الأُرُومِ
2- وَبطنَ حُباشةَ السوداءِ عدّدْ وَسائلْ كلَّ ذی حسَبٍ كريمِ
3- تُسَمّونَ المُغيرَةَ وَهوَ ظُلْمٌ وَيُنسَى ديسَمُ الاسْمُ القديمُ

''صقعب ایک لوہار تھا اور تیرے باپ کا باپ تھا، وہ ایک ذلیل
آدمی تھا اور اعلیٰ لوگوں میں جا ملا تھا۔''حباشہ'' کے پیٹ کو شمار کر اور
ہر اعلیٰ حسب والے سے اس بارے میں پوچھ لے۔یہ ایک ظلم ہے
کہ تم اسے مغیرہ کہتے ہو حالانکہ اس کا پرانا نام تو''دیسم'' ہے''

تشریح

ولید بن مغیرہ کے والد مغیرہ کو دیسم بن صقعب کہا جاتا تھا، صقعب ایک رومی غلام کا نام ہے، جو کہ شام میں رہتا تھا، مغیرہ نے دلی میلان کی وجہ سے خود کو صقعب کی طرف منسوب کر لیا تھا، حضرت حسان مذکورہ اشعار میں اسی کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔
''حباشہ'' ولید بن مغیرہ کی ماں کا نام ہے۔

ولید بن مغیرہ کے بارے میں مزید کچھ اشعار

[من البسیط]

1- باھَی ابنُ صَقعبَ اذ أثرَی بکلبتِہِ قل لأبن صَقعبَ أخفِ الشخص واکتم

''صقعب کا بیٹا اپنا زنبور پکڑ کر فخر کرتا ہے، صقعب کے بیٹے سے کہہ دو کہ وہ اس تصویر کو چھپائے اور خفیہ رکھے''

تشریح

مغیرہ کو صقعب نامی غلام سے جو قلبی میلان تھا اس کی وجہ سے ایک مرتبہ مغیرہ نے دیوار پر صقعب کی تصویر بنائی تھی، اس شعر میں حضرت حسان نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

''زنبور'' لوہاروں کا ایک اوزار ہے جسے سے وہ گرم لوہے کو پکڑتے ہیں۔

اس لفظ سے وہ صقعب کے لوہار ہونے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

2- قل للوَلید متی سُمّیتَ باسمك ذا أمْ کانَ دَیسَمُ فی الأسماءِ کالحُلُمِ

3- واذْ حُباشَۃُ أمٌّ لا تُسَرُّ بھا لا ناکِحٌ فی الذُّری زَوْجاً ولمْ تنِمِ

4- فالحقْ بِقینِكَ قَینِ السوءِ انّ لہُ کِیراً بِبابِ عَجوزِ السوءِ لمْ یَرِمِ

5- تلکمْ مصَانعُکم فی الدھرِ قد عُرِفتْ ضَرْبُ النّصَالِ وَحسنُ الرّقعِ للبُرَمِ

''ولید سے پوچھو کہ یہ نیا نام کب سے پڑا؟ کیا ''دیسم'' کوئی برا نام تھا۔ حباشہ ایک ایسی عورت ہے جس نے نہ تو کسی اچھے خاندان والے اور معزز آدمی سے شادی کی اور نہ ہی غیر شادی شدہ رہی۔ اے ولید! اپنے برے لوہار کے پاس چلا جا، اس کے دروازے پر ہمیشہ ایک پھونکنی پڑی رہتی ہے۔ سارے زمانے میں تمہارے گھروں کے بارے میں یہ معروف ہو چکا ہے کہ وہاں نیزے بنائے جاتے ہیں اور اچھے طریقے سے لوہے میں پیوند لگائے جاتے ہیں''

عبداللہ بن زبعریٰ کے بارے میں

[من الوافر]

1- لَقَدْ عَلِمتْ بَنو النَّجَّارِ أنّي أذودُ عن العشيرَةِ بالحُسامِ
2- وقدْ أبقيْتُ في سهمٍ عُلوباً الى يوْمِ التّغابُنِ وَالخِصَامِ
3- فَلا تَفْخَرْ فَقَدْ غلبَتْ قديماً عَليكَ مَشَابَةٌ من آلِ حامِ
4- فلسْتَ الى الذوَائبِ من قُصَيٍّ وَلا في عِزّ زُهرَةَ اذْ تُسامى
5- وَلا في الفَرْعِ منْ أبناءِ عَمرٍو وَلا في فَرْعِ مخزُومِ الكرَامِ
6- فأقصرْ عن هِجاءِ بَنى قُصَيٍّ فقدْ جرّبْتَ وَقعَ بَنى حَرَام

''بنونجار یعنی میرا قبیلہ جانتا ہے کہ میں اپنے قبیلے کا تیز دھار والی تلوار کے ذریعے دفاع کرتا ہوں، میں نے جنگ کے دنوں میں بنوسہم کے اندر اپنے بہت سے نشانات چھوڑے ہیں۔ اے ابن زبعریٰ! تو فخر نہ کر کیوں کہ تیرے اوپر شروع سے سیاہ فاموں کا رنگ غالب ہے۔ تیرا تعلق نہ تو بنوقصی کے اعلیٰ لوگوں سے ہے اور نہ ہی بنوزہرہ کی عزت کا کوئی حصہ تجھے ملا ہے۔ تجھے نہ تو عمرو بن ھصیص کی بزرگی ملی اور نہ مخزوم بن یقظہ کی سرداری، بنوقصی کی ہجو سے باز آجا کیونکہ تو بنوحرام کے حملے کو پہلے بھی آزما چکا ہے''

تشریح

''حرام'' حضرت حسان کے جد اعلیٰ کا نام ہے، بنوحرام سے مراد اس شعر میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ خود یا تمام انصار ہیں۔

ابن زبعریٰ کے بارے میں مزید کچھ اشعار

[من الوافر]

1- ألا انّ ادّعاءَ بنی قُصَیٍّ علی مَن لا یُناسبُهمْ حرَامُ
2- فانّكَ وَادّعاءَ بَنی قُصَیٍّ كالمُجری ولیسَ لَهُ لِجامُ
3- فَلا تَفخرْ فانّ بَنی قُصَیٍّ هُمُ الرّأسُ المُقدَّمُ والسّنامُ
4- وَأهلُ الصّیتِ والسّوْرَاتِ قِدْماً مُقدّمُها اذا نُسِبَ الكِرَامُ
5- هُمُ أعْطوا منازِلَها قُرَیْشاً بمَكّةَ وهیَ لَیْسَ لها نِظامُ
6- فَلا تفخَرْ بقوْمٍ لستَ مِنهُمْ فانّ قبیلَكَ الهُجنُ اللّئامُ
7- اذا عُدّ الأطایبُ من قرَیشٍ تَقاعَدَكُمْ الی المَخزَاةِ حَامُ
8- قَسامةُ اُمُّكُمْ انْ تنسِبوها الی نَسَبٍ فتأنفُهُ الكِرَامُ

''ان لوگوں کا بنوقصی کی طرف منسوب ہونا حرام ہے جو ان کے مناسب نہیں۔ اے ابن زبعریٰ! تیرا بنوقصی کی طرف منسوب ہونا ایسے ہے جیسے وہ گھوڑا جسے بغیر لگام کے دوڑایا جا رہا ہو۔ تو فخر نہ کر کیونکہ بنوقصی سردار اور معزز لوگ ہیں اور ان کی حیثیت سر اور کوہان کی سی ہے۔ وہ شرف ورفعت کے حامل اور دیانت وعظمت میں ممتاز ہیں اور ان کا خاندان بزرگوں کا خاندان ہے۔ انہوں نے مکہ میں اپنے جگہیں قریش کو دی ہیں جبکہ قریش کے لئے کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ تو اس قوم پر فخر نہ کر جس سے تیرا کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ تیرا قبیلہ تو غلاموں اور ذلیل لوگوں کا قبیلہ تھا۔ جب قریش کے معزز لوگوں کو شمار کیا جائے گا تو تم مکارم سے خالی اور ذلت، عار اور عیوب سے بھرے ہوئے پائے جاؤ گے۔ تمہاری ماں کا نام

''قسامہ'' ہے اور اس کا نسب بھی اعلیٰ لوگوں سے خالی ہے''

تشریح

''قسامہ'' سہم بن عمرو اور جمح بن عمرو کی ماں کا نام ہے۔ وہ قیس بن عامر خولانی کی ایک سیاہ فام باندی تھی۔

بنو مغیرہ کے بارے میں

[من المتقارب]

1- سألْتُ قُرَيْشاً فقدْ خَبَّرُوا وكُلُّ قُرَيْشٍ بكُمْ عالِمُ
2- فقالَتْ قُرَيْشٌ ولم يكذِبوا وقَوْلُ قُرَيْشٍ لكُمْ لازِمُ
3- عبِيدٌ قُيونٌ اذا حُصّلوا أبو كُمْ لَدَى كِيرِهِ جاثِمُ
4- فَسائلْ هِشاماً اذا جئتَهُ وخُرْقَةُ عَيْبٌ لكُمْ دائِمُ
5- أطْبِخُ الاهالَةِ أمْ حَقْنُها فأنفُكَ مِنْ رِيحِها وَارِمُ

''میں نے قریش سے سوال کیا تو انہوں نے مجھے تمہارے بارے میں بتایا ہے اور قریش کے تمام لوگ تمہیں جانتے ہیں۔ قریش نے جواب دیا اور یقیناً انہوں نے جھوٹ نہیں بولا، انہوں نے بتایا ہے کہ تم ایسے غلام ہو جو ایک لوہار کی اولاد ہو اور تمہارا باپ اپنی پھونکنی کے پاس زمین سے چمٹا پڑا رہتا ہے۔ تم جب ہشام کے پاس جاؤ تو اس سے پوچھ لینا اور یاد رکھو کہ تمہارے عیوب اور برائیاں تمہارے ساتھ مکمل طور پر چمٹی ہوئی ہے۔ چمڑے کو پکایا جائے یا ویسے ہی چھوڑ دیا جائے اس کی بدبو کی وجہ سے تمہارا ناک ورم آلود ہو جائے گا''

تشریح

بنومغیرہ کا معمول یہ تھا کہ وہ گوشت سے نکلنے والی چربی کو کھال فروشوں سے لے کر استعمال کیا کرتے تھے ان کے اس عمل پر حضرت حسان رضی اللہ عنہ انہیں عار دلا رہے ہیں۔

6- وجمرَةُ عَارٌ لكُمْ ثابِتٌ فقلبُكَ من ذِكرِها وَاجِمُ

''اے بنو جمرہ! عار تمہارے لئے ثابت ہے اور تمہارا دل اس کی وجہ سے ٹوٹا ہوا ہے''

بنومغیرہ کے بارے میں مزید کچھ اشعار

[من البسيط]

1- نالَتْ قرَيشٌ ذُرَى العلياءِ فانخَنَسَتْ بَنو المُغيرَةِ عن مجْدِ اللَّهاميمِ

2- وَافتخرُوا بأمورٍ أهلُهانَفَرٌ أحْسابُهُمْ مِنْ قُصَيٍّ في الغَلاصِيمِ

3- بِنَدْوَةٍ مِنْ قُصَيٍّ كانَ وَرّثَها وَباللّواءِ وحُجّابٍ قَماقِيمِ

4- مِن جوْهرٍ من قرَيشٍ فالتمسْ بَدَلاً منهُمْ مَعانيقَ في الهيْجا مَقاديمِ

5- وَاترُكْ مآثِرَ قوْمٍ في بُيوتِهِمِ وَافخَرْ بمَكرُمَةٍ في بيْتِ مخزُومِ

6- أوْ منْ بني شجعٍ ان كنتَ ذا نسَبٍ حُرٍ من القوْمِ منسوبٍ وَمعلومِ

7- هَلاّ مَنَعتُم من المَخزَاةِ أمّكُمُ عندَ الثّنيّةِ من عمْرِو بْنِ يَحمُومِ

8- بَنُو الْمُغِيرَةِ فُحْشٌ فِيْ نَدِيّهِمْ تَوَارَثُوْا الْجَهْلَ بَعْدَ الْكُفْرِ وَاللُّوْمِ

''قریش عظمت کی چوٹیوں پر پہنچ گئے لیکن بنومغیرہ کے حصے میں سوائے ذلت کے اور کچھ نہیں۔ قریش ہمیشہ ایسی باتوں پر فخر کرتے ہیں جو بنوقصی کے اعلیٰ اور معزز لوگوں میں پائی جاتی ہیں۔ قریش کو مجلس ندوہ، جھنڈا اور حجابت کا اعزاز حاصل ہے، تمہیں

چاہئے کہ قریش کے خالص لوگوں میں سے کوئی بدل تلاش کرو کیونکہ ان میں تیزی کے ساتھ آگے بڑھنے والے اور تیزی دکھانے والے لوگ موجود ہیں۔ اور اگر تم کوئی بانسب آدمی ہو تو بنو شجع سے بدل تلاش کرو کیونکہ ان کا نسب بھی معلوم اور معروف ہے۔ تمہاری ماں نے اس دن تمہیں رسوا ہونے سے نہیں بچایا جب وہ عمرو بن یحموم کے ساتھ مشغول تھی اس نے ناپاکی کی حالت میں اس طرح رات گزاری کہ مردوں کا پانی اس کی رانوں پر موم کی طرح بہہ رہا تھا۔ بنو مغیرہ اپنی مجلسوں میں بے حیائی اور فحاشی کی باتیں اور کام کرتے ہیں اور انہیں ذلت، کفر اور جہالت ورثہ میں ملی ہے''

بنو جذام کے بارے میں

[من الوافر]

1- لَعَمْرُ أبی سُمَيّةَما أُبالی أنَبَّ التيْسُ أم نطقتْ جُذَامُ
2- اذا ما شاتهُمْ وَلَدَتْ تَنَادَوْا أجَدْیٌ تحتَ شاتِكَ أمْ غُلامُ

''ابوسمیہ کی قسم! مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ کوئی بکرا چیخا ہے یا بنو جذام کے آدمی نے بات کی ہے۔ ان کا یہ حال ہے کہ جب بکری بچے کو جنم دیتی ہے تو یہ پوچھتے ہیں کہ بکری کے نیچے بکری کا بچہ ہے یا انسان کا''

﴿طلحہ بن ابی طلحہ کے بارے میں﴾

[من الوافر]

1- أَلَمْ تَرَ أَنَّ طلحةَ من قُرَيشٍ يُعَدُّ من القماقمةِ الكِرَامِ

2- وكانَ أبوهُ بالبلقاءِ دَهْراً يَسوقُ الشَّوْلَ فی جِنحِ الظلامِ

3- هُوَ الرّجلُ الذی جلبَ ابن سعدٍ وَعُثماناً مِنَ البلدِ الشّآمِ

4- هوَ الرّجلُ الذی حُدِّثْتَ عنهُ غرِيبٌ بينَ زَمزَمَ وَالمَقامِ

''کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ طلحہ کو قریش میں کوئی اعلیٰ اور معزز مقام حاصل ہے ایسی بات نہیں کیونکہ اس کے باپ نے کافی مدت مقام بلقاء میں اونٹ چرائے ہیں۔ یہ وہی آدمی ہے جو نحوست والے علاقے سے ابن سعد اور عثمان کو لایا تھا، یہ وہی آدمی جس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ زمزم اور مقام کے درمیان پردیسی اور اجنبی ہے''

تشریح

''مقام'' سے مراد ''مقام ابراہیمی'' ہے۔

﴿مخرمہ اور ابوصیفی کے بارے میں﴾

[من الوافر]

مخرمہ بن مطلب اور ابو صیفی بن ہشام آپس میں ماں شریک بھائی تھے، ان کی ماں کا نام ہند بن عمرو بن ثعلبہ ہے۔

درج ذیل اشعار میں حضرت حسان نے ان دونوں بھائیوں کی مذمت کی ہے

1- اذا ذُكِرَتْ عُقَيْلَةُ بالمخازى تَقَنَّعَ مِنْ مخازِيها اللّئامُ
2- أبو صَيْفى الذى قدْ كان منها وَمَخْزَمَةُ الدَّعِيُّ المُسْتَهامُ
3- اذا شُتِموا بِأُمّهِمِ تولّوْا سِرَاعاً ما يُبِينُ لَهُمْ كَلامُ

''جب بنوعقیلہ کے عیوب کا ذکر کیا جائے تو ان کے تمام عیوب میں کمینگی اور ذلت کے عیب کا تذکرہ بھی کافی ہے۔ ابوصَیفی کا تعلق بھی ان سے ہے اور ذلیل اور کمینہ آدمی مخرمہ بھی انہی کے خاندان سے ہے۔ جب انہیں ان کی ماں کا نام لے کر گالی دی جاتی ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں اور اس موقع پر ان کے لئے کوئی بات کرنا ممکن نہیں ہوتا''

ابولہب کے بارے میں

[من الطويل]

1- أبَا لَهَبٍ أبْلِغْ بأنّ مُحَمّداً سَيَعْلو بما أدّى وَان كنتَ راغِما
2- وَانْ كُنتَ قدْ كَذّبْتَهُ وَخذَلْتَهُ وَحيداً وَطاوَعتَ الهجينَ الضُّراغما
3- ولوْ كُنتَ حُرّاً فى أرومَةِ هاشِمٍ وفى سِرّها منهُمْ مَنعْتَ المَظالِما
4- وَلكِنّ لِحياناً أبُوكَ وَرِثْتَهُ وَمأوَى الخنا منهمْ فدَعْ عنكَ هاشما
5- سَمَتْ هاشِمٌ للمكْرماتِ لِلْعُلى وَغودِرْتَ فى كابٍ من اللؤم جاثِماً

''ابولہب کو یہ پیغام پہنچا دو کہ حضرت محمد ﷺ کا پیغام ساری دنیا میں چھا کر رہے گا خواہ تجھے یہ بات انتہائی ناگوار ہو۔ تو نے ان کی تکذیب کی اور انہیں تکلیف پہنچائی ہے اور معمولی غلاموں کی خوشی حاصل کرنے کی کوشش کی ہے، اگر تیرا تعلق ہاشم کے اعلیٰ اور معزز لوگوں سے ہوتا تو تو کبھی ایسے گھٹیا کام نہ کرتا۔ لیکن تو اپنے باپ

لحیان کا وارث ہے اور تمہارا قبیلہ بدگوئی کا مرکز ہے اس لئے تو بنو ہاشم کی طرف منسوب ہونا چھوڑ دے۔ بنو ہاشم نے عزتیں اور بلندیاں سمیٹ لیں اور تو ذلت کی گہرائیوں میں پڑا رہ گیا"

قافية "النون"

﴿حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی یاد میں﴾

[من البسيط]

1- مَنْ سرّهُ الموتُ صِرفاً لامِزاجَ لهُ فلْيأتِ مَأسَدَةً في دارِ عُثمانا

2- مُستحقِبي حَلَقِ المأذيّ قد سَفعتْ فوْقَ المَخاطمِ بَيْضٌ زانَ أبدانا

3- بَلْ ليْتَ شِعرى وليتَ الطيرَ تُخبرُني ماكانَ شأنُ عليّ وَابنِ عفّانَا

4- ضَحّوا بأشمطَ عُنوانُ السّجودِ بِهِ يُقطّعُ اللّيْلَ تسبيحاً وَقُرآنَا

5- لَتَسْمَعَنّ وَشِيكاً في دِيارِهِم اللّهُ أكبَرُ يا ثَارَاتِ عُثمانَا

"جس شخص کو مرنے کی خواہش ہو اسے چاہئے کہ حضرت عثمان کے گھر جائے۔ وہ باغی جنہوں نے اپنے آپ کو اسلحے میں چھپا رکھا تھا ((کاش کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ حضرت علی اور حضرت عثمان بن عفان کی شان کیا ہے؟)) انہوں نے دن کے وقت سفید چہرے والے شخص کو سجدے کی حالت میں ذبح کر دیا، ان کی عبادت گزاری کا یہ عالم تھا کہ وہ رات کو تسبیح اور قرآن کی تلاوت میں بسر کیا کرتے تھے۔ اے دشمنو! عنقریب تم اپنے گھروں میں ایک لشکر کی آواز سنو گے، ہائے عثمان کے غم مجھے مارے جا رہے ہیں"

تشریح

شارحین کا خیال ہے کہ اس قصیدہ کا تیسرا شعر حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا نہیں بلکہ ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

پانچویں شعر میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے باغیوں کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کی دھمکی دی ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بدلہ لینے کے لئے نکلا تھا۔

6- وَقَدْ رَضِيتُ بأهلِ الشّامِ زافِرَةً وبالأميرِ وبالاخوان اخوانَا

"میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے لئے آنے والے لشکر سے راضی ہوں، ان کے امیر سے بھی راضی ہوں اور ان سب کا بھائی ہونے پر بھی راضی ہوں"

تشریح

لشکر سے مراد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا وہ لشکر ہے جسے انہوں نے حبیب بن مسلمہ فہری کی قیادت میں حضرت عثمان کی نصرت ومدد کے لئے بھیجا تھا۔

واضح رہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مؤاخات کا رشتہ قائم کیا تھا تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا تھا۔

اگلے اشعار کے بارے میں شارحین نے یہ رائے دی ہے کہ یہ اشعار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے کے ہیں:

7- انّی لمنهُمْ وَان غابوا وان شهِدوا حتى المماتِ وما سُمّيتُ حَسّانَا

8- وَيْهاً فِدًى لكُمْ أُمّي وَما وَلَدَتْ قدْ ينفعُ الصّبْرُ في المكروهِ أحيانَا

"وہ غائب ہوں یا حاضر میں ان کا حمایتی ہوں اور اس وقت تک رہوں گا جب تک میرا نام حسان ہے یعنی ساری زندگی میں ان کی حمایت کرتا رہوں گا۔ اس لشکر پر میری ماں اور میری اولاد قربان ہو جائے، ناگوار اور ناپسندیدہ چیزوں کے پیش آنے کے وقت صبر

بعض اوقات فائدہ دیتا ہے لیکن کبھی اس کے پیمانے لبریز بھی
ہو جاتے ہیں''

تشریح

آخری شعر کا مطلب یہ ہے کہ صبر ایک اچھی اور قابل تعریف صفت ہے لیکن بعض اوقات ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ انسان حالات سے سمجھوتہ نہیں کر سکتا بلکہ اسے کچھ کر کے بھی دکھانا ہوتا ہے۔

9- شُدّوا السیوفَ بِثِنيٍ فی مناطِقکمْ حتی یَحِینَ بها فی الموْتِ مَن حانَا

10- لعلّکُمْ أنْ تَروْا یوْماً بمَغبطةٍ خَلِیفَةَ اللّٰهِ فِیکُمْ کالّذی کانَ

اے لوگو! تلواریں اٹھاؤ اور حضرت عثمان کی مدد کرو تا کہ جو گمراہ ہے
وہ ہلاک ہو جائے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو امید ہے کہ اللہ کے خلیفہ
یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اسی طرح دیکھو گے جیسا کہ وہ تھے''

شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد!!!

[من البسیط]

1- یَا لَلرّجالِ لِدَمْعٍ هاجَ بالسَّنَنِ انّی عجِبْتُ لمَنْ یبکی علی الدِّمَنِ

2- انّی رَأیتُ أمِینَ اللّٰهِ مُضْطهَداً عثمانَ رَهناً لَدی الأجداثِ وَالکفنِ

3- یاقاتلَ اللّٰهُ قوْم کان شأنُهُمُ قتلَ الامَامِ الأمینِ المُسلمِ الفَطِنِ

4- ما قاتَلوهُ عَلی ذَنْبٍ أهمّ بهِ الاّ الّذی نَطقوا بوقا ولم یکُنِ

5- اذا تذَکّرتُهُ فاضَتْ بأرْبَعَةٍ عَینی بدمْعٍ علی الخدّین مُحتتِنِ

''ان آنسوؤں کا کیا کروں جو آنکھوں سے بہے جا رہے ہیں،
میں نے اللہ کے امین یعنی حضرت عثمان بن عفان کو ظلم و زیادتی کا
شکار ہوتے دیکھا ہے۔ اس حال میں کہ وہ کفن میں لپٹے تھے اور قبر

میں اتارے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو برباد کرے جنہوں نے امین امام اور ذہین مسلمان کو شہید کردیا۔ انہوں نے حضرت عثمان کو بے گناہ شہید کیا اور ان پر لگایا گیا الزام باطل اور بے بنیاد ہے۔ جب میں انہیں یاد کرتا ہوں تو میری آنکھ کے آنسو میرے رخساروں پر بہنے لگتے ہیں''

ایک محفل کا ذکر

[من الکامل]

1- وَمُستَرِقِ النُّخامَةِ مُستكِينٍ لوَقْعِ الكأسِ مختِلِسِ البَيانِ
2- حَلَفْتُ لَهُ بمَا حجّتْ قُرَيشٌ وكلِّ مُشعْشَعٍ مِ الخمْرِ آنِ
3- لَتَصْطَبِحنْ وَإن أعرَضْتَ عنْها ولَوْ أنّي بحِيبَتِهِ سَقاني
4- فَطافَتْ طافَتَينِ فقالَ زِدْني وَذَبّتْ في الأخادِعِ وَالبَنانِ
5- فلمْ أعْرِفْ أخي حتّى اصْطَبَحنا ثلاثاً فانبرَى خَذِمَ العِنانِ
6- فَلانَ الصّوْتُ فانبَسَطتْ يداهُ وكان كأنّهُ في الغُلّ عانِ
7- وَرَاحَ ثِيابُهُ الأولى سِواها بلا بَيْعٍ أُمَيْمَ وَلا مُهانِ

''بہت سے ایسے شرابی جو نشے کی وجہ سے پوری طرح بات نہ کرسکتے تھے اور گلے کے خشک ہونے کی وجہ سے ان کے لئے تھوک نگلنا مشکل تھا میں نے انہیں اس کی قسم دی جس کا قریش حج کرتے ہیں اور اس شراب کی قسم دی جو آمیزش شدہ اور خوب پکی ہوئی ہو، قسم یہ دی کہ تو صبح تک شراب پئے گا خواہ اس سے دل بھر ہی کیوں نہ جائے اور میں کسی بھی حالت میں چلا جاؤں مجھے شراب پلائے گا۔ اس نے دو جام چڑھائے اور کہا کہ اور ڈالو پھر یہ شراب

اس کی رگوں اور پوروں میں خون کی طرح چلنے لگی۔ میں نے صبح تک اپنے شراب کے ساتھی کو نہیں پہچانا اور پھر وہ نشے کی وجہ سے بہکی بہکی باتیں کرنے لگا، اس کی آواز ہلکی ہوگئی اور ہاتھ کھل گئے اور وہ یوں محسوس ہوا جیسے بیڑیوں میں قید ہو"

تشریح

آخری شعر کا مفہوم راقم پر پوری طرح واضح نہیں ہے، اس شعر کے بارے میں شارحین نے یہ جملہ لکھا ہے:

((یرید أنه کساها))

لیکن اس کا مفہوم بالکل واضح نہیں ہو رہا۔

ہر اچھی زندگی نے فنا ہونا ہے

[من الطویل]

1- وَمُمسكٍ بِصُداعِ الرّأسِ من سُكُرٍ   نادَيْتُهُ وَهوَ مغلوبٌ فَفَدانی

2- لمّا صَحَا وتَرَاخی العیشُ قُلتُ لَهُ   انّ الحیا ةَ وانّ الموْتَ مِثلانِ

3- فاشْرَبْ من الخَمرِ ما آتاكَ مَشرَبُهُ   وَاعلمْ بأنَّ كلُّ عیشٍ صالحٍ فانِ

"سر کے درد کو نشے کے ذریعے روکنے والے دوست کو میں نے آواز دی اس حال میں کہ وہ نشے میں مغلوب تھا، اس نے میری آواز سن کر کہا "میرے ماں باپ تم پر قربان ہو جائیں" جب وہ ہوش میں آیا اور زندگی کی لذت محسوس کرنے لگا تو میں نے اس سے کہا "موت اور زندگی دونوں ایک جیسی چیزیں ہیں، جب بھی شراب پینے کا موقع ملے شراب پی اور جان لے کہ ہر اچھی زندگی نے فنا ہو جانا ہے"

ہماری رفعت کے ستون!

[من البسیط]

1- اِمّا سألْتَ فاِنّا مَعشرٌ نُجُبٌ الأزْدُ نِسبتُنا وَالماءُ غَسّانُ
2- شُمُّ الأنوفِ لهمْ مجْدٌ ومَكرُمةٌ كانتْ لَهُمْ كجِبالِ الطوْدِ أركانُ

"اے مخاطب! اگر تو ہمارے بارے میں سوال کرے تو تجھے معلوم ہوگا کہ ہم اعلیٰ اور معزز لوگ ہیں، ہماری نسبت "ازد" کی طرف ہے اور ہمارا پانی "غسان" سے تعلق رکھتا ہے۔ ہم عزت والے ہیں اور شرافت و بزرگی ہمارا شعار ہے۔ ہماری عزت و رفعت کے ستون پہاڑوں کی طرح مضبوط ہیں"

امانت کی حفاظت

[من الخفیف]

1- انّ شَرْخَ الشّبابِ والشّعْرَ الأسـ وَدَ ما لمْ يُعاصَ كان جُنونا
2- ما التّصابى على المَشيبِ وقدْ قلّ بَتُ مِنْ ذاكَ أظهرًا وبُطُونا
3- ان يكن غثٌّ من رَقاشِ حديثٌ فِبما نأكُلُ الحديثَ سمينا
4- وانتصينا نُواصى اللهوِ يوماً وبعثنا جناتنا يجتنونا
5- فَجَنَوْنا جَنًى شَهِيًّا جَلِيًّا وَقَضَوْا جوعَهُمْ وما يأكلونا
6- وَأمينٍ حدّثتُهُ سِرّ نفسى فرَعاهُ حِفظَ الأمينِ الأمينا
7- مُخْمَرٍ سِرّهُ اذا ما التَقَيْنا ثَلِجَتْ نَفْسُهُ بأنْ لا أخُونا

''جوانی کا جوش اور سیاہ بال جنون اور دیوانگی کا ذریعہ ہیں اگر اسے لہو ولعب میں نہ گزارا جائے۔ جوانی گزرنے کے بعد زندگی کی مستیوں کا کوئی مزہ نہیں ہے، میں نے مست زندگی کو خوب آزمایا ہے اور میرے نزدیک یہی فیصلہ کن اور یقینی بات ہے۔ اگر رقاش کی بات میں بھی کوئی کمی اور ملاوٹ ہے اور اس کے علاوہ ہمیں کس سے کوئی مضبوط اور مستند بات ملے گی۔ ایک دن ہم نے لہو ولعب کی پیشانیوں کو جھکایا اور اپنے ساتھیوں کو پھلوں کے چننے کے لئے بھیجا انہوں نے ہمارے لئے بہت مزیدار اور میٹھے پھل چنے لیکن اس نے انہوں نے اپنی بھوک مٹائی اور ہمیں کچھ نہ کھلایا۔ بعض امانت دار ایسے بھی ہیں جنہیں میں نے اپنی راز کی بات بتائی اور انہوں نے اس کی ایسے حفاظت کی جیسے امانت دار آدمی کو امانت کی حفاظت کرنی چاہئے۔ وہ اپنے راز کی حفاظت کرنے والے ہیں جب ہم آپس میں ملیں گے تو اس کا دل اس بات پر خوش ہوگا کہ میں نے بھی خیانت نہیں کی''

بنو عبد المدان کے بارے میں

[من الوافر]

1- وَقَدْ كُنَّا نَقُولُ اذا رأينا لِذِى جِسْمٍ يُعَدُّ وذى بَيَانِ

2- كَأَنَّكَ، أيّها المُعطى بَيَاناً وجِسماً، من بَنى عَبْدِ المَدَانِ

''جب ہم کسی پر گوشت، موٹے اور فربہ معزز اور قادر الکلام شخص کو دیکھتے تو ہم کہتے ''اے جسم وبیان کے ماہر! لگتا ہے تیرا تعلق بنو عبد مدان سے ہے''

تشریح

اس شعر میں ایک طرف بنو عبد مدان کے لوگوں کے موٹاپے پر طنز ہے اور دوسری طرف ان کی اعلیٰ بیانی کا اعتراف بھی پوشیدہ ہے۔

جبلہ بن ایہم کی تعریف میں

[من الخفیف]

1- لِمَنِ الدَّارُ أَوْحَشَتْ بِمَعَانِ ... بَيْنَ أَعْلَى الْيَرْمُوكِ فَالْخَمَّانِ

2- فَالْقُرَيَّاتِ مِنْ بَلَاسَ فَدَارَيَّـ ... ـا فَسَكَّاءَ فَالْقُصُورِ الدَّوَانِي

3- فَقِفَا جَاسِمٍ فَأَوْدِيَةِ الصُّفَّـ ... ـرِ مَغْنَى قَبَائِلٍ وَهِجَانِ

4- تِلْكَ دَارُ الْعَزِيزِ بَعْدَ أَنِيسٍ ... وَحُلُولٍ عَظِيمَةِ الْأَرْكَانِ

5- ثَكِلَتْ أُمُّهُمْ وَقَدْ ثَكِلَتْهُمْ ... يَوْمَ حَلُّوا بِحَارِثِ الْجَوْلَانِ

6- قَدْ دَنَا الْفِصْحُ فَالْوَلَائِدُ يَنْظِمْـ ... ـنَ سِرَاعاً أَكِلَّةَ الْمَرْجَانِ

"مقام معان میں یہ کس کے مکانات ہیں جو اجڑے پڑے ہیں یہ مقام یرموک اور خمان کے پاس ہے، اس کے بعد مقام بلاس کے دیہات اور پھر مقام داری پھر مقام سکاء اور پھر شاندار محلات ہیں۔ پھر مقام قفا جاسم ہے پھر مقام صفر کی وادیاں ہیں جو مختلف اور خالص نسل کے قبیلوں کا ٹھکانہ ہوا کرتی تھیں۔ یہ ایک معزز اور مانوس شخص کا گھر ہے اور مضبوط بنیاد والے لوگوں کے قیام کی جگہ ہے۔ جب وہ حارث جولان نامی جگہ اترے تو ان کی ماں نے انہیں گم کر دیا۔ عید کا دن قریب تھا اور لڑکیاں تیزی سے ساتھ مرجان کے تاج بنا رہی تھیں۔"

تشریح

"الفصح" عیسائیوں کے نزدیک عید کا دن شمار ہوتا ہے، اس میں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یاد مناتے تھے۔

7- يجتنين الجادِيَّ في نُقَبِ الرّيْـ ... طِ عليها مجاسِدُ الكتّانِ
8- لمْ يُعلِّلْنَ بالمغافِرِ والصمـ ... غِ ولانَقْفِ حَنظَلِ الشَّرْيانِ
9- ذاكَ مغنًى من آل جفنةَ في الدّهـ ... رِ وحَقٌّ تعاقُبُ الأزمانِ
10- قدْ أرَانى هُناكَ حقَّ مَكينٍ ... عِندَ ذي التّاجِ مجْلِسي ومَكاني

"ان لڑکیوں نے اپنے کپڑوں پر زعفران کا رنگ لگا رکھا ہے جس کے پھول ان کے جسم پر یوں معلوم ہو رہے ہیں جیسے وہ اپنے کپڑوں میں زعفران کے پھول چن رہی ہیں۔ یہ لڑکیاں عرب دیہاتیوں کی طرح مغفار اور اندرائن کے درخت کے پاس کھڑی ہو کر اس کی گوند کے نکلنے کا انتظار نہیں کرتیں۔ زمانے کے مختلف احوال اور طرح طرح کی مصیبتیں گزرنے کے باوجود آل جفنہ کی مالداری اور سخاوت کا یہ حال ہے کہ مجھے وہ اپنے سردار اور تاج والے بادشاہ کے پاس بیٹھنے اور رہنے کی جگہ دیتے ہیں"

مدینہ جانتا ہے!!!

[من المتقارب]

1- ويثرِبُ تعلمُ أنّا بها ... اذا التبسَ الأمرُ ميزانُها
2- ويثرِبُ تعلَمُ أنّا بها ... اذا قحطَ القَطْرُ نوءانُها
3- ويثرِبُ تعلَمُ أنّا بها ... اذا خافتِ الأوْسَ جيرانُها

4- ویَشرِبُ تَعْلَمُ أنّ النَّبیـ ـتَ عندَ الهزاهزِ ذُلّانُها

"مدینہ جانتا ہے کہ جب کوئی سنگین معاملہ پیدا ہو جائے تو ہم اسے حل کرتے ہیں۔ مدینہ جانتا ہے کہ جب قحط پڑ جاتا ہے تو ہم اس میں بارش ثابت ہوتے ہیں، مدینہ جانتا ہے کہ ہم وہ لوگ ہیں کہ جب کسی کو قبیلہ اوس والوں کا خوف ہوتا ہے تو ہم اس کی حمایت کرتے ہیں۔ مدینہ جانتا ہے کہ جنگ کے وقت نبیت بہترین جنگ جو ثابت ہوتا ہے"

تشریح

"نبیت" سے مراد عمرو بن مالک بن اوس ہے۔

5- مَتی تَرَنا الأوْسُ فی بَیضِنا نَهُزُّ القَنا تَخبُ نیرَانُها

6- وتُعطِ القِیادَ علی رَغمِها وینزِلُ من الهامِ عِصیانُها

"جب قبیلہ اوس والے ہمیں اس وقت ہتھیار میں مسلح دیکھ لیں جب ہمارے نیزے چل رہے ہوں تو ان کے سپہ سالار ہمارے تابع ہو جاتے ہیں اور ان کے سر جسم سے جدا ہونے لگتے ہیں"

بنو ہذیل کے بارے میں

[من البسیط]

1- ان سرّكَ الغدرُ صِرفاً لامِزاجَ لهُ فأتِ الرّجیعَ وَسلْ عن دارِ لحیانِ

2- قَومٌ تواصَوْا بأكلِ الجارِ كلّهمُ فخیرُهُمْ رَجُلاً والتیسُ مِثلان

3- لو ینطقُ التیسُ ذو الخصیینِ وَسطهمُ لَكانَ ذا شَرَفٍ فیهِمْ وَذا شانِ

"اگر تجھے غداری کی حقیقت دیکھنے کا شوق ہو تو مقام رجیع میں آ اور

بنولحیان کے گھر کے بارے میں سوال کر۔ یہ ایک ایسی قوم ہے جو
سب کے سب اپنے پڑوسیوں سے غداری پر سدھائے گئے ہیں
ان کا سب سے بہتر آدمی اور بکرا برابر ہیں۔ ان کے درمیان بیٹھ کر
اگر کوئی بکرا بولنے لگے تو وہ بھی ان کے نزدیک معزز اور ذی شان
ہو جاتا ہے"

ابو قیس بن اسلت قیسی کے بارے

[من الوافر]

ابو قیس بن اسلت کا اصل نام صیفی یا حارث تھا، ان کے قبول اسلام کے بارے میں مورخین کا اختلاف ہے، بعض کے نزدیک اسلام قبول کرلیا تھا جبکہ بعض مورخین دوسری طرف گئے ہیں۔ یہ بہادری اور شعر و شاعری میں قیس بن خطیم کے ہم پلہ آدمی تھے، لوگوں کو اسلام کی ترغیب دیتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنتے تھے۔

1- أَلا أَبْلِغْ أَبا قَيْسٍ رَسُولاً اذا أَلْقَى لها سَمعاً تُبِينْ
2- نَسِيتَ الجِسْرَ يَوْمَ أَبِى عَقِيلٍ وَعِندَكَ مِنْ وَقائِعِنا يَقِينْ

"ابو قیس کو میری طرف سے ایک پیغام پہنچا دو جب وہ اسے سنے گا تو
اس کی عقل روشن ہو جائے گی۔ تو "جسر" کی جنگ میں ابو عقیل
کے قتل کو بھول گیا ہے، اور تیرے پاس ہمارے بہت سے ایسے
کارنامے ہیں جن کا تجھے یقینی علم ہے"

تشریح

"ابو عقیل" سے مراد ابو عقیل اسلت اوسی ہے، یہ جسر کی جنگ میں قتل ہوا تھا۔ جسر کی جنگ کو "یوم مضرس" اور "یوم معبس" بھی کہا جاتا ہے۔

3- فلستُ لحاصِنٍ انْ لم تزُرْكمْ — خِلالَ الدُّورِ مُشعِلةٌ طَحونُ
4- يَدينُ لَهَا العزيزُ اذا رَآها — ويَهْرُبُ من مخافتِها القطين
5- تشيب الناهد العذراء فيها — ويسقط من مخافتها الجنين
6- بعيْنَيكَ القوَاضِبُ حينَ تُعْلى — بها الأبْطالُ والهامُ السُّكونُ
7- تجودُ بأنفُسِ الأبْطالِ سُجْحاً — وَأنْتَ بنفسِكَ الخِبُّ الضَّنينُ
8- ولا وَقْرٌ بسمعِكَ حِينَ تُدْعى — ضُحًى اذ لا تُجيبُ ولا تُعِينُ
9- ألمْ نَتْرُكْ مآتِمَ مُعْوِلاتٍ — لهُنّ عَلى سَرَاتكُمُ رَنِينُ
10- تُشيِّنُهمْ زَعمتَ بغيرِ شيءٍ — وَنفسَكَ لوْ علمْتَ بهمْ تَشينُ

''اگر تم اپنے گھروں میں آگ کی طرح بڑھتے ہوئے لشکر کا حملہ نہ دیکھو تو میں پاکدامن عورت کا بیٹا نہیں!!! وہ ایسا سخت حملہ ہوگا کہ جس کے سامنے بڑے بڑے بہادر جھک جائیں گے اور اس کے خوف سے خادم بھاگنے لگیں گے۔ نوجوان دوشیزہ اور شرمیلی لڑکیاں اس کی شدت سے بوڑھی ہو جائیں گے اور اس کی وجہ سے عورتوں کے حمل گر جائیں گے۔ اس وقت تیری آنکھوں کے سامنے ہماری تلواریں بلند ہوں گی تو ان پر بہادر لوگوں کے سر اور کھوپڑیاں ہوں دیکھے گا۔ اس لشکر میں بہادر اور دلیر لوگ اپنی جانوں کو خوشی کے ساتھ پیش کریں گے لیکن تو حیاری اور مکاری کے ساتھ اپنی جان بچاتا پھرے گا۔ جب تجھے قربانی کے لئے بلایا جائے گا تو نہ تو لبیک کہے گا اور نہ ہی مدد کے لئے آگے آئے گا۔ ہم وہاں تمہاری عورتوں کے ایسے گروہ چھوڑیں گے جو تمہارے سردار اور اعلیٰ لوگوں پر گریہ وزاری کر رہی ہوں گی۔ تو اپنے ساتھیوں کو عیب دار کردے گا اور تیرا نفس ان کے لئے عیب کا باعث ہوگا''

11- قَتَلتُمْ وَاحِدًا مِنَّا بِألفٍ — هَلا لِلّهِ ذَا الظَّفَرُ الْمُبِيْنُ
12- وَذَلِكَ انّ الفكُمْ قَلِيلٌ — لِوَاحِدِنَا. اَجَلْ اَيضًا وَمِيْنُ

13- فَلا زِلْتُم، كَمَا كُنْتُمْ قَدِيْمًا وَلا زِلْنَا كَمَا كُنَّا نَكُوْنُ
14- يَطِيْفُ بِكُمْ مِنَ النَّجَّارِ قَوْمٌ كَأُسْدِ الْغَابِ مَسْكَنُهَا الْعَرِيْنُ
15- كَأَنَّا، إِذْ نُسَامِيْكُمْ رِجَالًا جِمَالٌ حِيْنَ يَجْتَلِدُوْنَ جُوْنُ
16- وَلَنْ تَرْضَى بِهٰذَا فَاعْلَمُوْهُ مَعَاشِرَ أَوْسٍ مَا سُمِعَ الْحَنِيْنُ
17- وَقَدْ أَكْرَمْتُكُمْ وَسَكَتُّ عَنْكُمْ سَرَاةَ الْأَوْسِ لَوْ نَفَعَ السُّكُوْنُ
18- حَيَاءً أَنْ أُشَاتِمَكُمْ وَصَوْنًا لِعِرْضِي إِنَّهُ حَسَبٌ سَمِيْنُ
19- وَأَكْرَمْتُ النِّسَاءَ وَقُلْتُ رَهْطِي وَهٰذَا حِيْنَ أَنْطِقُ أَوْ أُبِيْنُ

''تم نے اپنے ہزار آدمیوں کے بدلے ہمارے ایک آدمی کو مارا، یہ عظیم اور واضح کامیابی اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے۔ اصل میں حقیقت یہ ہے کہ تمہارے ہزار آدمی ہمارے ایک آدمی سے کم تر ہیں۔ تم جیسے ہو ایسے شروع سے ہو اور ہم جیسے ہیں ایسے شروع سے ہیں۔ تمہارے اوپر بنو نجار کی ایک ایسی جماعت حملہ کرے گی جو جنگل کے شیروں کی طرح ہے۔ ہم جب جنگ کے میدان میں تم سے مقابلے کے لئے بڑھیں گے تو گرجتے ہوئے بادل کی طرح محسوس ہوں گے۔ اے اوس کے برگزیدہ لوگو! میں نے تمہارا عزت کی ہے اور تمہارے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے، کیونکہ مجھے اس بات سے حیاء آتی ہے کہ تمہیں گالی دوں، تمہاری ہجو سے باز آجانے میں میرا بھی فائدہ ہے اس سے میرا عالی شان نسب تمہاری زبانوں سے محفوظ رہے گا۔ میں نے تمہاری عورتوں کی بھی عزت کی اور اپنے لشکر سے کہہ دیا کہ یہ قابل عزت اور قابل تکریم ہیں''

بنو حماس کے بارے میں

[من الکامل]

1- یا راکِباً امّا عَرَضْتَ فبلّغَنْ عَبْدَ المَدانِ وَحُلَّ آلِ قِیانِ

''اے سوار! اگر تیری عبد مدان اور غلاموں کی اولاد کے ذی شان لوگوں سے ملاقات ہو تو انہیں میرا یہ پیغام دے دینا''

تشریح

''عبد مدان'' سے مراد ابن الدیان بن قطن بن زیاد بن حارث ہے، بنو دیان سے مراد بنو حارث بن کعب کے سرکردہ لوگ ہیں۔ بنو حارث نجاشی شاعر کا قبیلہ ہے، اس شاعر کا ذکر پہلے بھی گزرا کہ وہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے قبیلے بنو نجار کی ہجو کیا کرتا تھا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار نجاشی شاعر کے خاندان کے بارے میں کہے ہیں۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے غلاموں کی اولاد کہہ کر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ نجاشی کا رنگ حبشہ کے غلام لوگوں کی طرح سیاہ تھا۔

2- قد کنتُ أحسَبُ أنّ أصْلی أصلکم حتّی أمرْتُم عبدَکُمْ فهجانی

3- فَتَوَقَّعوا سُبُلَ العذابِ علیکمُ مِمّا یُمِرُّ عَلی الرّوِیِّ لِسَانی

4- فَلأذکرَنّ بَنی رُمَیْمَةَ کلَّهُمْ وبَنی الحُصَینِ بخزْیةٍ وهَوَانِ

5- ولَتُعْرَفَنّ قَلائِدی برِقابکُمْ کالوَشْمِ لا تبْلی علی الحَدَثانِ

6- أبَنی الحِماسِ فما أقولُ لِثَلّةٍ تَرْعی البقاعَ خبیثةَ الأوْطانِ

7- أینَ المِثالُ بنی الحِماسِ اذا ذکتْ بِهجانکُمْ مُتَشنِعاً نِیرانی

''پہلے تو میں یہ خیال کرتا تھا کہ تمہارا اور میرا خاندان ایک ہی شاخ سے تعلق رکھتا ہے لیکن تم نے اپنے غلام نجاشی کو حکم دیا اور اس نے میری ہجو کی ہے۔ جب میری زبان پر اس کے جواب میں اشعار

جاری ہوں گے تو تم محسوس کرو گے کہ عذاب کے راستے تم پر کھل گئے ہیں۔ میں بنو ریمہ کے سب لوگوں اور بنو حصین کا ذکر رسوائی اور ذلت کے ساتھ کروں گا، پھر تمہیں محسوس ہوگا کہ میں نے تمہاری گردنوں پر پٹہ باندھ دیا ہے۔ اے بنو حماس! میں اس بدترین علاقے والے چرواہے سے کیا کہوں جو بکریوں کے ریوڑ چراتا ہے، اے بنو حماس! جب میری زبان تمہاری ہجو کی آگ بھڑکائے گی تو تم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر آ جاؤ گے"

بنو حماس کے بارے میں مزید کچھ اشعار

[من الوافر]

1- ألا أبْلِغْ بَنى الدّيّانِ عنّى   مُغَلْغَلَةً وَرَهْطَ بَنى قِيانِ

2- وَأبْلِغْ كلَّ مُنتخَبٍ هَوَاءٍ   رَحِيبِ الجوْفِ من عبدِ المَدانِ

3- مَيَامِسُ غَزّةٍ وَرِماحُ غَابٍ   خِفافٌ لا تقومُ بهَا اليَدانِ

4- تفاقَدْتُمْ علامَ هَجوْتُمُونى   ولَمْ أظلِمْ ولم أُخلِسْ بَيانى

"اے مخاطب! میری طرف سے بنو دیان اور غلاموں کی اولاد کو ایک پیغام پہنچا دو، اور ہراس بزدل اور ضعیف و ناتواں شخص کو بھی بتا دو جو بنو مدان سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ شام کے علاقے غزہ کے مسخرے ہیں، وہ بانسوں کی طرح کھوکھلے ہیں، ان کے ہاتھ بھی کسی چیز کو قوت سے نہیں پکڑ سکتے، انہیں یہ پیغام پہنچا دو کہ اللہ تمہیں تباہ کرے!!! تم نے میری ہجو کی ہے حالانکہ میں نے تمہارے ساتھ کوئی زیادتی نہ کی تھی، اب میری زبان سے تمہیں کوئی نہ بچا سکے گا"

قافیة "الواو"

ایک جادوگرنی کا واقعہ

[من الوافر]

ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ ایک مرتبہ ایک جادوگرنی مدینہ کی ایک گلی میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے سامنے آگئی، اس نے انہیں گرادیا اور ان کے سینے پر چڑھ کر بولی "تو ہی وہ شخص ہے جس کی قوم اسے اپنا شاعر سمجھتی ہے؟"

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا "ہاں، میں اپنی قوم کا شاعر ہوں"

وہ بولی "میں تجھے اس وقت تک نہیں چھوڑوں گی جب تک تو ایک ہی حرف روی پر تین شعر نہ کہہ دے"

اس پر حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے یہ شعر کہا: -

۱- اذا ما تَرَعْرَعَ فِينَا الغُلام فما انْ يُقَالُ لهُ مَنْ هُوَهْ

"جو کوئی لڑکا ہم میں پرورش پاتا ہے تو اس کے بارے میں یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں رہتی کہ اس کا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟ کیونکہ اس کی اعلیٰ صفات وعادات اس کے خاندان کی عکاسی کرتی ہیں"

یہ سن کر جادوگرنی نے کہا "دوسرا شعر کہو"

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے برجستہ یہ شعر کہا:

2- اذا لَمْ یَسُدْ قَبلَ شَدّ الأزار فذلِكَ فِینَا الذی لا هُوَهْ

''جو بچہ شلوار یا تہبند باندھے سے پہلے سردار نہ بن جائے وہ ہم میں سے نہیں ہو سکتا''

اس نے کہا ''تیسرا شعر کہو''

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

3- ولی صَاحبٌ من بَنی الشَّیْصَبان فَطوْراً أقولُ وطوْراً هُوَهْ

''جنات میں میرا بھی ایک ساتھی ہے جس کا تعلق بنو شیصبان سے ہے، میرے شعر کبھی تو میں کہتا ہوں اور کبھی وہ کہتا ہے''

ان اشعار کے بارے میں یہ تو ابن کلبی کی رائے تھی، لیکن علامہ اثرم کی رائے یہ کہ جب حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی بینائی زائل ہوگئی تو ایک مرتبہ وہ ابن زبعریٰ اور عبداللہ بن طلحہ کے پاس سے گزرے، حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا بیٹا بھی تھا، جب حضرت حسان رضی اللہ عنہ آگے بڑھ گئے تو ابن زبعریٰ نے چیخ کر کہا ''اے ابو الولید! یہ لڑکا کس کا ہے؟'' اس پر حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے یہ مذکورہ اشعار کہے۔

قافیة "الیاء"

ہبیرہ بن ابی وہب کو جواب

[من البسیط]

1- سُقتمْ کِنانةَ جهْلاً من عداوتکم الی الرّسولِ فجُندُ اللّٰهِ مُخزِیها

"تم نے ہم سے دشمنی کی اور اپنی جہالت کی وجہ سے بنو کنانہ کو موت کے گھاٹ پر یعنی ہمارے مقابلے میں لے آئے، اللہ کے لشکر نے غالب آکر رہنا ہے"

تشریح

"جند اللہ" یعنی اللہ کے لشکر سے مراد یا تو مسلمان ہیں یا وہ فرشتے جو مسلمانوں کی مدد کے لئے اترے تھے۔

2- أوْرَدتُموها حِیاضَ الموْتِ ضَاحیةً فالنّارُ موْعدُنا والقتلُ لاقِیها

3- أنتم أحابیشُ جُمّعتُمْ بلا نَسَبٍ أئِمّةُ الکُفْرِ غرّتکُمْ طوَاغِیها

4- هَلاّ اعتبرتُمْ بخیلِ اللّٰهِ اذْ لقیَتْ أهلَ القَلیبِ ومَن أرْدَیْنَه فِیها

5- کمْ من أسیرٍ فکَکْناهُ بِلا ثَمنٍ وَجَزِّ ناصِیةٍ کُنّا مَوالِیهَا

"تم انہیں موت کے حوض پر لے آئے اور انہیں ہماری آگ میں

ڈلوا کر قتل کروادیا۔ تم گرے پڑے اور بے نسب لوگ ہو اور تم کفر کے امام ہو، کیا تمہیں میدان بدر میں ہونے والی شکست اور اس میں ہلاک ہونے والے لوگوں سے عبرت حاصل نہ ہوئی جب اللہ کے گھڑ سواروں نے انہیں نیست و نابود کر دیا۔ کتنے ہی قیدی اور سردار ایسے تھے جنہیں ہم نے بغیر قیمت کے رہا کر دیا حالانکہ کبھی وہ ہمارے سردار ہوا کرتے تھے''

بنو ہذیل کے بارے میں

[من البسیط]

1- لَوْ خُلِقَ اللؤمُ انساناً یکلّمهُمْ ... لکانَ خَیْرَ هُذَیلٍ حِینَ تأتِیهَا

2- تَرَی من اللؤمِ رَقماً بینَ أعیُنِهِمْ ... کما کَوَی أذْرُعَ العاناتِ کاوِیها

3- تبْکی القُبورُ اذا ما ماتَ میّتُهُمْ ... حتی یَصِیحَ بمنْ فی الأرْضِ داعِیهَا

4- مِثلُ القَنافِذِ تَخزَی أن تُفاجئَها ... شَدَّ النهارِ ویُلقی اللیلَ سارِیها

''اگر ذلت کو انسانی شکل دے دی جائے تو وہ بنو ہذیل کے بہترین لوگوں سے بہتر ہوگی۔ ان کی آنکھوں کے درمیان ان کی ذلت کی علامت مرقوم ہے، جس طرح گدھی پر علامت لگائی جاتی ہے، جب ان کا کوئی آدمی قبر میں اترتا ہے تو اسے دیکھ کر قبر بھی رونا شروع کر دیتی ہے یہاں تک کہ زمین پر موجود لوگ بھی چیخنے لگتے ہیں۔ تم اس سیہی نامی جانور کی طرح ہو جو دن کی روشنی میں سفر کرنے کے بجائے رات کو چھپ کر چلنا پسند کرتا ہے تا کہ اسے کوئی دیکھ نہ لے''

تشریح

''سیی'' چوہا نما ایک جانور ہے جس پر کانٹے ہوتے ہیں۔

﴿ہوازن بن منصور کے بارے میں﴾

[من البسیط]

1- أبلغْ هَوازِنَ أعلاها وأسفلَها — أنْ لستُ هاجيَها الاّ بما فيها
2- قَبيلةٌ ألأمُ الأحياءِ أكرَمُها — وَأغدرُ الناس بالجيرَان وَافيها
3- وشرُّ مَن يحضرُ الأمصارَ حاضرُها — وشَرُّ بادِيَةِ الأعْرَابِ بادِيهَا
4- تبْلى عظامُهُمُ امّا همُ دُفنوا — تحتَ الترابِ ولا تفنى مخازيها
5- كأنّ أسنانهم من خُبثِ طِعمتهم — أظْفارُ خاتِنةٍ كلّتْ مَوَاسِيها

''بنو ہوازن کے اگلے اور پچھلے لوگوں کو یہ پیغام پہنچا دو کہ میں ان کی صرف ان عیوب پر ہجو کروں گا جو ان میں موجود ہیں۔ یہ ایک ایسا قبیلہ ہے جو تمام قبیلوں میں سب سے زیادہ ذلیل اور دھوکہ دہی اور وعدہ خلافی میں سب سے آگے ہے۔ شہر میں رہنے والوں میں سب سے ذلیل اور دیہاتی لوگوں میں سب سے بدتر اسی قبیلے کے لوگ ہیں۔ قبر میں دفن ہونے کے بعد ان کی ہڈیاں تو پرانی اور بوسیدہ ہوجاتی ہیں لیکن ان کی ذلت اور رسوائی کبھی پرانی اور ختم نہیں ہوتی۔ ان کے دانت گندگی اور خباثت کی وجہ سے اس عورت کے ناخنوں کی طرح ہیں جو ختنے کرتی ہے''

ایک وصیت

[من الکامل]

1- أوصَى أبُونا مالِكٌ بوَصايَةٍ   عَمرواً وعَوفاً، اذ تجَهّزَ غادِيَا

2- بأنِ اجعَلوا أموالكُمْ وسيوفَكُمْ   لأعراضِكُم ما سَلّمَ اللّٰهُ واقِيَا

3- فقُلنا لهُ اذ قالَ ماقال: مَرْحباً   أمَرْتَ بمَعروفٍ وأوصَيتَ كافِيَا

"جب ہمارے باپ مالک کی موت کا وقت آیا تو انہوں نے عمرو اور عوف نصیحت کی کہ "جب تک اللہ تعالیٰ تمہیں زندہ رکھے تم اپنے مالوں اور اپنی تلواروں کو اپنی عزت کی حفاظت کا ذریعہ بنا کر رکھو" جب انہوں نے یہ نصیحت کی تو ہم نے کہا "ہم اس نصیحت کو مانیں گے، آپ نے اچھے کام کا حکم دیا اور ایک کفایت کرجانے والی وصیت کی ہے"

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتی زندگی

[من الطویل]

1- ثوى في قريش بضْعَ عشرَةَ حِجّةً   يُذكّرُ لوْ يَلْقى صديقا مُوَاتِيا

2- وَيَعْرِضُ في أهلِ المَواسِمِ نفسَهُ   فلمْ يرَ مَن يُؤوي ولمْ يرَ داعِيَا

3- فلمّا أتانا واطمأنّتْ به النّوى   فأصْبحَ مسرُوراً بطيبَةَ راضِيَا

4- وَأصْبحَ لا يخْشَى عَداوَةَ ظالِمٍ   قريبٍ وَلا يخشى من الناس باغِيَا

5- بذَلْنا لَهُ الأموالَ من جُلّ مالِنا   وَأنفُسَنا عندَ الوَغى والتّآسِيا

6- نُحارِبُ مَن عادَى من الناس كلّهم جميعاً و ان كانَ الحبيبَ المُصافِيَا

7- ونَعلمُ أنّ اللّٰهَ لا رَبّ غيرُهُ وَأنّ كِتابَ اللّٰهِ أصْبَحَ هَادِيَا

''حضرت محمد ﷺ نے قریش میں دس سے زیادہ سال قیام فرمایا، وہاں اگر انہیں کوئی ہمدرد اور غم گسار مل جاتا تو آپ اسے دین اسلام کی دعوت دیتے۔ وہ حج کے دنوں میں مختلف قبائل کے پاس جاتے اور ان سے اسلام کی حمایت ونصرت کی بات کرتے لیکن وہاں انہیں کوئی پناہ اور دعوت قبول کرنے والا نہ ملا، پھر آپ ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے اور آپ نے یہاں آکر اطمینان، فرحت، خوشی، مسرت اور سکون محسوس کیا۔ یہاں انہیں نہ تو کسی ظالم رشتہ دار کی دشمنی کا خوف ہے اور نہ کسی سرکش کی بغاوت کا، ہم نے اپنے قیمتی مال آپ کے قدموں میں نچھاور کردیئے اور اپنی جانیں آپ پر قربان کرنے کا عزم کیا۔ جو شخص آپ کے مقابلے میں آیا ہم نے اسے منہ توڑ جواب دیا خواہ وہ کوئی قریبی دوست اور رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو، ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رب نہیں اور اللہ کی کتاب قرآن مجید ہدایت کی اصل بنیاد ہے''

اختتام بالخیر

10 محرم الحرام 1430 ہجری

08 جنوری 2009 عیسوی

فہرست مضامین

دیوان حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ

فهرس المراجع

(وہ کتابیں جن سے اس شرح کی تیاری میں مدد لی گئی)

☆ القرآن الحکیم تنزیل من الرحمن الرحیم۔

(1) صحیح البخاری۔ للامام محمد بن اسمعیل البخاری(م:٢٥٦ الهجرية)۔ دارالسلام۔ریاض.

(2) صحیح مسلم ۔للامام أبی الحسین مسلم بن الحجاج النیسابوری (م:٢٦١ الهجرية) ۔ دارالسلام۔ریاض.

(3) سنن أبی داؤد۔ للامام سلیمان بن اشعث السجستانی (م:٢٧٥ الهجرية)۔ دارالسلام۔ ریاض.

(4) جامع الترمذی۔ للامام محمد بن عیسی الترمذی (م:٢٧٩)۔ دارالسلام۔ ریاض.

(5) سنن النسائی۔للامام الحافظ أبی عبد الرحمن أحمد بن شعیب بن علی ابن بحر النسائی(م:٣٠٣ الهجرية) ۔ دارالسلام ، ریاض.

(6) سنن ابن ماجه۔ للامام ابی عبد الله محمد بن یزید الربعی القزوینی(م:٢٧٣)۔ دارالسلام۔ ریاض.

(7) مؤطا الامام مالك۔ للامام انس ابن مالك الأصبحی المدنی (م:٨٤ الهجرية)۔ دار احیاء التراث العربی۔بیروت.

(8) مؤطا الامام محمد ۔ للامام محمد بن الحسن الشیبانی (م:١٨٧ الهجرية) ۔ مکتبه رحمانیه۔لاهور.

(9) شرح معانی الآثار۔ لأبی جعفر أحمد بن سلمة الأزدی الحجری

الطحاوی (م:۳۲۱ الھجریة)۔مکتبه رحمانیه۔لاھور۔

(10) مسند الامام أحمد ۔لأبی عبد الله أحمد بن حنبل الشیبانی (م:۲٤۱الھجریة)۔ المکتب الاسلامی۔ بیروت۔

(11) سنن الدارمی۔ابو محمد عبد الله بن عبد الرحمن الدارمی (م:۲۵۵الھجریة)۔دارالکتاب العربی۔ بیروت۔

(12) کنز العمال فی سنن الأقوال و الأفعال۔ للامام علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الھندی البرھان فوری (م: ۹۷۵الھجریة) بتحقیق محمود عمر الدمیاطی۔دار الکتب العلمیة۔ بیروت۔

(13) حیاۃ الصحابة رضی الله عنہم ۔للعلامة الداعیة محمد یوسف الکاندھلوی (م:۱۹۶۵ء)۔ کتب خانه فیضی۔لاھور۔

(14) حلیة الاولیاء وطبقات الأصفیاء۔للامام الحافظ أبی نعیم أحمد بن عبد الله الأصفھانی (م:٤۳۰ الھجریة) ۔ مطبعة السعادۃ ۔مصر۔

(15) البدایة و النھایة ۔الحافظ عماد الدین ابن کثیر الدمشقی (م:۷۷٤الھجریة)۔ مکتبة المعارف۔ بیروت۔

(16) الاصابة فی تمییز الصحابة۔ للامام احمد بن علی بن حجر العسقلانی(م:۸۵۲الھجریة)۔مطبعة السعادۃ۔مصر۔

جامع بیان العلم وفضله۔ لأبی عمر یوسف بن عبد البر ت (م:٤٦۳الھجریة)۔ دار ابن الجوزی۔ الریاض۔

(17) الترغیب والترھیب۔ للامام الحافظ ابی القاسم اسماعیل بن محمد الأصبھانی المعروف بابن قوام(م:۵۳۵الھجریة)۔ طبعة دارالحدیث۔ القاھرۃ۔

(18) الطبقات الکبری۔ للامام محمد بن سعد بن منیع الزھری (م:۲۳۰

الهجرية)۔ دار صادر۔بيروت.

(19) تاريخ الطبری۔للعلامة ابی جعفرمحمدبن جريربن يزيد الطبری (م: ۳۱۰ الهجرية)۔دارالكتب العلمية۔بيروت.

(20) أسد الغابةفی معرفة الصحابة۔ للامام عز الدين ابن الأثير، علی بن محمد الجزری(م: ۶۳۰الهجرية)۔طبعة دارالفكر۔ بيروت.

(21) تهذيب التهذيب۔للامام احمد بن علی بن حجرالعسقلانی (م:۸۵۲الهجرية)۔ مطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية۔ الهند مصورة بدار صادر۔ بيروت.

(22) المعجم الوسيط، لمجمع اللغة العربية،مصر۔

(23) ديوان حسان بن ثابت الأنصاری، للدكتور عمر فاروق الطباع،شركة دارالأرقم بن أبی الأرقم، بيروت،لبنان.

(24) شرح ديوان حسان بن ثابت الأنصاری، لعبد الرحمن البرقوقی، بتحقيق الدكتور يوسف الشيخ محمد البقاعی، دارالكتاب العربی، بيروت، لبنان. 1427ھ /2006م

(25) تاريخ الأدب العربی، أحمد حسن الزيات، قديمی كتب خانه ، كراتشی.

(26) القاموس الوحید،مولانا وحیدالزماں قاسمی کیرانوی،ادارہ اسلامیات،لاہور

(27) سیرۃ المصطفی ﷺ ،مولانا ادریس کاندھلوی صاحبؒ(م:۱۳۹۴ھ)، مکتبۃ الحسن،لاہور۔

(28) سیر الصحابہ رضی اللہ عنہم ، مولانا عبدالسلام ندویؒ ومعہ جماعۃ من العلماء ، ادارۃ اسلامیات،لاہور۔

(29) تاریخ اسلام،مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی،مشتاق بک کارنر،لاہور۔

(30) کیفیات، زکی کیفی مرحوم، ادارہ اسلامیات، لاہور۔